

مجلس عالیٰ التعلیم و تربیت
فکارتی و ادبیات
المکتوبہ

وکیلانِ ہندوستان

جلد ہفتم

از اشاد

مجلس عالیٰ التعلیم و تربیت
فکارتی و ادبیات
المکتوبہ

تخریج و ترتیب

مصطفیٰ محمد باب مسکوری مدرس دارالعلوم صدیقہ زردی

اشاد و اشاد

مجلس عالیٰ التعلیم و تربیت
فکارتی و ادبیات
المکتوبہ

اللَّهُ

فَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ أَن يَكْفُرُوا بِاللَّهِ مَا كَفَرُوا بِاللَّهِ قَطْرًا ۚ أَتَعْلَمُونَ

اللَّهُ

فتاویٰ دیوبند پاکستان

المعروف به

فتاویٰ فریدیہ (جلد پنجم)

افادہ

محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ترتیب

مفتی محمد وہاب منگھوری (سوات)

اہتمام و اشاعت

مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زرubi ضلع صوابی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

- نام کتاب: ————— فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد پنجم)
- افادات: ————— محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید مجددی زروپوی دامت برکاتہم شیخ الحدیث و صدر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
- ترتیب و تخریج: ————— مولانا مفتی محمد وہاب منگلوری نقشبندی (سوات)
- کمپوزنگ: ————— حافظ ولی الرحمن صدیقی..... (لوند خوڑ)
- ضخامت: ————— ۶۰۸/صفحات
- طبع بار اول: ————— نومبر ۲۰۰۹ء ، ذی قعدہ ۱۴۳۰ھ
- تعداد بار اول: ————— بائیس سو..... (۲۲۰۰)
- قیمت: —————
- نگرانی: ————— مولانا مفتی سیف اللہ حقانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
- اہتمام و اشاعت: ————— مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی
- مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروپوی ضلع صوابی (پاکستان)

فون و فیکس دارالعلوم: 480534-0938 رہائش: 480156

موبائل: 0300-5681986

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین جلد پنجم

صفحہ	عنوانات
	باب المہر
۳۹	مہر کے عدم تقرری یا طے نہ ہونے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا
۳۹	حق مہر نہ دینے یا فروخت کرنے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا
۴۰	مہر میں ہر قسم مال مقوم مقرر کیا جاسکتا ہے
۴۱	مہر فاطمی کا مطلب اور مقدار
۴۳	مہر شرعی کی مقدار
۴۴	مہر شرعی کی کم از کم مقدار
۴۵	مہر شرعی کی کم از کم مقدار اور موجودہ کرنسی کے حساب سے تفصیل
۴۶	کم از کم مہر شرعی کی مقدار اور زیادتی میں غلو ممدوح نہیں
۴۸	تکثیر مہر مباح لیکن افضل نہیں ہے
۵۰	زیادت مہر امر مندوب نہیں بلکہ تقلیل مہر مندوب ہے
۵۱	تکثیر مہر مباح لیکن ذریعہ محرمات بننے کی وجہ سے ممنوع قرار دیا جائے گا
۵۲	مغالات فی المہر میں اعتداء کا انسداد اہل حل و عقد کیلئے جائز ہے

صفحہ	عنوانات
۵۳	باقاعدہ مہر مقرر کرنے سے شغار متحقق نہیں ہوتا.....
۵۴	مہر مقرر کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے اس میں کمی بیشی جائز ہے.....
۵۴	بیوی کی مرضی کے بغیر مہر میں کمی جائز نہیں.....
۵۵	ایک بار مجلس میں مہر مقرر کر کے بعد میں زیادتی کے مطالبہ کا حکم.....
۵۶	مہر کی کمی کا اختیار لڑکی کو حاصل ہے والدین یا پنچایت کو نہیں.....
۵۷	مہر میں دی ہوئی دکان عورت کی مرضی یا ہبہ کے بغیر کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں.....
۵۷	حق مہر میں دی ہوئی چیز عورت کی ملکیت ہوتی ہے.....
۵۸	نقد مہر کے عوض میں زمین وغیرہ دینا بالا جماع جائز ہے.....
۵۹	مہر کی بخشش جائز اور ناجائز حیلے ناجائز ہیں.....
۵۹	مہر میں مکان کا ایک تہائی حصہ لینے یا اس کے بدلے تین سو روپے لینے کا مسئلہ.....
۶۰	مسئلہ بالا کے متعلق دوبارہ استفسار.....
۶۱	مہر کے ساتھ ماہوار رقم کے تقرر کی رسم دراصل نفقہ ہے مہر نہیں.....
۶۲	غیر متعین یعنی غیر معلوم چیزوں کا مہر میں لینے دینے کا مسئلہ.....
۶۲	مہر مؤجل ہو یا معجل مشروع ہے اور بعض کا معجل کرنا سنت ہے.....
۶۳	مہر مؤجل اور معجل کی ادائیگی اور اقسام کے احکام.....
۶۴	شادی مانگنے پر لڑکے سے رقم طلب کرنا حرام خوری ہے.....
۶۵	شادی کے موقع پر لڑکی کے گھر کھانے کا خرچہ زوج سے وصول کرنے کا حکم.....
۶۶	مہر کے حیلہ سے لڑکی کے والدین رقم لے کر حرام خوری کرتے ہیں.....
۶۶	والدین کا مہر کے نام پر رقم لینا حرہ کی فروخت اور حرام خوری ہے.....

صفحہ

عنوانات

۶۷	لڑکی کے عوض کچھ رقم لینے کا حکم
۶۹	شادی کے موقع پر لڑکے والوں سے بیل وغیرہ کھانے کیلئے مانگنے کا حکم
۷۰	مہر کے علاوہ لڑکے والوں سے رقم لینے کا تفصیلی مسئلہ
۷۲	طلاق کے بعد مہر اور جہیز کا سامان بیوی کو واپس دیا جائے گا
۷۳	قبل از رخصتی لڑکی کے مرنے پر مہر کا مسئلہ
۷۳	بعد از رخصتی طلاق دینے کے بعد عورت کا تمام مہر واجب الادا ہے
۷۴	غیر شادی شدہ مطلقہ نصف مہر کی مستحقہ ہے
۷۵	مال حرام کے جہیز کا مسئلہ
۷۵	جہیز میں عاریۃ دیا گیا سامان یا مال واپس لیا جا سکتا ہے
۷۶	مہر میں مشاع زمین و گھر دینا جائز ہے

باب فی الاولیاء

۷۸	حدیث ”لا نکاح الا بولی“ کا معنی و مطلب
۷۹	ولایت اور وکالت نکاح میں عدالت شرط نہیں
۸۰	ولی یا گواہ کی وفات سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا
۸۱	بیوہ کو میراث کے طور پر نکاح میں دینے کا حکم
۸۲	نکاح میں نابالغ ولی کے ایجاب و قبول کا حکم
۸۲	جبراً ایجاب و قبول کا حکم
۸۳	عاقلہ بالغہ پر جبرنا منظور اور خود کردہ نکاح منظور ہے

۸۵ بالغہ لڑکی نکاح کی خبر پر فوراً انکار کرے تو یہ نکاح کا عدم ہے
۸۶ لڑکی نے بالغ ہوتے ہی جرگہ کے سامنے شادی سے انکار کیا، کیا نکاح کا عدم ہوگا
۸۷ تانی کے گھر رہنی والی بالغہ کا والد کے کئے ہوئے نکاح سے انکار کا مسئلہ
۸۷ ماموں کا نابالغہ بھانجی کا نکاح کرانا اور لڑکی کی ناراضگی کا مسئلہ
۸۸ بالغ لڑکی سے اذن و اجازت لینا اور لڑکی کے گھر نکاح پڑھانے کا مسئلہ
۹۰ نکاح کی خبر پر عورت کی خاموشی اور پھر انکار کا حکم
۹۰ نکاح فضولی کی صورت میں علم ہونے پر عورت کا با آواز بلند رو پڑنے سے نکاح کا حکم
۹۱ نکاح کی اطلاع پر لڑکی کی رضا و عدم رضا کی پہچان اور نکاح کا حکم
۹۲ استیذان میں لڑکی کا سکوت اذن ہے
۹۳ روبرو گواہان لڑکی کا نکاح، بعد میں لڑکی کا انکار اور عدم بلوغت کا دعویٰ وغیرہ
۹۳ غیر ولی کا نکاح پڑھانا اور عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنے کا مسئلہ
۹۴ لڑکی کا والد دادا کو اختیار نکاح دینے کے بعد انکار کرے؟
۹۵ سبب الاختیار والد کا نابالغہ بیٹی کے نکاح کا مسئلہ
۹۵ والد بالغہ بیٹی کا نکاح جبراً نہیں کر سکتا
۹۶ لڑکے کی غیر موجودگی میں نکاح اور شادی کرانا
۹۶ والد کی اجازت نہ مبرہن ہونہ مسلم، تو دادا کا کرایا ہو انکاح کا عدم ہے
۹۷ نابالغہ کا حق ولایت علاقائی بھائی کیلئے ہے
۹۸ عاقلہ بالغہ کا کفو کے ساتھ نکاح نافذ ہے اگر چہ ولی اس پر راضی نہ ہو
۹۹ والدہ کی ولایت اخیافی چچا سے قوی ہے

صفحہ

عنوانات

۱۰۰	والد کے انکار اور ناراضگی کی وجہ سے دادی کا کرایا ہوا نکاح کا عدم ہے
۱۰۰	تابالغ لڑکی کے ابن ابن العم موجود ہونے کی صورت میں ماں کے نکاح کرانے کا حکم
۱۰۱	تابالغ بہن کا غیر کفو میں نکاح کرانا نامنظور ہے
۱۰۲	خیار بلوغ اور عدالت میں زبردستی غلط بیانی کرانا
۱۰۲	والد کی اجازت کے بغیر تابالغہ کا نکاح چچا پڑھے تو وہ نامنظور ہوتا ہے
۱۰۳	والد نے نکاح کیا لڑکے نے تصدیق کر دی تو نکاح نافذ ہے
۱۰۴	تابالغہ کا نکاح والد نے کیا ہو تو وہ ناقابل فسخ ہوتا ہے
۱۰۵	عاقلہ بالغہ کا کفو میں خود کردہ نکاح نافذ ہے اگرچہ والد ناراض ہو
۱۰۶	باپ کی موجودگی میں دادا کی ولایت نہیں ہوتی
۱۰۷	والد کے کئے ہوئے نکاح میں لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں
۱۰۷	ماموں کا کیا ہوا نکاح بلا اجازت والد موقوف ہے
۱۰۸	مدعی عقل ولی کی شہادت راجح ہے
۱۰۸	بلا اذن بالغہ کا نکاح کرنا باطل ہے
۱۰۹	تابالغہ کا نکاح دادی نے کیا والد نے تردید کی، نکاح کا کیا حکم ہے

باب فی الاکفاء

۱۱۰	نکاح میں کفایت کے بغیر موافقت مشکل ہوتی ہے
۱۱۱	کفایت میں کسب اور نسب کی تفصیل
۱۱۲	والد کا غیر کفو میں تابالغہ بیٹی دینے کا مسئلہ

صفحہ

عنوانات

۱۱۳	ہاشمی اور غیر ہاشمیوں میں کفایت کا مسئلہ
۱۱۴	سیدہ عورت کا غیر سید مرد سے نکاح کا مسئلہ
۱۱۴	قریشی اور سید خاندانوں میں نکاح کا حکم
۱۱۵	غیر قریشی عالم دین قریشیہ کا کفو ہے
۱۱۵	سید زادی کا غیر سید سے نکاح کا مسئلہ
۱۱۸	سید زادی کا خود کردہ نکاح اور والدین کا کیا ہوا نکاح، کونسا صحیح ہے؟
۱۱۸	کسی لڑکی کا خود کردہ نکاح اور اولیاء کے اعتراض کا حکم
۱۱۹	اولیاء کی اجازت کے بغیر سیدہ کا نکاح غیر کفو میں کالعدم ہے
۱۱۹	عباسیہ لڑکی اور اعوان قطب شاہی لڑکے میں کفایت نہیں ہے
۱۲۱	لوہار کی بیٹی اور مولوی خاندان کے لڑکے میں کفایت کا مسئلہ
۱۲۱	جدی قوم کے کسی فرد کا ان کے جدی پیش امام کی لڑکی سے نکاح میں کفایت کا مسئلہ
۱۲۲	شیخ کا مطلب اور میاں، ملا، سید اور صاحب زادہ میں کفو کا مسئلہ
۱۲۲	بالغہ لڑکی کا عدالت میں نکاح کرنا بعد میں خلاف بیانی کرنا اب دوسرے نکاح کا کیا حکم ہے
۱۲۳	مغوی مغویہ کے کف ہونے کی صورت میں اولیاء کا فسخ نا منظور ہے
۱۲۳	اپنے آپ کو اعلیٰ قوم ظاہر کرے بعد میں پتہ چل جانے پر نکاح کالعدم ہوگا
۱۲۴	شیعہ سنی میں کفایت کا مسئلہ
۱۲۵	تفضیلی شیعہ کے ساتھ سنی العقیدہ لڑکی کی کفایت اور نکاح کا حکم

باب الرضاۃ

۱۲۷	رضاعت میں مشاہدہ ضروری ہے تسامع کافی نہیں
-----	---

صفحہ

عنوانات

۱۲۸ نکاح کے بعد کسی عورت کا دعویٰ رضاعت میں تفصیل
۱۲۹ نصاب شہادت نہ ہونے کی صورت میں حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی
۱۳۰ خود مرضعہ کی شہادت کا حکم اور درمختار کی عبارت کی توضیح
۱۳۱ شہادت عدلین سے جب تک مبرہن نہ ہو رضاعت ثابت نہ ہوگی
۱۳۲ شک اور عورت کے سینہ میں دودھ نہ ہونے کی صورت میں حرمت ثابت نہ ہوگی
۱۳۳ مرضعہ غیر عادلہ کی خبر اور پھر انکار کا مسئلہ
۱۳۴ صرف سینہ پر منہ رکھنے سے (جبکہ پینے میں شک ہو) حرمت رضاع نہیں آتی
۱۳۴ رضیعہ کا مرضعہ کی تمام اولاد پر حرام ہونا اور ہدایہ کی عبارت کا مطلب
۱۳۵ سینہ سے دودھ نکال کر پلانا بھی موجب حرمت ہے
۱۳۵ مرضعہ کی تصدیق کی صورت میں نکاح جائز نہیں
۱۳۶ اپنا فرزند سمجھ کر غلطی سے دوسری بچی کو دودھ پلانے سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے
۱۳۷ دو سو کنوں کا مختلف بچوں کو دودھ پلانے سے رضاعت کا مسئلہ
۱۳۸ نیند کی حالت میں کسی بچے کا آ کر دودھ پینے سے حرمت کا مسئلہ
۱۳۸ کسی کے بدن میں خون داخل ہونے سے حرمت رضاع نہیں آتی
۱۳۹ بیوی کے دودھ پینے اور خون چڑھانے سے حرمت رضاعت نہیں آتی
۱۴۰ اگر دودھ پلانا یقینی طور پر یاد ہو اور زوجین کو بھی سچ کا یقین ہو تو تفریق ضروری ہے
۱۴۱ دودھ کا نہ ہونا یقینی ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوتی
۱۴۱ دودھ نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی
۱۴۲ آئسہ عورت کے دودھ ہونے اور نہ ہونے میں حرمت کا مسئلہ

صفحہ	عنوانات
۱۴۳	ڈھائی سال سے زیادہ عمر والا اگر دودھ پی لے تو حرمت ثابت نہ ہوگی.....
۱۴۳	بیوی کے دودھ پینے کی حرمت کی دلیل.....
۱۴۴	مدت رضاعت کے علاوہ بیوی کے دودھ پینے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا.....
۱۴۵	پوتے یا پوتی کو دودھ دینا اگرچہ ممنوع نہیں مگر موجب حرمت رضاعت ہے.....
۱۴۵	اقرار کے بعد رضاعت سے انکار کرے تو نکاح جائز رہے گا.....
۱۴۶	رضیع اور مرضعہ کی تمام اولاد کے درمیان نکاح حرام ہے.....
۱۴۸	دادی کا دودھ پینے سے پوتا چچوں کا رضاعی بھائی بن جاتا ہے.....
۱۴۸	اجنبی لڑکے لڑکی کا اجنبی عورت سے دودھ پی کر دونوں میں رضاعت ثابت ہوتی ہے.....
۱۴۹	ثانی کا دودھ پینے والے آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں.....
۱۵۰	رضاعی باپ کی دوسری بیوی سے نکاح حرام ہے.....
۱۵۰	رضاعی خالہ محرمات میں سے ہے.....
۱۵۱	مزنیہ کے دودھ پر پالے ہوئے لڑکے کا زانی کی بیٹی سے نکاح کا مسئلہ.....
۱۵۲	رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح جائز ہے.....
۱۵۲	رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح کا مسئلہ.....
۱۵۳	رضیع کا مرضعہ کی تمام اولاد سے نکاح جائز نہیں.....
۱۵۳	اخوت رضاعی کے باوجود نکاح حرام اور اس سے منکر ہونا یا کرانا حرام بلکہ کفر ہے.....
۱۵۳	رضاعی بھانجی سے نکاح درست نہیں.....
۱۵۵	رضاعی پھوپھی سے نکاح درست نہیں.....
۱۵۶	رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے.....

صفحہ

عنوانات

۱۵۷ سوتیلی نانی کے دودھ پینے سے حقیقی ماموں زادی سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے
۱۵۷ مرضعہ کے دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی بیٹی کے ساتھ رضیع کے نکاح کا مسئلہ
۱۵۸ دودھ میں اصلی غیر اصلی کی تقسیم جاہلانہ تقسیم ہے
۱۵۹ رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں
۱۵۹ رضاعی چچا سے نکاح جائز نہیں
۱۶۰ رضاعی خالہ بھی محرمات سے ہے
۱۶۰ رضاعت میں مقدم اور مؤخر اولاد کا یکساں حکم ہے
۱۶۱ سوتیلی رضاعی بھتیجی سے نکاح جائز نہیں
۱۶۲ بکر کیلئے مرضعہ کے کسی اولاد سے نکاح جائز نہیں
۱۶۳ دودھ پلانے والی کی تمام اولاد سے پینے والا نکاح نہیں کر سکتا
۱۶۳ رضاعی باپ کی دوسری بیوی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے
۱۶۳ رضاعی بہن بھائی کا لاعلمی کی بنا پر کئے ہوئے نکاح کا حکم
۱۶۵ شادی کے بعد رضاعت ثابت ہونے پر متارکت ضروری ہے
۱۶۵ شادی کے بعد رضاعت کا دعویٰ اور انکار کا مسئلہ
۱۶۷ حرمت رضاعت کی وجہ سے نکاح، متارکت، مہر اور اولاد وغیرہ کے مسائل

باب حرمة المصاهرة

۱۶۹ مصاہرت کی حرمت ہمیشہ کیلئے ہے نکاح جدید سے کچھ نہیں بنتا
۱۶۹ حرمت مصاہرت کے اثبات کیلئے گواہوں کا نصاب

صفحہ

عنوانات

- ۱۷۰ حرمت مصاہرت میں شہادت نہ ہونے کی صورت میں دارمدار شوہر کی تسلیم و تصدیق پر ہے
- ۱۷۱ خواب و خیال اور غلط تصورات سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی
- ۱۷۱ احتراماً کسی عورت سے ہاتھ ملانے سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی
- ۱۷۲ خسر کی بیوی اور بیٹی ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے
- ۱۷۳ شہوت نہ ہونے کی صورت میں مس اور معانقہ سے مصاہرت کا مسئلہ
- ۱۷۴ مس و معانقہ میں انزال کی صورت میں حرمت مصاہرت واقع نہیں ہوتی
- ۱۷۵ زوج کے دادا، آلہ تناسل پر نظر پڑنے اور پاؤں دبانے سے حرمت مصاہرت کا مسئلہ
- ۱۷۶ بوسہ لیتے وقت انزال نہ ہوا ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہے
- ۱۷۷ لمس، نوچنا، بوسہ دینا، گلے لگانا وغیرہ سے حرمت مصاہرت اور مذہب غیر کو اختیار کرنے کا مسئلہ
- ۱۷۸ فرج داخل کو شہوت سے دیکھنا موجب حرمت ہے نہ کہ مطلق نظر شہوت
- ۱۷۹ مرد کا مرد کو شہوت سے مس کرنا یا لواطت، موجب حرمت مصاہرت نہیں
- ۱۷۹ نابالغ لڑکے سے زنا کرنا موجب حرمت مصاہرت نہیں
- ۱۸۰ غلطی سے ساس کے پاؤں کو ہاتھ لگنے سے بیوی کی حرمت اور عدم حرمت کا مسئلہ
- ۱۸۰ مزنیہ کی بھانجی سے نکاح جائز ہے
- ۱۸۱ باپ کا بیٹے کی بیوی سے زنا کی صورت میں بیوی بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے
- ۱۸۲ بیوی کی بھتیجی سے زنا موجب حرمت مصاہرت نہیں
- ۱۸۲ ساس سے زنا کے اقرار کے بعد انکار کرنا قبول نہیں ہے
- ۱۸۳ شوہر کے بیٹے سے ناجائز تعلقات موجب حرمت مصاہرت ہے
- ۱۸۴ ماں بیٹی سے زنا کرنے والے زانی کا اس بیٹی سے نکاح حرام ہے

صفحہ	عنوانات
۱۸۴	ساس کے ساتھ جماع کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے
۱۸۵	جب شوہر والد کے ساتھ زنا کی تصدیق نہیں کرتا تو حرمت نہیں ہے
۱۸۵	بیوی کا سر پر زنا کا دعویٰ اور شوہر کا انکار
۱۸۷	غائب شوہر کی بیوی کا سر سے تعلقات کی صورت میں حرمت مصاہرت کی وجہ سے دوسرے نکاح کرنے کا مسئلہ
۱۸۸	مشکوک ولد الزنا سے زانی کی بیٹی کے نکاح کا مسئلہ
۱۸۸	اپنی بیٹی سے زنا کی صورت میں حرمت مصاہرت واقع اور اس کی سزا رجم ہے
۱۸۹	تابالغہ بیٹی کا مس بالشوہوت موجب حرمت نہیں
۱۹۰	بیٹی کی بیوی سے مجامعت موجب حرمت و متارکت ہے
۱۹۱	بیٹی کی منکوحہ سے والد کا نکاح حرام ہے،
۱۹۲	بیوی کی رضاعی یا نسبی بہن یا نسبی یا رضاعی بیٹی سے زنا کا مسئلہ
۱۹۳	نوسال سے کم لڑکی کے ساتھ دست درازی موجب حرمت مصاہرت نہیں ہے
۱۹۳	سالی کے ساتھ زنا سے حرمت مصاہرت نہیں آتی
۱۹۴	سالی کے ساتھ زنا حرام قطعی لیکن بیوی کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا
۱۹۵	حرمت مصاہرت کی وجہ سے حنفی المسلمک کیلئے ترک زوجہ ضروری ہے
۱۹۵	ضرورت کے وقت مذہب غیر پر فتویٰ درست لیکن امتیاز مشکل ہے
۱۹۶	حرمت مصاہرت میں ضرورت کی وجہ سے انتقال عن المذہب کا حکم
۱۹۸	حرمت مصاہرت، بیوی کا بطور باورچین رہنا وغیرہ مسائل
۲۰۰	صرف متہم ہونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

۲۰۱

داماد اور ساس کے تعلقات سے سرپر بیوی حرام نہیں ہوتی.....

باب الحضانة

۲۰۳

حق حضانت اور بچوں کے نفقہ کا مسئلہ.....

۲۰۴

والد کا والدہ کو خرچہ و نفقہ نہ دینے کی شرط پر بچے حوالہ کرنے کا مسئلہ.....

۲۰۶

بچی کی تربیت سوتیلے والد نے کی، کیا وراثت واپسی کا حق رکھتے ہیں؟.....

۲۰۷

مظلومہ مطلقہ کا خرچہ اور بچے کی اجرت حضانت کا مسئلہ.....

۲۰۸

ماں کا غیر محرم کے ساتھ نکاح کرنے سے حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے.....

۲۰۹

والد اور والدہ میں تفریق کے بعد بچے کی حضانت اور ثبوت نسب کا مسئلہ.....

۲۱۰

خلع کی صورت میں سات سال ہونے تک بچے والدہ کے پاس رہیں گے.....

۲۱۱

غیر محرم سے شادی کی صورت میں والدہ کا حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے.....

۲۱۲

دادا اور والدہ کیلئے حق حضانت و ولایت کا مسئلہ.....

۲۱۲

نابالغہ بچی کا حق حضانت تانی کیلئے ہے.....

۲۱۳

حق حضانت، نفقہ، اجرة الرضاع وغیرہ.....

۲۱۶

ولد الزنا کی پرورش ماں کی ذمہ داری ہے.....

باب الولیمة

۲۱۷

ولیمہ مسنون ہے واجب نہیں.....

۲۱۸

شادی سے قبل ولیمہ کا حکم.....

۲۱۹

لڑکی اور لڑکے والوں کی طرف سے ولیمہ وغیرہ کا مسئلہ.....

صفحہ

عنوانات

۲۲۰ دعوت ولیمہ سے پہلے گانے اور ڈھول وغیرہ کی صورت میں ولیمہ کھانے کا حکم
۲۲۱ بلا سمعت وریاء کے کئی دن تک ولیمہ کرنا ممنوع نہیں
۲۲۱ اعلان نکاح و شادی کیلئے ہوائی فائرنگ کرنا

باب حقوق الزوجین

۲۲۳ میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق اور گھریلو اختلافات کے مسائل
۲۲۶ دو بیویوں اور ان کی اولاد میں حقوق کی تقسیم اور میراث کا مسئلہ
۲۲۷ بیوی مستقل علیحدہ مکان کا مطالبہ کر سکتی ہے
۲۲۸ بیویوں میں مساوات نہ کرنے اور بالغہ بیٹی کو نکاح میں نہ دینے والا ظلم میں مبتلا ہے
۲۲۹ نو مسلم عورت کیلئے والدین کے گھر جانے اور ان کے ساتھ خورد و نوش کا مسئلہ
۲۳۰ زوجہ کی اجازت کے بغیر چار ماہ یا اس سے زائد سفر اختیار کرنے کا مسئلہ
۲۳۱ موجودہ دور میں بیوی کو مسافرت پر لے جانے کا مسئلہ
۲۳۲ نافرمان بیوی سے بطور تعزیر جدا بستر پر سونا جائز ہے
۲۳۳ ایک بیوی سے زیادہ محبت دوسری بیویوں کی حق تلفی میں شامل نہیں
۲۳۳ بد اخلاق سوتیلی ماں اور والد سے لا تعلقی کا حکم
۲۳۴ شوہر کیلئے اپنی زوجہ کو غسل، کفن و دفن اور آخرت میں زوج کے ساتھ ہونے کا مسئلہ
۲۳۶ بیوی پر خوش دامن و خسر کی خدمت لازمی نہیں
۲۳۶ مباشرت کی جائز و ناجائز صورتیں
۲۳۷ حاملہ بیوی سے صحبت بغیر ایذاء کے ہر وقت جائز ہے

صفحہ

عنوانات

۲۳۸	حالت حمل میں جماع اور بیوی کے پستان چوسنے کا حکم.....
۲۳۹	حالت نفاس میں جماع حرام ہے.....
۲۴۰	زوجین کا بلا مصلحت ایک دوسرے کے اندامہائے مخصوصہ کو نہ دیکھنا افضل ہے.....
۲۴۱	بیوی سے لواطت حرام اور شرم گاہوں کو چومنا نہ ممنوع ہے نہ مطلوب.....
۲۴۳	جماع کے وقت ہر ہنہ ہونا اور کرانا جائز البتہ بہتر نہیں ہے.....
۲۴۴	بیوی کے منہ میں ذکر ڈالنا.....
۲۴۴	ضرورت کے وقت بیوی سے استمناء بالید کرانے کا مسئلہ.....
۲۴۵	بیوی سے لواطت حرام اور استحلال کی صورت میں کفر ہے.....
۲۴۶	شوہر کا بیوی کو وطی فی الدبر پر مجبور کرنے کا مسئلہ.....
۲۴۷	شرعی لونڈیوں سے مالک کیلئے جماع جائز ہے.....

کتاب الطلاق

باب شرائط الطلاق

۲۴۸	طلاق کی اضافت بیوی کی طرف شرط ہے نہ کہ نکاح کی طرف.....
۲۴۹	طلاق کا دارمد ارتلفظ پر ہے نہ کہ شہادت قائم کرنے یا لکھنے پر.....
۲۵۰	طلاق دینے میں بیوی کی موجودگی شرط نہیں ہے.....
۲۵۰	بیوی کی طرف اضافت و نسبت موجود ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے.....
۲۵۱	صرف وعدہ اور ارادۃ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی.....

صفحہ

عنوانات

۲۵۲ دل میں طلاق کہنے سے طلاق نہیں ہوتی جب تک تلفظ نہ کیا ہو
۲۵۳ طلاق دینے میں تلفظ بھی کافی ہے تحریر پر موقوف نہیں ہے
۲۵۳ جب زبانی طلاق ہو جائے تو تحریراً لکھنا یا دستخط کرنا ضروری نہیں
۲۵۴ بیوی اور گواہ وغیرہ کے بغیر تنہائی میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے
۲۵۵ خفیہ طور پر طلاق کے وقوع کا مسئلہ
۲۵۶ بیوی کی بد صورتی و بدرنگی کی وجہ سے طلاق دینا اچھا نہیں ہے
۲۵۷ بیوی پر بدگمانی کی وجہ سے طلاق دینے کا حکم
۲۵۸ پردہ نہ کرنے والی اور بلا شوہر گھومنے پھرنے والی عورت کو طلاق دینا ضروری نہیں
۲۵۹ طلاق شوہر کا حق ہے والدین، برادر یا پنچایت کا اس میں کوئی حق و دخل نہیں
۲۶۰ شوہروں کے بغیر ثالشان کا طلاق دینا نامنظور ہے
۲۶۱ طلاق نامہ پر نیت طلاق نہ ہونے کی وجہ سے غلط دستخط کرنے کا مسئلہ
۲۶۲ مستحل معصیت کے ساتھ نکاح باطل اور بیوی آزاد ہے
۲۶۳ شوہر مرتد ہو جائے تو تین حیض گزرنے کے بعد نکاح ختم اور کالعدم ہو جاتا ہے
۲۶۵ طلاق رجعی میں رجوع کرنے والے کو بطور طلاق و غیرہ کہنا جائز نہیں
۲۶۵ بلا سوچ و بلا قصد الفاظ طلاق کہنا
۲۶۶ حمل کی صورت میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے
باب صریح الطلاق	
۲۶۸ طلاق صریح میں نیت بینونت لغو اور نامنظور ہے

صفحہ

عنوانات

۲۶۹	ارتداد زوجین کی وجہ سے بیہوشی واقع ہوتی ہے نہ کہ طلاق
۲۶۹	میاں بیوی کا کسی ڈرامہ میں فنکاری کرتے وقت تین طلاق کا مسئلہ
۲۷۰	طلاق قطعی طلاق بائن کو کہا جاتا ہے نہ کہ ثلاثہ کو
۲۷۱	طلاق منجز سے طلاق معلق باطل ہو جاتی ہے
۲۷۲	تعداد طلاق میں شک کی وجہ سے طلاق مغلطہ واقع نہیں ہوتی
۲۷۲	طلاق رجعی کی عدت گزرنے کے بعد دو طلاق اور دینے کا مسئلہ
۲۷۳	رجوع سے طلاق رجعی کا اثر ختم اور طلاق بر حال خود باقی رہتی ہے
۲۷۴	طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجوع نہ کرنے کی صورت میں تجدید نکاح کے بغیر چارہ نہیں
۲۷۵	طلاق رجعی میں تین حیض گزرنے سے قبل رجوع کر سکتا ہے مہر کا اس میں دخل نہیں
۲۷۶	بیک لفظ "طلاق" کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے
۲۷۷	طلاق رجعی میں عدت کے دوران رجوع نہ کرنے سے بائنہ ہو جاتی ہے
۲۷۷	اگر طلاق دینا مسلم یا مبرہن ہو تو عورت مطلقہ ہے
۲۷۸	گواہوں کے سامنے طلاق ثلاثہ کے اقرار کے بعد صرف تجدید نکاح پر اکتفاء جائز نہیں
۲۷۹	طلاق ثلاثہ میں تحلیل کے بغیر چارہ نہیں اور طلاق رجعی میں رجوع کافی ہے
۲۸۰	گھر میں موجود تین بیویوں میں سے ایک پر بلا تعین طلاق کی صورت
۲۸۱	ہمارے عرف میں تین شرط تین دفعہ کو کہا جاتا ہے
۲۸۱	تین شرط طلاق سے بیوی مطلقہ مغلطہ ہو جاتی ہے
۲۸۲	تین شرط قائم کر کے طلاق دے دی اگر چہ مذاق میں ہو طلاق مغلطہ ہے
۲۸۳	غصہ کی حالت میں مجھ پر بیوی گیارہ شرط پر طلاق ہے کہنے کا حکم

صفحہ

عنوانات

۲۸۳ چھ کلمات پڑھ کر نکاح کیا تھا اب یہی کلمات پڑھ کر طلاق دیتا ہوں کا حکم
۲۸۴ اگر بیوی واقعی طلاق چاہتی ہے تو تین طلاق ہے، کا حکم
۲۸۵ (تم مجھ پر تین طلاق سے طلاق ہو) الفاظ کا غلطی میں منہ سے نکلنا
۲۸۶ تجھے میری طرف سے تین طلاق، طلاق مغلظہ ہے
۲۸۷ تین بار لفظ طلاق کے استعمال سے طلاق مغلظہ کا حکم
۲۸۷ دس بارہ مرتبہ متواتر طلاق کہنے کا حکم
۲۸۸ تین پھر طلاق سے بیوی مغلظہ بن جاتی ہے
۲۸۹ حاملہ بیوی کو طلاق ثلاثہ اور مخلص کا مسئلہ
۲۹۰ قرآن پر ہاتھ رکھ کر تین بار کہا تو مجھ پر طلاق ہے کا حکم
۲۹۱ تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے کا حکم
۲۹۲ ایک دو تین طلاق، تین چار دفعہ کہنے کا حکم
۲۹۳ خدا اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر بیوی کو طلاق دیتا ہوں، تین بار کہنے کا حکم
۲۹۴ میری بیوی کو مسلسل تین طلاق ہے ”اور بیس ہزار خلع ہے“ کا حکم
۲۹۵ تجھے طلاق دیتا ہوں تو مجھ پر حرام ہے وغیرہ کا حکم
۲۹۵ بیوی کو طلاق دی ہے آئندہ کیلئے مجھ پر حرام ہے“ میں تجدید نکاح کرے
۲۹۶ یو، دو، درے، زما خزه زما دمخے خلاصہ دہ طلاقہ دہ“ کا حکم
۲۹۷ غصہ کی تین اقسام اور اس میں طلاق کا حکم
۲۹۹ متعلقہ استفتاء کے ساتھ نصیحت نامہ
۳۰۰ میں نے چھوڑ دیا ہے“ الفاظ طلاق ہیں

صفحہ	عنوانات
۳۰۱	غیر مدخول بہا کو طلاق دینے کا مسئلہ.....
۳۰۲	غیر مدخول بہا کو طلاق ثلاثہ دینے کا حکم.....
۳۰۳	غیر مدخول بہا کی صورت میں طلاق کا حکم.....
۳۰۴	متنگنی کے بعد اور نکاح سے پہلے طلاق دینا کا عدم ہے.....
۳۰۴	تحریری طلاق سے طلاق واقع ہوتی ہے.....
۳۰۵	تحریری طلاق بھی واقع ہو سکتی ہے زبانی کہنا ضروری نہیں.....
۳۰۶	لکھنے لکھوانے سے طلاق واقع ہوتی ہے خواہ بیوی پڑھے یا نہ پڑھے.....
۳۰۶	سادہ کاغذ پر طلاق نامہ لکھ کر دینے سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے.....
۳۰۷	ڈرانے دھمکانے کیلئے طلاق نامہ کی جھوٹی باتیں کرنے وغیرہ کا حکم.....
۳۰۸	بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں تین نوٹس لکھنے کا مسئلہ.....
۳۰۹	تین دفعہ طلاق لکھے اور نیت ایک طلاق کی ہو.....؟
۳۱۰	طلاق بائن لکھنے کا کہا لکھنے والے نے تین لکھ دیں تو وہ صحیح نہیں.....
۳۱۱	بلا جبر و اکراہ ایک طلاق لکھنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے.....
۳۱۲	جب طلاق نامہ پر دستخط موجود ہو تو طلاق واقع ہوئی ہے.....
۳۱۳	شوہر نے خود دو طلاق دی ہیں مجسٹریٹ نے تین لکھوائیں،، کا حکم.....
۳۱۵	طلاق ثلاثہ دینے کے بعد بغیر تحلیل کے رجعت جائز نہیں.....
۳۱۸	طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دینا درست نہیں.....
۳۱۹	بیک وقت تین طلاق کا وقوع اور حدیث مسلم سے جواب.....
۳۲۲	ایک مجلس میں تین طلاق باجماع صحابہ تین ہی ہیں.....

۳۲۳ بیک وقت تین طلاق ایک جلسہ میں واقع ہونا ائمہ اربعہ کا مذہب ہے
۳۲۷ ”انت طالق ثلاثا“ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کی تحقیق
۳۲۹ جلسہ واحدہ میں تین طلاق ایک قرار دینا مخالفت احادیث و آثار صحابہ ہے
۳۳۱ طلاق ثلاثہ کے بعد نکاح جدید کیلئے ارشاد الطالین کا حیلہ غلط ہے

باب کنایات الطلاق

۳۳۳ کنایات کے مختلف الفاظ
۳۳۴ لفظ حرام کنایات سے ہے
۳۳۵ مبانہ عورت پر دوبارہ نکاح کیلئے جبر، الفاظ ”مجھ سے جدا ہو“ وغیرہ مسائل
۳۳۶ پشتو میں لفظ ”لو“ سے طلاق واقع ہونے کا مسئلہ
۳۳۷ دفع ہو جا، نکل جا، والدین کے گھر چلی جا“ کا حکم
۳۳۷ ”ایسی بیوی کو نہیں رکھتا“ تجھے چھوڑتا ہوں چھوڑتا ہوں“ الفاظ کا حکم
۳۳۹ ”ساتوں راستے آپ کیلئے خالی ہیں تو جا سکتی ہے“ الفاظ کا حکم
۳۴۰ مار پیٹ کے بعد کہہ دے میں نے تجھے رخصت دے دی چلو وغیرہ الفاظ کا حکم
۳۴۱ ایسی بیوی کی ضرورت نہیں میرا سلام ہے، جہیز لے جاؤ لڑکی چھڑالو وغیرہ الفاظ کا حکم
۳۴۲ فارغ کر دیا ہے، آزاد ہے حرام ہے“ الفاظ کا حکم
۳۴۳ نکل جاؤ ورنہ میں طلاق دوں گا“ کا حکم
۳۴۳ ”اوزہ“ (نکل جا) لفظ کنائی ہے اور بعد میں طلاق کی خبر کا ذبہ کا حکم

صفحہ

عنوانات

۳۴۴ ”میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے“ میں احتمال صریح و کنایہ ہے
۳۴۶ ”پہ ما خور مورئے پہ ماطلاقہ نئے او ورزہ“ کا حکم
۳۴۶ چھوڑی چھوڑی چھوڑی، چھوڑ کر آیا ہوں وغیرہ الفاظ کا حکم
۳۴۹ ”میری چار پائی سے دفع ہو جا اپنی چار پائی پر سو جا“ وغیرہ الفاظ کا حکم
۳۴۹ میں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے..... فارغ خطی لے جائے“ وغیرہ کا حکم
۳۵۱ ”میں نے اپنی بیوی چھوڑ دی ہے“ کے تین خطوط مختلف لوگوں کو لکھنے کا مسئلہ
۳۵۲ بیوی نہیں بناؤں گا” تو مجھے نہیں چاہئے“ بیوی مجھ سے آزاد ہے“ الفاظ کا حکم
۳۵۳ شوہر کا بیوی کو گھر سے نکالنے اور مختلف الفاظ کہنے کا حکم
۳۵۴ ”مجھ سے میری بیوی رہ چکی ہے رہ چکی ہے رہ چکی ہے“ کا شرعی حکم
۳۵۵ گھر سے چلی جاؤ مجھ سے فارغ ہو جاؤ خاوند کر لو وغیرہ الفاظ کا حکم
۳۵۶ بیوی کو کہنا کہ ”چلو“ سے طلاق کا مسئلہ
۳۵۶ اگر..... میرا بیوی پر کوئی حق نہ ہوگا، الفاظ کنایہ ہیں
۳۵۷ ”مجھے تمہاری ضرورت نہیں“ الفاظ کنایہ ہیں
۳۵۸ ”میں نے چھوڑ دیا“ کا حکم
۳۵۹ ”بیوی مجھ سے آزاد ہے میں اس سے آزاد ہوں“ بائن میں متعارف ہیں
۳۶۰ تو میری کچھ نہیں لگتی“ میں ذہنی طور پر اس سے فارغ ہوں“ الفاظ کنائی ہیں
۳۶۱ مجھے اس کی حاجت نہیں دوسری جگہ اس کا نکاح کرو“ سے طلاق کا حکم
۳۶۲ ”کوئی اچھا سا آدمی دیکھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ کر لو“ کا حکم

صفحہ

عنوانات

۳۶۳ ”طلاق دے تو تم فری ہو، جو اب کہا میں فری ہوں“ طلاق بائن ہے

باب تعلیق الطلاق

۳۶۴ تعلیقی طلاق میں شرط خواہ اصلہ پوری کرے یا وکالتہ حث واقع ہوگی

۳۶۵ ارادہ تعلیق طلاق ہو لیکن غفلت کی وجہ سے تجیز صادر ہو

۳۶۶ یمین بتعلیق الطلاق میں کفارہ دینے سے کام نہیں بنتا

۳۶۷ طلاق کی تفویض، عزل وکیل، اور اس میں گواہی وغیرہ کا مسئلہ

۳۶۹ بیٹا اپنے والد کو تفویض طلاق کر سکتا ہے اور وکیل بھی بنا سکتا ہے

۳۷۰ قسم اور طلاق معلق کی ایک صورت

۳۷۱ طلاق بشرط تعلیق یا بطور تاکید کا مسئلہ

۳۷۲ جرگہ میں طلاق ثلاثہ پر حلف لینے کا مسئلہ

۳۷۳ اگر بیع معلق بالطلاق میں اقالہ کیا جائے تو دوبارہ از سر نو بیع میں حث نہیں آئے گی

۳۷۴ نکاح نامہ میں طلاق تعلیق کی شرط کے ثبوت کا مسئلہ

۳۷۵ خربوزہ لانے پر طلاق معلق کہے، سردہ لانے کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے نکلنے کا حیلہ

۳۷۶ کسی سے باتیں نہ کرنے کی طلاق پر حلف کی صورت میں بات کی تعیین عرف سے کی جائے گی

۳۷۸ ”اگر تو ناراض ہے تو یہ طلاق نامہ لے لو الخ“، تعلیق طلاق ہے نہ کہ تحقیق طلاق

۳۷۹ تمام اہل شہر کو طلاق معلق دلوانے اور تمام اہل شہر پر وقوع یا عدم وقوع کا مسئلہ

۳۸۰ راضی نامہ نہ کرنے پر طلاق کہا پھر دوسرے نے راضی نامہ کیا

۳۸۱	طلاق ثلاثہ کے معنی سے ناواقف شخص کی معلق طلاق کا حکم
۳۸۲	”بیمن طلاق کے باوجود جھوٹی شہادت دے“ میں طلاق کا حکم
۳۸۳	اگر بیوی میری بات کا جواب دے گی تو تین شرطوں پر طلاق ہے“ کا حکم
۳۸۳	اگر مجھے فلاں کو قرضہ کی رقم دینی ہے تو مجھ پر بیوی تین شرط پر طلاق ہے“ کا حکم
۳۸۴	”اپنی ہمیشہ فلاں کو شادی کر کے دی تو بیوی مثلثہ طلاق ہوگی“ کا حکم
۳۸۵	فلاں کو بیٹی کا رشتہ دوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق مغلظہ ہوگی“
۳۸۶	”اگر اپنی لڑکی کو دوسری جگہ دوں تو مجھ پر اپنی بیوی تین شرط پر طلاق ہے“ کا حکم
۳۸۷	”میں اس سے نکاح کروں تو اس پر تین طلاق ہیں“ کا حکم
۳۸۸	بیوی کی زندگی میں دوسری شادی کی تو وہ دوسری بیوی طلاق ہوگی“ کا حکم
۳۸۹	بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرنے میں طلاق معلق کا تفصیلی مسئلہ
	”اگر میری شادی سنت کے مطابق نہ ہو تو بیوی کو طلاق ہے“ کا حکم
۳۹۰	جس بیوی نے سر کو دروازے سے باہر کیا ہے اس کو سہ طلاق“ گھر میں دو بیویاں تھیں کا مسئلہ
۳۹۱	ایک لڑکے کو بیٹی بہن دینے پر طلاق کی قسم کی پھر وہ اس کے ساتھ بھاگ گئی“ کا حکم
۳۹۲	اگر ہمیشہ کو فلاں کے نکاح میں دیا تو طلاق پھر وہ لڑکی از خود اس کے ساتھ چلی گئی
۳۹۳	”اگر آٹھ دن کے اندر تم سے طلاق نامہ نہ لوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق ہے“ کا حکم
۳۹۳	داڑھی نہ رکھی نماز روزہ نہ رکھا تو میرا نکاح باطل و فسخ ہوگا“ خلاف ورزی کا حکم
۳۹۴	”اگر میں نے فلاں سے باتیں کیں تو میری بیوی طلاق ہے“ کا حکم
۳۹۵	”اس امام کے پیچھے نماز پڑھی تو میری بیوی طلاق ہے“ میں رجوع کافی ہے

صفحہ	عنوانات
۳۹۶	میری اجازت کے بغیر اگر تو ماں باپ کے گھر چلی گئی تو تین طلاق ہیں.....
۳۹۶	مقررہ مدت میں میں واپس نہیں ہوا تو میرے اور منکوحہ کے درمیان نکاح فسخ ہوگا.....
۳۹۷	”اگر فلاں کام کیا تو میری بیوی سو پتھر کے ساتھ طلاق ہو“ طلاق مغلظہ ہیں.....
۳۹۹	”اگر میری بیوی بد چلن رہ چکی ہو تو طلاق ہو“ یا اگر طلاق نہ دی تو“ کا حکم.....
۴۰۰	”اگر میں پشاور کو سبق کیلئے نہیں گیا تو بیوی کو تین طلاق“ کا حکم.....
۴۰۰	اگر زید کے گھر گیا تو ہزار روپیہ صدقہ کروں گا اگر صدقہ نہیں کیا تو بیوی طلاق ہوگی“ کا حکم.....
۴۰۱	والد نے کہا ”اگر تجھے شوہر کے حوالہ کیا تو مجھ پر اپنی عورت ایک دو تین اور بہن ماں ہوگی“.....
۴۰۲	”اگر میں فیصلہ سے انحراف کروں تو مجھ پر تمام حلال حرام ہوں گے“ سے طلاق کا حکم.....
۴۰۳	”اگر دختر کو نہ بھیجوں تو میری بیوی طلاق بائن ہوگی“ کا حکم.....
۴۰۴	”میں نے اپنے سسرال پر سلام کیا تو میری بیوی طلاق ہوگی“ کا حکم.....
۴۰۴	”اگر تم سب کو قتل نہیں کیا تو مجھ پر بیوی طلاق ہو“ کا حکم.....
۴۰۵	”میری بستی میں آ کر تمہیں قتل نہ کروں تو میری بیوی طلاق ہے“ تین دفعہ کہنے کا حکم.....
۴۰۶	”اگر حقوق زوجیت اور نان و نفقہ میں کوتاہی کروں تو تین طلاق“ کا مسئلہ.....
۴۰۷	”اگر فلاں فلاں کے ساتھ راضی نامہ کروں تو مجھ پر ایک طلاق دو طلاق تین طلاق الخ“.....
۴۰۸	طلاق معلق کی ایک صورت.....
۴۰۹	دکانداری نہ کرنے پر طلاق معلق کر دینا جبکہ مراد شرکت دکانداری ہو، کا مسئلہ.....
۴۱۰	مشت زنی کرنے کی وجہ سے طلاق معلق ڈالے اور پھر تہذیب کیا تو کیا حکم ہے؟.....
۴۱۱	مالی جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں طلاق معلق کا تفصیلی مسئلہ.....

۴۱۲ اگر ایون کھائی تو بیوی طلاق ہوگی، پھر ایون سے مرکب دوا کھائی تو.....؟
۴۱۳ ”اگر میں بیٹے کے گھر جاؤں تو بیوی طلاق ہے“ سے مراد سکونت کا گھر ہے
۴۱۴ طلاق معلق کا ایک تفصیلی مسئلہ اور متعدد استفسارات
۴۱۶ اس جواب پر دوبارہ استفسار
۴۱۸ سہ بارہ استفسار
۴۱۸ چہار بارہ استفسار
۴۱۹ ”جس عورت سے میں نکاح کروں وہ مجھ پر مطلقہ ثلاثہ ہو“ کا حکم اور فضولی کا نکاح
۴۲۰ عرفی کلمہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی
۴۲۱ عوامی طلاق کلمہ لغو اور بے اثر ہے
۴۲۱ ”میری کلمہ طلاق ہو“ سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی
۴۲۲ طلاق کلمہ کے حث میں عمد و نسیان اور حیلہ و مخرج کا حکم
۴۲۳ الفاظ طلاق کلمہ میں حیلہ اور اجازت بالوطی کا مسئلہ
۴۲۵ طلاق کلمہ میں حیلہ اور مذہب غیر پر فتویٰ کا حکم
۴۲۶ معلق بالشرط طلاق کی عجیب صورت اور دوسری شادی کیلئے حیلہ اور تدبیر
۴۲۶ ”تیرے بیٹے کو رشتہ دیا تو مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہے“ سے مخلص اور حیلہ
۴۲۸ مطلقہ مغلظہ سے دوبارہ نکاح پر طلاق معلق سے نکلنے کیلئے حیلہ
۴۲۹ اگر میں نے اس شخص سے دوسرے اور تیسرے نکاح کے بعد بھی باتیں کیں تو تین طلاق“ سے مخلص اور حیلہ

صفحہ

عنوانات

۴۳۰ تین طلاق تعلقتی سے بچنے کیلئے فقہاء کا ذکر کردہ حیلہ.....

۴۳۱ مقررہ تاریخ پر رقم ادا کرنے کی طلاق کی بیمین کی پھر چیک کے ذریعہ بنک نے بعد میں رقم ادا کی.....؟

فصل فی عد الطلاق

والقاء الاحجار وغيرهما

۴۳۳ صرف ”ایک دو تین“ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی.....

۴۳۴ کنکریاں پھینکنے اور ایک دو تین بولنے وغیرہ کے بارے میں مفصل فتویٰ

۴۳۶ ”یودوہ درے پہ ماطلاقہ“ کے متعلق استفسار پر تفصیلی جواب

۴۳۸ ایک دو تین تم ہم پر ماں بہن اور تین کنکر بھی پھینکیے“ کا حکم

۴۳۹ ”ایک دو تین چار پتھروں سے..... طلاق ہے“ کا مسئلہ

۴۳۹ ایک دو تین تجھے رکھوں تو ماں کو رکھوں“ کا حکم

۴۴۱ ”زہ زما درتہ اجازت دے یو دوہ درے“ اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی.....

۴۴۲ ”ایک دو تین مجھ پر بیوی طلاق ہوگی“ کا حکم

۴۴۳ صرف تین لکیں کھینچنا، چلی جا کہنا وغیرہ کا مسئلہ.....

۴۴۵ عدّ اور عد طلاق میں فرق.....

۴۴۶ بلا ارادہ اپنی بیوی کو یکدم ”طلاق طلاق طلاق“ کہنے کا حکم

۴۴۷ بیوی کو صرف ”ایک طلاق دو طلاق تین طلاق“ کہنے کا مسئلہ.....

۴۴۹ ”تم کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہوا اگر تم کو رکھوں تو ماں کو رکھوں“ کا حکم

صفحہ	عنوانات
۲۵۰	”ایک طلاق دو طلاق تین طلاق“ کہنے کا حکم
۲۵۱	”ایک دو تین طلاق ہو“ پر نظام الفتاویٰ کی نقد اور حضرت مفتی صاحب کا جواب
۲۵۲	صرف پتھر پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی
۲۵۵	تین پتھر لیکر ایک دو تین کہنے اور لفظ طلاق نہ کہنے کا حکم
۲۵۵	”بیوی کے ہاتھ میں متفرق پتھر دے کر کہہ دے تو مجھ سے آزاد ہے“ کا حکم
۲۵۷	”تم مجھ پر تین پتھروں سے طلاق ہو“ میں دو معنی کا احتمال ہے
۲۵۸	تین انگلیوں پر اشارہ اور ایک دفعہ طلاق کہنے کا حکم
۲۵۹	ایک سوال پر دو بارہ استفسار اور دارالعلوم کراچی کا فتویٰ
۲۶۰	بارہ بار طلاق کہنے میں تائیس اور تاکید کا مسئلہ اور غیر مقلدین کے فتویٰ کا حکم
فصل فی طلاق المکرہ والصبی	
والمجنون والسكران وغيرهم	
۲۶۳	زبردستی طلاق لکھنے لکھوانے میں جبر اور زبردستی کی نوعیت
۲۶۳	جبراً طلاق لکھنے یا لکھوانے کا مسئلہ
۲۶۵	نکاح سے پہلے اور بعد میں زبردستی طلاق لینے کا مسئلہ
۲۶۶	مکرہ کی طلاق بالکتابت منظور نہیں
۲۶۸	طلاق مکرہ میں مذہب غیر پر فتویٰ جائز نہیں
۲۶۹	تابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ کسی کو وکیل طلاق بنا سکتا ہے

صفحہ	عنوانات
۴۷۰	تابالغ لڑکا اپنی بیوی یا اس کا والد اس کی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا.....
۴۷۱	صحت طلاق کیلئے شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے بخلاف بیوی کے.....
۴۷۱	بالغ شوہر کا تابالغہ کو قبل الدخول ایک طلاق دینے کا مسئلہ.....
۴۷۲	مدہوش اور مغلوب العقل کی طلاق کا مسئلہ.....
۴۷۳	مدہوش اور پاگل کی طلاق کا مسئلہ.....
۴۷۴	فساد عقل کے وقت طلاق لکھنے کا مسئلہ.....
۴۷۵	مدہوشی اور غضب کی حالت میں طلاق کا حکم.....
۴۷۶	مار پڑنے کی وجہ سے بے ہوش ہو کر ”طلاق دے دی“ کہنے کا حکم.....
۴۷۸	مسحور شخص کی طلاق کا حکم.....
۴۷۹	وسوسہ اور وہم میں مبتلا آدمی کی طلاق کا حکم.....
۴۷۹	وسوسہ کی صورت میں کہنا کہ ”بیوی پر منحوس الفاظ“ کا حکم.....
۴۸۱	مرض سرسام میں دی گئی طلاق کا مسئلہ.....
۴۸۱	مالیجہ لیا میں مبتلا شخص کی طلاق کا حکم.....
۴۸۳	حالت نیند میں طلاق دینا معتبر نہیں.....
۴۸۳	نشہ، غصہ اور جبر کی صورت میں طلاق کا حکم.....
۴۸۴	نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے.....
۴۸۵	نشہ کی حالت میں ”تجھے چھوڑا ہے“ تین دفعہ کہنے کا حکم.....
۴۸۷	نشہ کی حالت میں طلاق اور بیوی کا تین طلاق کا دعویٰ.....
۴۸۸	نشہ کی حالت میں طلاق اور عدد طلاق میں شک کا مسئلہ.....

صفحہ

عنوانات

۴۸۸ بیوی کو تین طلاق تعلیقی دیئے پھر نشہ کی حالت میں طلاق کا اقرار کیا اس کا حکم

باب ما لا يقع به الطلاق

۴۹۱ معصیت سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

۴۹۱ ”اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں“ یہ انشاء طلاق نہیں ہے

۴۹۲ بیوی کو زد و کوب کرنے اور غیر محرم کے ساتھ اکیلی چھوڑنے سے طلاق نہیں ہوتی

۴۹۳ طلاق رجعی میں عدت گزرنے کے بعد طلاق واقع نہیں ہوتی ہے

۴۹۳ زوجہ کو خوف زدہ کرنے کیلئے طلاق کا نوٹس لکھوانے کا مسئلہ

۴۹۴ طلاق نامہ لکھواتے وقت ارادہ طلاق تبدیل کرنا

۴۹۵ بیوی کا یہ کہنا کہ تیری بیوی نہیں ہوں موجب طلاق نہیں

۴۹۵ شک کی صورت میں تعلیق طلاق کا مسئلہ

۴۹۶ شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی

۴۹۶ باپ نابالغ بیٹے کی بیوی کو طلاق نہیں کر سکتا

۴۹۷ ”مجھ پر حلال دنیا حرام ہے“ کہنے سے طلاق کا مسئلہ

۴۹۸ اپنی لڑکی کو گالی گلوچ کرنے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

۴۹۸ ایکشن کے دوران شوہر کا نام غلط بتانے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

۴۹۹ صرف خیال و تصور کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

۴۹۹ طلاق میں جھوٹ دھوکہ اور ہزل کا فرق

۵۰۰ ”دختر طلاق زویہ“ گالی ہے طلاق نہیں

صفحہ

عنوانات

۵۰۱ مختلف احتمالات کی وجہ سے طلاق کا حکم لگانا بے قاعدہ امر ہے
۵۰۲ ”فلاں کی تقریر سنوں تو بیوی کو طلاق“ پھر ٹیپ ریکارڈ سے سننے کا حکم
۵۰۳ ”داکار ما او کڑو نوزہ بہ طلاق یم“ کا حکم
۵۰۴ اپنی بیوی کی بجائے دوسری کسی عورت کا نام لے کر طلاق واقع نہیں ہوتی
۵۰۵ اپنی بیوی کے متعلق بیٹے کو یہ کہنا کہ ”یہ میری بیوی ہے یا تمہاری“ کا حکم
۵۰۵ بغیر اضافت اور حکم کے ”سات طلاق“ کہنا لغو ہے
۵۰۶ ”اے طلاق دی کہ نئے او خورو“ یعنی طلاق ہے اگر کھالیا“ کا حکم
۵۰۶ بیوی کو ماں کی غلیظ گالیاں دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

باب القضاء و دعوی الطلاق و النکاح

۵۰۸ عورت طلاق ثلاثہ کا دعویٰ کرے اور شوہر منکر ہو اس کا کیا حکم ہے؟
۵۰۸ عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور زوج طلاق رجعی کا مدعی ہے؟
۵۰۹ خاوند تین طلاق دے کر منکر ہو جائے اور بیوی قسم کرے طلاق پر.....؟
۵۱۰ میاں بیوی کا طلاق کی تعداد میں اختلاف کی صورت میں فیصلہ.....
۵۱۲ شوہر طلاق دینے کے باوجود انکار کرے اور بیوی اقرار تو.....؟
۵۱۳ اگر گواہ عادل ہوں تو طلاق سے انکار غیر معتبر ہے.....
۵۱۳ طلاق میں مختلف اور مضطرب شہادت اور الفاظ طلاق میں اختلاف کا حکم
۵۱۵ طلاق میں مدعیہ مطلقہ کے گواہ منظور اور ناکح منکر کے نام منظور ہیں
۵۱۶ طلاق میں پانچ گواہوں کے بیان میں اختلاف کی صورت کا حکم

صفحہ	عنوانات
۵۱۷	محکم کے پاس باقاعدہ ثبوت لے جانے کے بغیر بیوی مطلقہ نہیں ہے
۵۱۸	طلاق مغلظہ اور اس پر شہادت کی موجودگی میں زوجیت کا دعویٰ مردود ہے
۵۱۸	بعد الوفات طلاق کی خبر کا حکم
۵۲۰	نکاح کے ثبوت کیلئے نکاح خواں کی بجائے دوسرے امام کا گواہی کا حکم
۵۲۱	شوہر کو طلاق پر مجبور کرنے کی وجوہات اور خنثی مشکل کا حکم
۵۲۲	شوہر نے طلاق معلق دی تھی سات سال بعد عورت نے انکار کیا اب کیا حکم ہے؟
۵۲۳	خیار بلوغ کی وجہ سے تنسیخ نکاح کی صورت میں صحیح فیصلہ کی صورت
۵۲۳	شرعی نکاح ہو چکا ہے شوہر منکر ہے اس صورت میں عدالتی ڈگری کا حکم
۵۲۳	بلاقاعدہ عدالتی طلاق قانونی ہو سکتی ہے شرعی نہیں
۵۲۵	ارتداد اور الفاظ کفریہ کے بعد بلا طلاق دوسرے شوہر سے نکاح کا مسئلہ
۵۲۷	مرد اور کافر بننے والے کا نکاح خود بخود ختم ہو جاتا ہے

فصل فی تنسیخ النکاح

۵۲۹	موجودہ عدالتوں کے تنسیخ نکاح کے فیصلے اگر باقاعدہ ہوں تسلیم کریں گے ورنہ نہیں
۵۳۰	ابتدائی عدالت اور عدالت بالا کے متضاد فیصلوں کی صورت میں تنسیخ نکاح کا حکم
۵۳۱	جھوٹی شہادتوں سے تنسیخ نکاح کا مسئلہ
۵۳۱	بے قاعدہ تنسیخ نکاح شرعاً مسترد اور اس میں معاونت وغیرہ حرام ہے
۵۳۲	بلاوجہ شرعی تنسیخ نکاح کی ڈگری وغیرہ شرعاً قبول نہیں
۵۳۳	تابالغہ کے خیار بلوغ اور ڈی سی کی جانب سے طلاق نامہ دینے کا مسئلہ

صفحہ	عنوانات
۵۳۴	باقاعدہ آباد کرنے والے شوہر کو تنسیخ نکاح کی ڈگری دینا شرعاً کا لعدم ہے
۵۳۵	مجبور عورت تنسیخ نکاح مسلمان حج سے کرا سکتی ہے
۵۳۶	تنسیخ نکاح بظاہر خلع بالا کراہ اور حقیقت میں طلاق بائن ہے
۵۳۷	جہاں قاضی نہ ہو وہاں علماء کی جمعیت ضرورت کی وجہ سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے
۵۳۸	باقاعدہ تحقیق کے بعد قاضی کا یکطرفہ تنسیخ نکاح کا فیصلہ
۵۳۹	بلا وجہ تنسیخ نکاح کرانا غیر معتبر اور امور دینیہ کی پامالی ہے
۵۴۰	تعنت فی النفقہ کی وجہ سے مذہب غیر پر فتویٰ اور قضاء علی الغائب کا حکم
۵۴۲	باقاعدہ آبادی کی صورت میں طلاق دیئے بغیر تنسیخ نکاح کی ڈگری کارگر نہیں
۵۴۳	مجبور عورت اولاً مصالحت ثانیاً خلع اور آخر میں تنسیخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے
۵۴۴	صرف مہر نہ دینے کی وجہ سے تنسیخ نکاح نہیں ہو سکتی
۵۴۴	شوہر کا ارادہ قتل اور نفقہ نہ دینے کی صورت میں تنسیخ یا خلع کا حکم
۵۴۵	عجز عن النفقہ وغیرہ کی وجہ سے پنچایت کا فیصلہ تنسیخ نکاح کا حکم
۵۴۷	عورت مجبوری کی وجہ سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے
۵۴۸	مجبور عورت باقاعدہ مسلمان حج کے ذریعے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے
۵۴۹	غلط تنسیخ نکاح کے بعد دوسری شادی کی وجہ سے طعن اور بائیکاٹ کا مسئلہ
۵۵۰	رسم سورہ میں نابالغ لڑکیاں دینے کی صورت میں حق تنسیخ نکاح و اختیار بلوغ کا مسئلہ
۵۵۱	بلوغ کے بعد حج کا تنسیخ نکاح کا مسئلہ
۵۵۲	سببی الاختیار داد اور عدالت کے یکطرفہ تنسیخ نکاح کا مسئلہ
۵۵۳	باپ کے وکیل کے کئے ہوئے نکاح کی وجہ سے لڑکی کو اختیار بلوغ اور تنسیخ کا حق حاصل ہے

صفحہ

عنوانات

۵۵۵	عاقلہ بالغہ کے نکاح میں والدین کی عدم موجودگی کی بنا پر عدالت کا تنسیخ نکاح کا مسئلہ.....
۵۵۶	صغیرہ کے والد کا فسخ نکاح کے اختیار کے بارے میں حیلہ ناجزہ کی عبارت کی وضاحت.....
۵۵۷	والدین کا نابالغین کا کیا ہوا نکاح ناقابل فسخ ہے.....
۵۵۸	مہر کی عدم ادائیگی کی وجہ سے عورت کو تنسیخ نکاح کا حق حاصل نہیں.....
۵۵۸	نکاح کے وقت ”عدالت میں بلا خلع فسخ نکاح“ کی شرط رکھنے کا حکم.....
۵۵۹	نماز جنازہ سے منکر اور آوارہ شوہر سے نکاح فسخ کرنا.....
۵۵۹	بے غیرت شوہر کے پاس رہنا حرام اور بھاگنا ضروری ہے.....

فصل فی تفریق زوجة

مفقود الخبر و المجنون و غیرہ

۵۶۱	مفقود الخبر کی بیوی کیلئے تنسیخ نکاح کا مسئلہ.....
۵۶۲	زوجہ مفقود الخبر کے فسخ نکاح میں شرائط کی رعایت ضروری ہے.....
۵۶۳	زوجہ مفقود الخبر میں قضاء قاضی یا جماعت علماء ضروری ہے فتویٰ پر اکتفاء کافی نہیں.....
۵۶۶	افغان جنگ میں مفقود مجاہدین کی بیویوں کے نکاح کا مسئلہ.....
۵۶۶	جہاد افغانستان میں مفقود الخبر مجاہدین کی بیویوں کا مسئلہ.....
۵۶۷	سقوط مشرقی پاکستان کے وقت مفقود ازواج کی بیویوں کا مسئلہ.....
۵۶۸	مفقود الخبر کی زوجہ کیلئے مسلمان حاکم کے ذریعہ حکم بالموت حاصل کرنے کا مسئلہ.....
۵۷۰	مفقود الخبر زوج کے بارے میں مسلمان حاکم کے فیصلہ کا حکم.....
۵۷۱	مفقود الخبر کے بارے میں ظاہر الروایت اور مذہب مالکی پر فتویٰ کا حکم.....

صفحہ	عنوانات
۵۷۲	مفقود الخیر کی زوجہ کیلئے انتظار کا مسئلہ.....
۵۷۳	دوسری جگہ نکاح کے بعد مفقود الخیر کی واپسی کی صورت کا مسئلہ.....
۵۷۴	غائب شوہر کا واپس آنا اور بیوی کی دوسری شادی اور طلاق و نکاح کا مسئلہ.....
۵۷۵	مفقود اور محتہ فی النفقہ کی وجہ سے تنسیخ نکاح کی صورت میں شوہر کے واپسی کا مسئلہ.....
۵۷۶	مفقود الخیر کی موت کے بارے میں ایک شخص کی خبر پر اعتماد کا مسئلہ.....
۵۷۷	پندرہ سال سے روپوش شوہر کی بیوی کیلئے تنسیخ نکاح کا حکم.....
۵۷۹	مفقود الخیر آوارہ شخص کی بیوی کیلئے دوسری جگہ نکاح کا مسئلہ.....
۵۷۹	شوہر کا کسی دور وطن میں بیوی کو بسانے اور پھر وہاں جانے سے انکار وغیرہ کا مسئلہ.....
۵۸۲	دیوانہ اور عمر قید والے شخص کی بیوی کے تنسیخ نکاح کا مسئلہ.....
۵۸۳	مجنون کی منکوحہ خوف زنا و عدم نفقہ وغیرہ کی وجہ سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے.....
۵۸۵	شوہر پر جنون طاری ہونے کی وجہ سے تنسیخ نکاح کا مسئلہ.....
۵۸۷	جنون کی وجہ سے تنسیخ نکاح کا حکم.....
۵۸۸	جنون کی وجہ سے امام محمد اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک فسخ نکاح کا مسئلہ.....
۵۹۰	محکمہ عالیہ قضاء ریاست سوات کا متفقہ فیصلہ.....
۵۹۰	الحکم المحمود فی مسئلۃ المفقود.....
۵۹۳	الجواب الاول من دارالافتاء مدرسه امینہ دہلی.....
۵۹۳	الجواب الثانی من دارالافتاء دارالعلوم دیوبند.....
۵۹۵	الجواب الثالث من دارالافتاء دیوبند.....
۵۹۵	الجواب الرابع.....

فصل فی العنین

۲۰۰ عنین کیلئے شادی جائز اور بیوی کیلئے حق تنسیخ نکاح حاصل ہے
۲۰۱ نامرد یعنی عنین کے تنسیخ نکاح کا مسئلہ
۲۰۳ عنہ (نامردی) کی صورت میں ایک سال مہلت کے بغیر تنسیخ نکاح منظور نہیں
۲۰۴ عنین اگر طلاق یا خلع پر راضی نہیں ہوتا تو عورت باقاعدہ تنسیخ نکاح کر سکتی ہے
۲۰۵ مقطوع الذکر (محبوب) شوہر کا حکم
۲۰۵ رسم ”سورہ“ میں معمر شخص کو دی گئی لڑکی کی صورت میں عنین کا مسئلہ
۲۰۶ ہیجڑے کے ساتھ نکاح کی صورت میں تنسیخ کا مسئلہ
۲۰۷ عقیم مرد سے تنسیخ نکاح کا مطالبہ درست نہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد پنجم)

الحمد لله الذي اجري بحكمته مقادير الامور O ودبر السموات والارضين على مر
الدهور O والصلاة والسلام على سيدنا ومولانا محمد عبده ورسوله شفيع العصاة يوم النشور O
وعلى آله واصحابه ما اضاء النهار واطلم الديجور O اما بعد:

اللہ کریم کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے اپنی بے پایاں رحمت ورافت اور خصوصی فضل و کرم سے مجھ جیسے
نا تو اں و بے مایہ اور نابکار بندہ کو فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ کی ترتیب و تحقیق اور تخریج و تہیہ کی
خدمت علمی پر لگا رکھا ہے بندہ فقیر ایک ادنیٰ طالب علم ہے اور پڑھنے لکھنے کا تھوڑا بہت ذوق رکھتا ہے ورنہ من آنم کہ من
دائم، مگر یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی اور فضل و کرم کا کرشمہ ہے کہ اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کر کے حوصلہ افزائی
فرما رہا ہے۔

بعض احباب کبھی کبھی دبی زبان سے یہ اظہار کرتے ہیں کہ وقت زیادہ لگتا ہے ان کی تمنا ہے کہ کم از کم وقت
میں یہ فتاویٰ مکمل ہو کر منصفہ شہود پر جلوہ گر ہو، بندہ کو اس کا احساس ہے کہ ان کا یہ جذبہ اس کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے
اور محبت کی بنیاد پر ہے لیکن اہل علم کو خوب معلوم ہے کہ یہ کام کس قدر محنت طلب، پیچیدہ اور سکون و اطمینان کا متقاضی
ہے کیونکہ رجسٹروں میں بکھرے ہوئے ہزاروں مسائل کی کتاب و باب اور فصل وار ترتیب، ہر عربی عبارت کی تخریج
بالخصوص جن فتاویٰ میں حوالہ درج نہیں ان کیلئے باقاعدہ حوالہ جات کی تلاش میں درجنوں کتابوں کی ورق گردانی اور بعض
مقامات میں تحقیقی حواشی کی تحریر وغیرہ کوئی آسان کام نہیں، بالخصوص حضرت شیخنا المعظم حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم
کی ذات بابرکات فتاویٰ کے حوالے سے دلائل و براہین اور تفصیل و اعجاز کے اعتبار سے منفرد اور امتیازی شان کی حامل
ہے، نیز آپ کا مخصوص طرز فکر بھی پیش نظر ہے کہ وہ جوں کا توں اہل علم کو منتقل ہو، اس لئے یہ کام خود زیادہ وقت کا
متقاضی ہے اور ہم اسے معیاری بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس جلد میں کتاب النکاح اور کتاب الطلاق کے ابواب و فصول جمع کئے گئے ہیں اور جہاں کسی مسئلہ میں

حضرت صاحب کا مخصوص طرز فکر اور علمی تحقیق ہے وہاں ہم نے کوشش کی ہے کہ حضرت صاحب کی دوسری تصانیف مثلاً منہاج السنن اور ہدایۃ القاری وغیرہ سے اسے مدلل کیا جائے تاکہ اس کی تعیین و تحقیق میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

اس جلد کے ہر ہر مسئلہ اور تحقیق و تفسیر کو رئیس دارالافتاء جامعہ حقانیہ سیدی و استادی حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب مدظلہ العالی نے انتہائی جانفشانی کے ساتھ ملاحظہ فرمایا ہے، علاوہ ازیں اس جلد کے بھی تمام ابواب و فصول کو وقتاً فوقتاً حضرت شیخنا المعظم حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کیا گیا، اور شدید ضعف و نقاہت اور علالت و کمزوری کے باوجود ملاحظہ فرما کر خوشی کا اظہار فرمایا اور بندہ کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

بندہ ان تمام احباب کا شکر یہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے جنہوں نے مراجعہ کتب اور تخریجی امور میں معاونت کی ہے بالخصوص مولانا محمد اسحاق حقانی، اور درجہ تخصص فی الفقہ کے بعض طلباء کرام مولانا عزیز الرحمن، مولانا پروانت خان، مولانا احسان اللہ، مولانا عبدالحی اور مولانا عبدالغفار صاحب، اردو محاورہ اور پروف دانی میں مولانا احسان اللہ تانوی اور دیگر حضرات، اسی طرح مولانا حافظ ولی الرحمن صاحب صدیقی نے کمپوزنگ میں کامل جہد و مشقت سے کام لیا، اللہ کریم ہم سب کی محنتوں کو قبولیت سے نوازے اور فلاح دارین کا ذریعہ بنا دے۔

آخر میں سرپرست و نگران اور اپنے شفیق استاذ حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی مدظلہ العالی اور مولانا خواجہ حافظ حسین احمد صدیقی صاحب زید مجدہم اور اپنے تمام اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ سپاس و تشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم و تربیت، حوصلہ افزائیوں اور دعاؤں کی برکت سے یہ کام رو بہ تکمیل ہے۔ اللہ کریم ان تمام بزرگوں، میرے والدین اور حضرت شیخنا المعظم حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کا سایہ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین

طالب دعا

محمد وہاب منگلوری عفی عنہ (سوات)

مرتب فتاویٰ دیوبند پاکستان

۲۱/۰۳/۲۰۰۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب المہر

مہر کے عدم تقرری یا طے نہ ہونے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے نکاح کے وقت حق مہر بیس ہزار روپیہ لکھوانا پسند کیا گیا میں نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ زیادہ ہے حالانکہ ہم نے بات پانچ ہزار پر کی تھی، انہوں نے کہا کہ مہر کون دیتا اور لیتا ہے یہ تو محض دکھلاوا ہے، پھر میں نے کسی سے سنا کہ نکاح کے وقت ایسا کہنے سے نکاح باطل ہو جاتا ہے، شرعی مسئلہ بتا کر ممنون فرمائیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: اختر خضری کھاریاں..... ۱۹۷۹ء/۷/۱۷

الجواب: تمام فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ مہر کے عدم تقرری اور طے نہ کرنے سے نکاح کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، كما فی الهدایة ﴿۱﴾. وهو الموفق

حق مہر نہ دینے یا فروخت کرنے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے نکاح کر کے حق مہر (سات تولہ سونا) عورت کو دے دیا، لیکن بعد میں عورت کی رضامندی سے وہ مہر زیورات فروخت کر کے کاروبار شروع کیا، کیا اس حق مہر کے بیچنے سے نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مثل خان خلیل خیبر کالونی تہ کال پشاور..... ۱۴۰۱ھ/۷/۳

﴿۱﴾ قال العلامة المرغینانی: ویصح النکاح وان لم یسم فیہ مہرا لان النکاح عقد انضمام وازدواج لغة فیتم بالزوجین ثم المہر واجب شرعا ابانة..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب: حق مہر نہ دینے یا واپس لینے یا فروخت کرنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا جیسا کہ گواہوں اور نکاح خواں وغیرہ کے مرنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا ﴿۱﴾۔ وہوالموفق

مہر میں ہر قسم مال متقوم مقرر کیا جاسکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دس نومبر ۱۹۸۱ء کو پشاور چھاوئی میں ایک نکاح منعقد ہوا، اور حق مہر میں چار تولہ طلائی بحساب زیور مبلغ آٹھ ہزار روپیہ مقرر ہوا، ۵/نومبر ۱۹۸۲ء کو شادی ہونے والی تھی کہ ایک شخص نے حاضرین مجلس سے آواز بلند کہا کہ پہلا نکاح منعقد نہیں ہوا ہے کیونکہ آپ لوگوں نے مہر میں زیورات مقرر کئے ہیں اور مہر میں زیورات نامنطور ہوتے ہیں اس لئے یہ نکاح باطل ہے، کیا اس شخص کا یہ قول صحیح ہے اور نکاح دوبارہ پڑھا جائے گا؟ بینواتوجروا

المستفتی: مستحب گل عباس کلے سر ڈھیری چارسدہ..... ۲۷/محرم ۱۴۰۳ھ

الجواب: مال متقوم مہر میں مقرر کیا جاسکتا ہے، خواہ سونا چاندی ہو یا روپے (نوٹ) ہو اور خواہ سونا چاندی زیورات کی شکل میں ہو یا دوسری شکل میں ہو (شامی) ﴿۲﴾.....

(بقیہ حاشیہ) لشرف المحل فلا یحتاج الی ذکرہ لصحة النکاح.

(ہدایہ ۲: ۳۴۵ باب المہر)

﴿۱﴾ وفي الهندية: للمرأة ان تهب مالها لزوجها من صداق دخل بها زوجها اولم يدخل..... ولو وهبت من ورثته يجوز ولو وهبت مهرها بشرط فان وجد الشرط يجوز وان لم يوجد يعود المهر كما كان هكذا في التارخانية.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۱۶ الفصل العاشر فی ہبۃ المہر)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: فضة وزن سبعة مثاقيل كما في الزكاة مضروبة كانت اولاً ولو دينا او عرضاً قيمته عشرة وقت العقد، قال ابن عابدين: وكذا لو منفعة كسكنى داره وركوب دابته وزراعة ارضه حيث علمت المدة..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

..... بحر ﴿۱﴾ ہندیہ ﴿۲﴾. وهو الموفق

مہر فاطمی کا مطلب اور مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مہر فاطمی کا کیا مطلب ہے اور اس

کا حساب کس طرح ہوگا؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرحیم صدر تحفظ حقوق ڈیرہ..... ۳۰/ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: اس اصطلاح کا پتہ نہیں ہے، تاہم مہر فاطمہ رضی اللہ عنہا دیگر صاحبزادیوں کی طرح

ساڑھے بارہ اوقیہ تھا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، تو پانچ سو درہم ہو گئے اور دس درہم سات مثقال

کے برابر ہیں تو دو سو درہم ۱۴۰ مثقال کے برابر ہو گئے اور پانچ سو درہم تین سو پچاس مثقال کے برابر ہو گئے،

ایک مثقال ساڑھے چار ماسہ کا ہے تو کل $۳۵۰ \times ۲ / ۱ = ۷۰۰$ ماسہ ہو گئے، پھر اس سے تولے بناؤ، اور

چاندی کی قیمت معلوم کرو، تو وہ مہر فاطمی کی مقدار ہوگی۔ وهو الموفق

کتبہ: رشید احمد حقانی

رواہ ابو داؤد فی باب الصداق ﴿۳﴾ جو کہ تقریباً ایک سو اکتیس تولہ اور تین ماشہ چاندی

(بقیہ حاشیہ) كما فی الہندیة قلت ولا بد من كونها مما يستحق المال المال بمقابلتها

ليخرج ما يأتي من عدم صحة التسمية في خدمة الزوج الحر لها وتعليم القرآن.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۵۸ باب المهر)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: ومراد المصنف ان اقله عشرة او ما يقوم مقامها بالقيمة.

(البحر الرائق ۳: ۲۵۰ باب المهر)

﴿۲﴾ وفي الہندیة: المهر انما يصح بكل ما هو مال متقوم والمنافع تصلح مهراً الخ.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۰۲ الباب السابع فی المهر)

﴿۳﴾ عن ابی العجفاء السلمی قال خطبنا عمر فقال الا..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے ﴿۱﴾ - وهو الموفق

الجواب صحیح:..... محمد فرید عفی عنہ

(بقیہ حاشیہ) لا تغالوا بصدق النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا او تقوى عند الله كان اولاكم بها النبي ﷺ ما اصدق رسول الله ﷺ امرأة من نساءه ولا اصدقتم امرأة من بناته اكثر من ثنتي عشرة اوقية. (سنن ابی داؤد ۱: ۲۸۷ باب الصداق)

﴿۱﴾ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں: جس طرح غلط رسوم کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے، اس (مغالاة فی الامہار) کی بھی ہونی چاہئے، ایک سو بتیس تولہ چاندی (پانچ سو درہم) ایسی مقدار ہے کہ عام طور پر مسلمان ادا کر سکتا ہے، اور اس کا ارادہ بھی رکھ سکتا ہے علاوہ ازیں یہ ایک متبرک طریقہ خاتون جنت (رضی اللہ عنہا) کا ہے جس سے فال حسن اور برکات عظیمہ کا موقع حاصل ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جب ہندوستانی اذہان میں مہر کا وصول کرنا موجود ہی نہیں ہے اور نہ اس کو معاوضہ بضع سمجھا جاتا ہے بلکہ شرعی رسم خیال کر کے اس کو ذکر کر دینا ضروری سمجھا جاتا ہے، تو کیوں نہ وہ عدد لیا جائے جو سب میں برکت والا ہونہ ادنیٰ ترین مقدار مہر (دس درہم) ہے اور نہ اعلیٰ ترین (قناطر مقلطرة) ہو، شرافت اور عزت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ سیدۃ النساء اهل الجنة اور سرکار کائنات علیہ الصلاۃ والسلام کے جسم مبارک کے ٹکڑے کا یہ مہر ہے فاطمة بضعة منی، مشکوٰۃ ۵۶۸ حدیث پر غور فرمائیے۔

(فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۹۳ مہر فاطمی کے بارے میں حضرت کا موقف)

بہر حال سیدۃ النساء فاطمة الزہراء رضی اللہ عنہا کا جو مہر مقرر ہوا تھا اسے مہر فاطمی کہتے ہیں، عہد رسالت کے اوزان کے مطابق یہ ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی پر ہوا تھا، ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر اسی طرح ساڑھے بارہ اوقیہ کے پانچ سو درہم ہوئے ایک اوقیہ ۰.۵ تولہ کا ہوتا ہے تو ساڑھے بارہ اوقیہ ۰.۲۵ تولہ کے برابر ہوئے یعنی ۱۳۱ تولہ اور تین ماشہ۔

منہاج السنن شرح ترمذی میں ہے: صدق رسول اللہ ﷺ ثنتا عشرة اوقية ونش ای نصف اوقية، والاوقية اربعون درهماً فالمجموع خمس مائة ويحصل منها مائة وواحدة وثلاثون تولجة وثلاث ماهجات وهي تساوي..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مہر شرعی کی مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ موجودہ دور میں شرعی حق مہر کی

مقدار کیا ہے اور اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: امان اللہ ڈائریکٹر W.S.M پشاور..... ۱۹۷۹ء/۷/۱۷

الجواب: حق مہر کی کوئی حد بالائیں البتہ یہ ضروری ہے کہ دس روپیہ شرعی سے کم نہ ہو ﴿۱﴾ جو

(بقیہ حاشیہ) ثلثمأة وخمسون مثقالا و ذکر صاحب المواہب ان مهر فاطمة كان اربع مائة مثقال فضة فلعل المثاقيل كانت مختلفة.

(منہاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۶۸ باب فی مہور النساء)

یہ قول (۱۳۱ تولاہ تین ماشہ) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی اور مولانا مفتی محمد شفیع رحمہم اللہ کا بھی ہے اب اسی حساب سے کہ پنجابی تولہ ۱۱.۶۶۳ گرام کا ہو تو مہر فاطمی ایک کلو ۵۳۱ گرام چاندی بنتا ہے اور ہمارے سرحدی تولہ کے حساب سے جو ۱۲.۱۵ گرام کا ہوتا ہے سے تقریباً ایک کلو ۵۹۵ گرام چاندی بنتا ہے اور یہ احوط ہے۔ مہر فاطمی کے بارے میں دو اقوال ہیں جیسا کہ منہاج السنن کی عبارت سے واضح ہوتا ہے لیکن اس میں مقدار اول روایات حدیث و سیرت سے ثابت ہے، اور دوسری مقدار چار سو مثقال والی یا تو اختلاف اوزان پر محمول ہے یا یہ کہ یہ صرف تاریخ انجیس کی روایت ہے لہذا مقدار اول راجح ہے، علاوہ ازیں مہر فاطمی میں موجودہ اوزان کے حساب سے دیگر اقوال بھی ہیں، مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی کی تحقیق کے مطابق مہر فاطمی چار سو مثقال جو ڈیڑھ سو تولہ چاندی کے برابر ہے۔ (ماہنامہ نظام جولائی ۱۹۶۵ء) یہ قول مولانا سید احمد رضا بجنوری کا بھی ہے۔ (انوار الباری شرح بخاری ۴: ۶۱)، بعض محققین کے نزدیک مہر فاطمی ۱۴۰ تولہ چاندی کے برابر ہے۔ (نظام الفتاویٰ ۲: ۲۰۸) اور احسن الفتاویٰ میں مہر فاطمی ۴۸۰ درہم یعنی ایک کلو ۶۳۲۹۶ گرام چاندی لکھا ہے۔

ہمارے نزدیک وہ وزن ماخوذ بہ ہے جو جواب میں لکھا گیا ہے اور اکثر علماء اسی کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم

(از مرتب)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: المہر اقلہ عشرة دراهم..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پاکستانی وزن سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتا ہے اور فی تولہ ۲۵ روپے کے نرخ سے تقریباً ۶۵ روپے پاکستانی بنتا ہے ﴿۱﴾۔ وہو الموفق

مہر شرعی کی کم از کم مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مہر شرعی دس درہم پاکستانی لحاظ

سے کتنا بنتا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: حامد انور معلم حقانیہ..... ۳۱/۱۲/۱۹۸۵

الجواب: مہر شرعی کی کم از کم مقدار دس روپے شرعی (دو تولہ ساڑھے سات ماشہ) ہے اور

پچاس روپے فی تولہ کے حساب سے ۱۳۱ روپے ۲۵ پیسے بنتے ہیں، صرح به الحنفیة ﴿۲﴾ ولحدیث (بقیہ حاشیہ) لحدیث البیہقی وغیرہ لا مهر اقل من عشرة دراهم..... فضة وزن سبعة مثاقیل كما فی الزکاة..... وتجب العشرة ان سماها او دونها ویجب الا کثر منها ان سمی الا کثر. (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۵۷ باب المهر)

﴿۱﴾ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں لکھا ہے کہ دس درہم چاندی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸: ۱۲۳۰ حکام مہر) جبکہ مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے اوزان شرعیہ میں مہر کی کم از کم مقدار ۳۱.۵ ماشہ مطابق ۳۰.۶۱۸ گرام چاندی لکھا ہے یہ اس حساب سے کہ ایک درہم تین ماشہ ۶/۵ رتی کا ہو، جس کے حساب کرنے سے دو تولہ سات ماشہ چار رتی آتا ہے، علاوہ ازیں مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے ”بسط الباع لتحقیق الصاع“ میں درہم کے وزن میں اپنی تحقیق کی بنا پر اختلاف کیا ہے، اور دس درہم کو ۳۳.۰۲ گرام چاندی قرار دیا ہے، بہر حال یہ کمی زیادتی مختلف علاقوں کے ناپ تول کو دوسرے علاقوں کے ناپ وتول میں ڈھالے جانے کی وجہ سے ضروری ہے، اور بنیاد مختلف ہونے کی وجہ سے یہ اختلاف رونما ہوتا ہے اور یہ کمی زیادتی اتنی قلیل مقدار کی ہوتی ہے جس میں صرف نظر کیا جاتا ہے پس ان سب علماء کی تحقیقات صحیح و معتبر مانی جائے گی۔..... (از مرتب)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: المهر اقله عشرة دراهم..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ورد بذلك ﴿۱﴾. وهو الموفق

مہر شرعی کی کم از کم مقدار اور موجودہ کرنسی کے حساب سے تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ انگریزی عملداری کے وقت شرعی

حق مہر ۳۵ روپیہ دس آنہ ہوتا تھا، جبکہ سولہ آنہ کا روپیہ شمار ہوتا تھا، اب غالباً ۲۰۰ روپیہ سے روپیہ کی قیمت کم

(بقیہ حاشیہ) لحديث البيهقي وغيره لا مهر اقل من عشرة دراهم..... فضة وزن سبعة مثاقيل
كما في الزكاة مضروبة كانت اولاً.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۳۵۷ باب المهر)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن الهمام: عن جابر رضى الله عنه يقول قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: ولا مهر اقل من عشرة، من الحديث الطويل قال الحافظ: انه بهذا الاسناد حسن ولا اقل منه، وقال في تخريجه الشيخ عبد الرزاق غالب المهدي: غريب فهذا الطريق لم يذكر وابن ابى حاتم في علله ۱۲۰۸ عند ما سأل اياه عن هذا الحديث وطرقه وتقدم كيف ابطله ابو حاتم فلو كان عند هذا الاسناد الحسن لذكره، وهذا الحديث يعرف عن جابر من طريق مبشر بن عبيد كذا رواه غير واحد واليك الخبر، اخرج الدارقطني ۳: ۳۲۵ والبيهقي ۷: ۱۳۳ كلاهما من حديث جابر، لا تنكحوا النساء الا الاكفاء ولا يزوجهن الا الاولياء ولا مهر دون عشرة دراهم، قال الدارقطني والبيهقي في اسناده مبشر بن عبيد وهو متروك واخرجه ابن الجوزي في الموضوعات ۲: ۲۶۳ وقال: قال ابن عدى: هذا حديث باطل لا يرويه الا مبشر بن عبيد، قال احمد احاديثه موضوعات كذب، ومعايدل على ذلك ان ابن حجر خرج حديث الكفاءة في الكشاف ۱: ۳۶۳ مستوفيا فذكره من جميع طرقه دون كونه من حديث جابر ثم اذ عن لقول ابى حاتم: هذا الحديث ضعيف من جميع طرقه ولذا قال الزيلعي: طرقه كلها ضعيفة استوفيناها في الاسعاف بتخريج الكشاف.

(فتح القدير ۳: ۲۸۱ فصل في الكفاءة)

ہو کر دس گیارہ آنہ ہو گئی ہے لیکن اندرون ملک سولہ آنہ ہی کا حساب چل رہا ہے، اب یہ افواہ چل رہی ہے کہ سابقہ ۳۵ روپیہ اور دس آنہ کا موجودہ تناسب ایک سو چھ یا ایک سو سات روپیہ بنتا ہے، میری ذاتی فہم کے مطابق اگر روپے کی قیمت گیارہ آنہ کے تناسب پر تصور کیا جائے تو موجودہ حساب سے اکیاون روپے پینسٹھ پیسہ کی نسبت ہونی چاہئے، اور اگر موجودہ روپیہ دس آنہ کے حساب پر تصور کیا جائے تو موجودہ ستاون روپے بنتے ہیں، لیکن یکصد چھ یا یکصد سات روپے کسی بھی حساب سے درست معلوم نہیں ہوتا، آنجناب اسی نوعیت پر غور فرما کر مفصل حکم سے آگاہ فرمائے؟ بینواتوجروا

المستفتی: نائب صوبیدار شیر محمد راولپنڈی..... ۱۶/۴/۱۹۷۵

الجواب: واضح رہے کہ مہر شرعی کم از کم دس روپے شرعی ہے، یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ تو پندرہ روپیہ فی تولہ کے حساب سے تقریباً پونے انتالیس روپیہ اقل مہر ہوگا ﴿۱﴾۔ اور مہر میں زیادت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، کما صرحوا بہ ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

کم از کم مہر شرعی کی مقدار اور زیادتی میں غلو ممدوح نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ مہر میں چھتیس

روپے اور بعض بیس ہزار روپے مقرر کرتے ہیں اور پہلے دن (شادی کے) لڑکا اور لڑکی ایک کمرے

﴿۱﴾ قال الشيخ الغنیمی: و اقل المهر عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل سواء كانت مضروبة او غير مضروبة او ما قيمته عشرة دراهم يوم العقد.

(اللباب فی شرح الكتاب ۲: ۱۲۹ کتاب النکاح)

﴿۲﴾ قال العلامة ابی الحسن السغدی: واما المهر فانه لا نهاية لا کثره وفي اقله ثلاثة اقوئل

قال ابو حنیفة واصحابه اقل المهر عشرة دراهم وما یكون دونها فهو مهر البغی الخ.

(النتف فی الفتاوی ص ۱۹۰ باب المہر)

میں بند کر دیتے ہیں اور لڑکی کو تقریباً بخشے پر مجبور کی جاتی ہے اور وہ بخش دیتی ہے، کیا اس مقدار کی مہر مقرر کرنا جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: نامعلوم..... ۱۲/ محرم ۱۳۹۷ھ

الجواب: واضح رہے کہ مہر کم از کم دس روپے شرعی (دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی) ہونا

چاہئے ﴿۱﴾ اس سے زائد مقرر کرنا مشروع ہے، البتہ غلو کرنا ممدوح نہیں ہے ﴿۲﴾۔ وہوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: اقله عشرة دراهم فضة وزن سبعة مثاقيل قال ابن عابدين: هو ان يكون كل درهم اربعة عشر قيراطاً شربلالية.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۵۷ باب المهر)

اوزان شرعیہ (مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ) کے آخر نقشہ رائج الوقت میں مہر کی کم از کم مقدار ۳۱.۵ ماشہ چاندی مطابق ۳۰.۶۱۸ گرام چاندی لکھا ہے، جبکہ مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ نے ۳۳.۰۲ گرام چاندی لکھا ہے، وقال العلامة عبد الرحمن الجزيري: وقدر بعضهم الدرهم الشرعي باربعة عشر قيراطاً وقدر القيراط باربع قمحات وسط، فيكون الدرهم ۵۶ قمحة، وقدره بعضهم بالخرنوبة، وقال ان الخرنوبة تزن اربع قمحات وهو يزن ۱۶ خرنوبة، فتكون زنة الدرهم ۶۴ قمحة، ولكن التحقيق ان المعتبر في وزن الدرهم الشرعي ان يكون اربعة عشر قيراطاً كل قيراط يساوي خمس حباب، فتكون زنة الدرهم الشرعي سبعين حبة، فالمراد بالدرهم الصنجة وهي آلة الوزن المعروفة، وهي بالخرنوبة ۱/۲ لان الخرنوبة ۴ قمحات ويساوي الدرهم في زماننا اربعة قروش صاغ تقريباً.

(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة ۴: ۹۰ شروط المهر)

﴿۲﴾ قال الملا علي قارى: (عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقة النساء).....

المغالة التكثير اى لا تكثروا مهورهن (فانها لو كانت مكرمة فى الدنيا وتقوى عند الله لكان

اولا كم بها) اى بمغالة المهور..... فان قلت: نهيه..... (بقية حاشيه اگلے صفحہ پر)

تکثیر مہر مباح لیکن افضل نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبائل اور خصوصاً افغانستان میں مہر

دس بارہ لاکھ روپے رکھا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی سعید گل حقانی جلال آباد..... ۱۹۸۷ء/۲/۱

الجواب: تکثیر مہر مباح ہے لیکن افضل نہیں ہے، لاثر: لا تغالوا بصداق النساء،

(ابوداؤد شریف: ۲۸۷) ﴿۱﴾ اور جو مباح ذریعہ فساد و گناہ بن جاتا ہے وہ ممنوع ہو جاتا ہے، کما

صرحوا بہ ﴿۲﴾. وایں تکثیر کہ در بلاد افغانستان وغیرہ است ذریعہ کثرت زنا و لو اطت واستمنا بالید

وحرام خوری (والدین منکوحہ) وغیرہا است، پس حکام اور علماء کیلئے ضروری ہے کہ اس مباح کا انسداد

(بقیہ حاشیہ) عن المغالاة مخالف لقوله تعالى، فان آتیتم احداهن قنطاراً فلا تأخذوا منه شیئاً،

قلت: النص يدل على الجواز لا على الافضلية والكلام فيها لا فيه، لكن ورد في بعض

الروایات انه قال: لا تزيدوا في مهر النساء على اربعین اوقية فمن زاد القیت الزیادة في

بیت المال، فقالت امرأة: ما ذاک لك؟ قال: ولم؟ قالت: لان الله يقول: و آتیتم احداهن

قنطاراً، فقال عمر امرأة اصابت ورجل اخطأ.

(مرقاة المفاتیح ۲: ۳۵۹ باب الصداق الفصل الثانی)

﴿۱﴾ (سنن ابی داؤد ۱: ۲۸۷ کتاب النکاح باب الصداق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: لان الجهلة یعتقدونها سنة او واجبة وکل مباح یؤدی

الیہ فمکروه.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۷۷ قبیل باب صلاة المسافر)

وقال العلامة ابراهیم الحلبي: وکل مباح یؤدی الیه فمکروه انتهى.

(غنیة المستملی المعروف بالکبیری ۱: ۵۶۹ فصل فی مسائل شتی)

کریں ﴿۱﴾ - وهو الموفق

﴿۱﴾ شریعت اسلامیہ نے ہر بالغ اور بالغہ کے نکاح کرنے اور ازدواجی زندگی گزارنے پر زور دیا ہے تاکہ ہر مسلمان حلال و طیب طریقہ سے نفسانی خواہشات کو پورا کریں اور یہ تبھی ممکن ہے کہ شادی اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا آسان اور سہل طریقہ سے ہوتا کہ فقراء بھی اس سے آسانی کے ساتھ مستفید ہو، اور بالخصوص جبکہ عالم اسلام میں آج کل فقراء کی اکثریت بھی ہے اسلئے اسلام نے مغالات فی المہور کو مکروہ جانا ہے، اور یہ خبر دی ہے کہ جب مہر کم ہو تو وہ شادی مبارک ہوتی ہے، اور قلت مہر عورت کی مبارکی ہے، عن عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی ﷺ قال: ان اعظم النکاح برکة، ایسرہ مؤنة، وقال: یمن المرأة خفة مہرہا ویسر نکاحہا وحسن خلقہا وشؤمہا غلاء مہرہا وعسر نکاحہا وسوء خلقہا. لیکن آج کل بہت سے لوگ ان تعلیمات اسلامیہ سے غافل ہیں اور جاہلیت کی عادت مغالات فی المہور میں پھنسے ہوئے ہیں، اور شادی سے کنارہ کشی اختیار کر رہے ہیں لہذا آنکھ شوہر بہت مال دے دیں اور اسے کنگال کرے گویا کہ عورت سامان تجارت بن گئی ہے اور باقاعدہ بولی کی جاتی ہے، جس سے بہت مفاسد پیدا ہو گئے ہیں کہ ذمہ دار والدین باقاعدہ ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرر اور نقصان پہنچا رہے ہیں، جو بہت سے مفاسد اور شرور پر منتج ہو رہا ہے، گویا کہ حرام کو پہنچنے سے حلال کو پہنچنا بہت مشکل اور صعب بن گیا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں: ہندوستان کے رواج عامہ میں مہر وصول نہیں کیا جاتا ہے اگر کبھی ضرورت ہوتی ہے تو طلاق یا موت کے بعد صاحب جائیداد کے یہاں ہوتی ہے ورنہ عموماً..... معیوب شمار ہوتا ہے کیا یہ حق تلفی نسواں نہیں؟..... مہر مثل بہت سے خاندانوں کے اتنے ہیں کہ موجودہ زمانہ کا مسلمان ہندوستانی اس کے ادا کرنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا، واقعیت تو درکنار کتب فقہ میں یہ جزئیہ موجود ہے کہ اگر نکاح میں زوج کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہ ہو تو زوجین کا اجتماع سفاح ہوگا..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں اس حق تلفی کا احساس کیا اور مغالاة فی الصداق سے کیوں منع کیا اور جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج اور بنات کو نظیر میں پیش کیا..... جس طرح غلط رسوم کی اصلاح کی کوشش کی گئی ہیں اس کی بھی ہونی چاہئے الخ۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۹۲ نکاح و طلاق)

منہاج السنن شرح جامع ترمذی میں ہے: فی..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

زیادت مہر امر مندوب نہیں بلکہ تقلیل مہر مندوب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ شرح مہر مقرر کرنے پر اسلام نے کوئی قدغن نہیں لگائی ہے، لیکن آج کل مہر مقرر کرتے وقت دولہا کی جائیداد اور مالیت کو درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ امراء کی تقلید کی وجہ سے مہر کی مقدار پانچ ہزار روپے سے تجاوز کر چکی ہے، حالانکہ اکثریت کی ذاتی حیثیت جائیداد منقولہ وغیر منقولہ محولہ بالا سے بھی کم ہوتی ہے، اس بارے میں وضاحت کی جائے تاکہ اکثریت عوام اس اندھا دھند پیروی سے نجات حاصل کر سکے؟ بینواتوجروا

المستفتی: ممتاز حسین بیروٹ ایبٹ آباد..... ۱۹۶۹ء/۹/۳۰

الجواب: زیادت مہر کوئی امر مندوب نہیں ہے بلکہ مندوب تقلیل مہر ہے، (کما فی

الحدیث) ﴿۱﴾ عوام کیلئے اس مندوب کی پابندی چاہئے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) هذا الحدیث دلالة على عدم استحباب الزيادة في المهر، والقرآن يدل على مشروعية الزيادة وابطاحتها دون ندبها والاصل ان كل مباح اذا افضى الى مفسدة فيكون حراما، والزيادة المفرطة المعروفة في بعض الديار تذرعت للزنا واللواطه والاغواء والامراض المهلكة والتعيس فيجب على اهل الحل والعقد المنع عن هذه الزيادة سداً لباب

الفتنة. (منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۶۸ باب مهور النساء)..... از مرتب

﴿۱﴾ عن عمر بن الخطاب قال: الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوى عند الله لكان اولكم بها نبي الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئا من نسائه ولا انكح شيئا من بناته على اكثر من اثنتي عشرة اوقية رواه احمد والترمذى وابوداؤد والنسائى وابن ماجه والدارمى.

(مشکوٰۃ المصابیح ۲: ۲۹۹ باب الصداق الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال الملا علی قاری: فان قلت: نهیه..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تکثیر مہر مباح لیکن ذریعہ محرمات بننے کی وجہ سے ممنوع قرار دیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قوم نے یہ اتفاق کیا ہے کہ عورت کا مہر تیس ہزار سے زیادہ نہیں رکھا جائے گا، یہ فیصلہ اس وجہ سے کیا گیا کہ عام لوگ بہت زیادہ مہر مقرر کرنے لگے تھے جس کی وجہ سے کئی خرابیوں نے جنم لیا تھا، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ لفظ قنطار سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم مہر کم رکھنے کا فیصلہ نہیں کر سکتے اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: زلفہ خان ٹانگ جنوبی وزیرستان..... ۱۰/۳/۱۹۸۷

الجواب: مہر میں مغالات بنا بر حدیث ترمذی افضل نہیں ہے ﴿۱﴾ اور بنا بر قرآن مباح اور مشروع ہے ﴿۲﴾ اور قاعدہ یہ ہے کہ جو مباح محرمات کا ذریعہ بنے وہ حرام ہو جاتا ہے، والمغالاة فی هذا العهد من هذا القبیل کا کثار الزنا وغیرہ وبيع الاحرار وغیر ذلک ﴿۳﴾. وهو الموفق
(بقیہ حاشیہ) عن المغالاة مخالف لقوله تعالى: فان آتیتم احداهن قنطارا فلا تأخذوا منه شیئا، قلت: النص يدل على الجواز لا على الافضلية والكلام فیها لا فیہ.
(مرقاة المفاتیح ۶: ۳۵۹ باب الصداق الفصل الثانی)

﴿۱﴾ عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة فی الدنيا وتقوى عند الله لكان اولكم بها نبی الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نکح شیئا من نساہ ولا انکح شیئا من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرة اوقیة رواه احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجه والدارمی. (مشکواة المصابیح ۲: ۲۹۹ باب الصداق الفصل الاول)
﴿۲﴾ قال الله تبارک وتعالى: وآتیتم احداهن قنطارا فلا تأخذوا منه شیئا.
(سورة النساء پارہ: ۳ رکوع: ۱۴، آیت: ۲۰)

﴿۳﴾ وفي المنهاج: فی هذا الحديث دلالة على عدم استحباب الزيادة فی المهر، والقرآن يدل على مشروعیة الزيادة وابطاحتها دون ندبها، والاصل..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مغالات فی المہر میں اعتداء کا انسداد اہل حل و عقد کیلئے جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مہر کثیر کی حد کیا ہے؟ ہمارے علاقہ میں امیر صاحب نے سات ہزار روپے حد مقرر کیا ہے، اور اس سے زیادہ مقرر کرنے پر جرمانہ لیتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا محمد طاہر میران شاہ شمالی وزیرستان..... ۱۳/ شعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: جب قوم اعتداء میں مبتلا ہو تو اہل حل و عقد انسدادی اقدامات کر سکتے ہیں، کما

اذا تجاوزوا عن الحد فی التسعیر ﴿۱﴾ پس امیر کا یہ اقدام قابل تحسین ہے خصوصاً جبکہ دیاتہ مہر

(بقیہ حاشیہ) ان کل مباح اذا افضی الی مفسدة فيكون حراماً، والزيادة المفرطة المعروفة فی بعض الديار تذرعت للزنا واللواطه والاغواء والامراض المهلكة والتعيس فيجب على اهل الحل والعقد المنع عن هذه الزيادة سد الباب الفتنة.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۶۸ باب مهور النساء)

﴿۱﴾ قال الشيخ عبد الرحمن بن نصر الشيزري: ولا يجوز للمحتسب تسعير البضائع على

اربابها ولا ان يلزمهم بيعها بسعر معلوم لان السعر غلا على عهد رسول الله ﷺ فقالوا: يا

رسول الله، سعر لنا فقال رسول الله ﷺ ان الله هو المسعر واني لأرجوان القى الله وليس

احد يظالبنى بمظلمة فى نفس ولا مال. (رواه ابوداؤد والترمذى وابن ماجه واحمد فى

مسنده) واذا رأى المحتسب احدا قد احتكر الطعام من سائر الاقوات وهو ان يشتري ذلك

فى وقت الرخاء ويتربص به الغلاء فيزداد ثمنه الزمه بيعه اجباراً لان الاحتكار حرام والمنع

من فعل الحرام واجب وقد قال رسول الله ﷺ الجالب مرزوق والمحتكر ملعون.....

الاحتكار يقال احتكر وتحكر الطعام جمعه وحبسه عن البيع ليقبل فيغلو سعره..... والمحتكر

هو من يجمع السلع انتظاراً لبيعها بسعر غال بحيث يضيق على المواطن شراؤها الخ. (كتاب

السياسة ۲۱۷ نهاية الرتبة الباب الثانى فى الاسواق).....(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں حسب حدیث (الا لا تغالوا بصدق النساء) ﴿۱﴾ ^{تقلیل ہے۔} وهو الموفق

باقاعدہ مہر مقرر کرنے سے شغار متحقق نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیٹی یا بہن کا تبادلہ کیسا ہے، جبکہ

دونوں کیلئے مہر بھی مقرر کیا گیا ہو؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالصمد افغانی پشاور..... ۱۵/۳/۱۹۸۴ء

الجواب: اگر مہر باقاعدہ مقرر شدہ باشد ممنوع و شغار نیست (شامی

وغیرہ) ﴿۲﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) وقال العلامة محمد بن الحسینی الحنفی: سئل عن متولی الحسبة اذا سعر

البضائع بالقيمة وتعدى بعض السوقية وباع باكثر من القيمة هل له ان يعزره على ذلك

اجاب اذا تعدى السوقى وباع باكثر من القيمة يعزر على ذلك من فتاوى ابن نجيم. (فتاوى

انقروية ۱: ۱۵۹ التعزير قبيل كتاب السرقة)

﴿۱﴾ (سنن ابی داؤد ۱: ۲۸۷ باب الصداق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: وحاصله انه مع ايجاب مهر المثل لم يبق شغارا حقيقة وان

سلم فالنهي على معنى الكراهة فيكون الشرع اوجب فيه امرين الكراهة ومهر المثل فالاول

ماخوذ من النهي والثاني من الادلة الدالة على ان ما سمي فيه ما لا يصلح مهراً ينعقد موجبا

لمهر المثل وهذا الثاني دليل على حمل النهي على الكراهة دون الفساد وبهذا التقرير اندفع

ما اورد من ان حمله على الكراهة يقتضى ان الشغار الآن غير منهي عنه لا يجابنا فيه مهر

المثل ووجه الدفع انه اذا حمل النهي على معنى الفساد فكونه غير منهي الآن اى بعد ايجاب

مهر المثل مسلم وان حمل على معنى الكراهة فالنهي باق، فافهم.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۶۱ مطلب نكاح الشغار)

مہر مقرر کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے اس میں کمی بیشی جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ والد نے بیٹے کیلئے اپنی طرف سے حق مہر کے طور پر نکاح سے قبل دو ہزار روپے میں مکان لکھ دیا ہے لیکن یہ محض وعدہ تھا، بعد میں بوقت نکاح حسب دستور برادری ایک سو پچیس روپیہ حق مہر باندھا گیا اور بس، اب اس صورت میں وہ پہلا دو ہزار والا مہر صحیح تصور ہوگا یا وہ جو بوقت نکاح مقرر ہوا تھا؟ بینوا تو جروا

المستفتی: احمد دین زرگر کیمپور..... ۲/۶/۱۹۷۵

الجواب: اگر یہ دوسرا مہر جائین کی رضا سے مقرر ہوا ہو تو یہی مہر منظور ہوگا ورنہ مہر سابق منظور ہوگا، لجواز الحط والزيادة في المهر كما صرحوا به فليراجع الى ردالمحتار ﴿۱﴾. وهو موفق

بیوی کی مرضی کے بغیر مہر میں کمی جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بدکاری کے الزام کی وجہ سے طلاق دیدی اور بیوی بھی بدکاری کا اقرار کرتی ہے اب بیوی اپنا مہر مانگتی ہے لیکن شوہر کم مہر دیتا ہے، اور بیوی پورا مہر مانگتی ہے، شوہر اس میں شادی کے خرچ اور دوسرے اخراجات کا بھی مدعی ہے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وما فرض بتراضيهما بعد العقد او زيد على ما سمي فانها تلزمه بشرط قبولها في المجلس او قبول ولي الصغيرة..... وصح حطها لكله او بعضه، قال ابن عابدين: (بشرط قبولها) افاد انها صحيحة ولو بلا شهود او بعد هبة المهر والا براء منه وهي من جنس المهر او من غير جنسه بحر وسواء كانت من الزوج او ولي فقد صرحوا بان الاب والجد لو زوج ابنه ثم زاد في المهر صح الخ.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۶۵ مطلب في حط المهر والابراء منه)

اب اس جھگڑے کو طے کرنے کیلئے ایک جرگہ ہوا، اور دونوں میاں بیوی نے جرگہ کو فیصلہ کا اختیار دے دیا، جرگہ نے بین بین فیصلہ کر کے شوہر سے مہر دلوا دیا لیکن شوہر کے دعویٰ سے زیادہ اور بیوی کے دعویٰ سے کم، اب شرعی حل اس مسئلہ کا کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: اراکین جرگہ..... ۱۹۸۳ء/۳/۲۹

الجواب: واضح رہے کہ صورت مسئلہ میں خاوند پر تمام مہر بیوی کو دینا لازم اور فرض ہے اور بدکاری کے عیب کی وجہ سے اس مہر میں اس بیوی کی مرضی کے بغیر کمی کرنا جائز نہیں ہے ﴿۱﴾ البتہ اگر اس جرگہ نے طرفین سے اختیار لینے کے بعد یہ فیصلہ مذکورہ کیا ہو تو طرفین پر اس کی پابندی شرعاً ضروری ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

ایک بار مجلس میں مہر مقرر کر کے بعد میں زیادتی کے مطالبہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی آٹھ سالہ نابالغہ بیٹی کا نکاح پانچ صد روپیہ مہر پر کر دیا، اب لڑکی کے جوان ہونے کے بعد والد بضد ہے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح دوبارہ بعوض مہر مبلغ دس ہزار روپیہ کروں گا، بامر مجبوری شوہر اس پر راضی ہوا اور دوبارہ نکاح

﴿۱﴾ وفي الهنديّة: وان حطت عن مهرها صح الحط كذا في الهداية ولا بد في صحة حطها من الرضا حتى لو كانت مكرهة لم يصح.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۱۳ الفصل السابع في الزيادة في المهر والحط الخ)

﴿۲﴾ قال الشيخ شمس الحق الافغانى: ولا ينفذ حكم المحكم الا في حق الخصمين الذين حكما دون غيرهما ولكل من المحكمين الرجوع قبل الحكم واذا حكم لزمهما اذا كان موافقاً لاصول الشرع كذا في المجلة.

(معين القضاة والمفتيين ۱۳ الباب الحادى عشر فى التحكيم)

بعوض مہر دس ہزار روپے پر پڑھا گیا، اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ یہ شوہر اپنی زوجہ کو پہلے والا مہر دینے کا مجاز ہے یا دس ہزار روپیہ دینے کا؟ بینو اتوجروا

المستفتی: محمد عمر ثاقب خطیب مسجد ملک پورہ مانسہرہ..... ۱۹۸۶ء/۶/۲۵

الجواب: یہ زیادت بظاہر جائز ہے لیکن درحقیقت یہ رشوت ہے اور ناجائز ہے، کما یدل علیہ ما فی شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۰۳ اخذ اهل المرأة شیئا عند التسليم فللزواج ان یسترده لانه رشوة، وفي ردالمحتار ای بان ابی ان یسلمها اخوها او نحوه حتی یأخذ شیئا وكذا لو ابی ان یزوجها فللزواج الاسترداد، فافهم ﴿۱﴾ فیما قصده ابوہا من تجدید العقد. وهو الموفق

مہر کی کمی کا اختیار لڑکی کو حاصل ہے والدین یا پنچایت کو نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی لڑکی دوسرے شخص کے گھر شادی شدہ ہو اور دوسرے شخص کی لڑکی اس کے گھر میں آباد ہو، یعنی ایک دوسرے کے عوض دی گئی ہو، اب ایک لڑکا دو سال بعد کہتا ہے کہ یہ لڑکی سادہ ہے میں اس کو طلاق دیتا ہوں جبکہ سادہ ہونے کا ثبوت نکاح کے وقت بھی بتایا گیا تھا، اب اس بلاوجہ طلاق دینے پر مہر مقرر پانچ صد روپیہ دینا لازمی ہے یا نہیں؟ پنچایت مہر مقررہ کم کر سکتی ہے یا نہیں؟ کیا چند آدمی بیٹھ کر لڑکی کو صرف تین صد روپیہ مہر دلا سکتے ہیں یا نہیں؟ بینو اتوجروا

المستفتی: محمد مسکین بلند کوٹ..... یکم مارچ ۱۹۷۵ء

الجواب: واضح رہے کہ اگر یہ سادہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہو تو تمام یا بعض مہر معاف کرنے کا اختیار اسی کو ہے نہ کہ والدین یا پنچایت کو، اور اگر یہ لڑکی عاقلہ بالغہ نہ ہو تو اس کا مہر تمام یا بعض کوئی فرد بھی معاف ﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۹۷ قبیل مطلب فی دعوی الاب ان الجهاز عاریة)

نہیں کر سکتا یعنی نہ خود اور نہ دیگر اشخاص ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مہر میں دی ہوئی دکان عورت کی مرضی یا ہبہ کے بغیر کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمیٰ رجب نے بیٹے کے رشتہ کیلئے مہر میں دکان دی تھی، (نقل کاغذات بھی ارسال خدمت ہے) پھر شادی ہوئی لیکن دیگر بیٹوں کے درمیان تقسیم کے وقت اس نے وہ دکان بھی تقسیم میں شامل کر دی اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: محمد اقبال تحصیل مری..... ۵/۸/۱۹۷۹

الجواب: اگر رجب کا مہر کے معاوضہ میں اس دکان کا دینا مسلم یا مبرہن ہو تو اس کے بعد رجب کیلئے جائز نہیں کہ اس لڑکی کی مرضی یا ہبہ کے بغیر یہ دکان کسی کو دے، یہ دکان اس کی ملکیت سے خارج ہوئی ہے جبکہ رجب کا ضامن ہونا بھی صریحاً عرفاً ثابت ہے، یدل علیہ ما فی ردالمحتار ۳: ۱۴۳ فی الفیض ولو اعطی ضیعة بمہر امرأ ابنہ ولم تقبضہا حتی مات الاب فباعتها المرأة لم یصح الا اذا ضمن الاب المہر ثم اعطی الضیعة بہ فحینئذ لا حاجة الی القبض ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

حق مہر میں دی ہوئی چیز عورت کی ملکیت ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے بیٹے کی شادی کے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: و صح حطها لکلہ او بعضہ عنہ قبل اول او لا و یرتد بالرد کما فی البحر، قال ابن عابدین: الحط الاسقاط کما فی المغرب و قید بحطها لان حط ابیہا غیر صحیح لو صغيرة ولو كبيرة توقف علی اجازتها ولا بد من رضاها ففی ہبة الخلاصة خوفها بضرب حتی و ہبت مہرہا لم یصح لو قادراً علی الضرب الخ.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۶۶ مطلب فی حط المہر والابراء منه)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۸۸ مطلب فی منع الزوجة نفسها لقبض المہر)

وقت اس کی بیوی کو کچھ زمین حق مہر میں دی تھی، کیا اس آدمی کے مرنے کے بعد حق مہر میں دی ہوئی زمین وراثت میں واپس لینا اور وراثت میں تقسیم کرنا جائز ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: مصطفیٰ خان مانسہرہ

الجواب: چونکہ حق مہر بیوی کی ملکیت ہوتی ہے لہذا اس میں اس آدمی کا کوئی حق نہیں

ہوگا ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

نقد مہر کے عوض میں زمین وغیرہ دینا بالاجماع جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اڑھائی سال قبل مسماة ”پ“ کا عقد نکاح مسمی ”ع“ سے عوض حق مہر چھ ہزار روپیہ ہوا، مسماة پ کے وکیل نے یہ مقرر کیا اور بروئے مجلس عام نکاح مسمی ع کے وکیل ”م“ نے قبول کیا پھر امام نے خطبہ مسنونہ پڑھ کر دعائے خیر کی رسم شادی کے وقت مسماة ”پ“ نے ایک ہزار معاف کر دیا، اور چار ہزار کے عوض دو کنال اراضی اور ایک ہزار کے عوض ایک گائے وصول کی، اب تین ماہ بعد لوگ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ تجدید نکاح ضروری ہے، اس مسئلہ کی حقیقت کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: سخی عمران

الجواب: مہر کے بدلے (عوض) زمین وغیرہ دینا بالاجماع جائز ہے اور اس عوض کے دینے

﴿۱﴾ قال العلامة عبد الغنی الغنیمی: ومن سمی مہراً عشرة فما زاد ای فاكثر فعليه المسمى ان دخل او خلایها خلوة صحیحة او مات عنها او ماتت عنه لانه بالدخول يتحقق تسليم المبدل وبه يتأكد البدل وبالموت ينتهی النکاح والشئ بانتهائه يتأكد ويتقرر بجمیع مواجبه.

(اللباب فی شرح الكتاب ۲: ۱۵۰ کتاب النکاح)

کے وقت نہ تجدید نکاح ضروری ہے اور نہ خطبہ نکاح پڑھنا مسنون ہے اس پروپیگنڈہ سے آپ متاثر نہ ہوں ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مہر کی بخشش جائز اور ناجائز حیلے ناجائز ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ افغانستان کے بعض علاقوں میں یہ حیلہ کیا جاتا ہے کہ عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے بھائی یا والد کو کہتی ہے کہ میرا مہر اپنی مرضی سے مقرر کر کے خود لے لیں یہ میری طرف سے آپ کیلئے بخشش ہے اور تمیں چالیس ہزار روپیہ لے لیتے ہیں کیا یہ طریقہ اور حیلہ درست ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: ریاض محمد نورستانی مدرسہ احیاء العلوم چارسدہ..... ۱۹۸۳ء/۵/۳

الجواب: یہ بخشش اور ہبہ درست ہے ﴿۲﴾ البتہ عقد نکاح کے وقت کم مہر مقرر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سابق زر کثیر مہر نہیں تھا بلکہ ثمن یا جبر تھا۔ وهو الموفق

مہر میں مکان کا ایک تہائی حصہ لینے یا اس کے بدلے تین سو روپے لینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیوی کے مہر میں

﴿۱﴾ وفي الهندية: واذا تزوجها على هذا العبد وهو ملك الغير او على هذه الدار وهي ملك الغير فالنكاح جائز والتسمية صحيحة فبعد ذلك ينظر ان اجاز صاحب الدار وصاحب العبد ذلك فلها عين المسمى وان لم يجز المستحق لا يبطل النكاح ولا التسمية حتى لا يجب مهر المثل وانما تجب قيمة المسمى كذا في المحيط.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۰۳ الباب السابع فی المہر الفصل الاول)

﴿۲﴾ وفي الهندية: للمرأة ان تهب مالها لزوجها من صداق دخل بها زوجها ولم يدخل وليس لاحد من اوليائها اب ولا غيره الاعتراض..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آج سے چند سال قبل گھر کا ایک تہائی حصہ لکھا تھا لیکن پھر فیصلہ اس پر ہوا کہ اس نے جب بھی گھر لینے کا مطالبہ کیا تو اس کو گھر کی بجائے تین سو روپے دیں گے، اب اس عورت نے مطالبہ کیا ہے اور اسی کو تین سو روپے دینا چاہتا ہے مگر وہ کہتی ہے کہ اب گھر کی قیمت زیادہ ہے مجھے زیادہ روپیہ دے دو، کیا یہ مطالبہ جائز ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: امیر زادہ کانگڑہ چارسدہ..... ۵/ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ عورت اس گھر میں ایک تہائی حصہ کی مالک ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ ایک تہائی

پر راضی ہو یا نہ ہو، لان الامہار من اسباب الملك ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مسئلہ بالا کے متعلق دوبارہ استفسار

سوال: ایک شخص نے آج سے چند سال پہلے تیسرا حصہ گھر بمقابلہ تین صد روپیہ ایک بیوہ عورت

کے مہر کیلئے مقرر کیا تھا بعد میں فیصلہ ہوا کہ اس کو ایک تہائی حصہ گھر کے تین سو روپیہ دیئے جائیں گے اب

چونکہ قیمت زیادہ ہے اس لئے بیوہ زیادہ رقم مانگتی ہے شرعی حکم کیا ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: امیر زادہ کانگڑہ..... ۸/رجب ۱۴۰۱ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عورت صرف تین سو روپیہ کی حق دار ہے، یعنی اگر یہ معاملہ

معاوضہ ہو اور اگر صرف وعدہ ہو تو عورت کی مرضی کے خلاف قیمت نامنظور ہوگی ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) علیہا..... ولو وهبت من ورثته يجوز.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۱۶ الفصل العاشر فی ہبۃ المہر)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: اسباب التملك المعاوضات المالية والامہار والخلع.....

العاشرۃ يملك الصداق بالعقد فالزوائد لها قبل القبض الخ.

(الاشباه والنظائر ۳۴۰ القول فی الملك)

﴿۲﴾ وفي الهندية: واذا تزوجها على هذا العبد وهو..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مہر کے ساتھ ماہوار رقم کے تقرر کی رسم دراصل نفقہ ہے مہر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل شادی کے موقع پر مہر کے ساتھ ماہوار رقم بھی لکھی جاتی ہے، مثلاً ایک سو بیس روپیہ مہر اور پچاس روپے ماہوار وغیرہ، قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا کیا حکم ہے، ماہانہ رقم عموماً اس وقت طلب کی جاتی ہے جب لڑکی کسی ناچاقی کی وجہ سے میکے چلے جاتی ہے، پھر لڑکی خواہ وہاں پچاس خرچ کر لے یا دس روپیہ، اس ماہوار رقم کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مشتاق احمد..... ۲۳/ رجب ۱۳۹۳ھ

الجواب: چونکہ یہ رقم بطور نفقہ مقرر کی جاتی ہے لہذا اس کے لینے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے،

البتہ ناشزہ کیلئے اس کا لینا حرام ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) ملک الغیر او علی هذه الدار وہی ملک الغیر فالنکاح جائز والتسمية صحيحة فبعد ذلك ينظر ان اجاز صاحب الدار وصاحب العبد ذلك فلها عين المسمى وان لم يجز المستحق لا يبطل النكاح ولا التسمية حتى لا يجب مهر المثل وانما تجب قيمة المسمى كذا في المحيط.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۰۳ الباب السابع فی المہر)

﴿۱﴾ قال العلامة القهستاني: تجب النفقة..... والكسوة..... والسكنى..... على الزوج ولو صغيراً..... بقدر حالهما ای الزوجین وعلیہ الفتویٰ کما فی الهدایة و ذکر فی الخزانة انه بقدر حالها فينفق بقدر ما يقدر والباقي دين عليه لكن في ظاهر الرواية انه بقدر حاله وهو الصحيح فوجب بقدر طاقته..... لا تجب النفقة لناشزة ما دامت على تلك الحالة..... خرجت من بيته خروجا حقيقيا او حكما بغير حق.

(جامع الرموز ۱: ۵۹۵ فصل فی النفقة)

غیر متعین یعنی غیر معلوم چیزوں کا مہر میں لینے دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے شادی سے قبل اپنی بیوی کو کچھ اراضی، زیورات اور ایک عدد مکان بعوض حق مہر دینا، منظور کیا، اور ان اشیاء کا اشامپ بھی لکھوایا لیکن زیورات اور مکان کے علاوہ اپنی طویل زندگی میں اور کچھ نہیں دیا، کیا شوہر کی وفات کے بعد وہ بیوی مذکورہ باقی حق مہر شوہر کے ورثاء (فرزندان و دختران) سے وصل کرنے کا شرعاً حق رکھتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد ایوب مقام ڈھکی ڈمی آئی خان ۱۶/۸/۱۹۷۷

الجواب: اگر یہ اراضی متعین کی گئی ہو تو ان کی حق مہر ہونے اور میراث پر مقدم ہونے میں کوئی خفا نہیں اور اگر متعین نہیں کی گئی ہو تو متوسط زمین (جو نہ بہت عمدہ ہو اور نہ بہت خراب ہو) یا اس کی قیمت حق مہر ہوگی، اور ارث پر مقدم ہوگی، كما في الهندية: ونوع هو معلوم الجنس مجهول الوصف كما لو تزوجها على عبد او فرس او دابة او ثوب هرولى يجب الوسط ان شاء ادى عينه وان شاء ادى قيمته كذا في الظهيرية (۱: ۳۲۹) ﴿۱﴾. وهو الموفق

مہر مؤجل ہو یا معجل مشروع ہے اور بعض کا معجل کرنا سنت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا شرعاً یہ ضروری ہے کہ مہر کی رقم معجل (یکمشت) رسم نکاح کے وقت ادا کرنا بہتر ہے یا کچھ رقم (عام طور پر نصف) مؤجل رکھنا بھی لازمی ہے؟ نیز یاد رہے کہ مہر مؤجل کی رقم جو واجب الادا ہے بعد از نکاح اس کی ادائیگی پر کوئی غور نہیں ہوتا، بلکہ اکثر زندگی بھر نظر انداز رہتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: شیر محمد نائب صوبیدار راولپنڈی ۳/ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

الجواب: مهر خواہ تمام معجل ہو یا تمام مؤجل ہو یا بعض معجل ہو تو اس میں کوئی صورت غیر مشروع نہیں ہے ﴿۱﴾ البتہ بعض کو معجل کرنا سنت ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

مہر مؤجل اور معجل کی ادائیگی اور اقسام کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نکاح نامہ رجسٹرار میں لکھا ہوتا ہے: (الف) مہر مؤجل بوقت مطالبہ ادا کروں گا۔ (ب) یا مثلاً آٹھ سو روپیہ مہر مقرر ہو تو یہ شرط درج ہو کہ سو روپیہ ماہوار ادا کروں گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ مہر مؤجل ہے یا معجل، کبھی ہم نکاح رجسٹراروں کو اس میں قانونی دقت پیش آتی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی فقیر حسین خطیب مسجد بابا کرم شاہ نوشہرہ..... ۱۲/۱۰/۱۹۸۷ء

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: فتسليم البعض لا يوجب تسليم الباقي لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه او اخذ قدر ما يعجل لمثلها عرفا به يفتى..... ان لم يؤجل او يعجل كله فكما شرط لان الصريح يفوق الدلالة الا اذا جهل الاجل جهالة فاحشة فيجب حالا غاية الا التاجيل الخ. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۸۹ قبيل مطلب في السفر بالزوجة)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: حديث التمس ولو خاتما من حديد يجب حملها على انه المعجل وذلك لان العادة عندهم تعجيل بعض المهر قبل الدخول حتى ذهب بعض العلماء الى انه لا يدخل بها حتى يقدم شيئا لها تمسكا بمنعه صلواته عليا ان يدخل بفاطمة رضي الله عنها حتى يعطيها شيئا فقال يا رسول الله ليس لي شيء فقال اعطها درعك فاعطاها درعه رواه ابوداؤد والنسائي ومعلوم ان الصداق كان اربع مائة درهم وهي فضة لكن المختار الجواز قبله لما روت عائشة رضي الله تعالى عنها قالت امرني رسول الله صلواته ان أدخل امرأة على زوجها قبل ان يعطيها شيئا رواه ابوداؤد.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۵۷ باب المهر)

الجواب: مہر معجل اس مہر کو کہا جاتا ہے جو جماع سے قبل ادا کیا جاتا ہو، اور مہر مؤجل کے

تین اقسام ہیں:

(۱)..... جس کی دائیگی کی تاریخ متعین ہو مثلاً یکم رمضان۔

(۲)..... جس کی ادائیگی کی تاریخ منجم (قسطوار) ہو مثلاً ماہوار سو روپے۔

(۳)..... جس کی ادائیگی کی تاریخ مجہول ہو مثلاً مستقبل میں آئندہ کیلئے۔

مہر معجل کا حکم واضح ہے اور مہر مؤجل کا حکم یہ ہے کہ حسب شرط ادا کیا جائے گا اور اگر شرط کے وقوع

سے قبل طلاق یا موت واقع ہو تو مزید تاخیر جائز نہ ہوگی (ماخوذ از ہندیہ) ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

شادی مانگنے پر لڑکے سے رقم طلب کرنا حرام خوری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چھ سال قبل ایک لڑکے اور لڑکی

کے درمیان ناٹھ طے ہوا تھا اب جب لڑکے والوں نے چھ سال بعد رشتہ طلب کیا کیونکہ لڑکا لڑکی دونوں

نوجوان ہیں اور شادی کیلئے کہا، تو لڑکی کے والد نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ مزید پندرہ سو روپیہ

دے دو تب رشتہ مل سکے گا، جبکہ اس سے قبل تقریباً چھ ہزار روپے وہ کھا چکا ہے شریعت محمدی میں اس شخص کا

کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد اکرام کوہالہ مری..... ۳۰/۸/۱۹۷۸

﴿۱﴾ وفي الهندية: لا خلاف لاحد ان تأجيل المهر الى غاية معلومة نحو شهر او سنة صحيح

وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا

لان الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق او الموت الا يرى ان تأجيل البعض صحيح وان لم

ينصا على غاية معلومة كذا في المحيط.

(فتاوى عالمگیریہ ۱: ۳۱۸ الفصل الحادی عشر فی التأجيل فی المہر وغیرہ)

الجواب: یہ شخص (لڑکی کا والد) حرام خور اور فاسق ہے، ناکح یہ تمام رقم اس سے واپس لے سکتا ہے، کما فی شرح التنویر: اخذ اهل المرأة شیئا عند التسليم فللزواج ان یستردده لانه رشوة، وفي ردالمحتار ۲: ۵۰۳ قوله عند التسليم ای بان ابی ان یسلمها اخوها او نحوه وكذا لو ابی ان یزوجها فللزواج الاسترداد قائما او هالکاً ﴿۱﴾. وهو الموفق

شادی کے موقع پر لڑکی کے گھر کھانے کا خرچہ زوج سے وصول کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کی کل شادی ہے اور عورتیں آج لڑکی کے گھر پر جمع ہو جائیں اور ان کیلئے کھانا تیار کیا جاتا ہے اور اس کھانے پر جو خرچ آتا ہے وہ سب کے سب لڑکے والوں سے وصول کیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: حبیب خان کراچی نمبر ۸..... یکم ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر لڑکے سے وصول شدہ خرچہ مہر میں سے شمار کیا جائے تو کچھ جواز نکل سکتا ہے

ورنہ یہ اور نیز لڑکی کی طرف سے خوراک تیار کرنا رسوم قبیحہ ہیں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۹۷ قبیل مطلب فی دعوی الاب ان الجهاز عاریة)

﴿۲﴾ قال العلامة مفتی کفایت اللہ الدہلوی: یہ رقم جو زوج سے قبل از عقد یا بعد از عقد اس غرض سے اور اس نام سے لیتے ہیں کہ اس سے برات کو اور اعزہ واقربا کو کھانا دیا جائے گا، ناجائز ہے، اور اس کا حکم وہ ہے جو اس عبارت میں مذکور ہے، ولو اخذ اهل المرأة شیئا عند التسليم فللزواج ان یستردده لانه رشوة، اور اس عبارت میں ہے، ومن السحت ما یاخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطیب نفسه حتی لو کان بطلبه یرجع الختن به، اور اشیائے معروفہ، کدرہم النقش والحمام (شامی کتاب النکاح ۳: ۱۳۰ سعید) وغیرہ کا جو حکم شامی میں مذکور ہے یہ تمام وہ اشیاء ہیں جو زوجہ کے مہر میں محسوب ہوتی ہیں اور اسی لئے ان کو بقدر ما یعجل من المہر کے وجوب تقدیم کے حکم کے ضمن..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مہر کے حیلہ سے لڑکی کے والدین رقم لے کر حرام خوری کرتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں عورتوں کا حق مہر اتنا زیادہ ہے کہ نادار اور عام لوگوں کیلئے پریشانی کا باعث بن گیا ہے اور لڑکی کے والدین نے اسے آمدنی کا ایک مستقل ذریعہ بنا لیا ہے، ساٹھ ستر ہزار روپیہ آج کل کم از کم مقدار ہے، مذکورہ رقم میں صرف دس پندرہ ہزار روپیہ کا سامان ہوتا ہے باقی والدین کھاتے ہیں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا محمد ہاشم بلوچستان..... ۹/۲/۱۹۸۷

الجواب: لڑکی کا یہ والد حرام خور ہے ﴿۱﴾ اس سے بچنا یا خوف خدا سے ہو سکتا ہے یا حکومت اور قوم کی حد بندی سے۔ وهو الموفق

والدین کا مہر کے نام پر رقم لینا حرہ کی فروخت اور حرام خوری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ بیٹی یا (بقیہ حاشیہ) میں بیان کیا ہے اور ان چیزوں کا زوجہ کیلئے ہونا ظاہر اور اس بنا پر مہر میں محسوب ہونا یعنی ہے اور ان کا وجوب علی انہا من المہر جب ہی ہے کہ عرف بین ثابت ہو اور زوج بھی اسے تسلیم کرے ورنہ یہ بھی غیر لازم ہے، اور پہلی رقم جو کھانا دینے کیلئے لی جاتی ہے اس کا مہر میں محسوب نہ ہونا بلکہ نہ ہو سکتا ظاہر ہے کہ مہر کی رقم کو برات اور قرابت داروں پر خرچ کر دینے کا اولیائے زوجہ کو کوئی حق نہیں ہے اور زوجہ کے کام میں نہ آنا اس کا ظاہر ہے۔
(کفایت المفتی ۵: ۱۱۳ کتاب النکاح)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوجة ان يسترده لانه رشوة، وقال ابن عابدین: ای بان ابی ان یسلمها اخوها او نحوہ حتی یاخذ شيئا وکذا لو ابی ان یزوجها فللزوجة الاسترداد قائما او هالکا لانه رشوة.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۹۷ قبیل مطلب فی دعوی الاب ان الجهاز عاریة)

بہن کی شادی کا فیصلہ ہوتے وقت والد یا بھائی بیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ تک روپیہ لیتے ہیں بعض لوگ اس کے چھٹے حصے رقم پر لڑکی کیلئے زیورات اور سامان لیتے ہیں جبکہ بعض کل رقم کو کھا لیتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: حاجی محمد خان لکڑ منڈی بنوں..... ۱۹۸۳ء/۱۰/۲۱

الجواب: مہر کی کم از کم مقدار ڈھائی تولہ چاندی ہے اور زیادت کیلئے حد منقول نہیں ﴿۱﴾ البتہ بنا بر حدیث مہر میں زیادتی بہتر اور مستحب نہیں ہے، رواہ ابو داؤد ۲۸۷ الا لا تغالوا بصداق النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا او تقوى عند الله كان اولاكم بها النبي ﷺ ﴿۲﴾، اور افغانستان اور یاغستان میں جو رواج ہے وہ بلا شک و شبہ ناجائز ہے یہ لوگ حرہ کو فروخت کرتے ہیں اور شمن خود کھاتے ہیں جیسا کہ بنات و اخوات کو وراثت میں کچھ نہیں دیتے ﴿۳﴾۔ وہوالموفق

لڑکی کے عوض کچھ رقم لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ بیٹی بہن کے عوض رقم

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: المهر اقله عشرة دراهم لحدیث البیهقی وغیرہ لا مهر اقل من عشرة دراهم وروایة الاقل تحمل علی المعجل فضة وزن سبعة مثاقیل كما فی الزکاة..... یجب الاكثر منها ان سمی الاكثر. (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۵۷ باب المهر)

﴿۲﴾ رواہ ابو داؤد ۱: ۲۸۷ باب الصداق، والترمذی وصححه، والنسائی، وابن ماجه واحمد والبیہقی، وابن حبان وصححه والحاكم والدارمی ۲: ۱۹۰ باب کم كانت مهور ازواج النبی ﷺ وبناته.

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوجة ان يسترده لانه رشوة، قال ابن عابدين: ای بان ابی ان یسلمها اخوها او نحوه حتی یأخذ شيئا وكذا لو ابی ان یزوجها فللزوجة الاسترداد قائما او هالكا لانه رشوة.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۹۷ قبیل مطلب فی دعوی الاب ان الجهاز عارية)

لیتے ہیں اور اسے اپنے ذاتی مصرف میں لگاتے ہیں، اور پھر لڑکی نکاح کروا کر حوالہ کی جاتی ہے، کیا یہ رقم لینا جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالستار رضا فقیر والی بہاولنگر..... ۲۵/۱۰/۱۹۷۲

الجواب: اگر یہ رقم اعزازی طور سے بہ طیب خاطر دی گئی ہو تو اس کا لینا اور دینا جائز ہے، لحدیث احق ما اکرم علیہ الرجل ابنته او اخته، (رواہ ابو داؤد ۱۹۷) ﴿۱﴾ اور اگر جبری طور پر لی گئی ہو تو اس کو واپس لیا جاسکتا ہے، فی الدر المختار مع رد المحتار (۲: ۳۷۶) اخذ اهل المرأة شیئا عند التسليم ای بان ابی ان یسلمها اخوها او نحوہ حتی یأخذ شیئا و کذا لو ابی ان یزوجها فللزواج الاسترداد قائما او هالکا لانه رشوة ﴿۲﴾، اور اگر یہ رقم اس لئے لی گئی ہو کہ شوہر کی طرف سے مطلوبہ معروفہ جہیز وغیرہ میں صرف کیا جائے تو اس میں حرج نہیں ہے، ویقال له الدستیمان والتفصیل فی رد المحتار ۲: ۳۷۷ ﴿۳﴾ ورنہ حرام ہے، لانه رشوة او ثمن الحر و کلاهما محرمان. وهو الموفق

﴿۱﴾ (سنن ابی داؤد ۱: ۲۹۰ باب فی الرجل یدخل بامرأته قبل ان ینقدها، کتاب النکاح)
 ﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۹۷ قبیل مطلب فی دعوی الاب ان الجهاز عاریة)
 ﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: وفي البزازية ما يفيد التوفيق حيث قال تزوجها او اعطاها ثلاثة آلاف دينار الدستیمان وهي بنت موسرو لم يعط لها الاب جهازا فتی الامام جمال الدين وصاحب المحيط بان له مطالبة الجهاز من الاب على قدر العرف والعادة او طلب الدستیمان قال وهذا اختيار الائمة وقال الامام المرغینانی الصحيح انه لا يرجع بشی لان المال فی النکاح غیر مقصود و كان بعض ائمة خوارج يعترض بان الدستیمان هو المهر المعجل كما ذكر فی الكافي وغيره فهو مقابل بنفس المرأة حتى ملكت حبس نفسها لاستيفائه فكيف يملك الزوج طلب..... (بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شادی کے موقع پر لڑکے والوں سے بیل وغیرہ کھانے کیلئے مانگنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض پہاڑی علاقوں میں یہ رواج ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر لڑکی والے لڑکے کے اقارب سے حیوان یعنی بیل وغیرہ لازمًا برائے ذبح لایا کرتے ہیں اور پھر دونوں گھرانے مشترکہ طور پر اسے کھاتے ہیں اور یہ حیوان وغیرہ نہ لینے کی صورت میں قوم اور برادری کے لوگ اس شخص سے خفا ہو جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ہمدردی وغیرہ چھوڑ جاتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس بیل وغیرہ کے عوض میں لڑکی کے مہر سے کچھ چیز لڑکے کو معاف کیا جاتا ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عبید اللہ.....

الجواب: اگر اس بیل کی قیمت مہر سے وضع کیا جاتا ہے تو لڑکی کی باقاعدہ اجازت سے اس کا لینا اور کھانا جائز ہوگا ﴿۱﴾ اور اگر یہ بیل مہر کے علاوہ بغیر طیب خاطر کے لیا جاتا ہو تو یہ بیل رشوت میں داخل ہوگا اور حرام ہوگا اور واجب الرد ہے ﴿۲﴾ كما في الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۵۰۳

(بقیہ حاشیہ) الجهاز والشیئی لا یقابله عوضان واجاب عنه الفقیہ ناقلًا عن الاستاذان الدستیمان اذا ادرج فی العقد فهو المعجل الذی ذکرته وان لم یدرج فیہ ولم یعقد علیہ فهو کالہبة بشرط العوض وذلك ما قلناه الخ.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۹۹ بعید مطلب فی دعوی الاب ان الجهاز عاریة) ﴿۱﴾ قال العلامة المرغینانی: وان حطت عنه من مهرها صح الحط لان المهر حقها. (هدایہ ۲: ۳۳۷ باب المہر)

﴿۲﴾ عن ابی حریة الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللہ ﷺ الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منه رواہ البیہقی فی شعب الایمان والدارقطنی فی المجتبیٰ. (مشکوٰۃ المصابیح ۱: ۲۶۱ باب الغصب والعاریة)

اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزواج ان يسترده لانه رشوة ﴿١﴾. وهو الموفق

مہر کے علاوہ لڑکے والوں سے رقم لینے کا تفصیلی مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں قدیم سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ لڑکیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت کیا جاتا ہے اور نکاح اس شرط پر کراتے ہیں کہ مثلاً آپ چالیس ہزار روپیہ دیں گے پھر لڑکے والے مجبوراً دیتے ہیں اس لئے کہ اگر نہیں دیتے تو وہ لڑکی کا نکاح نہیں کرواتے، جبکہ بعض لوگ جواز کیلئے یہی چالیس ہزار روپے لڑکی کے مہر میں داخل کرتے ہیں اور پھر لڑکی کی اجازت یا بغیر اجازت کے استعمال میں لاتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں باپ بھائی وغیرہ کے لئے یہ رقم اسی طرح لینا جائز اور حلال ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد ممتاز دارالعلوم ربانیہ کراچی نمبر ۴۱..... ۱۹۸۳ء/۹/۲۳

الجواب: دونوں صورتوں میں لینا ناجائز اور حرام ہے، پہلی صورت میں تو واضح ہے کہ لڑکی کا شوہر اس طمع و لالچ میں دیتا ہے کہ لڑکی کا نکاح مجھ سے ہو اور اسی طرح دینے کو فقہاء کرام نے رشوت کہا ہے جس کا لینا حرام و ناجائز ہے، اور ایسا حرام ہے کہ لینے کے بعد بھی اس کی ملکیت میں نہیں آتی، قال فی الدر: اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزواج ان يسترده لانه رشوة، وقال ابن عابدین: تحت (قوله عند التسليم) ای بان الی ان یسلمها اخوها او نحوه حتی یاخذ شیئا و کذا لو ابی ان یزوجها فللزواج الاسترداد قائماً اوها لکاً لانه رشوه، بزازیة (ردالمحتار ۳: ۱۵۶) ﴿۲﴾ وقال فی الدر المختار: الرشوة لا تملك بالقبض

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۹۷ قبیل مطلب فی دعوی الاب ان الجهاز عاریة)

﴿۲﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۹۷ قبیل مطلب فی دعوی الاب ان الجهاز عاریة)

(الشامية ۶: ۲۲۳) ﴿۱﴾ وقال في الهندية: ولو تزوج امرأة على ان يهب لابيها الف درهم فهذا الالف لا يكون مهراً ولا يجبر على ان يهب فلها مهر مثلها وان سلم الالف فهو للواهب وله ان يرجع فيها ان شاء (عالمگیریہ ۱: ۳۰۸) ﴿۲﴾.

دوسری صورت میں لڑکی کی رضا کا عدم تيقن کی وجہ سے حرام ہے بلکہ تيقن عدم رضا کی وجہ سے اسلئے کہ جب یہی لڑکی شوہر کے گھر چلی جاتی ہے اور دو تین سال میں اس کی شرم ختم ہو جاتی ہے تو والد اور والدہ صاحبہ کو ایک پائی دینے کیلئے بھی تیار نہیں ہوتی چہ جائے کہ تیس چالیس ہزار روپیہ دے دیں اس سے معلوم ہوا کہ شادی کے وقت شرم ہی کی وجہ سے اجازت دیتی ہے دل سے راضی نہیں ہوتی، فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ مہر کی رقم سے والد کو لڑکی کیلئے سوائے ان چیزوں کے جو عادتہ مہر کی رقم سے خریدی جاتی ہے دوسری چیز کا خریدنا اس کی رضا کے بغیر جائز نہیں، تو باپ کیلئے ذاتی مصرف میں لانا کیسے جائز ہوگا، لہذا ایسی صورت میں بھی لینا حرام و ناجائز ہے، قال في الشامية لكن في الهندية لو قبض بمهر البالغة ضيعة فلم ترض ان جرى التعارف بذلك جاز له والا فلا ولو بكرأ، (ردالمحتار ۳: ۱۶۱) ﴿۳﴾ خلاصہ یہ کہ کسی طرح بھی مہر میں باپ وغیرہ کیلئے تصرف جائز نہیں، کل مہر لڑکی کا حق ہے اور اس کو اس کے حوالہ کیا جائے گا والتفصيل في الهندية ۱: ۳۱۶ ﴿۲﴾ والشامية.....

﴿۱﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۵: ۳۰۰ فصل في البيع كتاب الحظر والاباحة)

﴿۲﴾ (فتاوى عالمگیریہ ۱: ۳۰۸ الفصل الرابع في الشروط في المهر)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۰۱ مطلب لابی الصغیرہ المطالبة بالمهر)

﴿۴﴾ وفي الهندية: للمرأة ان تهب مالها لزوجها من صداق دخل بها زوجها ولم يدخل وليس لاحد من اوليائها اب ولا غيره الاعتراض عليها..... وليس للاب ان يهب مهر ابنته عند عامة العلماء كذا في البدائع.

(فتاوى عالمگیریہ ۱: ۳۱۶ الفصل العاشر في هبة المهر)

۳: ۱۱۳ ﴿۱﴾ . والله اعلم

کتبہ.....: احمد عفی عنہ

دارالافتاء دارالعلوم ربانیہ توحید آباد کالونی کراچی

هذا الجواب صحیح :..... محمد فرید عفی عنہ

(شیخ الحدیث و صدر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

طلاق کے بعد مہر اور جہیز کا سامان بیوی کو واپس دیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نادار اور شریف آدمی کی لڑکی کو ایک زور آور آدمی کے لڑکے نے بلا تصور طلاق دی اور تمام زیورات لڑکی سے لے کر والدین کے گھر بھیج دیا اور کہا کہ تم میرے والدین کی خدمت اچھے طریقے سے نہیں کر سکتی شریعت میں اس مہر کے زیورات اور جہیز کے سامان کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: خان شیردوبئی

الجواب: شوہر پر فرض ہے کہ تمام مہر اس عورت کو دیدے ﴿۲﴾ اور جو سامان اس لڑکی کو والد

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله وصح حطها) قيد بحطها لان حط ابیها غیر صحیح لو صغيرة ولو كبيرة توقف علی اجازتها ولا بد من رضاها ففي هبة الخلاصة خوفها بضرب حتى وهبت مهرها لم يصح لو قادراً علی الضرب الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۶۶ مطلب فی حط المهر والابراء منه)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ويتأكد عند وطء او خلوة او موت احدهما..... قال ابن عابدین: وفي البدائع واذا تأكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك وان كانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تأكده لا يحتمل السقوط الا بالابراء كالثمن اذا تأكد بقبض المبيع.

(الدرالمختار مع ردالمختار ۲: ۳۵۸ باب المهر)

وغیرہ نے دیا ہے وہ بھی اس عورت کو واپس دی جائے، وذلک مما اجمعوا علیہ ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

قبل از رخصتی لڑکی کے مرنے پر مہر کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک لڑکی سے نکاح کیا، وہ لڑکی رخصتی سے قبل مر گئی، لڑکی کا والد تمام مہر کا مطالبہ کرتا ہے کیا یہ مطالبہ صحیح ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: محمد رسول شاہین مارکیٹ بٹ حیلہ..... ۱۲/رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: اس مہر میں نصف خاوند کا حق ہے ﴿۲﴾ اور باقی نصف والدین یا والد کا حق

ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

بعد از رخصتی طلاق دینے کے بعد عورت کا تمام مہر واجب الادا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے بیوی کو ایک سال آباد کیا، بعد ازاں ناراض ہو کر بیوی کو اپنے والدین کے گھر چھوڑ آیا جہاں وہ اڑھائی سال رہی بعد ازاں لوگوں نے اسے مجبور کر کے طلاق دینے کی ترغیب دی اور بالآخر تین سال بعد بلا شرط طلاق دے دی، بعدہ

﴿۱﴾ وفي الهندية: لو جهز ابنته وسلمه اليها ليس له في الاستحسان استردادها منها وعليه الفتوى..... واذا بعث الزوج الى اهل زوجته اشياء عند زفافها منها ديباج فلما زفت اليه اراد ان يسترد من المرأة الديباج ليس له ذلك اذا بعث اليها على جهة التملك كذا في الفصول العمادية.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۲۷ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت)

﴿۲﴾ قال الله تبارك وتعالى: ولكم نصف ماترك ازواجكم ان لم يكن لهن ولد.

(سورة النساء پارہ ۴ رکوع: ۱۳ آیت: ۱۲)

﴿۳﴾ قال العلامة الكاساني: ومنها الارث من الجانبين جميعا لقوله عز وجل ولكم نصف ما

ترك ازواجكم. (بدائع الصنائع ۲: ۳۳۲ فصل ومنها الارث)

چند ایک افراد کے اکسانے پر دو ماہ بعد زیور کے واپسی کا مطالبہ کیا، جبکہ اس لڑکی کا مہر ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا، زیور کی قیمت ۶۷۰ روپے مہر میں ادا کئے اور ۳۳۰ روپیہ باقی عندا طلب رکھے تھے، اب سوال یہ ہے:

(۱) کیا لڑکے کے ذمہ باقی ۳۳۰ روپیہ ادا کرنا واجب ہے؟ (۲) تین سال کا خرچہ لڑکے کے ذمہ واجب ہے؟ (۳) برضا و خوشی گواہوں کے سامنے طلاق دینے کے بعد اب زیورات کا جو مطالبہ کیا جاتا ہے کیا یہ درست ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: غلام قادر..... ۱۶/۳/۱۹۷۲

الجواب: (۱) اس خاوند پر تمام مہر ایک ہزار روپیہ دینا واجب الادا ہے، لوجود الغایة وهو الطلاق كما في الهندية (۱: ۳۳۹) پس صورت مسئلہ میں ۳۳۰ روپے واجب الادا ہوں گے ﴿۱﴾۔ (۲) دنیا میں اس نفقہ پر ماخوذ نہ ہوگا، لعدم الرضاء والقضاء كما في الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۹۰۶ ﴿۲﴾۔ (۳) یہ مطالبہ بے قاعدہ اور غلط ہے۔ وهو الموفق

غیر شادی شدہ مطلقہ نصف مہر کی مستحقہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے نکاح کیا ہے لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے، کچھ ناچاقی کی وجہ سے اس آدمی نے اس لڑکی کو طلاق دے دی اب لڑکی مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد شیر جہانگیرہ..... ۳/۱۲/۸۵

﴿۱﴾ وفي الهندية: والمهر يتأكد باحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين سواء كان مسمى او مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك الا بالابراء. (فتاوى عالمگیریہ ۱: ۳۰۳ الفصل الثانی فیما يتأكد به المهر والمتعة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفی: والنفقة لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء. (الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۱۵) مطلب لا تصیر النفقة دیناً

الجواب: واضح رہے کہ منکوحہ غیر شادی شدہ عورت نصف مہر کی مستحقہ ہے وهو واضح

نص علیہ فی القرآن ﴿۱﴾ والفقہہ ﴿۲﴾. وهو الموفق

مال حرام کے جہیز کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر والد بیٹی کیلئے جہیز

میں سامان دے دیں اور وہ مال حرام ہو، یعنی حرام طریقہ سے کمایا ہوا ہو، کیا لڑکے کیلئے یہ مال لینا حرام ہوگا یا

حلال؟ بینواتوجروا

المستفتی: نامعلوم..... ۲۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

الجواب: جب یقینی طور پر حرمت معلوم نہ ہو تو صرف شبہات کی وجہ سے اس جہیز وغیرہ کو رد کرنا

ضروری نہیں (شرح اشباہ والنظائر) ﴿۳﴾. وهو الموفق

جہیز میں عاریۃ دیا گیا سامان یا مال واپس لیا جاسکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ہندہ کے

﴿۱﴾ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة

فنصف ما فرضتم. (سورة البقرة پارہ: ۲ رکوع: ۱۵ آیت: ۲۳۷)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ويجب نصفه بطلاق قبل وطء او خلوة فلو كان نكحها على

ما قيمته خمسة كان لها نصفه درهمان ونصف.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۳۶۰ باب المهر)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجيم: اذا كان غالب مال المهدى حلالا فلا بأس بقبول هديته واكل

ماله مالم يتبين انه من حرام وان كان غالب ماله الحرام لا يقبلها ولا يأكل الا اذا قال: انه

حلال ورثه او استقرضه.

(الاشباہ والنظائر ۱۱۳ القاعدة الثانية: اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام)

ساتھ شادی کی اور بمطابق رواج و عرف اسی ستر ہزار روپیہ عاریۃً جہیز دیا، لیکن چند ایام کے بعد ہندہ اپنے بار سوخ والدین کے بلانے پر میکے بیٹھ گئی، ہندہ کے والدین ہندہ کو زید کے پاس بھیجنے پر تیار نہیں اور نہ طلاق لینا چاہتے ہیں اور نہ ہی زیور اور جہیز واپس کرنے پر آمادہ ہیں، پس اس عاریۃً دیئے گئے جہیز کے واپسی کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: قاری خلیل الرحمن کھلا بٹ ٹاؤن ہری پور..... ۱۶/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب: اگر اس جہیز کا عاریت ہونا طرفین کے نزدیک تسلیم شدہ یا شہادت سے ثابت شدہ

ہو تو یہ شوہر اس جہیز کو ہر وقت واپس لے سکتا ہے، لِمَا فِي شَرْحِ الْمَجْلَةِ م: ۸۲۵ ص: ۴۵۸ متی
طلب المعير العارية لزم المستعير ردها اليه فوراً الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق

مہر میں مشاع زمین و گھر دینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والدین نے میرے ایک بھائی کا رشتہ کیا تھا رخصتی کے وقت لڑکی کے والد نے میرے والد سے کہا کہ میری بیٹی کو آدھا گھر لکھ دو تب ڈولی دوں گا ورنہ نہیں، اس وقت بوجہ مجبوری میرے والد نے آدھا گھر اس کی بیٹی کو لکھ کر دیا مگر ساتھ ساتھ یہ کہتا رہا کہ لکھ کر تو دیا ہے لیکن دوں گا نہیں، اس بات کو تقریباً پندرہ سال ہوئے ہوں گے، تقریباً دو سال پہلے میرے والد صاحب انتقال کر گئے اب اگر میری بھابھی مطالبہ کرے کہ وہ آدھے گھر کی حقدار ہے تو کیا شریعت کے رو سے وہ حقدار بن سکتی ہے؟ یا یہ وراثت میں تقسیم ہوگی؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالغفار اکوڑہ خٹک..... ۱۹/۳/۱۱

الجواب: اگر آپ کے والد صاحب نے یہ نصف گھر حق مہر میں شامل کیا ہو تو اس کو آپ

﴿۱﴾ (شرح المجلة للائاسی ۳: ۳۲۸ مادہ: ۸۲۵ الفصل الثانی فی العاریة و ضماناتہا)

میراثاً تقسیم نہیں کر سکتے، یہ صرف اس لڑکی کا حق ہے لصحة جعل المشاع مهراً ﴿۱﴾۔ اور اگر ہبہ اور بخشش کے طور پر دیا ہو تو یہ تمام گھر آپ شرعی ورثاء میں تقسیم کریں گے اس سے اس لڑکی کا کوئی شرعی تعلق نہیں ہے، لعدم صحة هبة المشائع ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: ولو تزوج على نصيبه من هذه الدار قال ابو حنيفة رحمه الله تعالى لها الخيار ان شاءت اخذت النصيب وان شاءت اخذت مهر مثلها لا يزداد على قيمة الدار وان كان مهر مثلها اكثر وعلى قول صاحبيه لها النصيب من الدار ان كان النصيب يساوي عشرة دراهم. (فتاوى عالمگیری ۱: ۳۱۰ الفصل الخامس في المهر تدخله الجهالة)

﴿۲﴾ وفي الهندية: ولا تصح (الهبة) في مشاع يقسم ويبقى منتفعا به قبل القسمة وبعدها هكذا في الكافي. (فتاوى عالمگیری ۳: ۳۷۶ الباب الثاني فيما يجوز من الهبة وما لا يجوز)

باب فی الاولیاء

حدیث ”لا نکاح الا بولی“ کا معنی و مطلب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ احناف کا مذہب یہ ہے کہ بالغ کنواری عورت اپنا نکاح ولی کے مرضی کے بغیر بھی کرا سکتی ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے ”لا نکاح الا بولی“ تو اس کا معنی و مطلب کیا ہوگا؟ بینواتو جروا
المستفتی: محمد زمان مسجد روڈ پشاور صدر

الجواب: عاقلہ بالغہ نکاح میں خود مختار ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر کوئی اقدام نہ کرے، قرآن و احادیث سے یہی مستنبط ہے، اور مخالفین جن احادیث سے تمسک کرتے ہیں وہ نابالغہ اور مجنونہ پر محمول ہیں یا تغلیظ پر محمول ہیں ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي المنهاج: عن ابي موسى قال قال رسول الله ﷺ لا نکاح الا بولی الخ احتج الجمهور فی مسئله اشتراط الولى فی النکاح بحديثی الباب، و حجتنا ما رواه مسلم من حدیث ابي هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لا تنکح الایم حتی تستامرو ولا تنکح البکر حتی تستاذن، قالوا: یا رسول الله و کیف اذنها، قال: ان تسکت، وفي النهاية الایم فی الاصل اللى لا زوج لها بکرا كانت او ثیبا مطلقة كانت او متوفی عنها، وزاد فیہ ابن جریر رجلا او امرأة، ولنا ایضا ما رواه مسلم من حدیث ابن عباس ان النبی ﷺ قال: الایم احق بنفسها من ولیها والبکر تستامرو اذنها صماتها، فان قيل: قد ورد فی رواية مسلم عن ابن عباس مرفوعا الثیب احق بنفسها من ولیها والبکر تستاذن فی نفسها واذنها سکوتها ومفهومه ان البکر لیست احق بنفسها من ولیها، قلنا:..... (بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ولایت اور وکالت نکاح میں عدالت شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زرباز خان نے اپنی بیٹی کو اشفاق کے بیٹے سے منسوب کیا ہے، اسی طرح اشفاق نے اپنی بیٹی کو زرباز خان کے بیٹے سے منسوب کیا ہے، دونوں لڑکیاں اور لڑکے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور اپنے اپنے منسوبین کے حق میں رضا مند بھی ہیں، لیکن اب بنیادی نکتہ یہ پیدا ہوا ہے کہ مسمی زرباز خان پر از ابتدائے ستمبر ۱۹۷۴ء تعزیر حلالہ کا فتویٰ صادر ہو چکا ہے، اور مذکور اس کے ٹالنے کیلئے طرح طرح کے حربے استعمال کر رہا ہے، لیکن فی الواقع جب تک تعزیر حلالہ کی تعمیل نہ کرے اس کے ساتھ اسلامی برتاؤ نہیں کیا جاسکتا، اب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ جملہ اول کے پیش نظر کس تجویز پر عمل کیا جائے کہ زرباز خان کی شراکت کے بغیر رسم نکاح ادا کیا جائے اور تا تعمیل تعزیر حلالہ کی اس پر کس طرح پابندی لگائی جائے کہ اس عدم تعمیل تعزیر حلالہ کا اثرناکسین و منکوچین پر نہ آئے۔ نیز یاد رہے کہ لڑکوں لڑکیوں کے مناسبت میں کوئی ایجاب و قبول کی رسم ادا نہیں ہوئی تھی یہ صرف والدین کا انفرادی فیصلہ تھا، اب صرف عدم تعمیل حلالہ باعث التوا ہے، اور اب بھی زرباز خان مع اہلیہ و کنبہ کی رہائش یکجا ہے، زرباز خان کو ہر چند تعزیر حلالہ کی تعمیل کیلئے فہمائش کی گئی مگر وہ بدستور منحرف ہے، اب سوال یہ ہے

(بقیہ حاشیہ) العموم اولی من المفہوم بلا خلاف کما صرح بہ ابن رشد، ولا یبعد ان یقال ان بعض الرواۃ روی الحدیث بمعناہ فی زعمہ، ولنا ایضا ما رواہ احمد عن ابن عباس ان جاریۃ بکرات النبی ﷺ فذکرت ان اباها زوجها وہی کارہۃ فخیرہا النبی ﷺ ورجالہ ثقات، وقال ابن قطان صحیح والجواب عن حدیث ابی موسیٰ اولاً ان فی سندہ اختلافاً کما صرح بہ الترمذی، وعن حدیث عائشۃ انہ قد انکرہ الزہری کما سیأتی تحقیق العلتین، وثانیاً انہما محمولان علی الصغیرۃ والمعنویۃ والمملوکیۃ والناکحۃ مع غیر الکفو جمعا بین الروایات المتخالفۃ او ارید منہما نفی الکمال.

(منہاج السنن شرح جامع السنن للترمذی ۲: ۲۵۵ باب لا نکاح الا بولی)

کہ ان کے بیٹے کے نکاح میں کیا صورت اختیار کی جائے کہ نکاح پڑھایا جائے؟ بینواتوجروا

مرسلہ: شیر محمد قریشی نائب صوبیدار راولپنڈی

الجواب: واضح رہے کہ حلالہ نہ کرنے کی وجہ سے ولایت اور وکالت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا،

لان الولاية والوكالة لا يشترط فيهما العدالة ﴿۱﴾۔ پس اگر یہ شخص (زر باز خان) بیٹی کے مرضی سے ایجاب و قبول کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز اگر یہ لڑکی اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص کو وکیل بنا دے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، والد کی غیر موجودگی یا عدم رضامندی نقصان دہ امور سے نہیں، لكونها عاقلة بالغة ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

ولی یا گواہ کی وفات سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکا اور لڑکی جو نابالغ تھے والدین

نے ان کے درمیان نکاح پڑھایا، لڑکے کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا والد فوت ہوا جو کہ بیٹے کے نکاح کا ولی تھا، بعد میں لڑکے کی جانب سے لڑکی کو شادی کا پیغام دیا گیا جس پر لڑکی نے انکار کیا اور کہا کہ میرا کوئی نکاح نہیں، اور نکاح کے وقت میں نابالغ تھی، اب بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ والد کی وفات کی وجہ سے نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے اس مسئلہ کی نوعیت کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: صوبیدار محمد یوسف واہ کینٹ..... ۱۹۸۸ء/۱۲/۲۷

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: الولي هو البالغ العاقل الوارث ولو فاسق اعلى المذهب ما لم

يكن متهتكا. (الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۳۲۱ باب الولي)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ

فان اسأذنها الولي او وكيله او رسوله او زوجها وليها واخبرها رسوله او فضولي عدل فسكتت او ضحكت غير مستهزئة او تبسمت او بكت بلا صوت فهو اذن.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۳۲۲ باب الولي)

الجواب: اگر یہ تحریر حقیقت ہو تو یہ نکاح لازم اور ناقابل تنسیخ ہے کسی سرپرست یا گواہ کی موت سے نکاح کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا (شامی ﴿۱﴾ عالمگیری وغیرہ ﴿۲﴾)۔ وهو الموفق

بیوہ کو میراث کے طور پر نکاح میں دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص فوت ہو اس کے دو علاقائی بھائی زندہ ہیں، اس شخص کی منگنی بے بہا کے ساتھ ہوئی تھی لیکن وہ شادی سے قبل فوت ہوا، اب علاقائی بھائی دعویٰ کرتے ہیں کہ بے بہا ہمیں میراث میں اپنے بھائی سے رہ گئی ہے اس لئے ہم اس کو اپنے ماموں کے لڑکے کو نکاح میں لیں گے یہ ہمارا حق ہے کیا اس عورت بیوہ کو جبراً و استحقاقاً اپنے ماموں کے لڑکے کو دے سکتے ہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: تا معلوم ۱۶/۷/۱۹۷۲

الجواب: اس بیوہ کو میراث سمجھنا حرام اور مخالف قرآن ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا (الآیة) ﴿۳﴾ وفی الهدایة: ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح (۲۹۳: ۲) ﴿۴﴾ فکیف یجوز لغير الولی، وفی الہندیة (۱: ۳۰۵) لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغير اذنها بکراً کانت او ثیباً ﴿۵﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: ولزم النکاح ای بلا توقف علی اجازة احد وبلا ثبوت خیار فی تزویج الاب والجد والمولی. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۳۰ باب الولی)
﴿۲﴾ فان زوجهما الاب والجد فلا خیار لهما بعد بلوغهما وان زوجهما غیر الاب والجد فکل واحد منهما الخیار اذا بلغ. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)
﴿۳﴾ (سورة النساء پارہ: ۴ آیت: ۹)
﴿۴﴾ (هدایہ ۲: ۳۱۳ باب فی الاولیاء والاكفاء)
﴿۵﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

نکاح میں نابالغ ولی کے ایجاب و قبول کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نکاح کے وقت ولی کی عمر تقریباً پانچ

سال تھی، اور اس نابالغ لڑکے کے ولی بننے پر ہم راضی ہوئے اور نکاح کیا، کیا یہ نکاح درست ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولوی علی حیدر گوجر گڑھی مردان

الجواب: اگر قبول و ایجاب اس لڑکے نے کیا ہو تو یہ نکاح نامنظور اور کالعدم ہے، کما فی

الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۰۶ و شرعاً البالغ العاقل الوارث و خرج نحو
صبی و وصی مطلقاً علی المذهب ﴿۱﴾، البتہ صبی عاقل وکیل بن سکتا ہے۔ وهو الموفق

جبراً ایجاب و قبول کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں عاقل بالغہ مسلمان عورت

ہوں میں شادی شدہ تھی مگر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے شوہر نے مجھے طلاق دے دی میں حقیقی بھائی کے پاس
آئی جب عدت گزر گئی تو اس کے تیور بدل گئے، اور میرے چچا اور چچی اور دوسرے محرم آدمیوں کی مدد سے
ساز باز کر کے اور مجھے زد و کوب کر کے ایک آدمی کے ساتھ میرا نکاح جبراً جسر ڈ کر دیا گیا، جبکہ میں نے دل
یا زبان سے اقرار یا قبول نہیں کیا نہ مجھ سے پوچھا گیا اور نہ کوئی شرعی کلمات پڑھائے گئے، اور میرا انگوٹھا جبراً
دو آدمیوں نے پکڑ کر جسر ڈ پر لگوایا، باوجود تمام تشدد کے آج تک بھائی کی چار دیواری میں ہوں، اس غیر
محرم اور خانہ بدوش آدمی سے میرے نکاح کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے آخری سانس تک اس کے
پاس آباد ہونے کو تیار نہیں ہوں، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: الف، ب، ت، قوم گوجر اوپنڈی..... ۶/ رجب ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۲۱ باب الولی)

الجواب: اگر آپ نے ایجاب وقبول کے الفاظ جبراً یا بہ رضا اور غبت نہیں کہے ہوں تو تم آزاد ہو یہ نکاح کا عدم ہے اور دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہو ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

عاقلاً بالغہ پر جبر نامنظور اور خود کردہ نکاح منظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ:

(الف) مسماة فلانہ ایک بالغہ باکرہ ہے۔ (ب) اس کا والد اس کا نکاح ایک نابالغ بھتیجا کے ساتھ کرانا چاہتا ہے۔ (ج) نکاح سے پہلے جب مسماة کو علم ہو جاتا ہے وہ اس نابالغ کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے۔ (د) والد کسی خاص خطرہ کی وجہ سے اپنی بیٹی کا نکاح اس بھتیجے کے ساتھ کرنے پر مصر ہے۔ (ه) جب مجلس نکاح منعقد ہوتی ہے تو مسماة اپنے گھر کی عورتوں کے ساتھ برسر پیکار رہتی ہے وہ ان کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ بجائے رضامندی کے جھگڑے اور انکار میں مشغول ہو جاتی ہے، اس کے باوجود والد گھر سے باہر حجرہ میں نکاح بھتیجے کے ساتھ پڑھا لیتا ہے۔ (و) دوسرے دن والد بیٹی مسماة کو نصیحت اور رضا کی ترغیب دیتا ہے کہ بیٹی میں نے تجھے اپنے گھر کی تخت پر بٹھا دیا ہے بیٹی جواب میں کہتی ہے کہ قریب ہے میں سب کو اس تخت پر لادوں گی۔ (ز) چند دن بعد موقع پا کر مسماة اپنے دیرینہ آشنا کے ساتھ بھاگ کر چلی جاتی ہے۔ (ح) لڑکی کا باپ اور گھرانے کے دوسرے افراد مغویہ کو واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں اور باہمی برسر پیکاری میں مغویہ کا والد قتل ہو جاتا ہے۔ (ط) دریں اثنا مغویہ کا ایک رشتہ دار مولوی صاحب حالات کا جائزہ لینے مغویہ کے والد مرحوم کے گھر جاتا ہے کہ آیا نکاح کے وقت مغویہ نے

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: (قوله ولا تجبر بکر بالغه على النكاح) ای لا ينفذ عقد الولی علیها بغير رضاها..... لانها حرة مخاطبة فلا يكون للغیر علیها ولاية والولاية علی الصغیرة لقصور عقلها وقد كمل بالبلوغ بدلیل توجه الخطاب الخ.

(البحر الرائق ۳: ۱۱۰ باب الاولیاء والاكفاء)

رضامندی یا خاموشی ظاہر کی تھی یا معاملہ کیا تھا؟ (ع) مولوی صاحب نے جب گھر کی عورتوں سے حالات دریافت کئے جو کہ نکاح کے وقت مغویہ کے پاس موجود تھیں تو ان میں دو عورتوں جو مغویہ اور مولوی صاحب کے خاص رشتہ دار تھیں نے یہ بیان دیا کہ اس حادثہ میں مغویہ کے والد مرحوم کی اپنی غلطی تھی کیونکہ مغویہ نے اسی وقت صاف انکار کیا اور جھگڑتی تھی، والد کو اپنے اور بیگانوں نے بہت سمجھایا تھا لیکن وہ اپنی مصلحت پر اڑا رہا کہ کسی طریقہ سے اسی کو راضی کر دوں گا۔ (ک) مغویہ آشنا کے ساتھ چلے جانے کے دو ڈھائی مہینہ بعد عدالت میں اس نیت سے حاضر ہوئی کہ عدالت میں بیان دے کہ میں جس آشنا کے ساتھ چلی گئی ہوں یہ ہی میرا شوہر ہے اور والد نے مجھے صحیح نکاح سے اس کو دیا تھا، لیکن وہ مجھے اپنے شوہر کے پاس کسی لالچ کی وجہ سے جانے نہیں دیتا تھا، لہذا میں اپنے شوہر کے پاس از خود خوشی کے ساتھ چلی گئی۔ (ل) عدالت میں حاضری دینے سے پہلے جب مغویہ کے رشتہ داروں کو عدالت جانے کے ارادے کا پتہ چلا، تو وہ فوراً مغویہ کے پاس چلے گئے اور موقع پا کر مغویہ کو تحریر لکھ دلا یا گیا کہ آپ کے والد کو آپ کے آشنا والوں نے قتل کیا ہے، لہذا اب تم اغوا بالجبر اور اپنے والد کے قتل کا دعویٰ اپنے آشنا اور اس کے والد اور بھائی پر کر دیں اور مغویہ کو یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ رشتہ دار تمہارے اس ناشائستہ حرکت پر تم کو کچھ نہیں کہیں گے پس مغویہ نے رشتہ داروں کے تلقین شدہ بیان کے مطابق اپنے آشنا، اس کے والد اور بھائی پر قتل اور اغوا کا دعویٰ کر دیا جس کی وجہ سے آشنا تو مفروز ہو اور آشنا کے والد اور بھائی کو بیس بیس سال قید با مشقت کی سزا ملی۔ (ی) مغویہ کے واپس کرتے وقت اس کے رشتہ داروں میں ایک قریبی رشتہ دار مسمی فلان بھی تھا، جس سے وعدہ کیا گیا کہ جب مغویہ آشنا سے واپس آجائے تو اس کا نکاح آپ کے ساتھ کیا جائے گا۔ (م) اب اسی رشتہ دار کو جس کے ساتھ مغویہ کے نکاح کا وعدہ کیا گیا تھا مغویہ کے رشتہ دار مجبور کرتے ہیں کہ حسب وعدہ مغویہ آپ کی عورت ہے ہمیں رقم دلواؤ۔ (ن) وہ فلان جواب میں کہتا ہے کہ بے شک میں نے وعدہ کیا تھا لیکن ساتھ اس شرط کے کہ مغویہ میں میرے ساتھ نکاح کے متعلق کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ ہوگی، اب چونکہ ہمارے مولوی

صاحب کہتے ہیں کہ میں نے موجودہ عورتوں سے دریافت کیا ہے کہ مغویہ عقد نکاح کے وقت بھی انکاری تھی لہذا مغویہ کا نکاح بھتیجے کے ساتھ صحیح نہیں ہے، اور دوسرے نکاح میں شبہ ہے اس لئے تمہارے لئے حلال نہیں ہے اب جب علماء اسے جائز نہیں کہتے تو میں کیسے اپنی تحویل و نکاح میں لاسکتا ہوں؟..... محترم مفتی صاحب جواب بامراد سے نوازا جائے۔

المستفتی: مولانا شہید احمد مہتمم مدرسہ عربیہ مدنیہ ملانہ خٹک..... ۱۹۶۹ء/۷/۶

الجواب: صورت مسؤلہ میں والد کا نکاح نامنظور ہے، لما فی الدر المختار وغیرہ لا تجبر البالغة البکر علی النکاح ﴿۱﴾. اور آشنا کے ساتھ نکاح اگر ہوا ہو تو وہ منظور ہے، فنفس نکاح مکلفہ بلا رضا ولی ﴿۲﴾. لہذا آشنا کے نکاح باقی ہونے تک کوئی شخص اس کو نکاح کر کے نہیں لے سکتا ہے۔ بے شک طلاق یا فسخ نکاح کے بعد اس کو نکاح ثانی کا حق حاصل ہے۔ وهو الموفق

بالغہ لڑکی نکاح کی خبر پر فوراً انکار کرے تو یہ نکاح کالعدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی عاقلہ بالغہ لڑکی کو یعقوب کے نکاح میں دینے کیلئے روبروئے چہار گواہ ایجاب و قبول کیا، کچھ عرصہ بعد جب اس لڑکی نے اپنے چچا کی زبانی یہ سنا کہ اس کے والد نے یعقوب سے اس کا رشتہ طے کر دیا ہے، تو اس نے فوراً انکار کیا اور رونا پینا شروع کیا، جس پر اس کی والدہ نے اسے مارا پیٹا بھی لیکن لڑکی نے صاف کہا کہ یہ رشتہ مجھے منظور نہیں، اور یہ خبر یعنی انکار کی یعقوب کو بھی پہنچی، کچھ عرصہ بعد لڑکی کے تایا زاد بھائی کے رشتہ مانگنے پر لڑکی نے رضا مندی ظاہر کر دی، اور حقیقی بھائی نے اس کا نکاح کروایا اور رخصتی بھی ہوئی، اب لڑکی وہاں خوش اور راضی ہے اب یعقوب نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ پہلے ایجاب و قبول کا

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۲۳ باب الولی)

﴿۲﴾ شرح التنویر علی هامش الشامیة ۲: ۳۲۲ باب الولی)

اعتبار عند الشرع ہوگا یا نہیں؟ اور یہ دوسرا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو رو
المستفتی: مولانا عبدالرشید چھاوونی پشاور..... ۲۳/ جولائی ۱۹۷۵ء

آجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عقد اول نامنظور اور کالعدم ہے، کما فی العالمگیریہ
(۱: ۳۰۵) لا يجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغير اذنها
بکراً کانت او ثیباً فان فعل ذلك فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان
ردته بطل، کذا فی السراج الوہاج ﴿۱﴾. وهو الموفق

لڑکی نے بالغ ہوتے ہی جرگہ کے سامنے شادی سے انکار کیا، کیا نکاح کالعدم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو نابالغ مردوزن میں ولی کی
اجازت سے بحضور شاہدین بالغین عاقلین نکاح ہوا، پھر شادی سے قبل لڑکی نے بالغ ہوتے ہی فی الفور
جرگہ عام کو اپنے نکاح کو منسوخ یا فسخ قرار دینے کی رائے ظاہر کر دی اور شادی سے انکار کیا، کیا اس عدم
قبولیت کی وجہ سے یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے؟ بینوا تو جو رو

المستفتی: محمد اسماعیل صہی آرائیس..... ۱۲/۴/۱۹۷۵ء

الجواب: اگر اس نکاح کو باپ یا دادا کے علاوہ دوسرے ولی نے عقد کیا ہو تو معتبر اعلان
ناراضگی کی صورت میں اس نکاح کو قاضی (حاکم یا محکم) فسخ کر سکتا ہے، کما فی الہندیہ (۱: ۳۰۴)
ویشترط فیہ القضاء بخلاف خیار العتق کذا فی الہدایۃ ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

تانی کے گھر رہتی والی بالغہ کا والد کے کئے ہوئے نکاح سے انکار کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج سے سولہ سال قبل شوہر نے اپنی بیوی اور معصوم بچی کو گھر سے نکال کر کہا کہ میں نے تجھے مع بچی کے بخشا ہے، اس کے بعد یہ عورت مع بچی اپنی ماں کے گھر گئی اور سولہ سال تک شوہر نے اس کی خیر خبر نہیں لی، اب وہ بچی بالغ ہو گئی ہے، رمضان میں اس لڑکی کی ماں اور تانی نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا، جب والد کو پتہ چلا کہ آج رات اس کا نکاح ہونے والا ہے، تو والد نے اپنی طرف سے نماز عشاء سے قبل اس لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے کر دیا، جب لڑکی کو معلوم ہوا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح دوسرے لڑکے سے کر لیا ہے تو وہ فوراً اپنی ماں اور تانی اور ایک شخص کو لے کر تھانہ روانہ ہوئی اور رپورٹ درج کروائی اور کہا کہ مجھے ماں اور تانی والا نکاح منظور ہے اور والد نے میرا جو نکاح جس لڑکے سے کیا ہے وہ مجھے نامنظور ہے، از روئے شرع والد کا کیا ہوا نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عبدالمجید لاہور صوابی..... ۱۳/۱۰/۱۹۷۳

الجواب: جب باپ نے اس لڑکی کا نکاح کر لیا اور وہ لڑکی بالغ تھی، اور اس کو نکاح کی خبر پہنچتے ہی رپورٹ درج کرانے روانہ ہو گئی اور انکار کیا، تو از روئے شرع والد کا یہ کیا ہوا نکاح نامنظور ہے اور اس بالغہ لڑکی کو اختیار ہے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾۔ وہوالموفق

ماموں کا نابالغہ بھانجی کا نکاح کرانا اور لڑکی کی ناراضگی کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کا نکاح ایام عزم بلوغ

﴿۱﴾ وفی الہندیۃ: لا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردتہ بطل کذا فی السراج الوہاج. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

میں ماموں نے کسی شخص سے کرایا، لڑکی نے سن بلوغت کو پہنچتے ہی اعلان کر دیا کہ مجھے یہ نکاح نامنظور ہے اور نہ میرا ماموں میرے نکاح کا حقدار ہے، لڑکی کے والدین زندہ نہیں ہیں اس نکاح کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: عبدالرحمن غریب پورہ خیر آباد نوشہرہ..... ۲۰/۶/۱۹۷۲

الجواب: اگر لڑکی نے بلوغ کے ساتھ متصل یہ اعلان کیا ہو تو مسلمان حاکم کے ذریعہ سے یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے، فی الدر المختار بشرط القضاء للفسخ (ہامش ردالمحتار ۲: ۳۲۱) ﴿۱﴾ وفی الہندیۃ ویشرط فیہ القضاء (۱: ۳۰۴) ﴿۲﴾. وهو الموفق
بالغ لڑکی سے اذن و اجازت لینا اور لڑکی کے گھر نکاح پڑھانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نکاح کی ایک تقریب میں مشورہ ہو رہا تھا کہ دینی بھائی کس کو مقرر کیا جائے، میں نے کہا کہ جب والد (ولی) موجود ہے تو وکالت کی کیا ضرورت ہے؟ دوسرے آدمی نے مجھے کہا کہ چونکہ لڑکی کی مرضی گواہوں کے سامنے ضروری ہے اور والد اس کام کو نہیں کر سکتا، اسی وجہ سے غیر محرم عزیز کو دینی بھائی بنایا جاتا ہے اس لئے میں نے سکوت اختیار کیا، لیکن دل میں یہ مسائل سامنے آئے کہ: شوہر کے گھر پر نکاح کیوں کیا جاتا ہے؟ اور کیا والد لڑکی کا نکاح نہیں پڑھا سکتا؟ اور اس گواہی کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: فضل محمد باجا صوابی..... ۱۹/نومبر ۱۹۸۹ء

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: ولكن لهما ای لصغیر وصغيرة خيار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده بشرط القضاء للفسخ.

(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۲ باب الولی)

﴿۲﴾ وفی الہندیۃ: وان زوجهما غیر الاب والجد فلکل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ..... ویشرط فیہ القضاء.
(فتاویٰ عالمگیریہ ۲: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

الجواب: جب لڑکی نابالغہ ہو تو والد وغیرہ اس لڑکی کے نکاح پڑھنے کے مجاز ہوتے ہیں البتہ جب باپ یا دادا نکاح پڑھے تو اس صورت میں لڑکی کیلئے خیار بلوغ نہیں ہوتا ﴿۱﴾ اور جب لڑکی بالغہ اور کنواری ہو تو بغیر اس کی اذن و اجازت سے نکاح پڑھنا کالعدم ہوتا ہے، البتہ جب اذن و اجازت لینے کیلئے اجنبی آدمی روانہ ہو تو تصریح ضروری ہے ورنہ سکوت اور گریہ وغیرہ حسب عرف کافی ہیں ﴿۲﴾ اور بالغہ ہونے کی صورت میں بہر حال یہ مستحب ہے کہ دو آدمی اس اذن و اجازت پر گواہ بنا دیئے جائیں ضروری نہیں ہے ﴿۳﴾ اور شادی کے بعد شوہر کے گھر نکاح پڑھانا ناجائز نہیں ہے لیکن مصلحت یہ ہے کہ والد کے گھر یا قاعدہ نکاح پڑھایا جائے اور مہر مقرر کیا جائے تاکہ بہت سے مشکلات سے چھٹکارا حاصل ہو ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: فان زوجهما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما وان زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام على النكاح وان شاء فسخ النخ. (فتاوى عالمگیریہ ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ قال العلامة عبد الله بن مودود الموصلي: ولا اجبار على البكر البالغة في النكاح والسنة للولي ان يستامر البكر قبل النكاح ويذكر لها الزوج فيقول ان فلانا يخطبك او يذکرک فاذا سکت فقد رضیت، ولو ضحکت فهو اذن ولو بکت ان کان بغير صوت فهو رضا ولو استأذنها غير الولي فلا بد من القول.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۲۱ تا ۱۲۴ فصل فی اعتبار عبارة النساء)

﴿۳﴾ قال العلامة محمد امين الشامي: واعلم انه لا تشترط الشهادة على الوكالة بالنكاح بل على عقد الوكيل وانما ينبغي ان يشهد على الوكالة اذا خيف جحد الموكل اياها فتح. (فتاوى الشامیة هامش الدر المختار ۲: ۳۵۲ مطلب فی الوكيل والفضولی فی النكاح)

﴿۴﴾ قال العلامة الكاساني: لا جواز للنكاح بدون المهر عندنا..... قال اصحابنا ان المهر شرط جواز نكاح المسلم..... ويجوز النكاح بدون المهر..... يجب مهر المثل بنفس العقد عندنا حتى يثبت لها ولاية المطالبة بالتسليم النخ. (البدائع الصنائع ۲: ۵۵۹ فصل ومنها المهر)

نکاح کی خبر پر عورت کی خاموشی اور پھر انکار کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا نکاح والد نے ایک شخص کے ساتھ کیا جب عورت کو عقد نکاح کی خبر پہنچی تو وہ خاموش رہ گئی، اس کے بعد دوسرے دن اس نے انکار کیا اور کہنے لگی کہ وہ اس نکاح پر راضی نہیں، کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ نیز اگر عورت کو راضی کر لیا جائے تو پھر سابقہ نکاح پر اکتفاء کیا جائے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی؟ بینوا تو جو رو

المستفتی: سعد الرشید زیارت کا صاحب..... ۲۵/۳/۱۹۶۹ء

الجواب: اگر یہ عورت خبر پہنچنے کے وقت خاموش رہ گئی ہو اور اتنے الفاظ تک بھی نہ کہے ہوں کہ میں نے تو پہلے سے واضح کیا تھا کہ میں فلاں کے ساتھ نکاح پر راضی نہیں ہوں، تو اس صورت میں یہ نکاح درست ہے، فی الدر المختار: ولو استأذنها فی معین فردت ثم زوجها منه فسکت صح فی الاصح (قال العلامة الشامی ۲: ۲۱۲) اما لو قالت حین بلغها قد كنت قلت انی لا ارید فلانا ولم تزد علی هذا لم یجز النکاح انتھی ﴿۱﴾، قلت فاذا صح النکاح بالسکوت فلا یبطل بالانکار اللاحق. وهو الموفق

نکاح فضولی کی صورت میں علم ہونے پر عورت کا باآواز بلند رو پڑنے سے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ولی نے اپنی متولہ جو کہ بالغہ باکرہ ہو بغیر اذن متولیہ کے کسی کے نکاح میں دیا، نکاح کی خبر ملنے پر متولہ نے باآواز بلند رونا شروع کیا جبکہ یہ رونا رسمی نہیں تھا بلکہ خاص ناراضگی کی وجہ سے تھا، اب شادی ہو گئی اور شادی کے وقت تجدید نکاح بھی نہیں ہوا

﴿۱﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۲۵ باب الولی)

کیا یہ عورت اس شخص کی منکوحہ ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا
المستفتی: عبدالقہار.....

الجواب: اگر قرآن سے یہ معلوم ہو کہ یہ عورت اس نکاح پر راضی نہیں ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہے اگر اشتباہ موجود ہے تو تجدید نکاح احتیاط اور بہتر ہے، فی الدر المختار: ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح فان استاذنھا هو او زوجها فسکت او بکت بلا صوت فهو اذن، فلو بصوت لم یکن اذنا ولا رداً حتی لو رضیت بعده انعقد، (انتھی باختصار و تقدیم و تاخیر) ﴿۱﴾
وفی ردالمحتار ۲: ۳۱۱ قال فی الفتح بعد حکایة الروایتین: والمعول اعتبار قرائن الاحوال فی البکاء والضحک فان تعارضت او اشکل احتیط انتھی فقد ظهر لک ان ما فی المعراج ضعیف لا یعول علیہ، انتھی ما فی ردالمحتار ﴿۲﴾. وهو الموفق

نکاح کی اطلاع پر لڑکی کی رضا و عدم رضا کی پہچان اور نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں منگنی و نکاح میں کوئی بھی ولی اپنی بالغہ متولیہ سے نکاح کی اجازت نہیں لیتا بلکہ ولی اپنے مرضی کے مطابق کسی شخص کے نکاح میں دیتا ہے خواہ متولیہ راضی ہو یا نہ ہو بلکہ ولی متولیہ سے نکاح چھپانے کی بھی کوشش کرتا ہے اور تین چار مہینے تک اس کو کوئی خبر نہیں ہوتی، بعد ازاں جب کسی وقت متولیہ نکاح کی خبر پاتی ہے تو بآواز بلند روتی ہے خواہ اسے ولی کا نکاح پسند ہو یا نہ ہو، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ رونابآواز بلند رسم و راج کی وجہ سے ہے ناراضگی کی وجہ سے نہیں اور اگر عورت سے اس بارے میں پوچھا جائے تو وہ کہتی ہے کہ بآواز بلند رونے کی دو صورتیں ہیں اول یہ اگر اس لڑکی اور اس کے زوج کے درمیان کسی قسم کا فرق ہو یعنی لڑکی کم عمر ہو اور زوج

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۲۳ باب الولی)

﴿۲﴾ (ردالمحتار علی شرح التنویر ۲: ۳۲۵ باب الولی)

زیادہ عمر کا، یا لڑکی صحتمند صحیح البدن اور زوج اندھا یا لنگڑا ہو، یا لڑکی ایک اعلیٰ خاندان کے اور زوج بے نام گھرانے کا ہو یا کسی اور قسم کا فرق ہو تو یہ روٹنا آواز بلند نکاح کی ناپسندیدگی کی وجہ سے ہوتی ہے، اور دوسری صورت یہ کہ اگر مذکورہ فرقوں میں کسی قسم کا فرق نہ ہو تو پھر بھی ماں باپ کے گھر کی جدائی کی وجہ سے کوئی لڑکی بھی نکاح کو پسند نہیں کرتی، اور بعض دفعہ یہ روٹنا اتنی بلند آواز سے ہوتا ہے کہ لڑکی بے ہوش ہو جاتی ہے یا بیمار پڑتی ہے اس قسم کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد عمر لورالائی..... ۶/۵/۱۹۷۵

الجواب: اگر یہ بالغہ باقاعدہ اطلاع کے بعد واضح الفاظ میں انکار کرے تو یہ نکاح کالعدم ہوگا شادی کے وقت دوبارہ نکاح کرنا (باجازت) ضروری ہوگا، کما فی الہندیۃ (۱: ۳۰۵) لا یجوز نکاح احد علی بالغہ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً کانت او ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردتہ بطل کذا فی السراج الوہاج ﴿۱﴾۔ اور اگر صرف بلند آواز سے گریہ کرے تو قرآن پر دار مدار ہوگا، اور اگر اشتباہ واقع ہو تو احتیاط پر عمل کیا جائے گا، کما فی ردالمحتار ۲: ۴۱۱ قال فی الفتح والمعول اعتبار قرائن الاحوال فی البکاء والضحک فان تعارضت او اشکل احتیط انتھی ﴿۲﴾ ای النکاح لا یثبت بالشک۔ وهو الموفق

استیذان میں لڑکی کا سکوت اذن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیٹی کا نکاح کیا اور

بیٹی نے سکوت اختیار کیا، کیا یہ نکاح درست ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: غلام صادق شاہ کوٹ پشاور..... ۲۵/صفر/۱۴۰۲ھ

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ہامش الدرالمختار ۲: ۳۲۵ قبیل قوله فهو اذن باب الولی)

الجواب: یہ نکاح منعقد ہوا ہے، کما فی شرح التنویر ۲: ۲۱۰ فان استأذنها.....

فسکت فهو اذن الخ ﴿۱﴾ . وهو الموفق

رو برو گواہان لڑکی کا نکاح، بعد میں لڑکی کا انکار اور عدم بلوغت کا دعویٰ وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکی نے دو

گواہوں کو اجازت نکاح دے دی، لڑکی جوان تھی، بعد میں بوجہ اختلاف اس نے انکار کیا اور دعویٰ کیا کہ میں نکاح کے وقت نابالغہ تھی، یاد رہے کہ نکاح کے وقت والدین کی بھی اجازت تھی، اب شرعی مسئلہ کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالوکیل تحصیل ہزارہ..... ۱۶/۱/۱۹۷۶

الجواب: اس نکاح کا خیار بلوغ کی وجہ سے تنسیخ کرنا خلاف شریعت ہے کیونکہ اگر یہ بالغہ تھی

تو بالغہ کے نکاح میں خیار بلوغ متصور نہیں ہے اور نابالغہ کا عقد نکاح جب باپ یا دادا کرے تو اس میں خیار بلوغ نہیں ہوتا، کما فی الہندیۃ ۱: ۳۰۴ فان زوجها الاب والجد فلا خیار لها بعد بلوغها ﴿۲﴾ . وهو الموفق

غیر ولی کا نکاح پڑھانا اور عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمیٰ زید نے جو غیر ولی ہے مسماۃ

جمیلہ اختر کے ساتھ نکاح پڑھوایا حالانکہ نکاح میں جمیلہ اختر کا کوئی وارث نہیں تھا اور خود جمیلہ اختر کو بھی یہ نکاح منظور نہیں تھا، اسلئے قبل از رخصتی جمیلہ اختر کا دوسرے شخص کے ساتھ نکاح ہوا اور رخصتی ہوئی، اب

﴿۱﴾ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ۲: ۳۲۴ باب الولی)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

مقدمہ چل رہا ہے کونسا نکاح صحیح ہے اور کونسا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: حاجی عبدالحئی صاحب..... ۱۸/۲/۱۹۷۳

الجواب: اگر جمیلہ اختر نے باقاعدہ اس نکاح سابق پر ناراضگی ظاہر کی ہو تو یہ نکاح سابق نامنظور اور

کالعدم ہے، فی الہندیۃ ۱: ۳۰۵ لا يجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان
بغیر اذنبہ کراً کانت او ثیباً الخ ﴿۱﴾ قلت فالاجنبی یكون اولی بعلم الصحة. وهو الموفق

لڑکی کا والد دادا کو اختیار نکاح دینے کے بعد انکار کرے.....؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے والد کو اپنی

لڑکی کا اختیار دے دیا کہ جس کے ساتھ مرضی ہو نکاح کرادیں، اس پر دادا نے اپنے پوتے کے ساتھ اس کا
نکاح کرانا چاہا، جب لڑکی کے والد کو معلوم ہوا تو اس نے انکار کر دیا کہ یہ نکاح نہیں کرانے دوں گا، اب دادا

کو جو اختیار دیا جا چکا ہے کیا بغیر رضا مندی لڑکی کے والد کے یہ نکاح کرا سکتا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولوی غلام غوث امام مسجد ڈھوک فتح کیمپور..... ۱۳/۹/۱۹۷۰

الجواب: چونکہ والد بنسبت دادا کے ولی قریب ہے، لہذا والد کی عدم غیوبت کے وقت دادا کا حق نہیں

ہے ﴿۲﴾۔ اور والد نے جب باپ کو وکالت سے معزول کیا تو وکالت کا حق بھی ختم ہوا، لہذا بغیر رضا مندی والد کے کسی

کا نکاح کرانا منظور نہ ہوگا، فی الدر المختار: متى شاء ما لم يتعلق به حق الغير ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: وللولی الابد التزویج بغیبة الاقرب فلو زوج الابد حال قیام

الاقرب توقف علی اجازتہ، قال ابن عابدین: كذلك فلا یكون سکوتہ اجازة لنکاح الابد

وان کان حاضرًا فی مجلس العقد ما لم یرض صریحاً او دلالةً.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۴۱ قبیل فروع باب الولی)

﴿۳﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۴: ۲۶۳ باب عزل الوکیل)

سبی الاختیار والد کا نابالغہ بیٹی کے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور اس کی بیوی کے درمیان تعلقات خراب ہیں، اب زید بیوی کو تنگ کرنے کیلئے اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح غیر قبیلہ میں کر دیتا ہے، اب مطلوب یہ ہے کہ اس لڑکی کو فسخ نکاح کیلئے اختیار بلوغ حاصل رہے گا یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: سعد الباقی جان شیرگرٹھ..... ۱۴۰۱/۲/۲۳ھ

الجواب: جب والد سبی الاختیار نہ ہو یعنی اس سے قبل والد نے دوسری بیٹی کو غیر مناسب جگہ میں نہیں دیا ہو تو یہ نکاح لازم اور ناقابل تنسیخ ہے، لما فی شرح التتویر: او زوجها بغير كف ان كان الولی المزوج بنفسه ابا او جداً لم يعرف منهما سوء الاختیار مجاناً وفسقا وان عرف لا یصح النکاح (بحذف یسیر) (ہامش ردالمحتار ۲: ۴۱۸) ﴿۱﴾. وهو الموفق

والد بالغہ بیٹی کا نکاح جبراً نہیں کر سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکی بالغہ ہے اس کا عقد نکاح اس کے والد نے کر دیا مگر وہ اس عقد پر ناراض تھی اور نہیں مان رہی تھی، تو کیا والد کا یہ جبری نکاح ہو سکتا ہے؟
المستفتی: عبدالرحیم ایبٹ آباد

الجواب: اگر یہ امر کہ لڑکی اس عقد کے وقت بالغہ تھی اور اس عقد پر ناراضگی کا اعلان کر چکی ہے مسلم ہو یا مبرہن ہو تو یہ عقد نامنظور اور کالعدم ہوگی، کما فی الہندیۃ (۱: ۳۰۵)
فلیراجع ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۳۳۰ باب الولی)

﴿۲﴾ قال العلامة النظام: لا یجوز نکاح احد علی بالغہ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغير اذنها بکرا کانت او ثیباً فان فعل ذلك فالنکاح..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لڑکے کی غیر موجودگی میں نکاح اور شادی کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ نظام پور میں یہ رواج ہے کہ لڑکے کی غیر موجودگی میں شادی رچائی جاتی ہے جبکہ نکاح کے وقت لڑکے کی طرف سے اس کا والد رضامندی کا اظہار اور ایجاب و قبول کرتا ہے، پھر جب لڑکا فارن سے چھٹی پر گھر آ جاتا ہے تو دوبارہ نکاح کے بغیر وہ دونوں میاں بیوی ازدواجی زندگی میں منسلک ہو جاتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: شاہ الیکٹرک سٹورنو شہرہ..... ۱۹۷۲ء/۷/۳

الجواب: صورت مسئلہ میں اگر والد نے اپنے بیٹے سے اجازت لی ہو تو یہ نکاح بلا شک و شبہ درست ہے اور اگر اجازت نہ لی ہو لیکن بیٹے نے مطلع ہونے پر قولاً یا فعلاً قبول کیا ہو تو پھر بھی درست ہے اور اگر انکار کیا ہو تو نکاح نامنظور ہے (ماخوذ از ہندیہ) ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

والد کی اجازت نہ مبرہن ہونے مسلم، تو دادا کا کرایا ہوا نکاح کا عدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کا اختیار اپنے بھائی کو دے دیا مگر بھائی کے عدم موجودگی میں لڑکی کے دادا نے نکاح ایک لڑکے کے ساتھ کرایا،

(بقیہ حاشیہ) مرقوٹ علی اجازتہا فان اجازتہ جاز وان ردتہ بطل کذا فی السراج الوہاج..... بالغة زوجها ابوہا فبلغها الخبر فقالت لا ارید او قالت لا ارید فلانا فالمنختار انه یكون ردأ فی الوجہین۔ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷، ۲۸۸ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۱﴾ وفی الہندیۃ: رجل زوج رجلا امرأۃ بغير اذنه فبلغه الخبر فقال نعم ما صنعت او بارک اللہ لنا فیہا او قال احسنت او اصبت کان اجازۃ کذا فی فتاویٰ قاضی خان وهو المنختار اختارہ الشیخ ابواللیث کذا فی المحیط..... رجل زوج امرأۃ من رجل بغير امرہا فبلغها الخبر فقالت باک نیست فهذا اجازۃ الخ۔

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۹۹ الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح)

جبکہ لڑکی کا باپ اس نکاح کے نفاذ سے منکر رہا، باپ کی عزت کے پیش نظر مجلس نکاح میں موجود رہا، بادل ناخواستہ شرکت کی، تاکہ لعن طعن سے محفوظ رہے، اب لڑکی بالغہ ہے اپنا نفع و نقصان سمجھتی ہے، طرفین میں اختلاف کی وجہ سے لڑکی اس نکاح کو تسلیم کرنے سے منکر ہے، مختار نکاح بھی منکر ہے باپ اور دادا بھی مخالف ہیں، البتہ لڑکے والے گواہ پیش کرتے ہیں کہ نکاح کے وقت باپ نے دادا کو اجازت دی تھی جس کو لڑکی کا والد جھوٹ قرار دیتا ہے، اس صورت میں یہ نکاح ہوا ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولوی غلام نبی اچھریاں مانسہرہ..... ۱۳/ شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: اگر والد کی طرف سے اس عقد کی اجازت نہ میرہن ہو اور نہ مسلم ہو تو یہ عقد نافذ نہیں ہے، کما فی رد المحتار ۳: ۸۱ (مطبوع مصطفیٰ البابی) والظاهر ان سکوتہ (الاقرب) هنا كذلك فلا یكون سکوتہ اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس عقد النکاح مالم یرض صریحاً او دلالة تامل ﴿۱﴾. وهو الموفق

نا بالغہ کا حق ولایت علاقائی بھائی کیلئے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فوت ہو کر ایک لڑکا اور تین لڑکیاں پسماندگان میں چھوڑیں، اور ایک بیوی بھی رہ گئی ہے جو کہ صرف لڑکیوں کی ماں ہے، اس بیوی نے دوسری شادی بھی کی ہے اب ان لڑکیوں کی حق ولایت نکاح والدہ یا والدہ کے خاوند کو حاصل ہو گا یا اس علاقائی بھائی کو حق ولایت حاصل ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: یوسف شاہ حقانی وزیرستان..... ۱۳/ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: اگر یہ علاقائی بھائی ان علاقائی بہنوں کا بدخواہ نہ ہو تو اس علاقائی بھائی کو ان علاقائی بہنوں

﴿۱﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۴۱ قبیل الفروع باب الولی)

میں سے جو نابالغ ہو، کا حق ولایت حاصل ہے نہ کہ والدہ یا والدہ کے شوہر کو، والتفصیل فی الدرالمختار ﴿۱﴾. وهوالموفق

عاقلہ بالغہ کا کفو کے ساتھ نکاح نافذ ہے اگرچہ ولی اس پر راضی نہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عاقلہ بالغہ عورت کا نکاح ایک آدمی کے ساتھ ہو جائے اور فارم نکاح پر منکوحہ کا دستخط رو برو گوہان اور مولوی صاحب موجود ہو، اور بوقت نکاح باقاعدہ ان کے سامنے رضامندی ظاہر کی ہو، بعد میں منکوحہ کے ورثاء کی عدم رضامندی پر یہ نکاح بحال رہے گا یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: سعید احمد عباسی..... ۶/۵/۱۹۷۳

الجواب: اگر یہ نکاح کفو کے ساتھ ہوا ہو تو بحال رہے گا، اس کو والد وغیرہ فسخ نہیں کر سکتے ہیں، وفي الهندية ۱: ۳۰۵ نفذ نکاح حرة مكلفة بلا ولی عند ابی حنیفة و ابی یوسف فی ظاہر الروایة ﴿۲﴾ وبمعناه فی ردالمحتار ﴿۳﴾ والبحر والفتح والخلاصة وغیرها. وهوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: الوالی فی النكاح العصبه بنفسه وهو من يتصل بالمیت بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب، قال ابن عابدین: وابن الابن كالابن ثم يقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق ثم لاب.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۳۸ مطلب لا یصح تولیة الصغیر شیخاً علی خیرات)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولی..... وللولی اذا كان عصبه..... الاعتراض فی غیر الكف.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

والدہ کی ولایت اخیانی چچا سے قوی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمیلہ کی شادی اکرم سے ہوئی اور اس سے ایک لڑکا خالد پیدا ہوا، بعد میں اکرم فوت ہوا، پھر جمیلہ نے اسلم سے دوسری شادی کی اور ایک لڑکا حامد پیدا ہوا، اب خالد اور حامد ماں کے رشتے میں بھائی ہیں، خالد نے نکاح کیا اس کی ایک لڑکی شاہدہ پیدا ہوئی اور حامد کا بیٹا شکیل پیدا ہوا، اس دوران خالد کا انتقال ہوا، حامد نے شاہدہ کا نکاح پانچ ماہ کی عمر میں اپنے بیٹے شکیل سے کیا، بالغ ہونے کے بعد شاہدہ نے نکاح مسترد کیا، کیا شاہدہ یہ نکاح مسترد کر سکتی ہے؟ دوسری یہ کہ حامد کہتا ہے کہ شاہدہ میری بھتیجی ہے میں اس کا ولی ہوں جبکہ ماں کہتی ہے کہ میں زیادہ حقدار ہوں تو ولایت کا زیادہ حق کس کو حاصل ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: مولوی نعیم شاہ کبیر کلے ضلع کرک..... ۲۶/رمضان ۱۴۰۸ھ

الجواب: والدہ کی ولایت اخیانی چچا سے قوی ہے ﴿۱﴾ پس اگر عقد نکاح کے وقت والدہ نے اعتراض کیا ہو تو چچا کا کرایا ہوا نکاح کالعدم ہے ﴿۲﴾ ورنہ خیار بلوغ کی وجہ سے قابل فسخ ہے (شامی) ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: الوالی فی النکاح العصبۃ بنفسه وهو من یتصل بالمیت بلا توسطۃ انثی علی ترتیب الارث والحجب..... فان لم یکن عصبۃ فالولاية للام.
(الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۳۷، ۳۳۹ باب الولی)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: وللولی الابعد التزویج بغیبة الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته. (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۳۱ باب الولی)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: وان کان من کف وبمهر المثل صحیح لکن لهما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم النکاح بعده.
(الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۳۲ باب الولی)

والد کے انکار اور ناراضگی کی وجہ سے دادی کا کرایا ہوا نکاح کا عدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ صالحہ جو کہ نابالغہ تھی اس کی دادی نے اس کا عقد نکاح صالحہ کے والد کے مشورہ کے بغیر مسمیٰ طور سے کیا، جبکہ اس وقت یعنی بوقت ایجاب و قبول جرگہ میں والد نے صاف انکار بھی کیا، اب بالغ ہونے پر صالحہ نے خود اور والد کے مشورہ سے دیگر آدمی ہاشم سے عقد نکاح کر لیا، اب طور و کا دعویٰ ہے کہ یہ لڑکی میرے نکاح میں ہے کہ اس کی دادی نے یہ مجھے دی ہے، اب سوال یہ ہے کہ سابق نکاح صحیح ہے یا یہ دوسرا نکاح صحیح ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد یونس نواز آباد ہزارہ..... ۱۹۷۵ء/۹/۷

الجواب: اگر والد نے اس سابق عقد نکاح پر انکار کیا ہو اور ناراضگی کا اظہار کیا ہو تو یہ سابق نکاح نامنظور اور کالعدم ہوگا، کما فی الدر المختار: فلو زوج الابدع حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ. (ہامش ردالمحتار ۲: ۴۳۲) ﴿۱﴾. وهو الموفق

نابالغ لڑکی کے ابن ابن العم موجود ہونے کی صورت میں ماں کے نکاح کرانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ماں اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح چچا زاد بھائی کے لڑکے کے موجود ہونے کے باوجود کرا سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: سلیم الرحمن ٹل کوہاٹ

الجواب: اگر اس ولی (ابن ابن العم) ﴿۲﴾ نے اس والدہ والے نکاح پر رضامندی ظاہر نہ

﴿۱﴾ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۳۳۱ باب الولی قبیل باب الکفاء ة)
 ﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: الوالی فی النکاح العصبۃ بنفسہ..... علی ترتیب الارث
 والحجب..... فان لم یکن عصبۃ فالولاية للام ثم لام الاب.
 (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۳۳۷، ۳۳۹ باب الولی)

کی ہو تو یہ سابقہ نکاح کا عدم ہوگا اور اس ولی کا نکاح معتبر ہوگا ﴿۱﴾، البتہ لڑکی کیلئے خیار بلوغ ثابت ہو گا ﴿۲﴾ (شامی، بحر، ہندیہ). وهو الموفق

نابالغ بہن کا غیر کفو میں نکاح کرانا منظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی چھوٹی بہن جس کا والد وفات پا چکا ہے اور وہ نابالغ ہے، بکر سے نکاح کرادیا، جب لڑکی بالغ ہوئی تو اس نے اس نکاح پر اعتراض کیا اور اس سے قطعی طور پر ناراضگی کا اظہار کر دیا بلکہ جب سے نکاح ہوا ہے اس وقت سے تا اس دم انکار کرتی چلی آئی ہے، نیز بکر غیر کفو بھی ہے، کیا یہ نکاح صحیح ہے اور برقرار رکھا جاسکتا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: سید فدا حسین شاہ کھاریاں کینٹ..... ۱۹۷۷ء/۱۲/۸

الجواب: غیر اب اور جد جب لڑکی کو غیر کفو کے نکاح میں دیں تو وہ نکاح کا عدم ہوتا ہے پس بشرط صدق و ثبوت یہ نکاح عدم کفایت کی وجہ سے نامنظور اور کالعدم ہوگا، لما فی الدر المختار: وان كان المزوج غیرهما ای غیر الاب و ابیہ لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلاً، وفي ردالمحتار ۲: ۲۲۰ قوله اصلاً ای لا لازماً ولا موقوفاً علی الرضا بعد البلوغ ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفی: فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته.

(شرح التنویر علی هامش الشامیہ ۲: ۳۴۱ باب الولی)

﴿۲﴾ وفي الهندیة: وان زوجهما غیر الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۲: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۳۱ مطلب هل للعصبة تزویج الصغیر امرأة)

خیار بلوغ اور عدالت میں زبردستی غلط بیانی کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زینب ایک یتیم لڑکی تھی، دس سال کی عمر میں چچا، والدہ اور نانا نے ملکر زید کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور بلوغت تک رخصتی ملتوی کر دی جب زینب بالغ ہوئی تو ماں نے زید کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا، بلکہ تنسیخ نکاح کیلئے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا، جبکہ زینب زید کے ساتھ نکاح پر خوش اور رضامند ہے، لیکن والدہ نے زبردستی اور جبر کر کے زینب سے غلط بیان عدالت میں دلویا اور عدالت نے یکطرفہ فیصلہ کر کے زینب کو عقد ثانی کی اجازت دے دی، کیا اس صورت میں زینب کسی اور سے عقد ثانی کر سکتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: منظور احمد شاہ دیپ گراں مانسہرہ..... ۱۹۷۲ء/۷/۲۷

الجواب: اگر زینب نے بلوغ معلوم ہوتے ہی ساتھ متصل عدم رضامندی کا اظہار نہیں کیا ہو تو یہ نکاح خیار بلوغ کی وجہ سے فسخ کرانا بے قاعدہ اور غلط ہے، اور یہ نکاح الآن کما کان بر حال خود باقی ہے، اس کیلئے دوسری جگہ نکاح حرام ہے، فی الدر المختار: بطل خیار البکر بالسکوت لو مختارة عالمة باصل النکاح ولا یمتد الی آخر المجلس، (ہامش ردالمحتار ۲: ۳۲۶) ﴿۱﴾. وهو الموفق

والد کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح چچا پڑھے تو وہ نامنظور ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تین بھائی ہیں، ارشد، خواجہ اور انور، ارشد کے بھائی خواجہ اور انور نے مشورہ کیا کہ ارشد کی بیٹی مسماۃ زینب کا نکاح بھانجے سے کرتے ہیں، ارشد یوٹی پر چلا گیا تھا اور ان کے عدم موجودگی میں اس کی لڑکی کا نکاح کروایا گیا، کیا ارشد کی نابالغہ بیٹی کا

﴿۱﴾ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۳۳۵ باب الولی)

نکاح اس کی اجازت کے بغیر اس کا بھائی منعقد کروا سکتا ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی: مولانا محمد اسماعیل ٹوپی صوابی..... ۲۸/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: والد کے اذن و اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح نامنظور اور کالعدم ہوتا ہے، لہذا فی
شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۳۲ وللولی الابعد التزویج بغیبة الاقرب فلو
زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ..... مسافة القصر واختار فی الملتقى
ما لم ينتظر الكفاءة ﴿۱﴾. وهو الموفق

والد نے نکاح کیا لڑکے نے تصدیق کر دی تو نکاح نافذ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنے بڑے لڑکے
کی اجازت کے بغیر نکاح کی وکالت کی یعنی قبول کیا، گواہ بھی موجود تھے، بعد میں والد نے بیٹے کو خبر کر دی اور
لڑکے نے والد کی وکالت کو برقرار رکھا، البتہ اس کے گواہ نہیں ہیں، اب لڑکی کے والد نے انکار کیا کہ یہ نکاح
نہیں ہوا ہے، کیونکہ یہاں فضولی کا شکل متصور ہے اور بعد میں لڑکے کی اجازت غیر معتبر ہے، واضح فرمائیے
کہ یہ نکاح منعقد ہوا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: قاری امیر الدین خٹک..... ۱۹۷۹ء/۶/۴

الجواب: یہ نکاح لازم اور نافذ ہے بالغ لڑکے (لڑکی) کا والد فضولی ہوتا ہے ﴿۲﴾ اور

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۴۱ باب الولی)

﴿۲﴾ قال عبد الله بن مودود الموصلي: وينعقد نكاح الفضولي موقوفا كالبيع اذا كان من
جانب واحد اما من جانبين او فضوليا من جانب اصيلا من جانب فلا، اما الفضولي من جانب
بان يزوج امرأة بغير امرها رجلا وقبل الرجل او رجلا بغير امره امرأة فقبلت فانه ينعقد
ويتوقف على اجازة الغائب.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۳۰ فصل فی اعتبار عبارة النساء)

اجازت کے بعد فضولی کا تصرف نافذ ہو جاتا ہے، صرح بہ فی البحر ورد المختار والہندیۃ وفتح
القدیر وسائر کتب الفتاویٰ ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

نابالغہ کا نکاح والد نے کیا ہو تو وہ ناقابل فسخ ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے بھائی نے اپنی بیٹی گواہوں
اور مولوی صاحب کے روبرو ایک شخص سے نکاح کروایا، لڑکی نابالغ تھی، چار سال بعد لڑکی کا والد فوت ہوا، اب
گھریلو معاملات میں تلخی آنے کی وجہ سے لڑکی کے بھائی وہ لڑکی اس شخص کو نہیں دیتے اور چپکے سے کسی اور جگہ
میں نکاح کر رہے تھے، کہ وہاں پر موجود مولوی صاحب نے نکاح پڑھانے سے انکار کیا اور کہا کہ اس لڑکی کا
نکاح پہلے ایک شخص سے ہوا ہے اور یہ منکوحہ ہے اور گواہ بھی موجود ہیں، اب سوال یہ ہے کہ اس پہلے نکاح کے
وقت لڑکی نابالغ تھی اب بالغ ہو گئی ہے کیا وہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی؟ بینواتوجروا
المستفتی: جمعہ خان مانسہرہ..... ۱۹۷۸ء/۸/۲۲

الجواب: جس نابالغہ کا نکاح والد نے کیا ہو یعنی والد نے ایجاب و قبول کیا ہو تو یہ نکاح لازم
اور ناقابل تنسیخ ہوتا ہے، کما فی الہندیۃ ۱: ۲۰۴ فان زوجها الاب والجد فلا خيار لهما
بعد بلوغهما ﴿۲﴾، وفی شرح التنویر: ولزم النکاح ان کان الولی المزوج بنفسه ابا او
جداً (بحذف) (ہامش ردالمختار ۲: ۳۱۷) ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (ان كانت ابنته حاضرة والا لا) ای ولم تكن حاضرة لا يكون العقد
نافذاً بل موقوفاً علی اجازتها کما فی الحموی لانه لا يكون ادنی حالاً من الفضولی وعقد
الفضولی ليس باطل. (ردالمختار ہامش الدرالمختار ۲: ۲۹۸ قبیل فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ (الدرالمختار علی ہامش ردالمختار ۲: ۳۳۰ باب الولی)

عاقلہ بالغہ کا کفو میں خود کردہ نکاح نافذ ہے اگرچہ والد ناراض ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عاقلہ بالغہ لڑکی جس کی بلوغت کی تصدیق محکمہ صحت سے بھی ہو چکی ہے والد کے لاعلمی اور بغیر مشورہ کے بقائمی اور تندرستی ہوش و حواس و ثبات عقل بتقاضائے بشری اپنے پسند کے مساوی القوم کفونو جوان کو شوہر بنانے کے ارادے سے والدین کا گھر چھوڑ کر برضا و رغبت اعلانیہ اس نوجوان سے نکاح کرے، اور اپنے منظور نظر شوہر کے پاس اطمینان سے زندگی گزارنی شروع کرے، اب قومی تنگ و ناموس اور غیرت کے باعث لڑکی کے والد نے عدالت میں دختر کے پسندیدہ شوہر کے خلاف رپورٹ تیار کی ہے لڑکی بھی عدالت میں حاضر ہو کر اپنا بیان قلم بند کر چکی ہے، اب اگر باپ ضد کرے اور دوسرے شخص سے رشتہ کا ساز باز کرے، اور زور و جبر اور قید تنہائی اور قسم قسم حربوں سے لڑکی کو سابق بیان سے منحرف کرے اور اپنا ہم نوا بنالے تو اس صورت میں:

(۱) دختر کا خلاف مرضی والد کیا ہوا نکاح شرعاً منعقد ہے یا نہیں؟

(۲) کسی ادارہ اسلامیہ شرعیہ کو اس مفصل بیان شدہ عقد نکاح کا حق نسخ حاصل ہے؟

(۳) عدالت میں درج شدہ بیان کے خلاف تناقض بیان جو جبر و اکراہ پر کیا ہے کا کوئی اعتبار ہے؟

(۴) اس سابقہ نکاح کے باوجود دوسرا نکاح دوسرے شخص سے اگر کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جبر و

المستفتی: غلام نبی شبقد رچا رسدہ..... ۲۰/۸/۱۹۷۲

الجواب: چونکہ یہ لڑکی عاقلہ بالغہ آزاد ہے اس کا (کفو میں) عقد شدہ نکاح لازم اور ناقابل

تفنیخ ہے اگرچہ والد صاحب اس پر ناراض ہو، فی الہندیۃ ۱: ۳۰۵ نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی

عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف فی ظاہر الروایۃ کذا فی التبیین ﴿۱﴾ وبمعناہ فی ردالمحتار

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

۲: ۲۰۷ ﴿۱﴾. وهو الموفق

باپ کی موجودگی میں دادا کی ولایت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ساتھ لیا اور ساتھ گاؤں کے دو معزز آدمی بھی لیکر بڑے بیٹے کے گھر گئے وہاں دونوں بیٹوں کو یکجا کر کے یہ کہا کہ میں نے بڑے بیٹے کی لڑکی چھوٹے بیٹے کے لڑکے کو دے دی اور چھوٹے بیٹے کی لڑکی بڑے بیٹے کے لڑکے کو دے دی، کسی نے انکار نہیں کیا، البتہ بڑے بیٹے کی بیوی نے انکار کیا، کیا اس سے شرعی نکاح منعقد ہوتا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: میاں محمد ہری پورا ایبٹ آباد..... ۲۷/ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: بہ ظاہر یہ معاملہ نکاح شرعی نہیں ہے، لعدم ولایة الجدة عند وجود الاب ﴿۲﴾

وعند بلوغ المتزوجین ﴿۳﴾ ولعدم وجود القبول المعتبر ظاهراً ﴿۴﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی) اراد بالنفاذ الصحة وترتب الاحکام من

طلاق وتوارث وغيرهما لا للزوم الخ. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان زوج الصغير او الصغيرة ابعده الاولیاء فان كان الاقرب حاضراً وهو من

اهل الولاية توقف نکاح الابعد علی اجازته. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: ولا تجبر البالغة البکر (ولا الحر البالغ) علی النکاح لانقطاع

الولاية بالبلوغ. (الدرالمختار علی هامش ردالمختار ۲: ۳۲۴ باب الولی)

﴿۴﴾ قال العلامة ابن عابدین: اجاب صاحب البداية فی امرأة زوجت نفسها بالف من رجل عند الشهود

فلم يقل الزوج شيئاً لكن اعطاها المهر فی المجلس انه يكون قبولا وانكره صاحب المحيط وقال الامام

ما لم يقل بلسانه قبلت بخلاف البيع لانه ينعقد بالتعاطی والنکاح لخطره لا ينعقد حتى يتوقف علی

الشهود الخ. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۸۷ قبیل مطلب التزوج بارسال کتاب)

والد کے کئے ہوئے نکاح میں لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کا عقد نکاح ایک شخص سے کر دیا، گواہ وغیرہ سب موجود ہیں، کیا اب بعد بلوغ اس لڑکی کیلئے خیار بلوغ حاصل ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: قاری امیر الدین ہائی سکول نمبر اپشا و صدر..... ۵/ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: اس لڑکی کیلئے خیار بلوغ ثابت نہیں ہے کیونکہ والد نے نکاح پڑھایا ہے، اور جب نابالغہ کا نکاح ولی کرادے تو وہ منعقد ہو جاتا ہے، كما في الهداية ۲: ۳۱۶ ويجوز نكاح الصغير والصغيرة اذا زوجها الولي الخ ﴿۱﴾. وهو موفق

ماموں کا کیا ہوا نکاح بلا اجازت والد موقوف ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے اسلم کے ساتھ کیا، لڑکی کا والد گاؤں میں موجود تھا لیکن اس سے اجازت نہیں لی گئی اور تا حال اس نکاح پر ناراض ہے، کیا عند الشرع ماموں نکاح کا ولی ہو سکتا ہے؟ کیا قاضی اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے؟ بالغ ہوتے ہی اگر لڑکی انکار کرے تو اس کا کیا حل ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرحمن نظام پور نوشہرہ..... ۱۲/۷/۱۹۷۳

الجواب: اگر والد نے مطلع ہوتے ہی متصل ناراضگی ظاہر کیا ہو اور اس نکاح کو منظور نہیں کیا ہو تو بغیر احتیاج قاضی کے یہ نکاح فسخ اور کالعدم ہوگا، فی الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۲ فلوزوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ﴿۲﴾ واضح رہے کہ اس فسخ میں

﴿۱﴾ (هدایہ ۲: ۳۱۶ باب فی الاولیاء والاکفاء)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۲۱ باب الولی)

قضاء وقاضی کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ نکاح موقوف ہے نافذ نہیں ہے۔ وهو الموفق

مدعی عقل ولی کی شہادت راجح ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ولی کے عقل اور عتہ میں اختلاف

ہو تو عتہ کی شہادت راجح ہوگی یا عقل کی شہادت؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: ملک شاہ اوگئی مانسہرہ..... ۲۱/رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: ولی کے معتوہ ہونے کے متعلق اختلاف کی صورت میں مدعی عقل کی شہادت کو ترجیح

دی جائے گی، کما فی شرح المجملہ (۵: ۴۹۳ مادہ ۶۹۵) (ترجح بینة العقل علی بینة

الجنون، فلو ادعی زید علی عمرو انک بعتنی عقارک هذا بضمن معلوم حال کونک

عاقلا وادعی عمرو ان البیع صدر منه حال الجنون او العتہ وبرهنا فبینة العقل.

اولی ﴿۱﴾. وهو الموفق

بلا اذن بالغہ کا نکاح کرنا باطل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک باپ نے اپنی بالغہ لڑکی کا

نکاح لڑکی کی اجازت کے بغیر کیا ہے، لڑکی کو جب اطلاع ہوئی تو فوراً انکار کیا اور رونا دھونا شروع کیا، جو

عرصہ بھی گزرا ہے اور جو رسومات بھی ہوئے ہیں لڑکی نے قبول نہیں کی ہیں اور اب تک انکار کرتی رہی ہے،

شریعت میں اس نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: عبداللہ تحت بھائی ضلع مردان

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ نکاح باطل اور کالعدم ہے، لمافی الہندیۃ ۱: ۳۵۰

﴿۱﴾ (شرح المجملہ لخالد الآتاسی ۵: ۴۹۳ مادہ ۶۹۵)

لا يجوز نكاح احد على بالغة صحيحة العقل من اب او سلطان بغير اذنها بکراً كانت او ثیباً فان فعل ذلك فالنكاح موقوف على اجازتها فان اجازته جاز وان ردتہ بطل کذا فی السراج الوهاج ﴿۱﴾. وهو الموفق

نابالغہ کا نکاح دادی نے کیا والد نے تردید کی، نکاح کا کیا حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح دادی نے کیا والد موجود نہ تھا والد نے آکر اس کی تردید کی اور انکار کر دیا، لڑکی نے بعد البلوغ اس نکاح کی تردید کر دی، کیا یہ نکاح درست ہوگا؟ بینوا تو جوہر و

المستفتی: مولانا غریب اللہ (فاضل دیوبند) صوابی..... ۱۹۸۶ء/۷/۷

الجواب: اگر شہادت شرعیہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس والد نے اس نکاح کی تردید کی ہے تو یہ نکاح کالعدم ہوگا ﴿۲﴾ اور اگر بدل ناخواستہ اس والد نے تسلیم کیا ہو ﴿۳﴾ تو مسلمان حج اس نکاح کی تنسیخ کرے گا اور تنسیخ کے بعد یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان زوج الصغير او الصغيرة ابعده الاوليا فان كان الاقرب حاضراً وهو من اهل الولاية توقف نكاح الا بعد على اجازته..... وان زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام على النكاح وان شاء فسخ. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله توقف على اجازته)..... فلم يجعلوا سكوتہ اجازة والظاهر ان سكوتہ هنا كذلك فلا يكون سكوتہ اجازة لنكاح الا بعد وان كان حاضراً في مجلس العقد ما لم يرض صريحاً او دلالة. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۲۱ باب الولی)

﴿۴﴾ قال الشيخ شمس الحق الافغانی: واذا كان احد المتكاحين قاصراً بان كان صغيراً او معتوها او مرقوقاً او مجنوناً فللولی الاجبار عليه واذا افاق فلهما خيار الفسخ في غير الاب والجد بشرط القضاء كما في السعدييات والهنديّة. (معین القضاء والمفتیین ۷۵ الفصل الثالث فی الاولیاء والاكفاء وغيرهما)

باب فی الاکفاء

نکاح میں کفایت کے بغیر موافقت مشکل ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سید خاندان کا غیر سید سے نکاح نہیں ہو سکتا، بعض لوگ اس میں عجیب دلائل پیش کرتے ہیں اس کی صحیح وضاحت کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: ارباب امداد خان تہکال پشاور

الجواب: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرامت اور قرب کا دار مدار تقویٰ پر ہے، کما قال اللہ تعالیٰ: ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (الآیة) ﴿۱﴾ اور کفایت کے بغیر موافقت مشکل ہوتی ہے اسی وجہ سے کفایت معتبر ہوئی ہے ﴿۲﴾ اور تمام فقہاء نے تصریح کی ہے کہ غیر سید سے سیدہ کا نکاح بلا اجازت

﴿۱﴾ (سورة الحجرات پارہ: ۲۶، آیت: ۱۳)

﴿۲﴾ وفي المنهاج: واما اعتبار الكفاءة فمشرع بقوله تعالى: والله لا يحب الفساد، ويغلب الفساد عند كون الزوج دنيئا عن الزوجة تسبه ويضر بها وتعاربه وبقوله عليه السلام لا تنكحوا النساء الا الاكفاء رواه البيهقي وفي سنده كلام لا كنه حجة بالتضافر والشواهد كما في فتح القدير..... واعلم مدار النجاة والكرامة عند الله على التقوى قال الله تعالى: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم، دون النسب والمال والصورة كما ورد به الاحاديث، لكن الشرع اعتبر الكفاءة لبقاء النظام والتحرز عن الفساد لان فساد ذات البين ليفضي الى الاثم والعصيان.

(منهاج السنن شرح جامع السنن للترمذی ۴: ۲۴۶ باب فی من ترضون دینہ فزوجوہ)

وقال الامام ولی اللہ الدہلوی: قال غلبہ اللہ: اذا..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ولی ناجائز اور کالعدم ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

کفایت میں کسب اور نسب کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص حکومت کے کاغذات میں بافندہ لکھا ہوا ہے وجہ یہ ہے کہ اس نے کچھ رشتے قوم بافندہ جو کہ دوسرے گاؤں میں رہتے ہیں کر لئے اور اپنے ہی ایک دورشتے ان کو دیئے ہیں، تاہم ان کا اور ان کا سلسلہ نسب باہم نہیں ملتا، زید کا پردادا اس گاؤں میں کسی دوسری جگہ سے آ کر آباد ہوا، اپنی کافی جائیداد بنالی اور ذریعہ معاش زمینداری اختیار کیا، اس شخص سے لے کر جتنے بھی گزرے ہیں یا موجود ہیں تو یہ پیشہ کرنا جانتے ہیں جبکہ جد اعلیٰ کے بعد ان کی اولاد میں کافی معاشی تنگی پیدا ہو گئی تو انہوں نے دیگر مزدوریاں اور ملازمتیں اختیار کیں مجبوری کی حالت میں وطن چھوڑ دیا لیکن بافندگی کا پیشہ اختیار نہیں کیا، اب چونکہ وہ شخص عرصہ پچیس سال سے امامت کر رہا ہے اور علمی لحاظ سے فقہ، نظم، حدیث و تفسیر سے واقف ہے، اب مسائل یہ ہیں کہ:

(۱) وہ آدمی یا اس کے دیگر بھائی جو ان پڑھ ہیں کسی قوم مشوانی، مغل، گوجریا کسی اور معزز قوم سے

(بقیہ حاشیہ) خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ ان لا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض، اقول لیس فی هذا الحدیث ان الکفایۃ غیر معتبرۃ کیف وہی مما جبل علیہ طوائف الناس وکاد یكون القدح فیہا اشد من القتل والناس علی مراتبہم والشرائع لا تہمل مثل ذلک، ولذلک قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: لا منعن النساء الا من اکفائہن الخ.

(حجة الله البالغة ۲: ۶۹ من ابواب تدبیر المنزل)

﴿۱﴾ وفی الہندیۃ: المرأۃ اذا زوجت نفسہا من غیر کف صح النکاح فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ..... ولكن للاولیاء حق الاعتراض وروی الحسن عن ابی حنیفۃ ان النکاح لا ینعقد وبہ اخذ کثیر من مشائخنا والمختار فی زماننا للفتویٰ روایۃ الحسن.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

بلا رضا ولی یا برضا ولی رشتہ کر لیں، تو یہ ان کیلئے کفو ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر بلا رضا ولی نکاح کر لے تو ولی کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوگا یا نہیں؟

(۲) اگر یہ قوم بافندہ کی جگہ اپنی کوئی اور قوم لکھیں تو از روئے شریعت جائز ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد رفیق، مولوی سراج الدین براستہ غازی ہری پور..... ۱۹۷۵ء/۲/۴

الجواب: واضح رہے کہ بافندگی (جو لا ہے کا پیشہ) کسب کا نام ہے نسب نہیں ہے لہذا اس کسب کے ترک کرنے کی صورت میں ایسی قوم پر بافندگان کے احکام جاری نہ ہوں گے، لیکن عار کی بقاء کی صورت میں کفایت کا حکم بھی باقی ہوگا، لقولہم ان الصنعة وان امکن ترکھا یبقی عارھا (ردالمحتار ۲: ۴۴۳) ﴿۱﴾ لیکن عالم اس حکم سے مستثنیٰ ہوگا (کما فی ردالمحتار ۲: ۴۴۴) ﴿۲﴾ مختصر یہ کہ آمدن کیلئے جب کسب بدلنا جائز ہے تو کاغذات میں زمیندار وغیرہ لکھنا بھی جائز ہوگا، اس کو نسب بدلنے پر قیاس نہیں کیا جائے گا، اور آپ بلا رضا ولی نکاح کر سکتے ہیں لیکن دیگر برادران نہیں کر سکتے۔ وهو الموفق

والد کا غیر کفو میں نابالغہ بیٹی دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ بیٹی زید کو نکاح میں دی، بعد ازاں ہم قوم نہ ہونے کی وجہ سے جب لڑکی بالغ ہوگئی وہاں جانے سے انکار کر دیا، کہ میں ہرگز ایسے غیر کفو شخص کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، عرضہ ایک سال گزر چکا ہے اب زید اور اس کے ساتھی نہیں

﴿۱﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۳۵۰ باب الکفاء ة)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: العالم یكون کفوًا للعلویة لان شرف الحسب اقوی من شرف النسب وعن هذا قيل ان عائشة افضل من فاطمة لان لعائشة شرف العلم کذا فی المحيط. (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۳۵۰ باب الکفاء ة)

کہتے ہیں کہ کوئی تم سے ناطہ کے خواہشمند نہ تھے تم نے خود ہمیں لڑکی دی ہے، اب اس غیر کفو میں واقع شدہ نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد سیاد کوہالہ براستہ مری..... ۲۹/۴/۱۹۷۰

الجواب: یہ نکاح صحیح اور لازم ہے، قال فی الهدایة: ومن زوج ابنته وهی صغيرة

عبداً او زوج ابنه وهو صغيرة فهو جائز قال وهذا عند ابی حنیفة (۳۰۲) ﴿۱﴾ وبمعناه فی الہندیة ۱: ۳۱۳ وفيها ايضاً والصحيح قول ابی حنیفة رحمة الله عليه هكذا فی المضمرة ﴿۲﴾. وهو الموفق

ہاشمی اور غیر ہاشمیوں میں کفائت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہاشمی اور غیر ہاشمیوں کے درمیان

کفائت موجود ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: سید ارشاد بابوخیل زیدہ صوابی

الجواب: ان کے درمیان کفائت نہیں ہے لیکن ہمارے بلاد میں چونکہ رشتہ دار باپ وغیرہ عجمی

﴿۱﴾ (ہدایہ ۱: ۳۰۲ قبیل باب المہر)

﴿۲﴾ وقال العلامة النظام: ولو زوج ولده الصغير من غير كف بان زوج ابنه امة او ابنته عبداً او زوج بغبن فاحش بان زوج البنت ونقص من مهرها او زوج ابنه وزاد على مهر امراته جاز وهذا عند ابی حنیفة..... والصحيح قول ابی حنیفة رحمة الله تعالى كذا فی المضمرة واجمعوا على انه لا يجوز ذلك من غير الاب والجد ولا من القاضي.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۹۴ قبیل الباب السادس فی الوكالة بالنکاح وغیرها)

پٹھانوں کے ساتھ نکاح میں عار نہیں سمجھتے لہذا اگر نکاح کیا جائے تو جائز و نافذ رہے گا ﴿۱﴾۔ وہوالموفق

سیدہ عورت کا غیر سید مرد سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا سید قوم کی عورت غیر سید قوم

کے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اگر نہیں تو اس کی دلیل کیا ہے شریعت میں کفو ہونا فرض ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرشید مانگیال..... ۳۰/۹/۱۹۷۷

الجواب: سیدہ عورت کا نکاح غیر سید سے ناجائز اور کالعدم ہے جبکہ ولی کی اجازت کے بغیر

ہوا ہو، کما فی شرح التنویر: ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار

للفتوی لفساد الزمان وفی ردالمحتار ۱: ۲۰۹ قوله بعدم جوازہ اصلاً ہذہ روایۃ

الحسن عن ابی حنیفۃ وهذا اذا کان لها ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ

بحر ﴿۲﴾۔ وہوالموفق

قریشی اور سید خاندانوں میں نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عالم دین جو نسبی لحاظ

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: فقریش بعضهم اکفاء بعض وبقیۃ العرب بعضهم اکفاء

بعض..... وهذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاماً، قال ابن عابدین: واما فی

العجم المراد بهم من لم ینتسب الی احدی قبائل العرب ویسمون الموالی والعتقاء کما مر

وعامة اهل الامصار والقری فی زماننا منهم سواء تکلموا بالعربیۃ او غیرها الا من کان له

منهم نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعۃ او الی الانصار ونحوهم.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۲۵، ۳۲۶ باب الکفاء ة)

﴿۲﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

سے قریشی ہے کیا وہ سید خاندان کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے؟ جبکہ لڑکی کا والد اور دادا رشتہ دینے پر رضامند ہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولوی محمد علی قریشی..... ۱۹۷۵ء/۱۰/۲۶

الجواب: قریشی حر کا سیدہ (ہاشمیہ) کے ساتھ نکاح درست ہے خصوصاً جبکہ اولیاء معترض نہ ہوں، کما فی الدر المختار فقیریش بعضهم اکفاء بعض، وفی ردالمحتار ۲: ۲۳۸ اشار بہ الی انه لا تفاضل فیما بینہم من الهاشمی والنوفلی والتمیمی والعدوی وغیرہم (الی ان قال) فلو تزوجت ہاشمیة قرشیا غیر ہاشمی لم یرد عقدہا الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق
غیر قریشی عالم دین قریشیہ کا کفو ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر قریشی اور قریشیہ کفو ہے یا نہیں؟ جبکہ غیر قریشی عالم دین بھی ہے اگر اولیا کی رضا کے بغیر آپس میں نکاح کریں تو اولیاء اسے فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: شیخ صدیق کھروڑ پکاملتان..... ۲۸/۵/۱۴۰۱ھ

الجواب: عالم دین غیر قریشی قریشیہ کا کفو ہے، ایسے نکاح کو اولیاء فسخ نہیں کر سکتے، لما فی ردالمحتار ۲: ۲۳۳ لکن فی جامع قاضی خان قالوا ان الحسیب یكون کفوا للنسیب فالعالم العجمی یكون کفوا للجاهل العربی والعلویة لان شرف العلم فوق شرف النسب ﴿۲﴾. وهو الموفق

سیدزادی کا غیر سید سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سیدزادی کا نکاح غیر قوم کے

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۳۵ باب الکفاء ة)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۳۵۰ باب الکفاء ة)

ساتھ شرعاً جائز نہیں، اگر نہیں تو کس بنا پر؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد شفیع..... ۱۳/۵/۱۹۷۷

الجواب: اگرچہ اعزاز و اکرام کا دار مدار تقویٰ پر ہے نہ کہ نسبت عالیہ پر، لقولہ تعالیٰ: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الآیة) لیکن بسا اوقات عدم کفایت کی رعایت نہ ہونے کے وقت مصالح نکاح فوت ہو جاتے ہیں، لہذا شریعت مقدسہ میں ان مصالح دنیوی کی بنا پر کفایت کی رعایت کی گئی ہے ﴿۱﴾ اور باوجود اس کے دین کی رعایت سے منع نہیں کیا گیا ہے، قال رسول اللہ ﷺ: ولا یزوجن الا من الاکفاء (بدائع ۲: ۳۱۷) واما امر النبی ﷺ بنی بیاضة بتزویج ابی طیبة ﴿۱﴾ وفي المنهاج: واما اعتبار الکفاءة فمشرع لقولہ تعالیٰ: واللہ لا یحب الفساد، ویغلب الفساد عند کون الزوج دنیئا عن الزوجة تسبه ویضر بها وتعاربه، بقولہ علیہ الصلاة والسلام: لا تنکحوا النساء الا الاکفاء رواہ البیہقی وفي سندہ کلام لکنہ حجة بالتضافر والشواہد کما فی فتح القدیر، بقولہ علیہ الصلاة والسلام وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیہم رواہ ابن ماجہ عن عائشة، وقال الحافظ بن حجر صححہ الحاکم وخرجه ابو نعیم من حدیث عمر ایضا وفي اسنادہ مقال، ویقوی احد الاسنادین بالآخر انتهى وعزاه العلامة السیوطی فی الجامع الصغیر الی مستدرک الحاکم وسنن البیہقی وسنن ابن ماجہ ثم صححہ، ولقولہ علیہ الصلاة والسلام ثلاث لا توخر (الی قولہ) والایم اذا وجدت له کفوا، اخرجہ الترمذی والحاکم عن علی مرفوعا، حسنه السیوطی وصححہ الحاکم والذہبی کما فی المستدرک ویؤیدنا ما رواہ محمد فی کتاب الآثار عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ موقوفاً، واعلم ان مدار النجاة والکرامة عند اللہ علی التقوی، قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم، دون النسب والمال والصورة کما ورد به الاحادیث لکن الشرع اعتبر الکفاءة لبقاء النظام والتحرز عن الفساد لان فساد ذات البین لیفضی الی الائم والعصیان. (منهاج السنن شرح ترمذی ۲: ۲۳۶ باب فی من ترضون دینہ فزوجوہ)

وكذا امره قوما من الانصار بتزويج بلال فمحمول على فضيلة الدين او مخصوص
والمسئلة واضحة ﴿١﴾ . وهو الموفق .

﴿١﴾ قال العلامة الكاسانى: قال عامة العلماء ان (الكفاءة) شرط وقال الكرخى ليست
بشرط اصلاً وهو قول مالك وسفيان الثورى والحسن البصرى واحتجوا بما روى ان
اباطية خطب الى بنى بياضة فابوا ان يزوجه فقال رسول الله ﷺ انكحوا ابا طيبة ان لا
تفعلوا تكن فتنة فى الارض وفساد كبير، وروى ان بلالاً رضى الله عنه خطب الى قوم من
الانصار فابوا ان يزوجه فقال له رسول الله ﷺ قل لهم ان رسول الله ﷺ يأمركم ان
تزوجونى، امرهم رسول الله ﷺ بالتزويج عند عدم الكفاءة، ولو كانت معتبرة لما امر، لان
التزويج من غير كف غير مأمور به وقال النبى ﷺ ليس لعربى على عجمى فضل الا
بالتقوى، وهذا نص ولان الكفاءة لو كانت معتبرة فى الشرع كان اولى الابواب بالاعتبار بها
باب الدماء لانه يحتاط فيه مالا يحتاط فى سائر الابواب ومع هذا لم يعتبر حتى يقتل الشريف
بالوضع فهنا اولى..... ولنا ما روى عن رسول الله ﷺ انه قال لا يزوج النساء الا الاولياء
ولا يزوجن الا من الاكفاء ولا مهر اقل من عشر دراهم، ولان مصالح النكاح تختل عند عدم
الكفاءة لانها لا تحصل الا بالاستفراش والمرأة تستكف عن استفراش غير الكف وتعير
بذلك..... ولا حجة لهم فى الحديثين لان الامر بالتزويج يحتمل انه كان ندباً لهم الى
الافضل وهو اختيار الدين وترك الكفاءة فيما سواه والاقتصار عليه، وهذا لا يمنع جواز
الامتناع وعندنا الافضل اعتبار الدين والاقتصار عليه ويحتمل انه كان امر ايجاب امرهم
بالتزويج منهما مع عدم الكفاءة تخصيصاً لهم بذلك كما خص اباطية بالتمكين من شرب
دمه..... ولا شركة فى موضع الخصوصية حملنا الحديثين على ما قلنا توفيقاً بين الدلائل.
واما الحديث الثالث فالمراد به احكام الآخرة اذ لا يمكن حمله على احكام الدنيا لظهور
فضل العربى على العجمى فى كثير من احكام الدنيا فيحمل على احكام الآخرة الخ.

(بدائع الصنائع ٢: ٢٢٣ بيان كفاءة الزوج)

سیدزادی کا خود کردہ نکاح اور والدین کا کیا ہوا نکاح، کونسا صحیح ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سیدزادی نے ایک جگہ از خود نکاح کیا ہے، جبکہ اس کے والدین نے دوسری جگہ نکاح کر دیا ہے، اب کونسا نکاح صحیح ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: سید عالم خان

الجواب: بشرط صدق وثبوت اگر پہلے نکاح میں ایجاب و قبول ہوا بھی ہو پھر بھی یہ پہلا نکاح غیر شرعی ہے اور یہ اس کی منکوحہ نہیں ہے اور دوسرے کے ساتھ اس کا رہنا حرام نہیں ہے۔

المجیب: عبدالحلیم عفی عنہ

الجواب صحیح: بالغہ کا غیر کفو کے ساتھ نکاح کرنا نا منظور اور کالعدم ہے جبکہ اولیاء کی رضا کے بغیر ہو ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

..... محمد فرید عفی عنہ.....

کسی لڑکی کا خود کردہ نکاح اور اولیاء کے اعتراض کا حکم

سوال: مسئلہ مذکورہ کا جواب مطلوب ہے امید ہے کہ آپ پہلی فرصت میں مسئلہ مذکورہ کے متعلق جواز نکاح یا عدم جواز کا فتویٰ دیکر مشکور فرمائیں گے؟ بینواتوجروا
المستفتی: اسماعیل خان در بند ہزارہ..... ۱۵/۲/۱۹۶۹

الجواب: اگر اس لڑکی کے عصبہ اولیاء یعنی بھائی چچا چچا زاد بھائی نہ ہو یا موجود ہو لیکن اس مادری رشتہ کے ہاں نکاح پر راضی ہو تو اس مادری رشتہ والوں کے ساتھ نکاح درست ہے ورنہ اولیاء عصبہ کے عدم رضامندی کے وقت نکاح درست نہیں ہے، فی الدر المختار: وله ای للولی اذا کان عصبہ

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: وللولی اذا کان عصبہ الاعتراض فی غیر الکف ویفتی فی غیر الکف بعدم جوازه اصلاً وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان.
(الدر المختار علی هامش رد المختار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

الاعتراض فی غیر الکفو ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلاً، وهو المختار للفتویٰ انتہیٰ مختصراً، وفي ردالمحتار ۲: ۴۰۹ وهذا اذا كان لها ولي لم يرض به قبل العقد..... واما اذا لم يكن لها ولي فهو صحيح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ. ﴿۱﴾. وهو الموفق

اولیاء کی اجازت کے بغیر سیدہ کا نکاح غیر کفو میں کالعدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں بعض سیدہ لڑکیوں نے اپنی مرضی سے غیر سید لڑکوں سے نکاح کئے ہیں اور بعض اغواء کئے گئے ہیں کیا سیدہ لڑکیوں کا نکاح غیر سید لڑکوں سے جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: پیر سرور شاہ گیلانی تھانہ پورہ ایبٹ آباد..... ۱۹۸۳ء/۷/۲۱

الجواب: بالغہ سیدہ کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کالعدم ہوتا ہے جبکہ اولیاء معترض ہوں، کما فی

ردالمحتار ۲: ۴۰۹ ﴿۲﴾ والہندیۃ ۱: ۳۱۱ ﴿۳﴾. وهو الموفق

عباسیہ لڑکی اور اعوان قطب شاہی لڑکے میں کفایت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیس سالہ لڑکی غیر شادی شدہ

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله ویفتی فی غیر الکف بعدم جوازه اصلاً) هذا رواية الحسن عن ابی حنیفة وهذا اذا كان لها ولي لم يرض به قبل العقد فلا يفيد الرضا بعده بحر واما اذا لم يكن لها ولي فهو صحيح نافذ مطلقاً اتفاقاً لان وجه عدم الصحة على هذه الرواية دفع الضرر عن الاولياء اما هي فقد رضيت باسقاط حقها الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۲۳ باب الولی)

﴿۳﴾ وفي الہندیۃ: ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غیر کف صح النکاح فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفة..... ولكن للاولياء حق الاعتراض. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

تھی والدہ نے اس کا رشتہ زید کو دینے کا وعدہ کیا اور لڑکی بھی زید کو چاہتی تھی چنانچہ لڑکی اور زید نے ایک دوسرے سے شادی کا وعدہ کیا، لیکن لڑکی کے چند رشتہ داروں نے جبراً اسے اپنے چچا زاد کو شادی کر کے دیا، رشتہ پختگی سے لے کر شادی تک لڑکی مسلسل احتجاج کرتی رہی لیکن کسی نے نہ سنا، والدہ بھی رشتہ داروں کی دھمکیوں سے مرعوب ہو گئی چنانچہ شادی والے دن بھی لڑکی کو ماموں زاد بھائی نے پستول دکھا کر کہا کہ اگر تم نے انکار کیا یا کوئی ایسی بات کی جو ہماری عزت کے خلاف ہو تو تمہیں گولی مار دی جائے گی، پس نکاح ہو گیا اور رخصتی بھی ہو گئی لیکن لڑکی اب تک وہاں سے دل برداشتہ ہے اور اپنی مرضی اور پسند کے مطابق زید کے ساتھ جانا چاہتی ہے اور زید کو خفیہ پیغامات کے ذریعہ اس کے ساتھ جانے کی متمنی ہے، اب زید کیلئے کیا صورت اختیار کرنی چاہئے اور یاد رہے کہ لڑکی عباسیہ ہے اور زید اعوان قطب شاہی ہے جبکہ لڑکی کے رشتہ داروں نے زید کی قومیت پر معترض ہو کر جبراً دوسری جگہ نکاح کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: زید معرفت محمود ہیلٹھ سنٹر کوہالہ مری..... ۱۹۶۹ء/۱۱/۲۹

الجواب: اولیاء کے اعتراض اور ناراضگی کی وجہ سے زید کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح نامنظور

ہے لان العباسیة من العرب، وفي الهندیة ۱: ۳۰۹ والموالی وهم غیر العرب لا یكونون اکفاء للعرب (وفیہا ۳۱۱) وروی الحسن عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد وبہ اخذ کثیر من مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ کذا فی المحیط والمختار للفتویٰ فی زماننا روایة الحسن وقال الشیخ الامام شمس الائمة السرخسی روایة الحسن اقرب الی الاحتیاط کذا فی فتاویٰ قاضی خان انتہیٰ وما فی الہندیة فالمراد بہا مسئلة تزویج المرأة نفسها من غیر کفو، فقط ﴿۱﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ: ۲۹۰، ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

لوہار کی بیٹی اور مولوی خاندان کے لڑکے میں کفایت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا لوہار کی بیٹی کا مولوی خاندان کے بیٹے سے نکاح ہو سکتا ہے؟ کیا یہ دونوں ایک دوسرے کے کفو ہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: عبدالقہار..... ۵/۱/۱۹۷۶

الجواب: ملا کی بیٹی کا لوہار کے ساتھ نکاح کرنا اور کرانا محل اعتراض ہے اور بالعکس محل اعتراض نہیں، کما فی شرح التنویر: الکفاءة معتبرة من جانبہ ای الرجل لان الشریفة تأبی ان تكون فراشا للذنی ولذا لا تعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغیظه دناءة الفراش وهذا عند الكل فی الصحیح (هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۵) بحذف یسیر ﴿۱﴾. وهو الموفق

جدی قوم کے کسی فرد کا ان کے جدی پیش امام کی لڑکی سے نکاح میں کفایت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قوم کا بنیادی جدی خاندان چلا آیا ہو، ان کے ساتھ ان کے جدی امام الحی اور استاد کا خاندان بھی پشت بہ پشت چلا آتا ہو، جبکہ ان استادوں اور پیش اماموں کی قوم کا سلسلہ نسب سادات سے ملتا ہو، علاوہ ازیں حق الاستاد اقدم من حق الوالدین، تو کیا اس استادوں کے خاندان کی لڑکی کے ساتھ اس جدی قوم کے کسی لڑکے کا نکاح جائز ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: غلام ربانی ہیڈ گارڈ نرکینٹ ایبٹ آباد

الجواب: چونکہ بظاہر صورت مسئلہ میں کفایت موجود ہے لہذا اس امام کی لڑکی کے ساتھ نکاح

کرنے میں کوئی عدم جواز معلوم نہیں ہوتا ﴿۱﴾ بشرطیکہ کفایت کی دیگر اقسام معدوم نہ ہوں۔ وہوالموفق
شیخ کا مطلب اور میاں، ملا، سید اور صاحب زادہ میں کفو کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: (۱) شیخ سے کیا مراد ہوتا ہے؟
 (۲) میاں، ملا، سید اور صاحب زادہ آپس میں کفو ہونے کے اعتبار سے مساوی ہیں یا نہیں؟ بینواتوجروا
 المستفتی: سعید المستعان قاضی آباد گدون مردان

الجواب: (۱) شیخ سے مراد صدیقی اور فاروقی لوگ ہیں۔ (۲) یہ تمام مساوی نہیں ہیں ان میں
 سے بعض دیگر بعض کے کفو نہیں ہوتے ہیں۔ وہوالموفق

بالغہ لڑکی کا عدالت میں نکاح کرنا بعد میں خلاف بیانی کرنا اب دوسرے نکاح کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی نے بالغہ ہو کر گاؤں کے
 ایک شخص سے شادی کر لی، مذکورہ لڑکی نے گاؤں کو چھوڑ کر اس شخص کے ساتھ سکھر چلی گئی، اور وہاں عدالت میں
 بیان دے کر مجسٹریٹ کے سامنے اس شخص کے ساتھ نکاح کرنے کا اقرار اور حلفیہ بیان بھی دے دیا، اس کے
 بعد لڑکی کے والدین نے دعویٰ کیا اور لڑکا مذکور گرفتار ہوا اور پولیس نے لڑکی والدین کے حوالہ کی، مذکورہ لڑکی نے
 والدین کے سمجھانے کے مطابق لڑکے کے خلاف بیان دیا، لڑکا گرفتار ہوا، نکاح مذکورہ کو ضلع انک کے جج نے
 ترمذی شریف اور کچھ دیگر حوالوں سے غلط ثابت کیا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا، خواہ لڑکی بالغ ہی کیوں نہ ہو،
 اب لڑکی کے والدین یہ نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں کیا یہ دوسرا نکاح صحیح ہوگا؟ بینواتوجروا
 المستفتی: خالد محمود کامرہ..... ۳/ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾ وفي الهندية: وقالوا الحسيب كف للنسيب حتى ان الفقيه يكون كفا للعلوية ذكره
 قاضي خان والعتابي في جوامع الفقه وفي الينابيع والعالم كف للعربية والعلوية الخ.
 (فتاوى عالمگیریہ ۱: ۲۹۰ الباب الخامس فی الاکفاء)

الجواب: اگر یہ لڑکا کفو نہ ہو تو یہ نکاح کا عدم اور نامنظور ہے، كما فی الہندیة ۱: ۳۱۱ وروی الحسن عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد وبہ اخذ کثیر من مشائخنا کذا فی المحيط والمختار فی زماننا للفتویٰ روایة الحسن ﴿۱﴾ اور اگر کفو ہے تو عاقلہ بالغہ کا نکاح نافذ اور لازم ہوتا ہے نہ اس کو والد ختم کر سکتا ہے اور نہ یہ بالغہ، كما فی الہندیة ۱: ۳۰۵ نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی عند ابی حنیفة وابی یوسف رحمہما للہ تعالیٰ فی ظاہر الروایة کذا فی التبین ﴿۲﴾ . وهو الموفق

مغوی مغویہ کے کف ہونے کی صورت میں اولیاء کا فسخ نامنظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک بالغہ لڑکی کو اغوا کر کے اولیاء کی اجازت کے بغیر لڑکی سے طوعاً و کرہاً نکاح کیا، کیا یہ نکاح شرعاً درست ہو سکتا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولوی گل سردار..... ۱۹۷۳ء/۳/۲۷

الجواب: اگر یہ مغوی (اغوا کنندہ) اس مغویہ کا کفو ہو تو یہ نکاح درست ہے، اولیاء کی ناراضگی کی وجہ سے اس کا فسخ (شرعاً) نامنظور ہے، وفي الہندیة: ۱: ۳۰۵ نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی عند ابی حنیفة وابی یوسف رحمہما للہ تعالیٰ فی ظاہر الروایة، کذا فی التبین ﴿۳﴾ . وهو الموفق

اپنے آپ کو اعلیٰ قوم ظاہر کرے بعد میں پتہ چل جانے پر نکاح کا عدم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمیٰ..... نے شادی کے وقت دھوکہ دے کر مجھے ایبٹ آباد سے پنڈی لے گیا اور اپنے آپ کو پٹھان ظاہر کر دیا، جبکہ وہ موچی قوم سے تعلق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

رہتا ہے، آٹھ دس دن اسی طرح مجھے چھپاتا پھرتا رہا، بعد ازاں میرے ساتھ نکاح پڑھوایا، نکاح سے قبل اس نے یہ بھی ظاہر نہیں کیا کہ وہ شادی شدہ ہے، حالانکہ اس کے دو بچے بھی ہیں میں اس کے پاس ڈیڑھ دو سال آباد رہی، اور بعد ازاں اپنی والدہ کے گھر آ گئی، کیا اس کے اس دھوکہ کی صورت میں اور ولی نہ ہونے کی صورت میں یعنی بلا اذن ولی یہ نکاح درست ہو سکتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: بی بی مین بازار ایبٹ آباد..... ۲۸/ شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: مفتی بہ قول کی بنا پر غیر کفو سے نکاح نا منظور اور کالعدم ہوتا ہے، لما فی

الشامیة ﴿۱﴾ والہندیة ۱: ۲۹۳ وعبارتها ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غیر کفو صح النکاح فی ظاہر الروایة عن ابی حنیفة وروی الحسن عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد وبہ اخذ کثیر من مشائخنا کذا فی المحيط والمختار فی زماننا للفتویٰ روایة الحسن الخ ﴿۲﴾ . وهو الموفق

شیعہ سنی میں کفائت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ شیعہ اور سنی مذہب والے ایک

دوسرے کے کفو ہیں؟ اور ان کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: یونس نشر روڈ کراچی نمبر ۳..... ۵/۴/۱۹۷۳

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله ويفتی فی غیر الکف بعدم جوازہ اصلاً) هذه رواية الحسن عن ابی حنیفة وهذا اذا كان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضا بعده..... وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان، وقال شمس الائمة وهذا اقرب الی الاحتیاط.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۹۲ الباب الخامس فی الاکفاء)

الجواب: واضح رہے کہ پاکستانی شیعہ اکثری طور سے عقیدہ کفر رکھتے ہیں مثلاً یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیغمبر تھے یا اللہ تھے، نیز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحبت سے انکار کرتے ہیں اور صدیقہ کا قذف کرتے ہیں، لہذا ان سے نکاح درست نہ ہوگا ﴿۱﴾ اور جو شیعہ صرف تفضیل کے قائل ہیں ﴿۲﴾ تو ان کے ساتھ نکاح میں عدم کفاءة کا حکم جاری کیا جائے گا ﴿۳﴾۔ وہوالموفق

تفضیلی شیعہ کے ساتھ سنی العقیدہ لڑکی کی کفاءة اور نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زائد شیعہ ہے لیکن ان کا عقیدہ یہ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: نعم لا شک فی تکفیر من قذف السيدة عائشة رضی اللہ عنہا او انکر صحبة الصديق او اعتقد الالوهية فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلك من الکفر الصریح المخالف للقرآن. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۲۱ مطلب فی حکم سب الشیخین)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: واما المعتزلة فمقتضى الوجه حل منا کحتهم لان الحق عدم تکفیر اهل القبلة وان وقع الزما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدین..... فانهم ما قالوا ذلك الا لشبهة دلیل شرعی علی زعمهم وان اخطوا فيه ولزمهم المحذور علی انهم ليسوا بادنئی حالا من اهل الكتاب بل هم مقرون باشرف الكتب..... وبهذا ظهر ان الرافضی ان كان ممن يعتقد الالوهية فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی..... فهو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل علیا او يسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۱۳ مطلب مهم فی وطئ السراری اللاتی یوخذن)

﴿۳﴾ قال العلامة عبد الله بن مودود الموصلي: قال: (وفی الدین والتقوی) حتی ان بنت الرجل الصالح لو تزوجت فاسقا كان للاولياء الرد لانه من افجر الاشياء وانها تعیر بذلك وقوله علیه الصلاة والسلام: علیک بذات الدین تربت یداک، اشارة الى انه ابلغ فی المقصود. (الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۳۲ فصل الكفاءة المعبرة فی النکاح)

ہے کہ قرآن مجید میں پارے ہیں اور بغیر کسی تحریف کے اسے صحیح مانتا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ختم نبوت کا قائل ہے، امہات المؤمنین میں فرق نہیں کرتے صحابہ کرام سب اس کو پیارے ہیں البتہ حضرت علی، حسین اور فاطمہ الزہراء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ انتہائی محبت رکھتا ہے کیا اس زاہد کے ساتھ کسی سنی دیوبندی یا بریلوی لڑکی کی شادی جائز ہے یا نہیں یا مکروہ یا مباح؟ بینواتوجروا

المستفتی: امام محمد دینیات ٹیچر پولیٹکل چھاؤنی ٹانک..... ۱۹۹۰ء/۷/۳

الجواب: اگر یہ زاہد تفضیلی شیعہ ہو ﴿۱﴾ تو سنیہ لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کالعدم اور نامنظور

ہوگا، جبکہ اولیاء کے اذن کے بغیر ہو لعدم الکفاءة، ہاں باذن اولیاء درست ہوگا ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان الرافضی ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي او ان جبريل غلط في الوحي..... فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۱۳ مطلب مهم فی وطی السراری اللاتی یوخذن)

﴿۲﴾ قال عبد الله الموصلي الحنفی: (قال فی الدين والتقوى) حتى ان بنت الرجل الصالح تو تزوجت فاسقا كان لاولیاء الرد لانه من افجر الاشياء وانها تعیر بذلك وقوله عليه الصلاة والسلام: عليك بذات الدين تربت يداك، اشارة الى انه ابلغ في المقصود.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۳۲ فصل الکفاءة المعبرة فی النکاح)

باب الرضاعة

رضاعت میں مشاہدہ ضروری ہے تسامع کافی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمیٰ باز نے بچپن میں اپنی خالہ کے ساتھ ثانی کا دودھ پیا، اب باز نے اپنے رضاعی بھائی کی لڑکی یعنی ثانی کی پوتی عالم جان کے ساتھ نکاح کر لیا ہے، رضاعت کی خبر صرف باز کی خالہ جس نے باز کے ساتھ دودھ پیا تھا نے دی ہے، خالہ کا بیان یہ ہے کہ میری عمر جوں جوں بڑھتی گئی بڑے بھائیوں اور بہنوں سے یہی سنتی آئی ہوں کہ باز نے اور تو نے بچپن میں مدت رضاعت میں اکٹھا دودھ پیا ہے، باز کے خالو مولوی محمد حسین کا بھی یہی بیان ہے کہ باز نے اپنی ثانی کا دودھ مدت شرعی کے اندر پیا ہوا ہے، علاوہ ازیں چند آدمی شبہات کا بیان دیتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ باز نے ثانی کا دودھ مدت شرعی کے اندر پیا ہے یا کہ بعد میں پیا ہے، مگر دودھ ضرور پیا ہے، اس صورت میں باز اور عالم جان جو کہ اس کی رضاعی بھتیجی ہے باہم نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان شبہات کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جو رو

المستفتی: مولوی محمد حسین گجرانوالہ..... ۱۹۷۵ء/۳/۱۷

الجواب: عدم اعتراف کی صورت میں دو مرد یا ایک مرد و دو عورتوں کی شہادت کے بغیر حرمت نکاح کا حکم نہیں دیا جائے گا، کما فی الدر المنختر علی هامش رد المحتار (۲: ۵۶۸) حجتہ حجة المال وہی شهادة عدلين او عدل وعدلتين ﴿۱﴾، قلت ولا بد من المشاهدة ولا يكفى ههنا التسامع ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المنختر علی هامش رد المحتار ۲: ۳۳۸ قبیل کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: يلزم ان يكون..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نکاح کے بعد کسی عورت کا دعویٰ رضاعت میں تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور زینب کا عقد نکاح شرعی طے ہوا، تمام اہل قریہ مطلع ہوئے اور خوشیوں میں شریک ہوئے، دو سال گزرنے کے بعد ایک عورت نے کہا کہ میں نے زید اور زینب کو دودھ پلایا ہے اب اس عورت کے قول کا اعتبار کر کے نکاح فسخ کیا جائے یا نکاح برقرار ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرحمن

الجواب: اگر زوجین یا صرف زوج اس عورت کی تصدیق کرتے ہوں تو نکاح فاسد ہوگا اور اگر دونوں اس عورت کی تکذیب کرتے ہوں اور یہ عورت عادلہ ہو تو احتیاط مفارقت میں ہے اور نکاح فاسد نہیں ہے اور اگر یہ عورت عادلہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، قال فی ردالمحتار (۲: ۵۶۸) فی الہندیة: تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتكما فهو علی اربعة اوجه ان صدقاها فسد النکاح وان کذباها وهی عدلة فالتزہ المفارقة وان صدقها الرجل وکذبتھا فسد النکاح وان بالعکس لا یفسد، انتهى بحذف یسیر ﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) الشہود قد عاینوا بالذات المشہود به وان یشہدوا بذلك الوجه (المجله) والامور التي یتعذر علی كثير من الناس مشاهدتها ویبقی احكامها ممر الدهور یجوز الشهادة بها بالتسامع وهی النسب والنکاح والدخول بالزوجة وولاية القاضی والموت واصل الوقف بشرط ان تشهر لدى الشاهد شهرة حقيقية كالتواتر او حکمیة تكون بشهادة عدلین او عدل وعدلتین (الاصول القضائیه).

(معین القضاة والمفتیین ص ۲۸ الفصل الثانی فی کیفیة اداء الشهادة)

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۲۸ تنبیہ قبیل کتاب الطلاق)

نصاب شہادت نہ ہونے کی صورت میں حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا لیکن اس عورت کی بہن (علاقی) نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس شخص کو پیدائش کے بعد ماں کی ولادت کی بیماری کی وجہ سے موسم سرما میں خوب دودھ پلایا تھا، اور اس کی ماں کیلئے کھانا تیار کیا تھا، اس مدعیہ کا شوہر بھی یہی کہتا ہے لیکن دیگر گواہ اس مدعیہ کے بیان پر نہیں ہیں، جبکہ نکاح اس کی ماں اور بڑی بہنیں اور والد، بیان مذکورہ کے خلاف اور مدعیہ کی مخالفت اور عناد کے دعویدار ہیں، گاؤں کے بزرگوں سے حالت دریافت کی گئی تو سب نے متفقہ طور پر بیان کیا کہ اس واقعہ کے پیش آنے سے پہلے ہمیں اس مرضعہ کی کوئی خبر نہ تھی، مذکورہ بیانات مندرجہ ذیل افراد کے روبرو لئے گئے ہیں:

(۱)..... قاضی فیض الرحمن (۲)..... قاضی فضل ہادی صاحب (۳)..... قاضی محمد قاسم ڈوگ درہ
(۴)..... مولانا حبیب محمد فاضل حقانیہ و مولوی فاضل (۵)..... قاضی زین العابدین۔

کیا اس شخص کا نکاح اس عورت سے بیانات مذکورہ کے لحاظ سے صحیح ہے؟ اس علاقہ کی بہن (مدعیہ) اور اس کے شوہر کا دعویٰ قابل قبول ہے؟ بصورت متہم ہونے کا کیا جواب ہے جبکہ نکاح والوں کے دلوں میں کوئی خوف و خطرہ بوجہ بہانہ نہیں آتا ہے کہ ان کے زعم میں وہ عنادیہ ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: قاضی فیض الرحمن سیاہ بدرکنی از ریاست دیر..... ۳/۶/۱۹۷۰

الجواب: چونکہ صورت مسئلہ میں شہادت کا نصاب موجود نہیں ہے لہذا حرمت رضاع ثابت نہیں ہوگی، بے شک احتیاط اجتناب میں ہے، فی الدر المختار: الرضاع حجته حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل و عدلتين ﴿۱﴾ (وبمعناه في جميع معتبرات

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۲۸ قبیل کتاب الطلاق)

المذهب) ﴿۱﴾ والدليل على التنزه ما رواه البخارى فقال رسول الله ﷺ: كيف وقد قيل ففارقها عقبه فنكحت زوجاً غيره ﴿۲﴾. وهو الموفق

خود مرضعہ کی شہادت کا حکم اور در مختار کی عبارت کی توضیح

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے جس پر گواہ خود مرضعہ اور اس کا شوہر ہے، اور ایک مرد اور ایک عورت اور ہیں، اگر مرضعہ اور اس کے شوہر کی گواہی شرعاً منظور ہے تو نصاب شہادت پورا ہے، اور اگر منظور نہیں تو عند الاحناف شہادت میں کمی ہے، چونکہ در مختار باب الرضاع قبیل کتاب الطلاق ۲: ۴۴۸ پر لکھتے ہیں: او شہادة عدل وعدلتين، اور علامہ شامی نے عدلتين کی تشریح میں لکھا ہے: ولو احدهما المرضعة لا يضر كون شهادتها على فعل نفسها كشهادة القاسم والوازن والكيال على رب الدين، پھر در مختار میں لکھتے ہیں اس کے بعد: وهل يتوقف ثبوته على دعوى المرأة الظاهر لا لتضمنها على حرمة الفرج وهي من حقوقه تعالى. توجناہ! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمت رضاعت دعوی پر موقوف نہیں اس لئے لکھا ہے: ولو احدهما المرضعة، ہم تو اپنی کم علمی

﴿۱﴾ وفي الهنديه: ولا يقبل في الرضاع الا شهادة رجلين اور رجل وامرأتين عدول كذا في المحيط..... وان كان المنخبر واحد او وقع في قلبه انه صادق فالاولى ان يتنزه وياخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده ولا يجب عليه ذلك.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۲۷ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ وعن عقبه بن الحارث انه تزوج بنت ابي اهاب فجاءت امرأة فقالت لقد ارضعتكما، فسأل النبي ﷺ فقال: كيف وقد قيل؟ ففارقها عقبه فنكحت زوجاً غيره، اخرجه البخارى.

(بلوغ المرام ۳۸۵ قبیل باب النفقات)

سے یہ سمجھتے ہیں کہ مرضعہ اور اس کے شوہر کی گواہی شرعاً قبول ہے مگر ہم آپ کے فتویٰ پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں تو کیا مرضعہ اور اس کے شوہر کی گواہی منظور ہے یا نہیں؟ والتوفیق علی اللہ
المستفتی: محمد ہلال خطیب تربیلا ڈیم..... ۱۸/۹/۱۹۷۹

الجواب: آپ نے جو سمجھا ہے وہ درست ہے، مرضعہ کی شہادت مقبول ہے اور صرف اس پر اکتفا کرنا مردود ہے اور جب مرضعہ کی شہادت مقبول ہے حالانکہ یہ اپنے فعل پر شہادت ہے تو خاوند کی شہادت بطریق اولیٰ منظور ہوگی۔

نوٹ:..... شہادت میں عدالت کی رعایت ضروری ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

شہادت عدلین سے جب تک مبرہن نہ ہو رضاعت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بکر کی بیٹی اسماء کا زید سے نکاح کرنے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے، اسماء کے ماموں نے یہ بات مشہور کر دی ہے کہ اسماء نے زید کی ماں ہندہ کا دودھ پیا ہے، زید کی والدہ ہندہ نے مقامی قاضی کے پاس حلفیہ بیان دیا کہ میں نے دودھ نہیں پلایا ہے اور یہ ماموں ذاتی عداوت کی وجہ سے جھوٹ بولتا ہے نیز اسماء کا ماموں عدالت میں بھی پیش نہیں ہوتا، اب نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محی الدین دھڑیال مانسہرہ

الجواب: جب ماموں عادل دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی شہادت سے اس دعویٰ کو مبرہن

نہ کرے اس وقت تک حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی، کما فی الدر المختار وغیرہ حجته حجة

﴿۱﴾ وفي الهندية: ولا يقبل في الرضاع الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين عدول
كذا في المحيط.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۷ کتاب الرضاع)

المال وهي شهادة عدلين او عدل وعدلتين ﴿١﴾. وهو الموفق

شک اور عورت کے سینہ میں دودھ نہ ہونے کی صورت میں حرمت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عصمت خان کو بچپن میں اپنی نانی نے سینہ پر لیا تھا، اب وہ اپنی خالہ زاد بہن سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن دودھ کا مسئلہ درمیان میں حائل ہے، نانی اس کو رونے سے خاموش کرنے کیلئے سینہ پر ڈال رہی تھی اور وہ نہیں لے رہا تھا، اب معلوم نہیں کہ اس نے سینہ لیا ہے یا نہیں؟ ہاں نانی یقین کے ساتھ کہتی ہے کہ اس نے دودھ نہیں پیا ہے اسی طرح لڑکے کی والدہ بھی کہتی ہے لیکن پھر بھی لوگ شک کرتے ہیں کہ شاید اس نے دودھ لیا ہو، اور لڑکے کو نانی نے صرف ایک مرتبہ سینہ پر لیا ہے، شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالحلیم بشام سوات..... ۱۹۹۱ء/۵/۷

الجواب: صورت مسئلہ میں حرمت رضاع ثابت نہ ہوگی:

(۱) شک کی صورت میں (۲) نیز جبکہ شیر دہندہ کہتی ہے کہ میرے سینہ میں دودھ نہ تھا تو حرمت

رضاع ثابت نہ ہوگی (شامی ﴿۲﴾ ہندیہ ﴿۳﴾.....

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۳۸ قبیل کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: قوله فلو التقم الخ تفريع على التقييد بقوله ان علم وفي القنية امرأة كانت تعط ثديها صببة واشتهر ذلك بينهم ثم تقول لم يكن في ثدي لبن حين القمتها ثديي ولم يعلم ذلك الا من جهتها جاز لابنها ان يتزوج بهذه الصبية وفي الفتح لو ادخلت الحلمة في في الصبي وشكت في الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۳۹ باب الرضاع)

﴿۳﴾ وفي الهندية: المرأة اذا جعلت ثديها في فم الصبي ولا تعرف امص اللبن ام لا ففي

القضاء لا تثبت الحرمة بالشك وفي الاحتياط تثبت..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

الاشباه والنظائر ﴿۱﴾. وهو الموفق

مرضعة غیر عادلہ کی خبر اور پھر انکار کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور ہندہ کے عقد نکاح کے دس سال ہوئے ہیں، اب معلوم ہوا کہ ایک عورت نے انہیں دودھ پلایا ہے لیکن مرضعہ کے علاوہ دوسرا کوئی گواہ نہیں ہے، صرف ایک عورت اور بھی ساتھ ہے، لیکن زید نے صدق منجر سے انکار کیا اور قسم اٹھائی کہ ہندہ میری محرمہ نہیں ہے اور ہندہ نے بھی دعویٰ کرنے سے انکار کیا، اب عرض یہ ہے کہ کیا سابق نکاح اس مذکورہ شبہ کی وجہ سے فاسد ہے یا نہیں؟ اگر نکاح نہیں ہوا ہے تو آئندہ کیلئے نکاح زفاف مجاز ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا جعفر شاہ بلندکوٹ مانسہرہ..... ۱۹۷۷ء/۱۰/۱۷

الجواب: اگر یہ مرضعہ عادلہ نہ ہو کما هو الظاهر في شر القرون، تو صورت مسئلہ میں نہ مفارقت واجب ہے اور نہ اس میں احتیاط ہے، کما يفهم من الھندیة ۱: ۳۷۵ الرضاع يظهر باحد امرين احدهما الاقرار والثاني البينة كذا في البدائع، ولا يقبل في الرضاع الا شهادة رجلين اور رجل وامرأتين عدول، كذا في المحيط، وان كان المخبر واحد او وقع في قلبه انه صادق فالاولى ان يتنزه ويأخذ بالثقة سواء وجد الاخبار قبله او بعده ولا يجب عليه ذلك ﴿۲﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) دخل فی فم الصبی من الثدي مانع لونه اصفر تثبت حرمة الرضاع لانه لبن تغير لونه. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۲ کتاب الرضاع)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: لو ادخلت المرأة حلمة ثديها في فم الرضيع ولا يدري ادخل اللبن في حلقه ام لا لا يحرم النكاح لان في المانع شكاً كذا في الولوالجية.
(الاشباه والنظائر ص ۶۶ القاعدة الثالثة اليقين لا يزول بالشك)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۷ کتاب الرضاع)

صرف سینہ پر منہ رکھنے سے (جبکہ پینے میں شک ہو) حرمت رضاع نہیں آتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک عورت کسی بچے کو پستان منہ میں دے دیں اور فوراً اسے علیحدہ کریں، اور دودھ منہ میں اندر نہ گیا ہو، تو کیا اس سے رضاعت ثابت ہوگی؟ بینواتوجروا

المستفتی: صوفی اسماعیل وزیرستانی..... ۱۴۰۱/۵/۴ھ

الجواب: جب دودھ پینے میں شک ہو تو صرف سینہ پر منہ رکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، لما فی الاشباہ ۵۹ لو ادخلت الحلمة ثديها ولا يدري ادخل اللبن في حلقه ام لا لا يحرم النكاح ﴿۱﴾. وهو الموفق

رضیع کا مرضعہ کی تمام اولاد پر حرام ہونا اور ہدایہ کی عبارت کا مطلب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماة خائستہ جان نے ایک لڑکی زرین تاجہ کو اپنے چھوٹے بیٹے ملنگ کے ساتھ دودھ پلایا ہے، خائستہ جان کا ایک دوسرا بیٹا ہے زلمے جو ملنگ سے عمر میں بڑا ہے، کیا زرین تاجہ کا نکاح زلمے کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ نیز صاحب ہدایہ کا یہ قول کہ: وکل صبيين اجتماعا على ثدي امرأة واحدة لم يجز لاحدهما ان يتزوج بالآخرى الخ. اس سے اجتماع زمانی مراد ہے یا مکانی، یعنی اس جزئیہ کی وجہ سے حلت کا حکم کیا جاسکتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: ہیڈ ماسٹر بانڈہ سیدان براستہ اوگئی مانسہرہ..... ۱۹۷۵ء/۹/۱۵

الجواب: یہ لڑکی زرین تاجہ اس مرضعہ کی تمام اولاد پر حرام ہے، يدل عليه مافی

الخلاصة ۱: ۲۴۴ ولو ارضعت امرأة صبيا يحرم عليه من يقدم من اولادها ومن

﴿۱﴾ (الاشباہ والنظائر ۷ القاعدة اليقين لا يزول بالشك)

تأخر ﴿۱﴾، وفي الدر المختار: لا حل بين الرضعية وولد مرضعتها (هامش ردالمحتار ۵۶۱: ۲) ﴿۲﴾، قلت: وكذا نقول بلبن الفحل فيحرم عليها الولد الثاني لكونه ولد ابها من الرضاع ﴿۳﴾. فافهم. وهو الموفق

سینہ سے دودھ نکال کر پلانا بھی موجب حرمت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کے سینہ سے دودھ نکالا گیا اور بوتل میں ڈال کر ایک لڑکے کو پلایا گیا، کیا رضاعت ثابت ہوگی؟ بینواتوجروا المستفتی: تاج ولی جلیبی صوابی..... یکم ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: جس عورت کے سینہ سے دودھ نکالا جائے اور کسی لڑکے کو پلایا جائے تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی، يدل عليه ما في شرح التنوير: والحق بالمص الوجور والسعوط، (هامش ردالمحتار ۵۵۴: ۲) ﴿۱﴾. وهو الموفق

مرضعہ کی تصدیق کی صورت میں نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ ہماری والدہ کہتی ہے کہ میں نے فلاں لڑکی کے باپ کو دودھ دیا تھا، اور ہم اس لڑکی کو اپنے بھائی کیلئے نکاح پر لینا چاہتے

﴿۱﴾ (خلاصة الفتاوى ۲: ۱۲ قبيل الفصل الخامس في الاكفاء)
 ﴿۲﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۴۳ باب الرضاع)
 ﴿۳﴾ قال العلامة المرغيناني: ولبن الفحل يتعلق به التحريم وهو ان ترضع المرأة صبية فتحرم هذه الصبية على زوجها وعلى ابائه وابنائهم ويصير الزوج الذي نزل لها منه اللبن ابا للمرضعة. (هدايه ۲: ۳۷۰ كتاب الرضاع)

﴿۴﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۴۳۷ باب الرضاع)

ہیں، رضاعت میں والدہ کے علاوہ کوئی اور چشم دید گواہ نہیں ہے اور ہمارا یقین ہے کہ ہماری والدہ جھوٹ نہیں بولتی، کیا شریعت کی رو سے یہ نکاح جائز ہے؟ نیز ہمارا اور اس لڑکی کے خاندان کا آپس میں جھگڑا ہے اگر یہ لڑکی ہمارے گھر آگئی تو تمام جھگڑے ختم ہو جائیں گے؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولوی ولی محمد بابر فورٹ سنڈیمین بلوچستان..... ۲۲/ ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب: جب آپ اس مرضعہ (والدہ) کی تصدیق کرتے ہیں تو حلت کہاں سے

آئے گی، قلت: ونظيره التصديق بعد عقد النكاح كما في ردالمحتار ۲: ۵۶۸
فليراجع ﴿۱﴾. وهو الموفق

اپنا فرزند سمجھ کر غلطی سے دوسری بچی کو دودھ پلانے سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زینب نے غلطی سے اپنا فرزند

سمجھ کر دوسری لڑکی کو دودھ پلایا، اس وقت زینب کے ہوش و حواس کسی بیماری کی وجہ سے صحیح نہیں تھے، جب ایک دفعہ دودھ پی لیا تو ہوش و حواس ٹھیک ہونے پر محسوس ہوا، اور دودھ بھی صرف ایک دفعہ چوس لیا ہے، کیا زینب کے فرزند کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں، نیز زینب کے ولد الولد کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالکبیر جلال آباد

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: وفي الهنديّة تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتكما فهو على اربعة اوجه ان صدقاها فسد النكاح..... وان كذباها وهي عدلة فالتنزه المفارقة..... وكذا لو شهد غير عدول او امرأتان او رجل وامرأة وان صدقها الرجل وكذبتها فسد النكاح وان بالعكس لا يفسد ولها ان تحلفه ويفرق اذا نكل.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۳۸ قبیل کتاب الطلاق)

الجواب: جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رضاع میں علم، جہل اور رضا و اکراہ میں کوئی فرق نہیں ہے، لہذا نینب کا ولد اس رضیعہ کا رضاعی بھائی ہے اور ولد الولد رضاعی بھتیجا ہے اور جیسا کہ نسبی بھتیجے سے نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی بھتیجے سے بھی نکاح حرام ہے، قال رسول اللہ ﷺ: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب ﴿۱﴾ وفي الدر المختار: ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ انتھی باختصار یسیر ﴿۲﴾. وهو الموفق

دوسو کنوں کا مختلف بچوں کو دودھ پلانے سے رضاعت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی دو بیویاں ہیں ہندہ اور سایہ، ہندہ نے ایک اجنبی لڑکے کو دودھ پلایا اور سایہ نے بھی ایک اجنبی لڑکی کو دودھ پلایا، اب ان اجنبی لڑکے اور لڑکی کے درمیان نکاح درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالقیوم پیر ہاڑی بنگرام..... ۱۹۸۳ء/۱۱/۱

الجواب: یہ لبن الفحل کا مسئلہ ہے ان دونوں کے درمیان نکاح ناجائز ہے کیونکہ یہ دونوں زید

کے رضاعی بچے ہیں ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (رواہ البخاری ۹: ۱۲۱ کتاب النکاح، وراہ مسلم باب تحریم الرضاعة ماء الفحل الحدیث: ۱۲۲۷ ورواہ النسائی ۶: ۱۰۰ باب تحریم بنت الاخ من الرضاع)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۳۳ باب الرضاع)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغینانی: ولبن الفحل یتعلق به التحریم وهو ان ترضع المرصیة فتحرم هذه الصبیة علی زوجها وعلی آباءه وابنائه ویصیر الزوج الذی نزل لها منه اللبن ابا للمرضعة.

(هدایة ۲: ۳۵۱ کتاب الرضاع)

نیند کی حالت میں کسی بچے کا آ کر دودھ پینے سے حرمت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں ایک عورت جو خواب تھی، کہ ایک بچہ نے آ کر اسی حالت میں اس سے دودھ پی لیا، اور عورت کو بھی معلوم ہوا، کیا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مجید علی متعلم حقانیہ..... ۱۳/۱/۱۹۸۶

الجواب: جو خواب (نائمہ) عورت سے دودھ پینے کی صورت میں حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے، لما فی شرح التنویر: او میتة ﴿۱﴾، والوجه ظاهر لان النوم ادنی من الموت، ولما فی العالمگیریة ۱: ۳۶۸ و کذا الصغیرة اذا جاءت الی الکبیرة وهی نائمة فاخذت ثدیها وارتضعت منها بانئامنه، فافهم ﴿۲﴾. وهو الموفق

کسی کے بدن میں خون داخل ہونے سے حرمت رضاع نہیں آتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی کے بدن میں کسی کا خون داخل ہونے سے حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: ریاض الحسن ستارہ جرات تحصیل گوجران..... ۱۵/۱/۱۹۷۶

الجواب: واضح رہے کہ کسی کے بدن میں خون داخل کرنے سے حرمت رضاع کے ثبوت اور عدم ثبوت کے متعلق تصریح نہیں ملی، البتہ قواعد کی رو سے یہ عمل موجب حرمت نہیں ہے، لان الدم لا يدفع المجاعة ولا تتغذى بها فلا تكون محرمة، قال رسول الله ﷺ انما الرضاعة من

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۴۳۷ باب الرضاع)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۵ کتاب الرضاع)

المجاعة ﴿۱﴾، نیز واضح رہے کہ جب ڈھائی سال کے بعد دودھ پلایا جائے تو موجب حرمت نہیں ہوتا ہے ﴿۲﴾۔ دخول خون کس طرح موجب حرمت ہوگا، وھذا هو المختار عند الاکابر۔ وهو الموفق

بیوی کے دودھ پینے اور خون چڑھانے سے حرمت رضاعت نہیں آتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) شوہر کیلئے بیوی کا پستان منہ میں ڈالنا یا کسی مجبوری (بطور علاج) کی وجہ سے عورت کا دودھ پینا جائز ہے یا نہیں؟ حرمت کا کیا حکم ہے؟ (۲) عورت کی بیماری یا کمزوری کی بنا پر اگر خون کی ضرورت پڑ جائے اور سوائے شوہر کے کسی اور کا خون موافق نہ ہو اس صورت میں یہ خون دینا جائز ہے؟ اور حرمت کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: نامعلوم..... نوشہرہ کینٹ..... ۱۸/شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: (۱) ڈھائی سال کے بعد کسی عورت کا دودھ پینا اور پلانا بلا ضرورت شرعی جائز

نہیں ہے البتہ اس سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی، (عمدة الرعاية ﴿۳﴾ وهدایة ﴿۴﴾)

﴿۱﴾ عن عائشة ان النبی ﷺ دخل علیها وعندها رجل فکانه تغیر وجهه کانه کره ذلک فقالت انه اخی فقال انظرن من اخوانکن فانما الرضاعة من المجاعة.

(الصحيح البخاری ۲: ۸۶۴ باب من قال لارضاع بعد حولین)

﴿۲﴾ وفي الهندية: قليل الرضاع وكثيره اذا حصل في مدة الرضاع تعلق به التحريم.....
وإذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم كذا في الهداية.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۲ کتاب الرضاع)

﴿۳﴾ قال العلامة عبد الحئی الکنوی: قوله لا بعده ای لا بعد مدة الرضاعة لحديث لا رضاع بعد فصال ولا يتم بعد حلم اخرجہ الطبرانی وعبد الرزاق وغيرهما وفي جامع الترمذی مرفوعاً لا يحرم من الرضاع الا ما فتق الامعاء في الثدي وكان قبل الفطام الخ.

(عمدة الرعاية هامش شرح الوقاية ۲: ۶۴ کتاب الرضاع)

﴿۴﴾ قال العلامة المرغینانی: وهل يباح الارضاع..... (بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وشامی ﴿۱﴾. (۲) ضرورت شرعی کے وقت نکاح پر اس کا اثر نہیں پڑتا ہے اور حرمت بھی نہیں ہے، اور بلا ضرورت نکاح پر تو اثر نہیں پڑتا ہے لیکن حرام اور موجب گناہ ہے، ولم یدکرہ الفقہاء فی محرّمات النکاح. وهو الموفق

اگر دودھ پلانا یقینی طور پر یاد ہو اور زوجین کو بھی سچ کا یقین ہو تو تفریق ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کے لئے ایک لڑکی کو پسند کیا بعد میں یہ صورت حال پیدا ہوئی کہ اس عورت کو یہ بات یاد آئی کہ جو لڑکی میں نے اپنے بیٹے کے لئے نکاح پر لی ہے اس کو بھی شاید میں نے دودھ دیا ہے لیکن اس فعل کی مدت اور اس وقت کی پریشانی اور مصیبت کی وجہ سے متردد ہے لیکن غالب گمان دودھ دینے کا ہے کہ اس نے اپنا دودھ پلایا ہے تو کیا اس صورت میں حرمت رضاع ثابت ہو کر جدائی لازمی ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: حاجی علی محمد بیٹنی ٹانک ڈیرہ..... ۱۹۸۳ء/۲/۱۵

الجواب: اگر دودھ دہندہ کو یقینی طور پر اپنا دودھ پلانا یاد ہو اور اس لڑکے اور لڑکی کو اس بات پر یقین ہو کہ یہ عورت سچ بولتی ہے تو اس لڑکے پر اس لڑکی کی متارکت ضروری ہے (شامی) ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) بعد المدة قد قيل لا يباح لان اباحتہ ضرورية لكونه جزء الادمى.

(هدایہ ۲: ۳۵۱ کتاب الرضاع)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ويثبت التحريم في المدة فقط ولو بعد الفطام..... ولم يباح الارضاع به، مدته لانه جزء آدمى والانتفاع به لغير ضرورة حرام على الصحيح.
الدرالمختار على هامش ردالمختار ۲: ۳۳۸ باب الرضاع)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتكما فهو على اربعة اوجه ان صدقاها فسد النكاح... وان كذباها وهي عدلة فالتزوه المفارقة..... وان صدقها الرجل وكذبتها فسد النكاح... وان بالعكس لا يفسد. (ردالمختار هامش الدرالمختار ۲: ۳۳۸ قبيل كتاب الطلاق)

دودھ کا نہ ہونا یقینی ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکے نے اپنی دادی کے سینہ سے منہ لگایا درحالیکہ اس میں دودھ نہ ہو اور دادی اس کے والد کی جانب سے ہو تو کیا اس پر اپنی پھوپھی زاد حرام ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: عالمگیر شاہ اکبر پورہ..... ۲۵ / جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

الجواب: اگر اس دادی کے سینہ میں دودھ ہونا یقینی طور سے معلوم نہ ہو تو اس سے حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی، صرح بہ فی الاشباہ والنظائر ۵۹، ۶۳ ﴿۱﴾. وهو الموفق

دودھ نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بچہ ماں سے چھ ماہ کا رہ گیا ہو اور اسی دوران میں بکری یا گائے کے دودھ پر پرورش پالی ہو جب یہ بچہ روتا تھا تو اس کو اپنی حقیقی دادی ﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجيم: ومنها لو ادخلت المرأة حلمة ثديها في فم الرضيع ولا يدري أدخل اللبن في حلقه ام لا لا يحرم النكاح، (بعد صفحات) فلو كان في الحرمة شك لم يعتبر ولذا قالوا لو كان في الحرمة شك لم يعتبر ولذا قالوا لو ادخلت المرأة حلمة ثديها في فم رضيعه ووقع الشك في وصول اللبن الى جوفها لم تحرم لان في المانع شك كما في الولوالجية وفي القنية: امرأة كانت تعط ثديها صبية واشتهر ذلك فيما بينهم ثم تقول لم يكن في ثديي لبن حين القمتها ثديي ولا يعلم ذلك الا من جهتها جاز لابنها ان يتزوج بهذه الصبية وفي الخانية صغير وصغيرة بينهما شبهة الرضاع ولا يعلم ذلك حقيقة، قالوا: لا بأس بالنكاح بينهما هذا اذا لم يخبر بذلك احد.

(الاشباہ والنظائر ۶۲، ۶۶ القاعدة الثالثة اليقين لا يزول بالشك)

اپنے سینے سے لگاتی اور لگاتار دو سال یہ سلسلہ جاری رہا، دادی کی عمر ساٹھ سال کی تھی اور سترہ سال سے دادی بے اولاد تھی، کیا اب اس دادی کی حقیقی دوہنی کے ساتھ اس لڑکے کا نکاح جائز ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: محمد شریف پشاور..... ۱۰/۱۰/۱۹۷۳

الجواب: اگر اس دادی کے سینہ میں دودھ کا وجود یقینی نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی،
وفی القنیة امرأة كانت تعط ثديها صبیهة واشتهر ذلك بينهم ثم تقول لم یکن فی ثدی
لبن حین القمتها ثدی ولم یعلم ذلك الا من جهتها جاز لابنها ان یتزوج بهذه الصبیهة
(ردالمحتار ۲: ۵۵۶) ﴿۱﴾. وهو الموفق

آئسہ عورت کے دودھ ہونے اور نہ ہونے میں حرمت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کتاب الرضاع میں اس بات میں اختلاف ہے، واذا نزل للبکر لبن فارضعت صبیا یتعلق به التحريم لاطلاق النص وهو قوله تعالى: وامهاتکم اللتی ارضعنکم، اب اگر ایک عورت ہو، اس کا شوہر نہ ہو اور بوڑھی ہو چکی ہو اور ایک بچے کو سینہ سے لگائے اور دودھ اس کے سینہ میں پیدا ہو جائے، تو اس سے حرمت ثابت ہوگی اسی طرح اگر دودھ نہ ہو تو حرمت نہیں آتی کیا یہ مسائل صحیح ہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: مولانا آغا محمد طیب کوئٹہ..... ۶/ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

الجواب: (۱) یہ مسئلہ درست ہے ﴿۲﴾۔ (۲) یہ مسئلہ بھی درست ہے، کما فی

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۳۹ باب الرضاع)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: هو مص الثدي وشرعاً مص من ثدی آدمیة ولو بکرا او میتة او آیسة والحق بالمص الوجور والسعوط.

(الدرالمختار علی هامش ردالمختار ۲: ۳۳۷ باب الرضاع)

ردالمحتار ۲: ۳۵۵ ﴿۱﴾. وهو الموفق

ڈھائی سال سے زیادہ عمر والا اگر دودھ پی لے تو حرمت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی کچول خان جو کہ لاڈلا اور بد اخلاق تھا، ٹونہ کے طور پر علی محمد کی ماں کا صرف ایک دفعہ دودھ پی لیا، علی محمد کچول سے صرف چھ ماہ بڑا ہے، بعد ازاں کچول خان کی منگنی علی محمد کی چھوٹی بہن سے ہو گئی، اب جب شادی کی بات چیت شروع ہوئی تو یہ بات یاد آگئی، لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کچول خان نے اپنی منگتیر کی ماں کا صرف ایک دفعہ دودھ پی لیا ہے یہ نکاح جائز ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: فیروز شاہ

الجواب: اگر دودھ پینے کے وقت کچول کی عمر ڈھائی سال سے زائد تھی تو حرمت نہ ہوگی، فی

الدرالمختار: فی وقت مخصوص هو حولان ونصف عنده و حولان فقط عندهما الخ ﴿۲﴾. اور اگر عمر ڈھائی سال سے کم تھی تو حرمت ثابت ہوگی، وفيه ويثبت به وان قل ﴿۳﴾. وهو الموفق

بیوی کے دودھ پینے کی حرمت کی دلیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی مرد کیلئے اپنی بیوی کا دودھ پینا

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: وفي القنية امرأة كانت تعط ثديها صبياً واشتهر ذلك بينهم ثم تقول لم يكن في ثديي لبن حين القمتها ثديي ولم يعلم ذلك الا من جهتها جاز لابنها ان يتزوج بهذه الصبية.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۳۹ باب الرضاع)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۷ باب الرضاع)

﴿۳﴾ (شرح التنوير علی هامش الشاميه ۲: ۳۳۹ باب الرضاع)

کیوں حرام ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ بینوا بالدلائل وتوجروا

المستفتی: قاری رحمت دین معلم گورنمنٹ دارالعلوم اسلامیہ چارباغ سوات..... ۱۹۸۹ء/۹/۲۳

الجواب: بعد از مدت رضاع زوجہ وغیرہا کا دودھ پینا حرام ہے لیکن موجب فراق و طلاق نہیں

ہے، كما في الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۵۶۹ مص رجل ثدي زوجته لم

تحرم ﴿١﴾ وغي ۲: ۵۰۵ ولم ييح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمي والانتفاع به لغير

ضرورة حرام على الصحيح ﴿٢﴾. وهو الموفق

مدت رضاعت کے علاوہ بیوی کے دودھ پینے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی بی بی سے صحبت کر

رہا تھا، بیوی سے پوچھا کہ تمہارے سینہ میں دودھ ہے یا نہیں؟ بیوی نے کہا نہیں ہے، لہذا اس کے سینہ پر منہ

رکھا اور جب کثرت شوق سے چوس لیا تو اس کے پینے سے اس کے منہ میں نمکین دودھ آیا، اس کے منہ میں

دودھ آتے ہی اسے پھینک دیا اور منہ و زبان کو صاف کیا، اور دودھ کو نہیں نگلا، اور پھر منہ کو پانی سے صاف کر

دیا، یہاں ایک عالم سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، آپ صاحبان

صحیح مسئلہ سے آگاہ کریں؟ بینوا توجروا

المستفتی: کمال الباکستانی حائل سعودیہ عربیہ..... ۱۴۰۱/۴/۱۴ھ

الجواب: اس مولوی صاحب کا مسئلہ درست ہے آپ نے اگر دودھ بھی پی لیا ہوتا اور

بچے اتارا ہوتا، تو پھر بھی نکاح پر کوئی اثر نہ پڑتا، لما فی شرح التنویر علی هامش رد المحتار

﴿١﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۴۴۹ قبیل کتاب الطلاق)

﴿٢﴾ (علانیہ علی هامش الشامیہ ۲: ۴۳۸ باب الرضاع)

۲: ۵۶۹، مص رجل ثدى زوجته لم تحرم، انتهى ﴿۱﴾. قلت هذا اذا كان الزوج تجاوز عمره من ثلاثين شهراً ﴿۲﴾. وهو الموفق

پوتے یا پوتی کو دودھ دینا اگرچہ ممنوع نہیں مگر موجب حرمت رضاعت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ثانی یا دادی اپنی نواسی یا نواسے یا پوتے یا پوتی کو سلانے اور روٹے دھونے کی وجہ سے اپنے پستان ان کے منہ میں دیتی ہے وہ دودھ پیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرؤف لونڈخوڑ مردان..... ۲۸/رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: نواسا وغیرہ (جب ڈھائی سالہ نہ ہوں تو ان) کو سینہ دینا ممنوع نہیں ہے، البتہ اگر مدت رضاع میں دودھ نکل گیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی (شرح تنویر وغیرہ) ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

اقرار کے بعد رضاعت سے انکار کرے تو نکاح جائز رہے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیات نے اپنے لڑکے وارث

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۳۹ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد: ولا رضاع بعد الفصال ومدة الرضاع عندهما سنتان وعند ابى حنيفة سنتان ونصف والرضاع فى هذه المدة محرم فطم الصبى ام لا ولا يثبت الحرمة بعد سنتين ونصف وان لم يطم.

(خلاصة الفتاوى ۲: ۱۱ الفصل الرابع فى الرضاع)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفى: ويثبت التحريم فى المدة فقط ولو بعد الفطام على المذهب وعليه الفتوى..... ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمى والانتفاع به لغير ضرورة حرام على الصحيح. (الدر المختار على هامش الشامية ۲: ۳۳۸ باب الرضاع)

کیلئے غلام کی لڑکی کا رشتہ طلب کیا، غلام کی بیوی نے جواب دیا کہ میں نے وارث کو اپنی بیٹی کے ساتھ دودھ پلایا ہے اس لئے یہ رشتہ نہیں ہو سکتا، اس اقرار کے گواہ بھی موجود ہیں کچھ عرصہ بعد حیات نے دوبارہ رشتہ مانگا، غلام اور اس کی بیوی رشتہ دینے پر رضامند ہو گئے، نکاح ہو گیا، جب گاؤں کے لوگوں نے رضاعت کے سابقہ اقرار کی وجہ سے نکاح پر اعتراض کیا تو اس عورت نے رضاعت سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ پہلا اقرار صرف رشتہ نہ دینے کیلئے ایک بہانہ تھا، اس سلسلہ میں ایک دینی عالم سے رجوع کیا گیا تو اس نے نکاح کے جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے یہ دلیل دی کہ رضاعت کے ثبوت کے گواہ موجود نہیں جبکہ ایک دوسرے عالم دین نے تفریق کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ اقرار کی وجہ سے ایک بار رضاعت ثابت ہوئی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اقرار رضاعت کے بعد انکار کی صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز مذکورہ بالا نکاح برقرار رہ سکتا ہے یا اس کا فسخ کرنا ضروری ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: حافظ حیات محمد ساکن مروال کیمپور انک..... ۱۹۷۳ء/۷/۷

الجواب: یہ نکاح جائز ہے فسخ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لما فی تنقیح الفتاویٰ (۱: ۳۲) سنل فی امرأة قالت ارضعت زیداً ثم کذبت نفسها وحلفت بالله العظیم انها لم ترضعه اصلاً وصدقها زید علی ذلک ویرید التزوج بابنتها فهل له ذلک، قال نعم والمسئلة فی التنویر الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق

رضیع اور مرضعہ کی تمام اولاد کے درمیان نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ علی نے ولی کے ساتھ اس کی والدہ کا دودھ پیا، اب علی کا نکاح ولی کی والدہ کے ہی بطن سے پیدا ہونے والی ولی کی بہن سے کر دیا گیا ہے، کیا

﴿۱﴾ (تنقیح الفتاویٰ الحامدیة ۱: ۳۲ باب الرضاع)

مذکورہ صورت میں نکاح جائز ہے، کیا رضیع کیلئے مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے؟ (۱) حالانکہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۴ سوال: ۹۲۱ کے تحت مذکورہ صورت میں نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے، اور جلد دوم میں اصول بیان کئے گئے ہے کہ رضیع کے لئے مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔ (۲) مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دیوبند حال کراچی اور مولانا خیر محمد صاحب خیر المدارس والے نے مذکورہ نکاح کو حرام قرار دیا ہے، لیکن گوجرانوالہ کے ایک مفتی صاحب نے عبارت ”تحل اخت اخیہ رضاعاً ونسباً“ بحر الرائق ۲۲۷، شامی ۳: ۵۶۱، فتح القدر ۳: ۱۱ کا حوالہ دیتے ہوئے مذکورہ نکاح کو جائز قرار دیا ہے، مدلل جواب مع ثبوت مہر دارالافتاء مرحمت فرمائیں۔ بینواتوجروا

المستفتی: محمد عبداللہ دھیانوی مرکزی دفتر مجلس ختم نبوت ملتان شہر..... ۱۹۶۹ء/۱/۱۲

الجواب: علی کیلئے ولی کی والدہ (مرضعہ) کے تمام اصول و فروع حرام ہیں، لما فی الہندیۃ ۳۶۵: ۱ یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولہما وفروعہما من النسب والرضاع جمیعاً حتی ان المرضعۃ لو ولدت من هذا الرجل او غیرہ قبل هذا الارضاع او بعدہ..... فالکل اخویۃ الرضیع و اخواتہ الخ ﴿۱﴾. اور فقہاء کرام نے جو لکھا ہے کہ ”تحل اخت اخیہ رضاعاً ونسباً“ تو اس سے مراد علاقائی بھائی کی اخیانی بہن ہے تمام فقہاء نے اس پر تصریح کی ہے، قال فی الدر المختار: وتحل اخت اخیہ رضاعاً ونسباً بان یکون لابیہ اخت لام انتھی مافی الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۵۶۱ ﴿۲﴾ وھکذا فی الہندیۃ ۱: ۳۶۶ ﴿۳﴾.

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۲: ۳۳۳ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۳۲ باب الرضاع)

﴿۳﴾ و فی الہندیۃ: وتحل اخت اخیہ رضاعاً کما تحل نسباً مثل الاخ لاب اذا كانت له اخت من امہ یحل لابیہ من ابیہ ان یتزوجھا کذا فی الکافی. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۳ کتاب الرضاع)

وهكذا في الهداية ۳۳۱ ﴿۱﴾ كتاب الرضاع، وهكذا في البدائع ۳: ۳ ﴿۲﴾. وهو الموفق

دادی کا دودھ پینے سے پوتا چچوں کا رضاعی بھائی بن جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دادی نے اپنے پوتے کو دودھ پلایا تو کیا واقعی یہ پوتا اپنے چچوں کا بھائی متصور کیا جائے گا؟ اور چچا زادیاں اس پر حلال نہیں ہوں گے؟ جبکہ حقیقت تو اس کے برعکس ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: رحمت اللہ خان اوگٹی مانسہرہ..... ۲۶/شوال ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ لڑکا تمام چچوں کا رضاعی بھائی ہے، ان چچوں کی لڑکیاں اس پر حرام ہیں، یہ اس لڑکے کے رضاعی بھتیجیاں ہیں، قال رسول اللہ ﷺ: يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ﴿۳﴾. وهو الموفق

اجنبی لڑکے کی لڑکی کا اجنبی عورت سے دودھ پی کر دونوں میں رضاعت ثابت ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید فاطمہ کا لڑکا اور زینب ہندہ کی

﴿۱﴾ وقال العلامة المرغینانی: ويجوز ان يتزوج الرجل باخت اخيه من الرضاع لانه يجوز ان يتزوج باخت اخيه من النسب وذلك مثل الاخ من الاب اذا كانت له اخت من امه جاز لاخته من ابه ان يتزوجها.

(هداية ۲: ۳۳۱ كتاب الرضاع)

﴿۲﴾ (بدائع الصنائع ۳: ۳ كتاب الرضاع)

﴿۳﴾ (رواه البخاری ۲: ۶۴۷ باب قوله تعالى وامهاتكم اللاتي ارضعنكم كتاب النكاح)

(ورواه مسلم ۱: ۴۶۷ باب الرضاعة من ماء الفحل ورواه النسائي ۶: ۱۰۰ باب تحريم بنت

الاخ من الرضاع)

لڑکی ہے، دونوں نے تیسری دایہ کا دودھ پی لیا، اب فقہ حنفی کی رو سے زید اور زینب کے درمیان عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟ یعنی یہ رضاعت صورت محرمہ میں سے ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا فضل مولیٰ صاحب دلیوڑی مدرس حقانیہ (حال مہتمم دارالعلوم دلیوڑی)..... ۱۹۸۹ء

الجواب: زید اور زینب کے درمیان نکاح حرام ہے کیونکہ یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں،

قال رسول اللہ ﷺ: يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ﴿۱﴾ وفي الدر المختار:
ولا حل بين رضيعي امرأة لكونهما اخوين وان اختلف الزمن ﴿۲﴾. وهو موفق

ثانی کا دودھ پینے والے آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت اپنے نواسوں کو جو لڑکا

اور لڑکی ہے کو دودھ پلا دے، کیا ان کے درمیان نکاح جائز ہوگا؟ بینواتوجروا
المستفتی: فضل ہادی..... ۱۹۷۴ء/۳/۱۹

الجواب: چونکہ یہ دودھ پینے والے آپس میں رضاعی بھائی بہن ہیں لہذا ان کے درمیان

نکاح جائز نہیں ہے، کما صرحوا بہ ﴿۳﴾. وهو موفق

﴿۱﴾ (رواہ البخاری ۵۱۰۰، ومسلم الرضاع ۱۱، ۱۲، ۱۵، وغیرہما انظر تحفة الاشراف
۴: ۱۰۱)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۳۳ باب الرضاع)

﴿۳﴾ وفي الهندية: يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب
والرضاع جميعا حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا الارضاع او
بعده او ارضعت رضيعا او ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعده او
ارضعت امرأة من لبنه رضيعا فالكل اخوة الرضيع واخواته الخ.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۳ کتاب الرضاع)

رضاعی باپ کی دوسری بیوی سے نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے دو شادیاں کی تھیں، دونوں بیویاں اس کے پاس تھیں، پہلی عورت سے چھ بچیاں بچے تھے، پھر پہلی بیوی وفات پا گئی پھر باپ بھی فوت ہوا، اور یہ چھ بچے اس سوتیلی ماں کے پاس رہنے لگے، پھر اس سوتیلی ماں نے ایک شخص سے شادی کی، لیکن اس شوہر نے ان چھ بچوں والی ماں کا دودھ بھی پیا ہے، تو کیا یہ عورت اس شخص سے نکاح کر سکتی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرازق پرانا کشتی پل نوشہرہ..... ۱۲/۳/۱۹۹۰ء

الجواب: رضاعی والد کی زوجہ (غیر مرضعہ) حرام ہے، کما فی ردالمحتار ۳: ۳۱

ویحرم من الرضاع اصوله وفروعه..... وحلائل اصوله وفروعه ﴿۱﴾.

نوٹ:..... یہ حکم تب ہے کہ رضاعت مسلم یا مبرہن ہو ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

رضاعی خالہ محرمات میں سے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً ہندہ نے ایک لڑکے کو دودھ پلا دیا ہے، اب یہ مرضعہ (ہندہ) اپنی نسبی بہن کے ساتھ اس لڑکے کا نکاح کرانا چاہتی ہے، کیا یہ از روئے شرع جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی عبدالصمد بن شیخ الحدیث مولانا محمد علی سواتی مدرس حقانیہ..... ۱۸/۹/۱۹۷۶ء

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۰۳ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ وفی الہندیۃ: الرضاع ینظہر باحد امرین احدهما الاقرار والثانی البینۃ کذا فی البدائع ولا یقبل فی الرضاع الا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین عدول.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۲: ۳۲۷ کتاب الرضاع)

الجواب: یہ عورت رضاعی خالہ ہونے کی وجہ سے محرمات میں سے ہے، لحدیث: یحرم

من الرضاع ما یحرم من النسب (متفق علیہ) ﴿۱﴾. ولما فی الہندیۃ: ۱: ۳۶۵ یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصلولہما وفروعہما (الی ان قالوا) واخو المرصعة خالہ واختہا خالہ ﴿۲﴾، وفی ردالمحتار ۲: ۳۸۳ یعنی یحرم من الرضاع اصولہ وفروعہ وفروع ابویہ وفروعہم وكذا فروع اجدادہ وجداتہ ﴿۳﴾. قلت: الخالۃ فرع الجد الفاسد والجدۃ الصحیحۃ. وهو الموفق

مزنیہ کے دودھ پر پالے ہوئے لڑکے کا زانی کی بیٹی سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا

کیا اور ولد الزنا بھی پیدا ہوا، اس مزنیہ عورت نے ایک لڑکے کو زنا کا دودھ پلایا، اب زانی کی ایک لڑکی ہے، تو کیا اس مزنیہ کے رضیع اور زانی کی بیٹی کے درمیان نکاح جائز ہے؟ جبکہ زانی اور مزنیہ دونوں زنا اور اس ولد الحرام کے معترف ہیں جبکہ اس عورت کا کوئی شوہر بھی نہیں ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولانا رحمن الدین بازار شیرینگل دیر بالا..... ۱۳/۶/۱۹۶۹ء

الجواب: یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے، اور محققین عدم حرمت کے قائل ہیں، قال العلامة الشامی

فی ردالمحتار ۲: ۵۶۶ وحاصلہ ان فی حرمة الرضیعة بلبن الزنا علی الزانی وكذا

﴿۱﴾ (رواہ البخاری ۲: ۷۶۳ کتاب النکاح باب قوله تعالیٰ: وامہاتکم اللاتی ارضعنکم.

ورواہ مسلم ۱: ۳۶۷ باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ورواہ النسائی ۶: ۱۰۰ باب

تحريم بنت الاخ من الرضاع)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۳ کتاب الرضاع)

﴿۳﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۳۰۳ فصل فی المحرمات)

علی اصوله وفروعه روايتين كما صرح به القهستاني ايضاً وان الاوجه رواية عدم
الحرمة ﴿١﴾. وهو الموفق

رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ گل رحمٰن نے خیر الاسلام کے ساتھ
گل رحمٰن کی والدہ کے سینہ سے دونوں دودھ پی چکے ہیں، کیا خیر الاسلام کی بہن کا نکاح گل رحمٰن کے ساتھ
جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: میاں محمد اسلام کا کا خیل

الجواب: صورت مسئلہ میں گل رحمٰن خیر الاسلام کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے، کما فی
شرح التنویر: وتحل اخت اخیہ رضاعاً یصح اتصالہ بالمضاف..... وبالمنضاف الیہ
کان یکون لآخیہ رضاعاً اخت نسباً الخ ﴿٢﴾. وهو الموفق

رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور عمر ایسے دو رضاعی بھائی
ہیں کہ زید نے عمر کے ساتھ عمر کی والدہ کا دودھ پی لیا ہے، از روئے شریعت از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند،
واز جانب شیر خوار زوجان وفروع، زید کیلئے عمر کے کسی بھی بہن کے ساتھ نکاح ناجائز ہے کیا عمر کیلئے زید کی
بہن فہمیدہ اور یاسیدہ کے ساتھ نکاح جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: پروفیسر خیر الرحمٰن چارسدہ..... ۱۴/ جمادی الاول ۱۳۹۵ھ

﴿١﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۳۶ قبیل کتاب الطلاق)

﴿٢﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۲ باب الرضاع)

الجواب: واضح رہے کہ حمیدہ اور سیدہ عمر کی رضاعی بہنیں نہیں ہیں بلکہ رضاعی بھائی کی نسبی بہنیں ہیں، لہذا عمر کا ان کے ساتھ نکاح جائز ہے، کما فی الدر المختار: وتحل اخت اخیہ رضاعاً یصح اتصالہ بالمضاف کان یكون له اخ نسبی له اخت رضاعیة وبالمضاف الیه کان یكون لاختیه رضاعاً اخت نسبا الخ (ہامش ردالمحتار ۲: ۵۶۱) ﴿۱﴾، وبمعناہ فی جمیع الفتاویٰ ﴿۲﴾. وهو الموفق

رضیع کا مرضعہ کی تمام اولاد سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی نے ایک عورت کا دودھ پی لیا ہے، اب اس لڑکی کا نکاح اس عورت کے صرف اس لڑکے کے ساتھ جو اس وقت دودھ پیتا تھا نہیں ہو سکتا یا کسی بھی لڑکے کے ساتھ رشتہ نہ ہوگا؟ بینواتوجروا
المستفتی: امیر فاضل ضیاء راولپنڈی..... ۲۲/۴/۱۹۷۵

الجواب: اس مرضعہ کی تمام اولاد اس لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتے، کما فی الخلاصۃ ۲۴۴: ۱ ولو ارضعت امرأة صبیا یحرم علیہ من یقدم من اولادها ومن تاخر ﴿۳﴾.

وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۲۴۲ باب الرضاع)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجیم: (قوله: وتحل اخت اخیہ رضاعاً) یصح اتصالہ بکل من المضاف والمضاف الیه وبہما کما قدمناہ فی نظائرہ فالاول ان یكون له اخ من النسب ولهذا الاخ اخت رضاعیة والثانی ان یكون له اخ من الرضاع له اخت نسبیة.

(البحر الرائق ۳: ۳۹۶ کتاب الرضاع)

﴿۳﴾ (خلاصۃ الفتاویٰ ۲: ۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

اخوت رضاعی کے باوجود نکاح حرام اور اس سے منکر ہونا یا کرانا حرام بلکہ کفر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ نے اپنی پوتیوں اور پوتوں کو ایام رضاعت میں دودھ پلایا ہے کیا ان کے درمیان نکاح ہو سکتا ہے؟ اور جو صلاح کار اس حرمت کو ختم کرنے کیلئے ہندہ کو باوجود دودھ پلانے پر مکمل شہادت کے منکر کر رہے ہیں مجرم ہیں یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: عبدالرشید اوگٹی مانسہرہ..... ۲۶/ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: اخوت رضاعی کی وجہ سے ان پوتیوں اور پوتوں کا باہمی نکاح حرام ہے (قرآن) ﴿۱﴾۔ اور شہادت شرعیہ کے باوجود منکر ہونا یا کرانا حرام بلکہ کفر ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق
رضاعی بھانجی سے نکاح درست نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ نے ایک لڑکی عمرہ کو اپنی بیٹی کے
﴿۱﴾ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: حرمت علیکم امہتکم و بنتکم و اخواتکم و عمتکم و خلتکم
و بنت الاخ و بنت الاخت و امہتکم التی ارضعنکم و اخواتکم من الرضاعة.
(سورة النساء پارہ: ۴، رکوع: ۱۵، آیت: ۲۳)

﴿۲﴾ قال الشيخ محمد عمر النسفی: واستحلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر اذا
ثبت كونها معصية بدليل قطعی..... وعلى هذه الاصول يتفرع ما ذكر في الفتاوى من انه اذا
اعتقد الحرام حلالاً فان كانت حرمة لعينه وقد ثبت بدليل قطعی والا فلا بان يكون حرمة
لغيره او ثبت بدليل ظنی..... فقال من استحل حراما وقد علم في دين النبي عليه السلام
تحريمه كنكاح ذوی المحارم او شرب الخمر..... من غير ضرورة فكافر وفعل هذه الاشياء
بدون الاستحلال فسق.

(شرح العقائد ۱۲۰ بحث استحلال المعصية كفر)

ساتھ دودھ پلایا، اب ہندہ (مرضعہ) کے بیٹے اور عمرہ (رضیعہ) کی بیٹی کا نکاح ہو سکتا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: حافظ عطاء الرحمن کامپوری (متعلم حقانیہ)..... ۱۹۷۷ء/۶/۲۳

الجواب: چونکہ رضاعت میں مقدم اور مؤخر کا حکم یکساں ہوتا ہے، کما فی خلاصۃ

الفتاویٰ ۲: ۲۲۲، ولو ارضعت امرأة صبیا يحرم عليه من يقدم من اولادها ومن
تاخر ﴿۱﴾ لہذا یہ لڑکی ان لڑکوں کی رضاعی بہن ہے، اور اس عمرہ کی لڑکی ان لڑکوں کی بھانجی ہے، جو کہ
حرام ہے، لحديث يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ﴿۲﴾ وہی السبع المذكورة
فی قوله تعالى: حرمت عليكم (الآية) ومنها بنات الاخت ﴿۳﴾. وهو الموفق

رضاعی پھوپھی سے نکاح درست نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عمر کی ایک بیوی ہے اس سے ایک

لڑکی پیدا ہوئی وہ بیاہی گئی اور عمر کی بیوی مر گئی پھر عمر نے دوسری شادی کی، اس عورت سے زید پیدا ہوا تو یہ
پہلی بیوی کی لڑکی زید کی بہن بن گئی پھر اس بہن نے زید کو دودھ دیا جب زید نے بھی شادی کی، اس کا لڑکا
بکر پیدا ہوا اور اس بہن کی لڑکی پیدا ہوئی تو کیا بکر کیلئے یہ لڑکی جائز ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: سید احمد شاہ متعلم حقانیہ..... ۱۹۷۵ء/۱/۲۲

﴿۱﴾ (خلاصۃ الفتاویٰ ۲: ۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

﴿۲﴾ (رواہ البخاری فی کتاب الشهادات باب الشهادة علی الانساب والرضاع، ورواہ
مسلم فی کتاب الرضاع باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ورواہ النسائی فی النکاح باب
تحريم بنت الاخ من الرضاع من حديث ابن عباس رضی اللہ عنہ)

﴿۳﴾ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: حرمت علیکم امہتکم وبناتکم واخواتکم وعمتکم وختکم
وبنت الاخ و بنت الاخت. (سورة النساء پارہ: ۵، رکوع: ۱۵، آیت: ۲۳)

الجواب: چونکہ رضاعت میں مقدم اور مؤخر کا حکم یکساں ہوتا ہے، کما فی الخلاصة ۲۴۴: ۱ ولو ارضعت امرأة صبیا يحرم عليه من يقدم من اولادها ومن تاخر ﴿۱﴾ لہذا یہ لڑکی اس لڑکے (بکر) کیلئے رضاعی عمہ ہے اور محرّمہ ہے، لحدیث يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ﴿۲﴾. وفی الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۳۸۳: ۲ وحرّم الكل مما مرّ تحریمہ نسباً ومصاہرۃ رضاعاً ﴿۳﴾. وهو الموفق

رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکے نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے، اس دادی کی بیٹی جو کہ اس لڑکے کی پھوپھی ہے کی بیٹی سے اس لڑکے کا نکاح جائز ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: نور حبیب شاہین چپل میکر شب قدر..... ۱۹۷۵ء/۳/۱

الجواب: اس لڑکے کا اس لڑکی کے ساتھ نکاح حرام ہے، لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم: يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب رواہ الشیخان ﴿۴﴾. وفی الدر المختار: حرم علی المتزوج بنت اخیہ واختہ وبننتها (الی ان قال) وحرّم الكل مما مرّ تحریمہ نسباً ومصاہرۃ رضاعاً الا ما استثنیٰ فی بابہ، (باب المحرمات) ﴿۵﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (خلاصة الفتاوى ۲: ۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

﴿۲﴾ (الصحيح البخارى ۲: ۷۶۳ کتاب النکاح باب قوله تعالى وامهاتکم اللاتی ارضعنکم)

﴿۳﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۲ فصل فی المحرمات)

﴿۴﴾ (رواه البخارى ۲: ۷۶۳ کتاب النکاح، ومسلم ۱: ۴۶۷ کتاب الرضاع)

﴿۵﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۱، ۳۰۲ فصل فی المحرمات)

سوتیلی نانی کے دودھ پینے سے حقیقی ماموں زادی سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنی ماموں زادی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں، لیکن مجھے میری سوتیلی نانی نے جو کہ میرے نانا کی زوجہ ہے لیکن نہ میری والدہ کی والدہ ہے نہ ماموں کی، اس نے مجھے دودھ دیا ہے، تو کیا اب میں اپنے حقیقی ماموں کی لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہوں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: سردار از خان دیر بازار ضلع دیر بالا..... ۲۹/شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: چونکہ لبن الفحل کے قاعدہ پر نانا کی تمام اولاد آپ کے رضاعی بھائی بہن ہیں، لہذا آپ اس گے ماموں کی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتے، کما فی رضاع الہندیہ ۱: ۳۴۳ و ہذہ الحرمة کما ثبت فی جانب الام تثبت فی جانب الاب وهو الفحل الذی نزل اللبن بوطنہ کذا فی الظہریۃ، یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولہما وفروعہما من النسب الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق

مرضعہ کے دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی بیٹی کے ساتھ رضاع کے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ نے عہد طفولیت میں ایک عورت کا دودھ پی لیا ہے میں نے جس زوج (شوہر) کی موجودگی میں دودھ پی لیا تھا وہ فوت ہو گیا، مذکورہ عورت نے پھر دوسرے شخص سے نکاح کیا، اور اس دوسرے شوہر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اب بندہ نے اس لڑکی کے ساتھ منگنی کی ہے، منگنی سے قبل بندہ نے ایک مولوی صاحب سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا، تو

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

انہوں نے نکاح درست ہونے کا کہا اور دلیل یہ بیان کی کہ چونکہ آپ کے دودھ کے وقت شوہرا لگ تھا، اور اس لڑکی کا والد لگ ہے، لیکن مجھے تشفی نہیں ہوئی آپ صاحبان فتویٰ کے رو سے کیا فرماتے ہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: نادر خان میجر حبیب بینک ناوگئی باجوڑ..... ۱۹/۸/۱۹۷۷

الجواب: محترم! آپ پر اس عورت (مرضعہ) کی تمام بیٹیاں حرام ہیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کما فی خلاصۃ الفتاویٰ ۱: ۲۴۴ ولو ارضعت امرأة صبیا يحرم عليه من يقدم من اولادها ومن تأخر ﴿۱﴾ وفي الهندية ۱: ۳۶۵ يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من نكح الرضاع جميعا حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا الارضاع او بعده (الی ان قال) فالكل اخوة الرضيع واخواته ﴿۲﴾. وهو الموفق

دودھ میں اصلی غیر اصلی کی تقسیم جاہلانہ تقسیم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جی خان اور لال زمرود چچا زاد بھائی بہن ہیں، ان دونوں نے اپنی سگی پھوپھی کا دودھ پی لیا تھا، مگر فرق یہ ہے کہ لال زمرود نے پھوپھی کا اصل دودھ پی لیا ہے، اور جی خان نے پھوپھی کا شوہر فوت ہونے کے تقریباً بیس سال بعد جو دودھ نکل آیا ہے وہ غیر اصلی دودھ پی لیا ہے تو کیا جی خان کیلئے لال زمرود کی کسی لڑکی سے نکاح درست ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: شیرولی خان آزاد کشمیر جمنٹ بلوچستان..... ۷/رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

الجواب: صورت مسئلہ میں اس شخص جی خان پر لال زمرود کی تمام بیٹیاں حرام ہیں، یہ اصلی غیر اصلی کی تقسیم جاہلانہ تقسیم ہے، کما فی رضاع شرح التویر: ولو بکراً او میتة او آئسة ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (خلاصۃ الفتاویٰ ۲: ۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

﴿۳﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۴۳۷ باب الرضاع)

رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو بھائی ہیں بڑے بھائی کی بیوی نے چھوٹے بھائی کو دودھ دیا ہے، اچانک کسی حادثہ میں یہ چھوٹا بھائی فوت ہوا کیا بڑے بھائی کیلئے چھوٹے بھائی کی منکوحہ سے نکاح جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: شیر زمان پیر پیائی..... ۱۹۷۳ء/۷/۵

الجواب: رضاعی بیٹے کی بیوی محرمات سے ہے، كما في الهندية: وامرأة الرضيع

حرام على الرجل (هنديه ۱: ۳۶۶) ﴿۱﴾. وهو الموفق

رضاعی چچا سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی شریف کی زوجہ نے اپنی بہن کی بیٹی کو دودھ پلایا، کیا اس لڑکی اور شریف کے بھائی منارگل کے درمیان نکاح جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: روح الامین پیش امام بابوزئی ضلع مردان

الجواب: چونکہ یہ شخص اس لڑکی کا رضاعی چچا ہے، لہذا ان کے درمیان نکاح حرام ہے،

بدليل رواية البخاري: ليلج عليك افلح فانه عمك من الرضاعة ﴿۲﴾ وصرح به في

﴿۱﴾ (فتاوى عالمگیریہ ۱: ۳۲۳ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ وعن عائشة قالت جاء عمي من الرضاعة فاستاذن علي فابيت ان اذن له حتى اسأل رسول الله ﷺ فجاء رسول الله ﷺ فسأله فقال انه عمك فاذني له قالت فقلت له يا رسول الله انما ارضعتني المرأة ولم ير ضعتني الرجل فقال رسول الله ﷺ انه عمك فليلج عليك وذلك بعدما ضرب علينا الحجاب، متفق عليه.

(مشکوٰۃ المصابیح ۲: ۲۷۳ باب المحرمات)

جميع كتب الفروع ﴿۱﴾. وهو الموفق

رضاعی خالہ بھی محرمات سے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو سگی بہنیں ہیں چھوٹی بہن نے بڑی بہن کا دودھ پی لیا ہے اب بڑی بہن کی لڑکی ہے اور چھوٹی بہن کا لڑکا ہے ان دونوں کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولوی عزیز الرحمن بازار گئے صوابی..... ۹/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی خالہ ہے جو کہ محرمات سے ہے والمستند من الواضحات لانه يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب ﴿۲﴾. وهو الموفق

رضاعت میں مقدم اور مؤخر اولاد کا یکساں حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ نامی عورت کے لطن سے لڑکے لڑکیاں موجود تھے، نیز ایک بڑا لڑکا سویتلا اس شوہر سے بھی موجود تھا، جس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور خود ہندہ مذکورہ کے پاس بھی ایک بچہ پیدا ہوا، جس کے ساتھ ہندہ نے پسر پسر مذکور کو دودھ پلایا، جس سے رضاعت ثابت ہے، اس کے بعد ہندہ کے کسی دوسرے لڑکے کے ہاں ایک دختر پیدا ہوئی تو اس صورت میں مابین پسر پسر کلاں مذکور جس کو ہندہ نے دودھ پلایا ہے اور دختر پسر ثانی کی عقد مناکحت از روئے شرع

﴿۱﴾ وفي الهندية: يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصلولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعا..... واخو الرجل عمه واخته عمته الخ.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۲: ۳۳۳ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ (رواہ البخاری ۲: ۷۶۳ کتاب النکاح، ورواہ مسلم ۱: ۲۶۷ باب تحريم الرضاعة

کتاب الرضاع، ورواہ النسائی ۶: ۱۰۰ باب تحريم بنت الاخ من الرضاع)

صحیح ہے؟ مزید وضاحت مسئلہ یہ ہے کہ رشتہ کے اعتبار سے پسر پسر مذکور اور دختر پسر ثانی آپس میں چچا زاد بہنیں بھائی ہیں مگر پسر پسر مذکور نے اپنے ایک نو مولود چچا کے ساتھ اپنی دادی کا دودھ پیا ہے جس کی وجہ سے صورت مسئلہ وضاحت طلب ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد وارث..... ۵/۶/۱۹۷۳

الجواب: چونکہ رضاعت میں مقدم اور مؤخر کا حکم یکساں ہوتا ہے، کما فی خلاصة الفتاویٰ ۱: ۲۲۳ وغیرہا ﴿۱﴾، لہذا ہندہ کی تمام اولاد اس مذکور کے کیلئے بھائی بہن رضاعی ہوتے ہیں اور ان کی اولاد اس مذکور کے کے بھتیجے اور بھتیجیاں ہیں جو حدیث: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب ﴿۲﴾ اور تصریح فقہاء کی بنا پر حرام ہیں ﴿۳﴾۔ وہو الموفق

سو تیلی رضاعی بھتیجی سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور بکر باپ شریک بھائی ہیں، باپ کا نام خالد ہے جبکہ زید کا ایک رضاعی بھائی عمرو ہے جس نے زید کی ماں کا دودھ پیا ہے، اب عمرو کی ﴿۱﴾ قال العلامة طاہر بن عبد الرشید: ولو ارضعت امرأة صبیا یحرم علیہ من یقدم من اولادہا ومن تاخر.

(خلاصة الفتاویٰ ۲: ۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاکفاء)

﴿۲﴾ (رواہ البخاری ۲: ۷۶۳ باب قوله تعالیٰ وامہاتکم اللتی ارضعنکم، ورواہ مسلم ۱: ۳۶۷ باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ورواہ النسائی ۶: ۱۰۰ باب تحريم بنت الاخ من الرضاع) ﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: ويثبت به وان قل امومية المرضعة للرضيع ويثبت ابوة زوج مرضعة اذا كان لبنها منه له والا لا كما سيجي فيحرم منه اي بسببه ما يحرم من النسب رواه الشيخان.

(الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۳۹ باب الرضاع)

ایک لڑکی ہے کیا بکر اس عمر کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمود شاہ دارالعلوم فیض الاسلام نستہ چار سدہ ۶/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: اگر یہ دودھ خالد سے ہو تو مسئلہ لبن الفحل کی بنا پر بکر بھی عمر و کارضاعی بھائی ہے اسلئے

بکر کا عمر کی بیٹی سے نکاح حرام ہے، یہ لڑکی زید اور بکر کی رضاعی بھتیجی ہے، وقال النبی ﷺ:

یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب ﴿۱﴾ . وهو الموفق

بکر کیلئے مرضعہ کے کسی اولاد سے نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور بکر نے اکٹھے زید کی والدہ

کا دودھ پی لیا ہے، اب بکر نے زید کی بڑی بہن کی بیٹی گھر سے اغوا کر کے لے گیا ہے اور اس کے ساتھ نکاح

کرنا چاہتا ہے، کیا یہ نکاح کرنا جائز ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولانا محمد یونس لنگا کوئے ایبٹ آباد ۱۹۷۵ء/۵/۳

الجواب: بکر کیلئے اس مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) کی کسی اولاد سے نکاح کرنا جائز

نہیں، كما في الخلاصة ۱: ۲۴۴ ولو ارضعت امرأة صبيا يحرم عليه من يقدم من

اولادها ومن تأخر ﴿۲﴾ وهكذا في سائر كتب الفتاوى ﴿۳﴾ . وهو الموفق

﴿۱﴾ (رواه البخاری ۲: ۷۶۴ باب قوله تعالى وامهاتكم اللاتي ارضعنكم، ورواه مسلم

۱: ۴۶۷ باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ورواه النسائي ۶: ۱۰۰ باب تحريم بنت الاخ

من الرضاع)

﴿۲﴾ (خلاصة الفتاوى ۲: ۱۲ قبيل الفصل الخامس في الاكفاء)

﴿۳﴾ وفي الهندية: يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصلولهما وفروعهما..... حتى ان

المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا..... (بقية حاشيه اگلے صفحہ پر)

دودھ پلانے والی کی تمام اولاد سے پینے والا نکاح نہیں کر سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم دو بھائی بہادر خان اور بہادر سید ہیں، ہمارے ماموں کی لڑکی لعلی کنور نے میری ماں کا دودھ پی لیا ہے، اور اس لڑکی کو دودھ پلانے کے دس دن بعد والدہ نے مجھے دودھ سے چھڑایا، جبکہ میرے بھائی بہادر خان مجھ سے ڈھائی سال بڑے ہیں، مطلب یہ ہے کہ میں اور لعلی کنور نے یکجا دودھ پی لیا ہے، اب بڑے بھائی بہادر خان کی منگنی لعلی کنور سے ہوگئی، یہاں کے علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ نکاح نہیں ہو سکتا، آپ صاحبان فتویٰ کی روشنی میں ہمیں آگاہ کریں؟ بینواتوجروا

المستفتی: بہادر سید چترال..... ۱۹۷۵ء/۴/۲۳

الجواب: اس مرضعہ (دودھ پلانے والی) کی کوئی اولاد اس لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی، از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند ﴿۱﴾ وفي الخلاصة ۱: ۲۴۳ ولو ارضعت امرأة صبيا يحرم عليه من يقدم من اولادها ومن تأخر ﴿۲﴾ وهكذا في سائر كتب الفتاوى ﴿۳﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) الارضاع او بعدہ او ارضعت رضیعا او ولد لهذا الرجل من غیر هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعدہ او ارضعت امرأة من لبنه رضیعا فالكل اخوة الرضیع و اخواته الخ.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

﴿۱﴾ (شرح الوقایة ۲: ۶۷ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ (خلاصة الفتاوى ۲: ۱۲ قبیل الفصل الخامس فی الاكفاء)

﴿۳﴾ وفي الهندية: يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع و اصولهما و فروعهما من النسب و الرضاع جميعا حتى ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل او غيره قبل هذا الارضاع او بعدہ او ارضعت رضیعا او ولد لهذا الرجل من غیر هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعدہ او ارضعت امرأة من لبنه رضیعا فالكل اخوة الرضیع و اخواته الخ.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

رضاعی باپ کی دوسری بیوی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، جس میں اس عورت کی ایک بیٹی بھی شریک تھی، یہ عورت بکر کی زوجہ ہے بکر کی دوسری بیوی زاہدہ ہے، اس کی بیٹی زید کیلئے نکاح میں لانا جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: تاج محمد..... ۲۰/۴/۱۹۷۴

الجواب: بکر کی اس بیٹی کے ساتھ بھی زید کا نکاح حرام ہے، یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولهما وفروعهما (الی ان قال) او ولد لهذا الرجل من غیر هذه المرأة قبل هذا الارضاع او بعده ﴿۱﴾. وهو الموفق

رضاعی بہن بھائی کا لاعلمی کی بنا پر کئے ہوئے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نواز اور مقصودہ رضاعی بہن بھائی ہیں لیکن لاعلمی کی بنا پر ان کا آپس میں نکاح کر دیا گیا، اب شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: حبیب اللہ جامع مسجد کوہ مری

الجواب: اگر یہ رضاعت مبرہن یا مسلم ہو تو تفریق ضروری ہوگی اور خاوند کی متارکت یا حاکم کی تنسیخ سے قبل یہ زوجہ (مقصودہ) دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی ہے ﴿۲﴾ نیز یہ زوجہ نفقہ یا عصمت کی وجہ

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله الا بتفريق القاضی لتضمنها حق العبد) فلا بد من القضاء ای ان لم توجد المتاركة لما فی النهر الحاصل ان المذهب عندنا كما قال الزيلعي فی اللعان ان النكاح لا يرتفع بحرمة الرضاع والمصاهرة بل يفسد..... وفي الفاسد لا بد من تفريق القاضی او المتاركة بالقول فی المدخول بها وفي غيرها يكتفى بالمفارقة بالابدان.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۴۸ قبیل کتاب الطلاق)

سے بذریعہ مسلمان حاکم تنسیخ نکاح کرا سکتی ہے، کما فی الحیلة الناجزة ﴿۱﴾. وهو الموفق

شادی کے بعد رضاعت ثابت ہونے پر متارکت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زینب نے ایک لڑکے کو دودھ پلایا، پھر اپنی لڑکی کی شادی اس سے کرادی شادی سے پہلے یا شادی کے وقت رضاع کا تذکرہ نہیں کیا پھر شادی کے چند سالوں بعد اس کا تذکرہ کیا، کوئی شرعی شہادت موجود نہیں ہے اب اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا غلام جلیل صاحب مدرس مدرسہ مفتاح العلوم ہنگو..... ۱۹۸۶ء/۱۰/۷

الجواب: اگر زوجین یا صرف زوج اس مرضعہ کی تصدیق کرتا ہے تو اس خاوند پر اس بیوی کی

متارکت ضروری ہے (کما فی ردالمحتار ۲: ۵۶۸) ﴿۲﴾. وهو الموفق

شادی کے بعد رضاعت کا دعویٰ اور انکار کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغ لڑکی کی پرورش دادی نے کی تھی اس دادی نے اس کی شادی اپنے ایک نواسے سے کی، بچی بالغ ہوئی بلکہ بلوغت پر بھی آٹھ دس سال گزرے ہیں، لڑکے نے دوسری جگہ شادی کرنی چاہی تب جا کر بہانہ بنایا گیا کہ اس لڑکی نے دادی کا دودھ پیا ہے تھن چوسا ہے، جو بہت ہی بوڑھی اور بیوہ تھی دادی فوت ہو چکی ہے بہر حال بے فکری اور مجبوری

﴿۳﴾ (حیلة ناجزہ ۸۶، ۱۶۹ للشیخ اشرف علی التہانوی)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: تنبیہ: فی الہندیۃ تزوج امرأۃ فقالت امرأۃ ارضعتکما فہو علی اربعۃ اوجہ، ان صدقاھا فسد النکاح..... وان کذباھا وہی عدلۃ فالتنزه المفارقة..... وکذا لو شہد غیر عدول او امرأتان او رجل وامرأۃ وان صدقھا الرجل وکذبتھا فسد النکاح..... وان بالعکس لا یفسد ولھا ان تحلفہ ویفرق اذا نکل.

(ردالمحتار ہامش الدر المنختار ۲: ۳۳۸ قبیل کتاب الطلاق)

میں لڑکی کا نکاح کے اوپر نکاح دوسرے لڑکے سے پڑھایا گیا صرف ایک رات گزری صبح یہ دوسرا جوان جو مفرورتھا گرفتار ہوا اور جیل میں چل بسا پہلے نو جوان نے اسے طلاق نہیں دی اور نہ طلاق دینا چاہتا تھا آپ فتویٰ کی روشنی میں بتائیں کہ رضاعت کے عدم ثبوت کی صورت میں سابقہ یعنی پہلا نکاح بحالہ قائم ہے یا نہیں؟ یاد رہے کہ ابھی تک کوئی غیر جانبدار شہادت تا حال موجود بھی نہیں ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: شیر محمد اکبر پورہ ۷۰ سی نو شہرہ ۱۹۷۲ء/۶/۲۴

الجواب: اگر شہادت شرعی یعنی دو مرد یا ایک مرد و دو عورت موجود نہ ہو تو اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ بر حال خود باقی ہے، بشرطیکہ اس لڑکے نے اس لڑکی کی دادی کے سینہ سے دودھ پینے پر اصرار نہ کیا ہو ورنہ اصرار کے وقت (مثلاً یہ کہا ہو کہ بات حقیقت ہے یہ ٹھیک ہے اس سے میں واپس نہیں ہوتا ہوں) نکاح کا عدم ہوا ہے اور آئندہ کیلئے نکاح حرام ہے، وفي الهندية: الرضاع يظهر باحد الامرین احدهما الاقرار والثانی البينة ولا يقبل فی الرضاع الا شهادة رجلین او رجل وامرأتین (۱: ۳۷۰) وفيها ايضاً ولو تزوج امرأة ثم قال بعد النكاح هي اختي من الرضاعة او ما اشبهه ثم قال او همت ليس الامر كما قلت لا يفرق بينهما استحساناً ولو ثبت على هذا المنطق وقال هو حق كما قلت فرق بينهما ولو جحد بعد ذلك لا ينفعه جحدده ﴿۱﴾ وفي ردالمحتار بمعناه (۲: ۵۶۶) ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۷ کتاب الرضاع)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: والرضاع حجته حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل و عدلتين، وقال العلامة ابن عابدين: وكذا لو شهد غير عدول او امرأتان او رجل وامرأة وان صدقها الرجل وكذبها فسد النكاح..... وان بالعكس لا يفسد ولها ان تحلفه ويفرق اذا نكل.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۲۳۸ قبيل كتاب الطلاق)

حرمت رضاعت کی وجہ سے نکاح، متارکت، مہر اور اولاد وغیرہ کے مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ ہندہ نے اپنی بیٹی جمیلہ کے ساتھ اپنے بھتیجے زید کو دودھ پلایا ہے اب (۱) جمیلہ کی دوسری بہن رضیہ کے ساتھ زید کا نکاح جائز یا نہیں؟ (۲) اگر جائز نہیں اور غفلت کی وجہ سے نکاح ہو گیا اور تین چار بچے بھی پیدا ہوئے تو اب تفریق واجب ہے یا نہیں؟ (۳) اگر تفریق واجب ہے تو اس عورت (رضیہ) کو مہر دینا واجب ہے یا نہیں؟ (۴) اگر تفریق کے بعد رضیہ چاہتی ہے کہ میں اپنے بچوں کے ہمراہ زید کے گھر میں رہوں تو از روئے شرع کیسا ہے؟ (۵) مہر کے بغیر جو سونا چاندی یا زیورات وغیرہ زید نے رضیہ کو دیئے ہیں وہ واپس لے سکتا ہے؟ (۶) اولاد میں سے جو زندہ ہو ان پر ماں کا حق ہے یا باپ ان کا حقدار ہے؟ (۷) کیا ان بچوں پر ولد الزنا کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟

تفصیل: ہندہ نے زید کی رضاعت کے متعلق خود اقرار کیا ہے کہ زید کو میں نے ایک بار دودھ دینے کی غرض سے گود میں بٹھایا ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں کہ اس نے دودھ پیا ہے یا نہیں، زید کی منکوحہ (رضیہ) بھی اقرار کرتی ہے کہ تم کو میری والدہ نے دودھ دیا ہے میں نے اس سے سنا ہے زید کی ماں بھی اقرار کرتی ہے کہ میری چھاتی میں دودھ نہ ہونے کی وجہ سے دو تین بار ہندہ نے زید کو دودھ پلایا ہے علاوہ ازیں زید کے والد بھی کہتا ہے کہ میری پھوپھی نے ایک بار ہندہ کو کہا تھا کہ تم نے تو زید کو دودھ دیا، کیا ایک دوسرے کے ساتھ خنی (رشتہ داری) نہیں کرو گے؟ بینواتوجروا

المستفتی: قاری نور اللہ دارالعلوم عربیہ اسلامیہ رستم مردان..... یکم فروری ۱۹۸۳ء

الجواب: (۱) بشرط ثبوت رضاع، زید پر مرضعہ (ہندہ) کی تمام بیٹیاں حرام ہیں ﴿۱﴾۔

﴿۱﴾ وفي الهندية: يحرم على الرضيع ابواه من الرضاع واصلولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعا.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۳ کتاب الرضاع)

(۲) بشرط ثبوت رضاع متارکت اور مفارقت واجب اور ضروری ہے۔ (۳) دخول کی وجہ سے مہر دینا ضروری ہے ﴿۱﴾۔ (۴) جدا کمرہ میں رہ سکتی ہے۔ (۵) عاریت واپس ہو سکتی ہے نہ تملیک۔ (۶) دونوں کا حق اولاد پر موجود ہے۔ (۷) شبہ عقد کی وجہ سے یہ حلالی ہیں حرامی نہیں ہیں ﴿۲﴾۔

نوٹ:..... جب تک دودھ نگلنا متیقن نہ ہو تو حرمت رضاع ثابت نہیں ہوتی (اشباہ

والنظائر) ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتكما فهو على اربعة اوجه ان صدقها فسد النكاح ولا مهر ان لم يدخل وان كذباها وهي عدلة فالتنزه المفارقة والافضل له اعطاء نصف المهر لو لم يدخل والافضل لها ان لا تأخذ شيئا ولو دخل فالافضل دفع كماله والنفقة والسكنى والافضل لها اخذ الاقل من مهر المثل والمسمى لا النفقة والسكنى ويسعه المقام معها وكذا لو شهد غير عدول او امرأتان او رجل وامرأة وان صدقها الرجل وكذبتها فسد النكاح والمهر بحاله وان بالعكس لا يفسد ولها ان تحلفه ويفرق اذا نكل.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۴۸ تنبيه، قبيل كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ وفي الهندية: رجل مسلم تزوج بمحارمه فجئن باولاد يثبت نسب الاولاد منه عند ابي حنيفة رحمه الله.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۵۴۰ الباب الخامس عشر في ثبوت النسب)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجيم المصري: لو ادخلت المرأة حلما ثديها في فم الرضيع ولا يدري ادخل اللبن في حلقه ام لا لا يحرم النكاح لان في المانع شكاً كذا في الولولجية.

(الاشباہ والنظائر ۶۶ القاعدة الثالثة اليقين لا يزول بالشك)

باب حرمة المصاهرة

مصاہرت کی حرمت ہمیشہ کیلئے ہے نکاح جدید سے کچھ نہیں بنتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرد کی اپنی زوجہ کی ماں سے مس بالشہوت ہوئی، آیا یہ زوجہ زوج پر بعد از تفریق قاضی یا بعد المتارکت یا بعد انقضاء العدة نکاح جدید سے اس شوہر کی دوبارہ زوجہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح جدید سے صحت ہو سکتی ہے عبارت یہ ہے: لحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة والوطى بها لا يكون زنا (شامی ۲: ۲۸۳). بینواتو جروا

المستفتی: مولانا محمد شریف بیسک گدون صوابی..... یکم محرم ۱۳۹۷ھ

الجواب: جو شخص اپنی ساس (ام الزوجہ) سے جماع وغیرہ کرے تو اس پر اپنی بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے، کما فی شرح التنویر: قبل ام امراته حرمت علیہ امراته ما لم ینظر الخ ﴿۱﴾ فقہاء کرام باب المحرمات میں وہ محرمات ذکر کرتے ہیں جو ہمیشہ کیلئے حرام ہوں اور جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اس میں مسطور ہے کہ نکاح مرتفع نہیں ہوتا جیسا کہ ظہار اور لعان سے مرتفع نہیں ہوتا۔ مراد نہیں کہ نکاح جدید سے کام بنے گا۔ وهو الموفق

حرمت مصاہرت کے اثبات کیلئے گواہوں کا نصاب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حرمت مصاہرت کے اثبات

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۰۶ فصل فی المحرمات)

کیلئے زنا کی طرح چار گواہ ضروری ہیں یا دو گواہ کافی ہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: سید رحیم خان ہنگو

الجواب: زنا کے علاوہ دیگر دعاوی کے اثبات کیلئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے پس حرمت مصاہرت کا اثبات بھی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ہو سکتا ہے، وفی الدر المختار: ولغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنيكاح وطلاق ووکالة..... رجلان او رجل وامرأتان (۴: ۵۱۳) ﴿۱﴾. وهو الموفق

حرمت مصاہرت میں شہادت نہ ہونے کی صورت میں دار مدار شوہر کی تسلیم

وتصدیق پر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی اور ساس دونوں ایک چار پائی پر سوائے ہوئے تھیں، ساس کو اپنی بیوی سمجھ کر چوما اور پاؤں دبائے، اب ساس ثبوت اور شوہر انکار اور عدم ثبوت پر قسم کرتے ہیں، اب کس کا قول معتبر ہوگا؟ بینواتو جروا
المستفتی حافظ محمد اسلم ساہیوال..... ۲۹/ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

الجواب: صورت مذکورہ میں باقاعدہ شہادت موجود نہ ہونے کی وجہ سے حرمت کا دار مدار شوہر کی تسلیم اور تصدیق پر ہوگا، کما فی رد المحتار ۲: ۳۸۵ و علی هذا ینبغی ان یقال فی مسہ ایامہا لا تحرم علی ابیہ وابنہ الا ان یصدقاہ او یغلب علی ظنہما صدقہ ﴿۲﴾ وبمعناہ فی الہندیۃ ﴿۳﴾ فلیراجع. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۴: ۳۱۳ کتاب الشہادات)

﴿۲﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۰۴ فصل فی المحرمات)

﴿۳﴾ وفی الہندیۃ: رجل قبل امرأة ابیہ بشہوة او قبل الاب..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

خواب و خیال اور غلط تصورات سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فقہ میں لکھا ہے کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا دواعی زنا سے بھی، اگر یہ چیزیں خواب یا خیال یا تصورات میں ہو جائیں تو حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: جلال احمد مردان ۲۹ / جون ۱۹۷۵ء

الجواب: یہ افعال اور تعلقات جب خواب، خیال اور تصور میں ہو ﴿۱﴾ تو کسی امام کے نزدیک موجب حرمت نہیں ہے کسی نے بھی اس کو محرمات سے شمار نہیں کیا ہے۔ وهو الموفق

احتراماً کسی عورت سے ہاتھ ملانے سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے اور ہمارے ماموں کے گھر والوں کے درمیان قدیم سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ جب میں یا میرا بھائی ماموں کے گھر جاتے ہیں تو ماموں کی بیوی ممانی اور خالہ وغیرہ جو ہم سے عمر میں بڑی ہیں تو ہم احتراماً و تعظیماً جیسا کہ مرد آپس میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں، ہم بھی ان کے آگے ہاتھ بڑھا کر وہ ہمارے ہاتھ چومتے ہیں، اب میری منگنی ماموں کی لڑکی کے ساتھ ہونے والی ہے تو ہم نے سنا ہے کہ غیر محرم کے ہاتھ پاؤں چومنا وغیرہ قائم

(بقیہ حاشیہ) امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۷۶ القسم الثانی المحرمات بالصہریہ)

﴿۱﴾ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست بہ صدورہا ما لم تعمل بہ او تتکلم، متفق علیہ.

(مشکوٰۃ المصابیح ۱: ۱۹ باب فی الوسوسۃ الفصل الاول)

مقام زنا کے ہیں جبکہ اس میں شہوت ہو جبکہ میں اس سے مبرا ہوں تو کیا ہمارا یہ نکاح صحیح ہے؟ نیز امور قائم مقام زنا کا ارتکاب خواہ عمداً ہو یا بھولے سے دھوکہ سے ہو یا مجبوری سے غم کی حالت میں ہو یا نشہ میں ان سب کا کیا حکم ہے؟ اور قائم مقام زنا کی وضاحت کیا ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: ایچ اے طور و مردان..... ۲۵/۱۰/۱۹۷۵

الجواب: واضح رہے کہ آپ کیلئے اس ماموں کی لڑکی سے نکاح کرنے میں کوئی مانع موجود نہیں ہے کیونکہ محرم وہ چھوٹا اور چومنا ہے جو کہ بطور شہوت کے ہوں اور آپ کے معاملہ میں یہ امور بطور احترام کے متحقق ہوئے ہیں شہوت نہ مسلم ہے اور نہ مبراہن ہے، نہ متیقن ہے اور نہ مظنون ہے، شک اور وہم سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور مطلوبہ امر کی وضاحت یہ ہے کہ چھوٹا اور چومنا جب شہوت کے ساتھ ہو اور اسی دوران انزال بھی ہو جائے تو یہ قائم مقام جماع نہ ہوں گے اور موجب حرمت نہ ہوں گے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

خسر کی بیوی اور بیٹی ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ خسر کی دوسری بیوی جو اپنی بیوی کی حقیقی ماں نہیں ہے بلکہ سوتیلی ماں ہے خسر کے انتقال کے بعد اس منکوحہ کی موجودگی میں اس سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: حافظ محمد نواز سرکی جیکب آباد سندھ..... ۲۰/۱۰/۱۹۸۶

الجواب: یہ جمع جائز ہے، كما في شرح التنوير: فجاز الجمع بين امرأة و بنت

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: قبل ام امراته حرمت عليه امراته مالم يظهر عدم الشهوة ولو على الفم كما فهمه في الذخيرة وفي المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة لان الاصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۳۰۶، ۳۰۷ فصل في المحرمات)

زوجها ﴿۱﴾ وبمعناه في الهداية والبحر والفتح وغير ذلك ﴿۲﴾. وهو الموفق

شہوت نہ ہونے کی صورت میں مس اور معانقہ سے مصاہرت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو غیر محرم عورتیں آپس میں گالی گلوچ پر اتر آئی تھیں میں وہاں موجود تماشا دیکھ رہا تھا اس وقت مجھ پر شہوت غالب ہوئی، کچھ دیر بعد یہ دونوں عورتیں مار پٹائی کرنے لگیں، اس دوران میں اور ان عورتوں میں سے ایک کا لڑکا چھڑانے کیلئے دوڑا، اس وقت میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا البتہ میرے ران دونوں عورتوں کے ساتھ لگے تھے، کہ میں درمیان میں صلح کر رہا تھا، اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس وقت میری شہوت تھی یا نہیں؟ دوسرا واقعہ یہ کہ میرے گھر میں کوئی فوتگی واقع ہوئی تھی، ان عورتوں میں سے ایک ہمارے گھر آئی اور اظہار غم میں مجھ سے اپنا گلہ ملا یعنی آپس میں معانقہ کیا، چونکہ یہ غم کا موقع تھا اس لئے اس وقت میں شہوت سے دور تھا، اور یہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس وقت وہ شہوت میں تھی یا نہیں، اب ان میں سے ایک کی لڑکی ہے اور دونوں عورتوں نے اسے دودھ بھی پلایا ہے اس کے ساتھ میرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: گ، ر، م، کوہاٹ..... ۱۹۶۹ء/۷/۶

الجواب: چونکہ یہ شخص جس نے مس اور معانقہ کیا ہے تحقق شہوت کا اقرار نہیں کرتا ہے اور بظاہر عدم شہوت کی علامات موجود ہیں لہذا یہ شخص اس لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، چونکہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے لہذا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد نکاح کرے، فی الدر المختار: قبل امراته

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۰۹ فصل فی المحرمات)

﴿۳﴾ وفي الهندية: ويجوز بين امرأة و بنت زوجها فان المرأة لو فرضت ذكراً حلت له تلك البنت بخلاف العكس الخ.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۷۷ القسم الرابع المحرمات بالجمع)

حرمت عليه امراته ما لم يظهر عدم الشهوة..... او المعانقة كالتقبيل، وقال الشامي: وفي الفتح والحاصل انه اذا اقر بالنظر وانكر الشهوة صدق بلا خلاف وفي المباشرة لا يصدق بلا خلاف فيما اعلم وفي التقبيل اختلف فيه قيل لا يصدق لانه لا يكون الا عن شهوة غالباً فلا يقبل الا ان يظهر خلافه بالانتشار ونحوه وقيل يقبل وقيل بالتفصيل بين كونه على الرأس والجبهة والخد فيصدق او على الفم فلا والارجح هذا، الا ان الخد يتراءى الحاقه بالفم انتهى باختصار يسير ﴿١﴾، وقلت: قد علمت ان المعانقة كالتقبيل فافهم. وهو الموفق

مس ومعانقة میں انزال کی صورت میں حرمت مصاہرت واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ماموں کے پاس رہتا ہوں اور ممائی میرے ساتھ اپنے بچوں کی طرح محبت کرتی ہے ایک دفعہ شام کو میرا اس کے ساتھ جھگڑا ہوا میں ناراض ہو کر کمرے میں جا کر سو گیا، کچھ دیر بعد وہ آئی اور مجھے جگا کر چہرے اور ماتھے پر بوسہ دیتی رہی، میں نے ماں کی طرح محبت کی وجہ سے اس کے گردن میں ہاتھ ڈالے اور ممائی نے مجھے اپنے گلے سے لگایا، میں نے محبت کی وجہ سے اس کے پستان کو چوما، جس سے مجھے انزال ہو گیا، میں از حد پریشان ہوا غلط ارادہ کوئی نہیں تھا، دوسرے دن ماموں کی موجودگی میں ممائی نے کہا کہ بیٹا کل مجھ سے ناراض ہو گیا تھا اور پھر میرے ماتھے کو چومنی لگی اور گلے لگایا کہ تو تو میرا بیٹا ہے اس دوران پھر میرا انزال ہو گیا، دوسرے دن میں نے ممائی کو بتایا کہ تم میرے ساتھ پیار نہ کرو کیونکہ معاملہ اس قسم کا ہے، وہ بہت پریشان ہوئی اب ماموں چاہتا ہے کہ میں اس کی لڑکی سے شادی کروں میں نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ نکاح نہیں

﴿١﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹ فصل فی المحرمات)

ہوسکتا، دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ ہوسکتا ہے، براہ کرم جواب سے نوازیں کہ اس سے حرمت مصاہرت واقع ہوگئی ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: نامعلوم..... ۵/صفر/المظفر ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر اس مس اور معانقہ کے وقت تیرا انزال ہوا ہو تو حرمت مصاہرت واقع نہیں ہوئی ہے بشرطیکہ وہ ممانی شہوت میں مبتلا نہ ہوئی تھی، کما فی شرح التنویر علی هامش الشامیة ۲: ۳۸۶
فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به یفتی ابن کمال وغیرہ ﴿۱﴾. وهو الموفق
زوج کے دادا کے آلہ تناسل پر نظر پڑنے اور پاؤں دبانے سے حرمت مصاہرت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری اہلیہ نے مجھے بتایا کہ میں کوٹھے پر گئی تو تمہارا دادا پیشاب کر رہے تھے میری نظر اچانک اس کے عضو تناسل پر پڑ گئی، بڑی شرمندگی کے ساتھ یہ اظہار کرتے ہوئے چلنے لگی کہ گویا میرا دھیان اسی طرف نہیں ہوا ہے میرے استفسار پر معلوم ہوا کہ آلہ تناسل انتشار میں نہیں تھا، یعنی شہوت نہیں تھی، بہر کیف میری بیوی کی شہوت یا دادا کی شہوت کے متعلق تو میں نہیں پوچھ سکتا، اور شرعی طور پر پوچھنے کا کیا طریقہ ہے؟ اگر کوئی طریقہ نہیں تو پھر نہیں پوچھوں گا، البتہ میرے دادا کی عمر اسی سال کے لگ بھگ ہے، علاوہ ازیں میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ میری بیوی اس بوڑھے دادا کا بعض مرتبہ پاؤں بھی دباتی ہے کیا منع کرنا چاہئے؟ اور صورت مسئلہ میں حرمت مصاہرت کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: نامعلوم..... وزارت تجارت اسلام آباد..... ۱۹۷۵ء/۱۰/۲۳

الجواب: چونکہ نظر اور پاؤں دبانے کی صورتوں میں شہوت نہ مسلم ہے اور نہ مبرہن نہ متیقن

﴿۱﴾ الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۰۴ فصل فی المحرمات

ہے اور نہ مظنون، البتہ موہوم ہے اور مشکوک ہے لہذا صورت مسئلہ میں حرمت مصاہرہ کا کوئی خطرہ نہیں ہے ﴿۱﴾ اور شہوت کے متعلق تفتیش کرنا نہ ممنوع ہے اور نہ مطلوب ہے، لہذا آپ تفتیش سے وساوس کا دروازہ نہ کھولیں اور یہ پاؤں دبانا حرام ہے آئندہ کیلئے بند کیا جائے ﴿۲﴾۔ وہوالموفق

بوسہ لیتے وقت انزال نہ ہوا ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک عورت کو گود میں لے کر بوسہ لیا اور چھ سال گزرنے کے بعد شخص مذکور نے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کیا، کیا یہ نکاح جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالودود معلم دارالعلوم حقانیہ..... ۱۱/ ذی الحجۃ ۱۳۹۷ھ

الجواب: اگر بوسہ لینے والے اور اس عورت دونوں کا انزال نہ ہوا ہو تو اس آدمی پر اس عورت

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله والعبرة للشهوة عند المس والنظر) قال في الفتح وقوله بشهوة في موضع الحال فيفيد اشتراط الشهوة حال المس فلو مس بغير شهوة ثم اشتهى عن ذلك المس لا تحرم عليه وكذلك في النظر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۳ فصل في المحرمات)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وما حل النظر اليه حل مسه ونظره وغمزه من غير حائل ولكن انما يباح النظر اذا كان يامن على نفسه الشهوة فاما اذا كان يخاف على نفسه الشهوة فلا يحل له النظر وكذلك المس انما يباح له اذا امن على نفسه وعليها الشهوة واما اذا خاف على نفسه او عليها الشهوة فلا يحل المس له ولا يحل ان ينظر الى بطنها او الى ظهرها ولا الى جنبها ولا يمس شيئا من ذلك كذا في المحيط.

(فتاوى عالمگیریہ ۵: ۳۲۷ الباب الثامن فيما يحل للرجل الخ)

کی تمام بیٹیاں حرام ہیں ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

لمس، نوچنا، بوسہ دینا، گلے لگانا وغیرہ سے حرمت مصاہرت اور مذہب غیر کو

اختیار کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) غیر محرمہ کو مس کرنے سے حرمت مصاہرت لازم ہوتی ہے؟ (۲) لمس بالشهوة کی کیا تعریف ہے جو موجب حرمت ہے؟ (۳) مطلق مس سے حرمت ہوتی ہے یا کوئی قید بغیر شہوت کے ہے جیسے نوچنا یا گلے لگانا یا بوسہ دینا؟ (۴) اگر مصافحہ شہوت کے ساتھ ہو تو موجب حرمت ہے؟ (۵) اگر کسی عورت کو ناخن سے نوچا جائے تو بھی حرمت ہوگی؟ (۶) اگر ایک حنفی المسلمک صرف اس ایک مسئلہ میں مذہب شافعی پر عمل کرے تو کیا یہ صحیح ہے یا گناہ کا مرتکب ہوگا؟ بینوا تو جروا

المستفتی: مولانا فضل قادر مدرسہ جیبہ ترنگزئی چارسدہ..... ۲۲/ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

الجواب: (۱) لازم ہوتی ہے جبکہ شہوت سے ہو۔ (۲) مس سے مراد بلا حائل کے ہاتھ لگانا ہے اور ایسے حائل کے ساتھ کہ وہ حرارت کی وجدان سے مانع نہ ہو اور شہوت سے مراد یہ ہے کہ آلہ حرکت شروع کرے یا حرکت میں زیادت آجائے اور اسی طرح عورت کا دل حرکت شروع کرے یا حرکت زیادہ ہو جائے۔ (۳) مس جب شہوت سے ہو موجب حرمت ہے اگرچہ نوچنا اور گلے لگانا اور بوسہ دینا نہ ہو۔

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: واصل ممسوسته بشهوة..... هذا اذا لم ينزل فلو انزل مع

مس او نظر فلا حرمة به یفتی.

(الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۰۴ فصل فی المحرمات)

(۳) لازم ہوگی۔ (۵) لازم ہوگی اگر شہوت سے ہو ﴿۱﴾۔ (۶) اتباع ہوئی ہے اور حرام ہے اور حادثہ کے تحقق سے پہلے اس مذہب کو مختار کرنا اہل کیلئے حرام نہیں ہے لیکن اہل کہاں ہیں ﴿۲﴾۔ وہوالموفق
فرج داخل کو شہوت سے دیکھنا موجب حرمت ہے نہ کہ مطلق نظر شہوت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے والدہ کو غلط نظر سے دیکھا، کیا اس شخص پر اپنی بیوی حرام ہوگئی؟ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ فرج داخل کو دیکھنے سے حرمت واقع ہوتی ہے کیا یہ درست ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: حمد اللہ..... ۱۹۸۶ء/۸/۳

الجواب: فرج داخل کو نظر شہوت سے دیکھنا موجب حرمت مصاہرت ہے نہ کہ مطلق نظر شہوت، كما في الهندية ۱: ۲۹۱ والمعتبر النظر الى الفرج الداخل هكذا في الهداية ﴿۳﴾. وهوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: واصل ممسوسة بشهوة ولو لشعر على الرأس بحائل لا يمنع الحرارة..... والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما وحدها فيهما تحرك آله او زيادته به يفتى وفي امرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه او زيادته الخ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۴ فصل في المحرمات)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: العالم الذي يعرف معنى النصوص والاخبار وهو من اهل الدراية يجوز له ان يعمل عليها وان كان مخالفا لمذهبه، قلت: لكن هذا في غير موضع الضرورة..... لو افتى مفت بشيء من هذه الاقوال في مواضع الضرورة طلبا للتيسير كان حسناً.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۱: ۵۵ مقدمه)

﴿۳﴾ (فتاوى عالمگیریہ ۱: ۲۷۲ القسم الثاني المحرمات بالصهرية)

مرد کا مرد کو شہوت سے مس کرنا یا لواطت، موجب حرمت مصاہرت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرد دوسرے مرد کو حالت شہوت میں مس کرے یا اس سے بھی آگے جائے اس کے بعد یہ مرد اس دوسرے مرد کے خواہر سے نکاح کرے، کیا یہ نکاح جائز رہے گا؟ بینواتوجروا
المستفتی: محمود الحسن انصاری شالدرہ کوئٹہ..... ۲/۵/۱۹۹۱

الجواب: چوں مردے مرد دیگر را مس کند یا با لواطت کند موجب حرمت مصاہرت نیست، و ایں ماس لواطت کنندہ بہ دختر و ہمیشہ ممسوس و موطوء نکاح کردہ مے شود، کما فی ردالمحتار ۲: ۳۸۷ باب المحرمات عن الولو الجیة رجل اتی رجلاً له ان یتزوج ابنته ﴿۱﴾. وهو الموفق

نابالغ لڑکے سے زنا کرانا موجب حرمت مصاہرت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے شدید خواہش کی بنا پر ایک نابالغ لڑکے سے زنا کرایا، اب یہ عورت اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کرانا چاہتی ہے کیا حرمت مصاہرت کی وجہ سے یہ نکاح ناجائز نہیں ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: م، ش، خ بیالہ ہزارہ..... ۱/۵/۱۹۷۴

الجواب: اگر یہ لڑکا نابالغ ہو اور مراہق نہ ہو تو بشرط صدق و ثبوت ان دونوں میں نکاح جائز ہے، لما فی الدر المختار ۲: ۳۸۹ فلو جامع غیر مراہق زوجة ابیہ لم تحرم ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۰۵ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۶ فصل فی المحرمات)

غلطی سے ساس کے پاؤں کو ہاتھ لگنے سے بیوی کی حرمت اور عدم حرمت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید رات کو اٹھا، تاکہ اپنی بیوی کو اپنے پاس بلائے جو کہ اپنی ماں کے پاس ایک چار پائی پر اسی کمرہ میں سوئی ہوئی تھی، لیکن بجائے بیوی کے اس کا ہاتھ ساس کے پاؤں کو لگا، ساس سمجھ گئی اور اپنے پاؤں کو سیکٹر لئے، پھر زید پانکتی پر ہاتھ مارتا رہا، ساس نے مجبور ہو کر اپنی بیٹی کو اس کے پاس بھیج دیا، اس واقعہ کا تذکرہ ساس نے اپنے شوہر سے کیا، تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہونے کو ہے، کہ میکے والے اپنی لڑکی اپنے گھر لے آئے ہیں شوہر کے گھر جانے نہیں دیتے، جبکہ شوہر اسے گھر لے جانے پر اصرار کرتا ہے اور اس رات جو کچھ ہوا ہے اس سے انکار کرتا ہے، اب شرعی حکم اس کا کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: حافظ محمد شفیع ضلع ساہیوال..... ۱۹۷۷ء/۸/۲

الجواب: جب تک شہوت عندالمس (یعنی آلہ کا متحرک ہونا یا حرکت میں زیادتی آنا) مسلم یا مبرہن نہ ہو تو اس وقت تک حرمت مصاہرہ کا حکم اور فتویٰ نہیں دیا جائے گا، کما فی شرح التنویر: وحدها فيهما تحرك آله او زيادته به يفتى، وفيه ايضا: وفي المس لا تحرم ما لم تعلم الشهوة (باب المحرمات) ﴿۱﴾. وهو الموفق

مزنہ کی بھانجی سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کسی وقت ہندہ کے ساتھ زنا بالجماع کیا تھا، اب اس کیلئے ہندہ کی بھانجی سے عقد نکاح درست ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا یعقوب جنڈوی آئی خان..... ۱۴۰۱ھ/۸/۲۲

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۰۳، ۳۰۷، ۳۰۸ فصل فی المحرمات)

الجواب: چونکہ یہ بھانجی اصول و فروع سے نہیں ہے لہذا اس سے اس زانی کا نکاح جائز ہے، حرمت مصاہرت سے حرمت اربعہ مراد ہیں جن سے یہ مسئول عنہا (بھانجی) خارج ہے، کما فی رد المحتار ۳: ۳۲ (طبع مصطفیٰ البابی) اراد بحرمة المصاهرة الحرمت الاربع..... وتقييده بالحرمت الاربع مخرج لما عداها ﴿۱﴾ نیز جب مزنیہ کی بہن سے نکاح جائز ہے تو بھانجی سے بطریقہ اولیٰ جائز ہوگا، صرح بہ فی الدر المختار: وطی اخت امراته لا تحرم علیہ امراته ﴿۲﴾. وهو الموفق

باپ کا بیٹے کی بیوی سے زنا کی صورت میں بیوی بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بہو سے زنا کیا، جبکہ وہ بہو شخص مذکور کی بھتیجی بھی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس سے اس شخص کی بیوی حرام ہوئی یا نہیں، اور یہ بہو اس کے لڑکے کیلئے جائز ہوگی؟ بینواتوجروا
المستفتی: ا، د، ایٹ آباد ہزارہ..... ۱۹۸۷ء/۱/۱۷

الجواب: بشرط صدق وثبوت تحریر بالا اس زانی پر اپنی بیوی حرام نہیں ہے، لانہ غیر المحرمات الاربع کما فی رد المحتار ۲: ۳۸۴ ﴿۳﴾ البتہ اس زانی کے بیٹے پر اس کی یہ بیوی حرام ہوئی ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۰۳ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۰۵ فصل فی المحرمات)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: قال فی البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمت الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسبا ورضاعاً کما فی الوطاء الحلال ويحل لاصول الزانی وفروعه اصول المزنی بها وفروعها.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۰۳ فصل فی المحرمات)

بیوی کی بھتیجی سے زنا موجب حرمت مصاہرت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی بھتیجی سے زنا کیا، کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: لقمان شاہ آفریدی

الجواب: حرمت مصاہرت اصول و فروع میں ساری ہوتا ہے نہ کہ ماوراء میں، کما
صرحوا بہ ونظیرہ ما فی شرح التنویر: وفي الخلاصة وطی اخت امرأته لا تحرم علیہ
امرأته (ہامش ردالمحتار ۲: ۳۸۶) ﴿۱﴾. وهو الموفق

ساس سے زنا کے اقرار کے بعد انکار کرنا قبول نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ واقعہ پیش آیا ہے
کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی والدہ سے زنا کیا ہے، پھر گاؤں کے جرگہ کے سامنے اقرار کیا کہ ہاں میں نے
اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا ہے لیکن چند دنوں کے بعد وہ منکر ہوا، کیا اس شخص پر اپنی بیوی اس صورت میں
حلال ہو سکتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: اراکین جرگہ مرزا انک..... ۲۰/۳/۱۹۷۹

الجواب: بشرط صدق وثبوت ایک مرتبہ اقرار کرنے سے (جرگہ کے سامنے) اب اس کا انکار
قابل قبول نہیں، اس پر بیوی حرام ہو گئی ہے، جرگہ اس انکار کی تصدیق نہ کرے، فی الدر المختار
۲: ۳۹۰ وفي الخلاصة: قيل له ما فعلت بام امرأتك فقال جامعته ثبت الحرمة ولا
يصدق انه كذب ولو هازلاً ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۵ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۸ فصل فی المحرمات)

شوہر کے بیٹے سے ناجائز تعلقات موجب حرمت مصاہرت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی انتہائی ذلیل حرکات کر رہی ہے مجھے اپنی حیض کے خون سے لکھے تعویذات جادو کر کے دیئے ہیں ایک آدمی اور اس کے بیٹے کے ساتھ عرصہ چھ سال سے ناجائز تعلقات استوار کر لئے ہیں، اب میرے بڑے لڑکے کے ساتھ بھی ناجائز تعلقات قائم کئے ہیں، گاؤں کے تمام لوگ بھی ان باتوں سے اچھی طرح واقف ہیں، کیا یہ بیوی مجھ پر حرام ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: م، ر، اسلام آباد راولپنڈی

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ عورت خاوند پر ہمیشہ کیلئے حرام ہوئی ہے، لان حرمة المصاهرة تثبت بالزنا ايضا ﴿۱﴾ حکومت وقت پر ضروری ہے کہ تحقیق کے بعد اس کو سزا دے ورنہ عام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اس عورت سے معاشرتی تعلقات ختم کریں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: وحرمة ايضا بالصهرية اصل مزنيته، قال في البحر اراد بحرمة المصاهرة الحرمة الاربع حرمة المرأة على اصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة اصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا كما في الوطاء الحلال ويحل لاصول الزاني وفروعه اصول المزني وفروعها الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۳ فصل في المحرمات)

﴿۲﴾ قال الملا على قارى: اجمع العلماء على ان من خاف من مكالمة احد وصلته ما يفسد عليه دينه او يدخل مضرة في دنياه يجوز له مجانته وبعده ورب صرم جميل خير من مخالطة تؤذيه ان هجرة اهل الاهواء والبدع واجبة على مر الاوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع الى الحق.

(مرقاة المفاتيح ۸: ۷۹ باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات)

ماں بیٹی سے زنا کرنے والے زانی کا اس بیٹی سے نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک دوست کو یہ مسئلہ پیش آیا ہے کہ اس کے ایک عورت سے ناجائز تعلقات تھے، پھر اس عورت کی بیٹی سے بھی تعلقات قائم کئے، بعد میں اس عورت کے شوہر کو پتہ چلا دیگر لوگوں کو بھی خبر ہوئی، عورت نے دنیاوی شرم چھپانے کیلئے اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دیا، کیا یہ نکاح جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد نظیف ملا کنڈا یجنسی

الجواب: یہ لڑکی اس شخص پر حرام ہے، فی الدر المختار: وحرمة ایضا بالصهرية اصل مزنیته وفروعهن مختصراً ﴿۱﴾ وبمعناه فی جمیع کتب الفروع ﴿۲﴾. وهو الموفق

ساس کے ساتھ جماع کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی ماں سے یعنی ساس سے جماع کیا قصداً یا خطاء، کیا اس شخص پر اپنی بیوی حرام ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: فضل اکبر چترالی حقانی..... ۲۹/۴/۱۹۷۰

الجواب: صورت مسئلہ میں اس زانی پر اپنی بیوی حرام ہوگئی ہے، لیکن نکاح بر حال خود باقی ہے لہذا اس شخص پر ضروری ہے کہ اس بیوی کو متروک کرے، فی الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۸۴: وحرمة ایضا بالصهرية اصل مزنیته (الی ان قال) وفروعهن (وقال) ﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۳ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ وفی الہندیة: فمن زنی بامرأة حرمت علیہ امها وان علت وابنتها وان سفلت وكذا تحرم المزنی بها علی آباء الزانی واجدادہ وان علوا وابناءہ وان سفلوا کذا فی فتح القدیر. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۷۴ القسم الثانی المحرمات بالصهرية)

بعد اسطر) و بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الابد المتاركة وانقضاء العدة، بلکہ تقبیل سے بھی یہ حرمت حاصل ہوتی ہے، قال فی الدر المختار: قبل ام امراته حرمت عليه امراته (مختصراً) ﴿۱﴾. وهو الموفق

جب شوہر والد کے ساتھ زنا کی تصدیق نہیں کرتا تو حرمت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیس سالہ لڑکی ہے اس نے اپنے ستر سالہ سرپرزنا کی تہمت باندھی ہے، جس کا کوئی ثبوت اور شہادت نہیں ہے، نیز معلوم ہوتا ہے کہ کسی خانگی معاملات کی وجہ سے یہ بہتان لگایا گیا ہے، کوشش کے باوجود کوئی شہادت ہاتھ نہیں آیا، جرگہ والوں نے سر سے پوچھا اس نے حلفیہ بیان دے کر کہا کہ مجھ پر جھوٹ کا بہتان لگایا گیا ہے، بیٹی کی زوجہ تو اپنی بیٹی کی طرح ہوتی ہے جبکہ شوہر نے بھی کہا کہ میرا والد گنہگار نہیں ہے، وہ ستر سال کے قریب ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اب شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد عزیز خان کوہ مری..... ۱۹۷۰ء/۳/۱

الجواب: چونکہ زوج تصدیق نہیں کرتا ہے، لہذا زوج پر زوجہ حرام نہیں ہوتی ہے، لما فی

ردالمحتار ۲: ۳۸۵ و علی هذا ینبغی ان یقال فی مسہ ایہا لا تحرم علی ابیہ وابنہ الا ان یصدقاہ او یغلب علی ظنہما صدقہ ﴿۲﴾. وهو الموفق

بیوی کا سرپرزنا کا دعویٰ اور شوہر کا انکار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حبیب کی بیوی جو کہ حبیب کے

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۳، ۳۰۶، ۳۰۷ فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۰۴ قولہ واصل ما سة فصل فی المحرمات)

والد زمان گل کی بھتیجی بھی ہے ایک دن زمان گل اور یہ لڑکی گھاس کی کٹائی کیلئے پہاڑی پر گئے، عصر کے وقت واپس ہو کر گھاس بھی ہمراہ لے آئے، شام کے بعد زوجہ حبیب بصورت ناراضگی والدین کے ہاں گئی، تین دن بعد اپنی والدہ کو کہا کہ میں ان کے گھر نہیں جاتی کیونکہ زمان گل نے میرے ساتھ زنا کی ہے، جبکہ شوہر حبیب کا قول یہ ہے کہ اس نے مجھے اتنا کہا ہے کہ آپ کے والد نے مجھ سے ایسی حرکات شروع کیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کا ارادہ اچھا نہیں تھا، نیز اپنے شوہر سے آخر میں ایک بار یہ بھی کہا ہے کہ تمہارے والد نے میرے ساتھ برائی یعنی زنا کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایک عورت کے محض الزام سے شوہر مذکور کا نکاح بغیر طلاق دیئے فسخ ہو جاتا ہے؟ شوہر مذکور حبیب کا طلاق دیئے بغیر یہ لڑکی کسی دوسرے مرد سے شادی کر سکتی ہے؟ نیز زمان گل جس پر الزام ہے قسم اٹھانے کیلئے بھی تیار ہے اور شوہر حبیب کو بھی اپنے والد کے بے گناہی کا اعتراف ہے، ان حالات میں محض اس الزام کے عائد کرنے سے فسخ نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو معہ حوالہ کتب تحریر کریں۔ بینواتو جروا

المستفتی: ح، ب، خ، ۱۰/۵ مولانا موسیٰ خان فاضل دیوبند شکر درہ کوہاٹ

الجواب: جب خاوند اس بیوی کی تصدیق نہیں کرتا ہے تو اس کیلئے اس سے ہمبستری جائز ہے اور اگر بالفرض تصدیق بھی کرے تو نکاح فسخ نہیں ہوتا ہے تا وقتیکہ متارکت کرے یا حاکم (مسلمان) فسخ نکاح کرے، يدل عليه ما في الهدية ۱: ۲۹۴ رجل تزوج امرأة على انها عزراء فلما اراد وقاعها وجدها قد افتقت فقال لها من افتضك فقالت ابوك ان صدقها الزوج بانت منه ولا مهر لها وان كذبها فهي امراته كذا في الظهيرية..... رجل قبل امرأة ابیه او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج انتهى ما في الهدية ﴿ ۱ ﴾ قلت وجه الدلالة ظاهر لان حرمة المصاهرة لا فرق فيها بين الباكرة

﴿ ۱ ﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۷۶ القسم الثاني المحرمات بالصهرية)

والثیبة و بین الزنا والتقبیل، وفي الدر المختار: وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الابد المتاركة وانقضاء العدة، وفي رد المحتار ۲: ۳۸۹ وعبارة الحاوی الابد تفریق القاضی او بعد المتاركة ﴿۱﴾. وهو الموفق

غائب شوہر کی بیوی کا سر سے تعلقات کی صورت میں حرمت مصاہرت کی وجہ

سے دوسرے نکاح کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا شوہر عرصہ تین سال سے لاپتہ ہے اور شوہر کے غائب ہونے کے تین سال بعد عورت مذکورہ حاملہ ہو گئی جب اس سے اس بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے اس گناہ کا مرتکب اپنے سر (والد الزوج) کو قرار دیا، اب دریافت طلب یہ ہے کہ آیا عورت کے اس اقرار سے اس کا نکاح اپنے لاپتہ شوہر سے باقی رہا یا نہیں؟ اگر نہیں رہا تو کیا یہ عورت لاپتہ شوہر کی آمد کا انتظار کئے بغیر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ بینوا تو جو روا
المستفتی طالب حسین..... ۶/ مئی ۱۹۷۵ء

الجواب: خاوند کے آنے کے بعد جب خاوند اس گناہ کی تصدیق کرے اور متارکت اختیار کرے تو عدت گزرنے کے بعد (وقت متارکت سے) دوسری جگہ نکاح جائز رہے گا (ماخوذ از عالمگیریہ ﴿۲﴾ و شامی) ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۰۷، فصل فی المحرمات)
﴿۲﴾ وفي الهندية: رجل قبل امرأة ابیه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة الخ.
(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۷۶ القسم الثانی المحرمات بالصهرية)
﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: وبحرمة المصاهرة..... (بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مشکوٰۃ ولد الزنا سے زانی کی بیٹی کے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرمان نے ایک زمانہ میں جانان کی موجودگی میں جانان کی بیوی سے ناجائز تعلق پیدا کیا تھا تقریباً تین چار سال بعد جانان کی زوجہ کی بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو غالباً جانان کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے، اور فرمان کی اپنی بیوی سے فرمان کے نطفہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اب اس لڑکے اور لڑکی میں نکاح جائز ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولوی نوروز بحرین سوات..... ۱۹/۳/۱۹۷۵

الجواب: اس لڑکے کے ولد زنا ہونے میں شک ہے لہذا اس نکاح مسئلہ کو حرام قرار نہیں دیا جائے گا، يدل عليه مافي ردالمحتار ۲: ۳۸۱: قوله ولو من زنا: اي بان يزني الزاني ببكر ويمسكها حتى تلد بنتا بحر عن الفتح ﴿١﴾ قلت وقوله عليه الصلاة والسلام: الولد للفراش وللعاهر الحجر ﴿٢﴾، يدل على مانع آخر، فافهم ﴿٣﴾. وهو الموفق
اپنی بیٹی سے زنا کی صورت میں حرمت مصاہرت واقع اور اس کی سزا رجم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص آٹھ ماہ قبل اپنی تیرہ

(بقیہ حاشیہ) لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الابد المتارکة وانقضاء العدة، وقال ابن عابدین: وعبارة الحاوی الابد تفریق القاضی او بعد المتارکة.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۰۷ فصل فی المحرمات)

﴿١﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۰۱ فصل فی المحرمات)

﴿٢﴾ عن ابی هريرة يرفعه قال: الولد للفراش وللعاهر الحجر، رواه الستة واحمد في المسند والبيهقي. (سنن دارمی ۲: ۲۰۳ باب الولد للفراش)

﴿٣﴾ نیز زانی اور مزنیہ کے فروع کے درمیان نکاح جائز ہے، شامی۔ (سیف اللہ حقانی)

سالہ بیٹی سے زنا کا مرتکب ہوا ہے پھر اس آٹھ ماہ میں بیوی سے نکاح ختم ہونے کے شک کی وجہ سے بیوی سے مباشرت نہیں کی ہے تاکہ یہ دوسرا گناہ سرزد نہ ہو، کیا اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ لڑکی اب اس کی بیٹی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: سید عثمان ہشتنگری گیٹ پشاور..... ۱۹۸۸ء/۶/۷

الجواب: اپنی بیٹی سے زنا کرنے کے بعد اس پر اپنی بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہوگئی ہے ﴿۱﴾ اور باقاعدہ ثبوت کے بعد حکومت کا فرض ہے کہ اس شخص پر حد رجم جاری کرے ﴿۲﴾ تاہم یہ لڑکی اس زانی کی باقاعدہ بیٹی ہے البتہ یہ شخص مجوسیوں اور سکھوں کی طرح اپنی محارم کے پاس تنہائی میں آنے جانے سے روکا جائے گا۔ وهو الموفق

نابالغہ بیٹی کا مس بالشہوت موجب حرمت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر ایک

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: اراد بحرمة المصاهرة الحرمت الاربع حرمة المرأة على اصول الزانى وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة اصولها وفروعها على الزانى نسبا ورضاعا كما فى الوطاء الحلال. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۰۳ فصل فى المحرمات)

﴿۲﴾ قال العلامة الكاسانى: واما شرائط جواز اقامتها فمنها ما يعم الحدود كلها ومنها ما يخص البعض دون البعض اما الذى يعم الحدود كلها فهو الامامة وهو ان يكون المقيم للحد هو الامام او من ولاة الامام وهذا عندنا..... وبيان ذلك ان ولاية اقامة الحد انما ثبت للامام لمصلحة العباد وهى صيانة انفسهم واموالهم واعراضهم لان القضاة يمتنعون من التعرض خوفا من اقامة الحد عليهم والمولى لا يساوى الامام فى هذا المعنى لان ذلك يقف على الامامة والامام قادر على اقامة لشوكته ومنعته وانقياد الرعية له قهراً وجبراً الخ.

(بدائع الصنائع ۷: ۷۵)

مرد کا ہاتھ جوانی کے جذبہ سے اپنی لڑکی یا ساس پر پڑ جائے تو اس پر بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے، اب مجھے یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ میں ایک رات اپنی بیوی سے خواہش پوری کرنا چاہتا تھا لیکن وہ تیار نہ تھی وہ اپنی چار پائی پر لیٹ گئی اس کی اور میری چار پائیاں جڑی ہوئی تھیں، اس کے پاس میری شیر خوار بچی جس کی عمر سال دو سال ہوگی وہ بچی میری چار پائی کی طرف تھی اور بیوی دوسری طرف، میں نے اپنی بیوی کو منانے کے غرض سے ہاتھ اس پر پھیرا، میرا ہاتھ بچی پر پڑا، یہ ہاتھ میں نے بیوی سمجھ کر مارا تھا، میری بیوی نے میرا ہاتھ پکڑ کر نیچے پھینک دیا، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: م، ا، ر، پشاور..... ۲۵/ جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: چونکہ آپ کی بیٹی مشتہاۃ نہ تھی، نو سالہ نہ تھی یکسالہ دو سالہ تھی، لہذا اس کے ساتھ مس بالشہوة ضرر رسان اور محرم نہیں، کما فی شرح التنویر: هذا اذا كانت حية مشتہاۃ ولو ماضیا اما غیرها یعنی المیتة و صغیرة لم تشتہ فلا تثبت الحرمة بها اصلاً، وفي ردالمحتار ۲: ۳۳ طبع حلبی سیاتی تعریفها بانها بنت تسع فاكثر ﴿۱﴾. وهو الموفق

بیٹے کی بیوی سے مجامعت موجب حرمت و متارکت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی سے مجامعت کی، کیا اس بیٹے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو اس صورت میں یہ طلاق بائن ہوگی یا رجعی؟ بینواتو جروا

المستفتی: نامعلوم

الجواب: ثبوت شرعی کے بعد یہ عورت اپنے خاوند پر ہمیشہ کیلئے حرام ہوگی اور ثبوت کے بعد

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۰۵ فصل فی المحرمات)

خاوند پر ضروری ہے کہ اس بیوی کو چھوڑ دے ورنہ یہ عورت مسلمان حاکم کے ذریعے سے طلاق حاصل کر سکتی ہے، فی الہندیۃ ۱: ۱۱۹: فمن زنی بامرأة حرمت علیہ امہا وان علت وابنتہا وان سفلت، وكذا تحرم المزنی بها علی اباء الزانی واجدادہ وان علوا وابناءہ وان سفلوا كذا فی فتح القدیر ﴿۱﴾ وفی الدر المختار: وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الابد المتاركة وانقضاء العدة، وقال العلامة الشامی فی ردالمحتار ۲: ۳۸۹: وعبارة الحاوی الابد تفریق القاضی او بعد المتاركة، وقد علمت ان النکاح لا یرتفع بل یفسد، وقد صرحوا فی النکاح الفاسد بان المتاركة لا تتحقق الا بالقول ان كانت مدخولا بها..... واما غیر المدخول بها فقیل تكون بالقول وبالترك علی قصد عدم العود اليها، انتهى مختصراً ﴿۲﴾ اور یہ متاركة طلاق نہیں ہے، صرح به العلامة الشامی ۲: ۳۸۳ فلیراجع ﴿۳﴾. وهو الموفق

بیٹے کی منکوحہ سے والد کا نکاح حرام ہے،

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی شادی

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۷۲ القسم الثانی المحرمات بالصہریۃ)

﴿۲﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۳۰۷ فصل فی المحرمات)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: وفرق فی النہر بان المتاركة فی معنی الطلاق فیختص بہ الزوج اما الفسخ فرفع العقد فلا یختص بہ وان كان فی معنی المتاركة وردہ الخیر الرملی بان الطلاق لا یتحقق فی الفاسد فكیف یقال ان المتاركة فی معنی الطلاق فالحق عدم الفرق ولذا جزم بہ المقدسی فی شرح نظم الكنز.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۸۲ قبیل مطلب التصرفات الفاسدة)

کی لیکن بیٹا جماع کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا اور جدائی ہو گئی، اب اگر لڑکے کا والد اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو کیا یہ جائز ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالقدوس مانکیال شریف

الجواب: جب نکاح صحیح ہو گیا ہو اگرچہ جماع نہ ہوا ہو تو وہ عورت ہمیشہ کیلئے اس کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے، وحلائل ابناء کم الذین من اصلا بکم الآیة ﴿۱﴾. وھکذا فی جمیع کتب الفروع ﴿۲﴾. وھو الموفق

بیوی کی رضاعی یا نسبی بہن یا رضاعی بیٹی سے زنا کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کسی شخص کی بیوی کی رضاعی بہن ہو یا رضاعی بیٹی ہو، اور وہ آدمی اس رضاعی بہن یا رضاعی بیٹی کے ساتھ بری نیت سے بے ہودہ حرکات کرے تو ان بے ہودہ حرکات کی وجہ سے اس پر اپنی بیوی حرام ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: غلام محمد ملاکنڈا بجنسی..... ۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب: بیوی کی بہن خواہ نسبی ہو یا رضاعی سے زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہو جاتی (شامی ۳: ۳۴) ﴿۳﴾ اور بیوی کی بیٹی خواہ نسبی ہو یا رضاعی سے زنا کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے

﴿۱﴾ (سورة النساء آیت: ۲۳، رکوع: ۱، پارہ: ۵: ۴)

﴿۲﴾ وفي الهندية: والثالثة حلیة الابن وابن الابن وابن البنت وان سفلوا دخل بها الابن ام لا.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۷۴ القسم الثانی المحرمات بالصہریة)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: وفي الخلاصة وطی اخت امرأته لاتحرم علیه امرأته.

(الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۰۵ فصل فی المحرمات)

(شامی ۳: ۳۲) ﴿۱﴾. وهو الموفق

نو سال سے کم لڑکی کے ساتھ دست درازی موجب حرمت مصاہرت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے باقرہ کے ساتھ جب کہ وہ پوری بالغہ بھی نہ تھی سوتے ہوئے دست درازی کی کوشش کی اور ازار بند کھول کر مجامعت کی نیت سے اپنا عضو مخصوص اس کی جائے مخصوصہ سے لگایا ہی تھا یا نزدیک کیا ہی تھا، کہ وہ جاگ اٹھی، اس حرکت پر وہ شرمندہ ہوا اور باز آ گیا، کچھ عرصہ بعد زید کے لڑکے کی منگنی ثانی نے باقرہ کے ساتھ کر دی اب وہ بالغہ ہے اور زید لیت وعل سے کام لے رہا ہے، شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عزیز کتوزی

الجواب: اگر ارادہ خباث کے وقت اس لڑکی کی عمر نو سال سے کم تھی تو یہ خباث موجب حرمت مصاہرت نہ ہوگی، کما فی الدر المختار: هذا اذا كانت حية مشتهاة، وفيه ايضا و بنت سنھا دون تسع لیست بمشتهاة به یفتی، نیز نول سال ہونے کی تقدیر پر اگر اندام لگاتے وقت انزال ہوا تھا تو پھر بھی یہی حکم ہوگا، کما فی الدر المختار: فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به یفتی ﴿۲﴾. وهو الموفق

سالی کے ساتھ زنا سے حرمت مصاہرت نہیں آتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی سالی سے ناجائز

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: اراد بحرمة المصاهرة الحرمات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة اصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً کما فی الوطاء الحلال. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۰۳، فصل فی المحرمات)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۷، فصل فی المحرمات)

تعلقات رکھتا ہے اور زنا کا بھی مرتکب ہے اب بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ وہ بصد ہیں کہ دونوں یعنی بہنوئی اور سالی کے اپنے اپنے ہاں طلاق واقع ہوگئی ہے بہنوئی پر اپنی بیوی اور سالی پر اس کا شوہر حرام ہو گیا ہے، مسئلہ کی حقیقت کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: ڈاکٹر فیاض حسین جہلم..... ۱۹/۹/۱۹۷۷

الجواب: بہ شرط صدق وثبوت ان دونوں پر باقاعدہ رجم جاری کیا جائے گا، لیکن حرمت مصاہرہ کا حکم اور فتویٰ دینا غلط ہے، کما فی شرح التنویر: وفي الخلاصة: وطی اخت امرأته لا تحرم علیہ امرأته، (ہامش ردالمحتار ۱: ۳۸۶) ﴿۱﴾. وهو الموفق

سالی کے ساتھ زنا حرام قطعی لیکن بیوی کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک کنواری لڑکی نا جائز تعلق کی بنا پر حاملہ ہوئی، پانچ چھ ماہ کے اس حاملہ سے پوچھا گیا کہ یہ حمل کس سے ہے، جواباً کہا کہ یہ میرے بہنوئی کا ہے، حالانکہ وہ آٹھ مہینے سے کراچی میں ہے چشم دید گواہ کوئی نہیں، وارثوں نے وہ حمل علاج کے ذریعے گرایا، لڑکی کے بیان پر اس کی والدہ نے دوسری لڑکی بال بچہ دار اپنے گھر لے آئی، اس سے پوچھا گیا کہ تم نے کیوں کرنے دیا تو کہنے لگی کہ ایک کے گھر دو بھینسیں نہیں رہ سکتیں، ملزم موجود نہیں معلوم نہیں وہ کیا بیان دیتا ہے اس صورت میں شرعاً میاں بیوی میں تفریق ہو سکتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولوی عزیز الرحمن کوہالہ مری..... ۱۵/۱۱/۱۹۷۲

الجواب: سالی کے ساتھ زنا حرام قطعی ہے لیکن اس سے بیوی کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا،

فی عمدة الرعاية: فلو زنی بامرأة لا تحرم علیہ اختہ ولو زنی باخت زوجته لا تحرم

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۰۵ فصل فی المحرمات)

عليه زوجته، (هامش شرح الوقاية ۲: ۱۲) ﴿۱﴾. وهو الموفق .

حرمت مصاہرت کی وجہ سے حنفی المسلمک کیلئے ترک زوجہ ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا، اس احکام شرعیہ سے ناواقف آدمی نے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کیا، اسے علم نہیں تھا کہ یہ نکاح نہیں ہوتا، اب اس کے لطن سے تین بچے پیدا ہوئے ہیں، تا حال احکام دین پر پابند ہو کر سابقہ اعمال بد کو پیش نظر رکھ کر خائف ہوا، چار اماموں کے مسلک سے آگاہ فرمائیں کہ آیا یہ شخص اس نکاح کو برقرار رکھ سکتا ہے؟ اور کسی امام نے جواز کا فتویٰ دیا ہے یا چاروں کے نزدیک یہ نکاح باطل ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: شہاب الدین چشتیاں بہاولنگر

الجواب: شوافع کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے اور احناف کے نزدیک غیر صحیح ہے، قال فی الهدایة: من زنا بامرأة حرمت علیہ امہا و بنتہا وقال الشافعی الزنا لا یوجب حرمة المصاهرة ۲: ۲۸۹ ﴿۲﴾ وفی البدائع ۲۶۰: وعند الشافعی لا تثبت الحرمة بالزنا فاوولی ان لا تثبت بالمس والنظر بدون الملك الخ، لہذا اس شخص کیلئے اگر حنفی ہو اس عورت کا ترک ضروری ہے، وقال العینی فی شرح الهدایة ۲: ۴۰ وبہ قال احمد فی قول. وهو الموفق

ضرورت کے وقت مذہب غیر پر فتویٰ درست لیکن امتیاز مشکل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے

﴿۱﴾ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية ۲: ۱۲ بيان المحرمات من النساء)

﴿۲﴾ (هداية ۲: ۳۲۹ فصل في بيان المحرمات)

نکاح کیا پھر اس کی ماں سے زنا کیا، فیحرم علیہ امراتہ لاجل الحرمة المصاهرة عندنا ولا یحرم علیہ عند الشافعی لان الحرمة المصاهرة لا یثبت بالزنی كما قاله فی موضعه، اب ہم اسی طریقہ پر فتویٰ لینے کے طالب ہیں کہ کیا ہم اس شخص کو مذہب غیر پر فتویٰ دے سکتے ہیں کیونکہ تفریق مفضی الی النزاع اور باعث فساد وقتنہ ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا فدا محمد..... ۱۹۷۳ء/۲/۱۷

الجواب: ضرورت کے وقت مذہب غیر پر فتویٰ دینا درست ہے کما صرح بہ فی موضعه ﴿۱﴾ لیکن ضرورت کو غیر ضرورت سے ممتاز کرنا مشکل ہے۔ وهو الموفق

حرمت مصاہرت میں ضرورت کی وجہ سے انتقال عن المذہب کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس آدمی کا کیا حکم ہے جو مسائل

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان الاجماع علی منع اطلاق التخییر بان یختار ویتشہی مہما اراد من الاقوال فی ای وقت اراد اما لو عمل بالضعیف فی بعض الاوقات لضرورة اقتضت ذلك فلا یمنع منه وعلیہ یحمل ما تقدم عن الشرنبلالی من ان مذہب الحنفیة المنع بدلیل انہم اجازوا للمسافر والضعیف الذی خاف الریبة ان یأخذ بقول ابی یوسف بعدم وجوب الغسل علی المحتلم الذی امسک ذکرہ عند ما احسن بالاحتلام..... مع ان قوله هذا خلاف الراجح فی المذہب لکن اجازوا الاخذ به للضرورة..... وقد ذکر صاحب البحر فی الحیض فی بحث الوان الدماء اقوالا ضعيفة ثم قال وفي المعراج عن فخر الائمة لو افتی مفت بشئ من هذه الاقوال فی مواضع الضرورة طلبا لتیسیر کان حسنا انتهى، وبہ علم ان المضطر له العمل بذلك لنفسه كما قلنا وان المفتی له الافتاء به للمضطر فما مر من انه لیس له العمل بالضعیف ولا الافتاء به محمول علی غیر موضع الضرورة كما علمته من مجموع ما قررناه والله تعالی اعلم.

(شرح عقود رسم المفتی ۱۰۱ ولا يجوز بالضعیف العمل)

جزئیہ یا کلیہ میں ایک مذہب سے دوسرے مذہب کو منتقل ہوتا ہے اور مذاہب اربعہ کا اس مسئلہ میں کیا حکم ہے کہ ایک آدمی نے ایک یتیم لڑکی سے نکاح کیا جس کا والد نہیں ہے لڑکی تقریباً آٹھ سال کی ہے جو قابل دخول نہیں ہے اور لڑکی کی ماں بھی اس گھر میں رہتی ہے اس شوہر نے اس لڑکی کی ماں سے کئی دفعہ مباشرت فاحشہ کیا اور حالاً اس لڑکی کی طلاق پر قادر نہیں ہے کیونکہ رشتہ داران واقعات سے مطلع نہیں ہیں اور مطلع ہونے پر اسے قتل کر دے گا، تو اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: حاجی محمد شاہ فیصل مسجد امداد العلوم پشاور صدر..... ۱۹۸۶ء/۱/۱۵

الجواب: (۱) الانتقال من مذهب الى مذهب حرام اذا كان اتباعا للهيوى

واتباعاً للرخص كما في مقدمة ردالمحتار ﴿۱﴾ نعم جاز الافتاء بمذهب الغير عند الضرورة كما صرح به العلامة الشامي وغيره ﴿۲﴾.

(۲) لو انزلا عند هذه المباشرة في كل مرة فلا تحرم عليه بنت هذه المرأة

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله ان الحكم الملق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل اتفاقاً) المراد بالحكم (الملق) الحكم الوضعي كالصحة مثاله متوضئ سال من بدنه دم ولمس امرأة ثم صلى فان صحة هذه الصلاة ملققة من مذهب الشافعي والحنفي والتلفيق باطل فصحته منتفية.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۱: ۵۵ مطلب في حكم التقليد والرجوع عنه مقدمة)

﴿۲﴾ قال العلامة الشامي: العالم الذي يعرف معنى النصوص والاخبار وهو من اهل الدراية يجوز له ان يعمل عليها وان كان مخالفا لمذهبه، قلت لكن هذا في غير موضع الضرورة..... لو افتى مفت بشئ من هذه الاقوال في مواضع الضرورة طلبا للتيسير كان حسنا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۱: ۵۵ مقدمه)

كما في محرمات ردالمحتار وغيره ﴿١﴾. والا فحرمت عليه منكوحته والمخلص من القتل ان يطلق هذه المنكوحه المحرمة احتيالا، ومن تيقن القتل والمقاتلة عند التطليق ايضا فجاز له العمل بمذهب الامام الشافعي من ان حرمة المصاهرة لا تحصل بالحرام، وبالجملة ان فرق الضرورة من غير الضرورة امر لا يعلمه الا الله ثم من ابتلى به ﴿٢﴾. وهو الموفق

حرمت مصاهرت، بیوی کا بطور باور چن رہنا وغیرہ مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے شہوت کے ساتھ اپنی بالغ کنواری لڑکی کو کئی دفعہ بوس و کنار کیا، جس کی وجہ سے اس کی بیوی حرمت مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام ہو گئی اب شرع کے مطابق زید کو کیا کرنا چاہئے، اگر طلاق دیتا ہے تو وہ بے چاری بے قصور ہے جرم زید نے کیا ہے اس لئے اس کی سزا زید کو ملنی چاہئے نہ کہ بیوی کو؟

﴿١﴾ قال العلامة الحصكفي: هذا اذا لم ينزل فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به يفتى، قال ابن عابدين: لانه بالانزال تبين انه غير مفض الى الوطاء هدايه الخ. (الدرالمختار مع ردالمحتار ٢: ٣٠٣ فصل في المحرمات)

﴿٢﴾ قال شيخنا محمد فريد مدظله: لا يجوز الحكم والافتاء بالقول المرجوح وبمذهب سائر الاثمة الا في ثلاثة مواضع الاول عند الضرورة دون التشهي والتلهي فانه حرام كما حرم الحكم الملقق الخارج للاجماع في عمل واحد كالحكم بصحة وضوء من ترك الترتيب ومسح دون ربع الرأس..... المنع عن المرجوح حتى لنفسه لكون المرجوح صار منسوخاً نعم قيد البيري بالعامي وذكر عن خزانه الروايات ان العالم الذي يعرف معنى النصوص والاخبار وهو من اهل الدراية يجوز له ان يعمل عليها وان كان مخالفا لمذهبه وقال العلامة الشامي في مقدمة ردالمحتار: هذا في غير موضع الضرورة وبمعناه في شرح عقود رسم المفتي. (البشري لارباب الفتوى ٣٣ الفصل السادس)

(۱) اگر بیوی کو گھر سے نکال دے تو اس کی زندگی کیسے گزرے گی اس میں شریعت کی کیا رہنمائی ہے؟ (۲) زید اخروی سزا سے بچنے کیلئے کیا کرے بہت روتا ہے اور شرمندہ ہے لیکن گناہ کا اظہار کر کے ذلیل ہونا بھی نہیں چاہتا، نیز شریعت نے بھی گناہ کے چھپانے کا حکم دیا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ وہ زندگی بھر کسی کے ساتھ زنا کا مرتکب نہیں ہوا ہے صرف اس بار بد مستی سے بوس و کنار کیا ہے اب تو بہ کرتا ہے؟ (۳) زید ایسے مرض میں مبتلا ہو کر مستقل طور پر عنین ہو گیا ہے جس کا علاج ناممکن ہے اطباء نے کہا ہے کہ اب صحت کی تلاش کی بجائے اس کو قبر کی تیاری کر لینی چاہئے ایسی حالت میں کیا زید اپنی اس آخری عمر میں اس بیوی کو ایک اجنبیہ باورچن کی حیثیت سے رکھ سکتا ہے کہ اس کا نفقہ سے مدد کیا کرے اور بیوی میاں کے خصوصی تعلقات تو درکنار ایک دوسرے سے پردہ بھی کیا کرے کیا اسی طرح ان دونوں کو ایک گھر میں زندگی گزارنے کی اجازت ہے؟ (۴) شباب سے بیوی کی حالت یہ ہے کہ اس کو کبھی جنسی رغبت نہیں ہوئی نکاح کے بعد زید نے جس قدر وقار کیا ہے جبراً کیا ہے اور اب تو وہ بوڑھی ہو گئی ہے اب صرف بدنامی سے بچنے نیز اس بڑھاپے میں دوسرے کی زوجہ بننے سے بطور اجنبیہ باورچن بن کر شرعی پردہ کے ساتھ زید کے گھر میں زندگی کے بقیہ ایام پورے کر دینا چاہتی ہے کیا اسی طرح صحیح ہوگا؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عباد اللہ سکھر سندھ

الجواب: (۱) اس شخص پر ضروری ہے کہ اس بیوی کے ساتھ متارکت کرے اور متارکت کے بعد جب عدت ختم ہو جائے تو وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر یہ شخص جدا گھریا کمرہ اس عورت کو دے دیں تو جائز ہے (در مختار ورد المختار) ﴿۱﴾. (۲) اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے اور صحیح توبہ کرے۔

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: قبل السكران بنته تحرم الام وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة، قال العلامة ابن عابدين: (قوله الا بعد المتاركة) اي وان مضى عليها سنون كما في البزازية وعبارة الحاوي الا بعد تفريق القاضى او بعد المتاركة بان (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

(۳) خبیث آدمی پر کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور صورت مذکورہ میں نظر اور مس بالشہوت کا خطرہ موجود ہے لہذا کم از کم جدا کمرہ اگر دیا جائے تو خطرہ کم رہے گا۔ (۴) یہ بیوی اس شخص پر حرام ہو گئی ہے لیکن مطلقہ نہیں ہے متارکت کے بعد (یعنی اس کے کہنے کے بعد کہ میرا تیرے ساتھ کوئی تعلق نہیں یا میں نے تجھے چھوڑا) عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر باپردہ اور بلاخلوت صحیحہ اس گھر میں سکونت کرے تو جائز ہے لیکن سابق بے اعتمادی کی وجہ سے بہتر یہ ہے کہ گھر میں ایک کمرہ اس کیلئے منتخب کیا جائے تاکہ فتنہ کا خوف نہ رہے اگرچہ دونوں بوڑھے ہیں اور اگرچہ یہ عورت محارم سے شمار ہوئی ہے۔ (یہ تمام مسائل درمختار اور ردالمحتار سے ماخوذ ہیں) ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

صرف متہم ہونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ باپ پر الزام ہے کہ وہ اپنی حقیقی بیٹی سے (جو کہ غیر شادی شدہ تھی) زنا کا مرتکب ہوا ہے کوئی عینی گواہ نہیں ہے جب لڑکی حاملہ ہو گئی تو اس نے باپ کو مجرم ٹھہرایا اور دو تین عورتوں کے سامنے کہا کہ یہ میرے باپ نے مجھ پر ظلم کیا ہے ماں نے بھی لڑکی کی بات کی تصدیق کی کہ یہ جرم باپ ہی کا ہو سکتا ہے، (ماں بھی حقیقی ہے) جب باپ سے پوچھا گیا تو اس نے خاموشی اختیار کر لی اور کہا کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کا کیا جواب دے سکتا ہوں (۱) کیا

(بقیہ حاشیہ) المتارکة لا تتحق الا بالقول الخ.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۰۷ فصل فی المحرمات)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: وسئل شیخ الاسلام عن زوجین افترقا ولکل منهما ستون سنة وبينهما اولاد تتعذر علیهما مفارقتهم فیسکنان فی بیتهم ولا یجتمعان فی فراش ولا یتقیان التقاء الأزواج هل لهما ذلک قال نعم وقره المصنف.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۷۵ قبیل فصل فی ثبوت النسب)

اس کو گاؤں سے نکال دیا جائے۔ (۲) کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ (۳) کیا اس کے بچوں کی پرورش اور مالی بد حالی کو مد نظر رکھ کر اس کو گاؤں میں رکھنا جائز ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد اکرم حمید واہ کینٹ..... ۳/ شعبان ۱۳۹۶ھ

الجواب: السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ استفتاء میں ذکر شدہ شخص کی معصیت نہ مسلم ہے اور نہ مبرہن ہے پس صرف متہم ہونے کی وجہ سے اس کو کوئی تعزیر دینا بے قاعدہ کام ہے البتہ اہل دہ پر ضروری ہے کہ اس شخص کے ساتھ اس کی بیٹیاں اور بہنیں ایک مکان میں رہنے سہنے نہ دیوے۔ وهو الموفق

داماد اور ساس کے تعلقات سے سرپر بیوی حرام نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں معذور آدمی ہوں اور جس آدمی سے میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی ہے اس نے میری بیوی یعنی اپنی حقیقی ساس سے ناجائز تعلقات قائم کر لئے ہیں کیا اس صورت میں میری لڑکی اور اس کے خاوند اسی طرح میرا اور میری بیوی کے درمیان نکاح قائم رہ سکتا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عطاء گل پشاور

الجواب: بشرط صدق آپ کی لڑکی اپنے خاوند پر حرام ہوئی ہے ﴿۱﴾ اور آپ پر اپنی بیوی حرام نہیں ہوئی ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ استبراء کرے یعنی ایک حیض آنے تک جماع سے منع ہو جائے، کذا فی الدر مع الرد ۲: ۸۵۶ ﴿۲﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: و اراد بحرمة المصاهرة الحرمت الاربع حرمة المرأة على اصول الزانى وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة اصولها وفروعها على الزانى نسبا ورضاعا كما فى الوطاء الحلال. (البحر الرائق ۳: ۱۰۱ فصل فى المحرمات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفى: وفى شرح الوهبانية..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

(بقية حاشيه) لو زنت المرأة لا يقربها زوجها حتى تحيض لاحتمال علوقها من الزنا فلا يسقى ماؤه زرع غيره فليحفظ لغرابته. قال العلامة ابن عابدين: امر بحفظه لا يعتمد بل ليجنب بقريته قوله لغرابته فان المشهور في المذهب ان ماء الزنا لا حرمة له لقوله صلى الله عليه وسلم للذى شكا اليه امراته انها لا تدفع يد لا مس طلقها فقال انى احبها وهى جميلة فقال له صلى الله عليه وسلم استمتع بها واما قوله فلا يسقى ماؤه زرع غيره فهو وان كان وارداً عنه صلى الله عليه وسلم لكن المراد به وطء الحبلى لانه قبل الحبل لا يكون زرعاً بل ماء مسفوحاً ولهذا قالوا لو تزوج حبلى من زنا لا يقربها حتى تضع لثلاً يسقى زرع غيره لان به يزداد سمع الولد وبصره حدة فقد ظهر بما قررناه الفرق بين جواز وطء الزوجة اذا رآها تزنى وبين عدم جواز وطء التى تزوجها وهى حبلى من زنا.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ٢: ٢٦٤ قبيل فروع باب العدة)

باب الحضانة

حق حضانت اور بچوں کے نفقہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید فوت ہو گیا ایک بھائی ایک بیوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑ گیا، ایک لڑکی سات سالہ، دوسری پانچ سالہ اور بیٹا دو سالہ ہے اب اگر یہ بیوہ بچوں کے غیر محرم کے ساتھ شادی کرے تو ان بچوں کا نفقہ والدہ پر ہے یا چچا پر ہے، جبکہ بچوں کا اپنا کوئی مال و جائیداد نہیں ہے؟ نیز حق حضانت ماں کیلئے ہے یا نانی یا چچا کیلئے؟ بینواتوجروا
المستفتی: علی محمد نوشہرہ صدر..... ۱۹۹۰ء/۱۰/۱۷

الجواب: (۱) اگر ان بچوں کے اپنے اموال نہ ہوں تو ان کا نفقہ ماں اور چچا پر واجب ہوگا ماں پر ایک تہائی اور چچا پر دو تہائی (ہندیہ: ۵۸۵) ﴿۱﴾۔
(۲) صورت مسئلہ میں حق حضانت نانی کیلئے ہے اور اگر نانی نہ ہو تو دادی کیلئے ہے (ہندیہ

﴿۱﴾ وفي الهندية: والنفقة لكل ذي رحم محرم اذا كان صغيرا فقيرا..... ويجب ذلك على قدر الميراث ويجبر عليه كذا في الهداية وتعتبر اهلية الارث لا حقيقته كذا في النقاية.
(فتاوى عالمگیریہ ۱: ۵۶۶ الفصل الخامس في نفقة ذوی الارحام)

وقال العلامة ابن عابدين: (قوله والمعتبر فيه القرب والجزئية لا الارث)..... وان كان كل من الصنفين اعنى الاصول والحواشي وارثا اعتبر الارث ففي ام واخ عصبى او ابن اخ كذلك او عم كذلك على الام الثلث وعلى العصبه الثلثان بدائع.
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۸۷ مطلب ضابط في حصر احكام نفقة الاصول)

۱: ۵۶۲) ﴿۱﴾ اور اگر بچوں کی خیر خواہی والدہ کی حضانت میں ہو اور یہ سوتیلا باپ (زوج الام) اس پر راضی ہو تو یہ حق والدہ کا ہوگا (رد المحتار ۲: ۸۸۰) ﴿۲﴾. وهو الموفق

والد کا والدہ کو خرچہ و نفقہ نہ دینے کی شرط پر بچے حوالہ کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی بد زبان یعنی زبان دراز اور بچوں سے لاپرواہ تھی، سمجھانے کے باوجود نہ سمجھ سکی ہر کام میں شوہر کا مقابلہ کرتی رہتی تھی، آخر میں جادو ٹونہ بھی کرنا شروع کر دیا، جب خط میں جادو کے تعویذوں کا ذکر شوہر نے دیکھا تو زوجہ کو تیسری طلاق بھی دے کر الگ کر دیا، اب شوہر کے پاس مطلقہ سے تین بچے رہ گئے جن کی عمریں لڑکا چھ سال، لڑکی

﴿۱﴾ وفي الهندية: وان لم يكن له ام تستحق الحضانة بان كانت غير اهل للحضانة او متزوجة بغير محرم او ماتت فام الام اولی من كل واحدة وان علت فان لم يكن للام ام فام الاب اولی ممن سواها وان علت، كذا في فتح القدير. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۵۴۱ الباب السادس عشر في الحضانة)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: قلت الا صوب التفصيل وهو ان الحاضنة اذا كانت تأكل وحدها وابنها معها فلها حق لان الاجنبی لا سبيل له عليها ولا على ولدها بخلاف ما اذا كانت في عيال ذلك الاجنبی او كانت زوجة له وانت علمت ان سقوط الحضانة بذلك لدفع الضرر عن الصغير فينبغي للمفتی ان يكون ذا بصيرة ليراعى الاصلح للولد فانه قد يكون له قريب مبغض له يتمنى موته ويكون زوج امه مشفقا عليه يعز عليه فراقه فيريد قربه اخذه منها ليؤذيه ويؤذيها اولياء كل من نفقته او نحو ذلك وقد يكون له زوجة تؤذيه اضعاف ما يؤذيه زوج امه الاجنبی وقد يكون له اولاد يخشى على البنت منهم الفتنة لسكنائها معهم فاذا علم المفتی او القاضی شيئا من ذلك لا يحل له نزعها من امه لان مدار امر الحضانة على نفع الولد. (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۶۹۳ باب الحضانة)

چار سال لڑکائیں سال کا ہے، والد کے پاس بڑے آرام و راحت کے ساتھ رہ رہے ہیں اب مطلقہ بچوں کا مطالبہ کر رہی ہے، بچوں کا والد انکاری ہے کیونکہ یہ عورت بد اخلاق اور لاپرواہ ہے اب انہوں نے عدالت کے ذریعہ بچے لینے کی دھمکی دی ہے والد نے گھبرا کر کہا کہ اگر زبردستی بچے لے جانا چاہتی ہے تو میں ہمیشہ کیلئے لکھ دوں گا اور خرچہ وغیرہ بھی نہیں دوں گا، مطلقہ نے اس کو قبول کر لیا، اب سوال یہ ہے کہ کیا والد کے اس لکھنے سے والد مجرم ہوگا یا نہیں؟ بینو اتوجروا

المستفتی: محمد حسین راولپنڈی شہر..... ۱۹۸۸ء/۱/۱۶

الجواب: یہ بچے خواہ موافق ثابت ہوں یا مخالف آپ کے بچے ہیں اور حق حضانت بہر حال اس مطلقہ کیلئے ہے جب تک آپ اس مطلقہ کی نااہلیت ثابت نہ کریں ﴿۱﴾ اور بچوں کا نفقہ تاحین بلوغ آپ پر واجب ہے ﴿۲﴾ اور اس مطلقہ (حاضنہ) کا نفقہ بھی آپ پر واجب ہے البتہ یہ دوم قابل اسقاط ہے بخلاف اول کے ﴿۳﴾۔ وہوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: (الحضانة) تثبت للام النسبية ولو..... بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة..... او فاجرة فجورا يضيع الولد به كزنا وغناء وسرقة ونياحة كما في البحر.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۲۸۸ باب الحضانة)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغنياني: ونفقة اولاد الصغار على الاب لا يشار كه فيها احد كما لا يشار كه في نفقة الزوجة لقوله تعالى: وعلى المولود له رزقهن والمولود له هو الاب.

(هداية ۲: ۳۳۷ فصل في نفقة الاولاد الصغار)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله اذا لم تكن منكوحه ولا معتدة لابيها) هذا قيد فيما اذا كانت الحاضنة اما فلو كانت غيرها فالظاهر استحقاقها اجرة الحضانة بالاولى وقوله لابيها احتراز عما لو كانت في نكاح او عدة رجل غير الاب فانها تستحق الاجرة عليها لكن اذا كان الناكح محرماً للصغير والا فلا حضانة لها كما مر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۹۱ باب الحضانة)

بچی کی تربیت سوتیلے والد نے کی، کیا ورثاء واپسی کا حق رکھتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیوہ عورت سے نکاح کیا اس عورت کے ساتھ سابقہ شوہر سے ایک چھوٹی بچی (تین چار مہینے کی) بھی تھی، ساتھ آگئی جبکہ نکاح کے وقت اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا نہ نفقہ کا کچھ تذکرہ ورثاء نے کیا، اب لڑکی جب چھ سال کی ہوگئی تو لڑکی کے ورثاء اس کو واپس لینا چاہتے ہیں اور یہ دوسرا شوہر لڑکی کا نفقہ اور خرچہ مانگتا ہے، کیا وہ اس لڑکی کو واپس لے سکتے ہیں؟ اگر لے سکتے ہیں تو انہیں خرچہ بھی دینا پڑے گا یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی غلام قادر ملہو گیڈز پور ہزارہ..... ۱۹۶۹ء/۸/۲۰

الجواب: (۱) اگر یہ ورثاء مفت تربیت کرنا چاہتے ہیں اور والدہ بچی کے ترکہ سے تربیت کرتی ہے تو ورثاء اس لڑکی کو واپس لے سکتے ہیں، اور اگر والدہ اپنے خاوند (زوج ثانی) کے مال سے اس کی خوشی سے بچی کی تربیت کرتی ہو تو واپس نہیں لے سکتے ہیں، يدل عليه مفهوم ما في الدر المختار وفي الحاوي تزوجت باجنبي وطلبت تربيته بنفقة والتزمه ابن عمه مجاناً ولا حاضنة له فله ذلك انتهى ﴿۱﴾ والمفهوم معتبر ههنا عندنا ايضاً. (۲) چونکہ والدہ وغیرہ نے تبرع کیا بغیر کسی مجبوری کے لہذا خرچہ نہیں لے سکتے ہیں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۹۰ باب الحضانة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: وفي المنية تزوجت ام صغير توفى ابوہ و ارادت تربيته بلا نفقة مقدرة و اراد وصيه تربيته بها دفع اليها لا اليه، قال ابن عابدين: بلا نفقة اى من مال الصغير الموروث له من ابيه فتح و ظاهره ان المراد نفقة الصبي والظاهر ان اجرة الحضانة كذلك.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۶۸۹، ۶۹۰ باب الحضانة)

مظلومہ مطلقہ کا خرچہ اور بچے کی اجرت حضانت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا نکاح کرنے کے سال بعد بچہ پیدا ہوا، سسرال والوں نے مع بچہ گھر سے نکال دیا، پانچ مہینے والدین کے گھر رہی اور پھر والدین کو کہا کہ مجھے بار بار شوہر کے گھر نہ بھیجو، میرا خاوند بے وقوف ہے بار بار گھر سے نکالتی ہے عورت مجبوراً والدین کے پاس پٹی گئی، دو سال کے بعد طلاق مل گئی کیا یہ عورت دو سال قبل از طلاق کا خرچہ و نفقہ اپنا اور بچے کا لے سکتی ہے؟ اور طلاق کے بعد بچے کا خرچہ کتنا عرصہ اور کتنا لے سکتی ہے اور کتنا عرصہ بچہ ماں سے جدا نہیں کیا جاسکتا؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد انور شاہ کرٹوبہ ضلع انک..... ۱۳..... / رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب: اس عورت کے خاوند پر دو سال کا خرچہ (بیوی اور بچے دونوں کا) واجب ہے یہ عورت تاشزہ نہیں ہے مظلومہ ہے ﴿۱﴾ نیز اس خاوند پر طلاق دینے کے بعد عدت کا خرچہ واجب ہے اور عدت گزر جانے کے بعد بچے کا خرچہ اور اجرت حضانت بھی اس خاوند پر واجب الادا ہے ﴿۲﴾ (شامی باب الحضانة و النفقات). وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: فتجب للزوجة على زوجها..... ولو هي في بيت ابها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا اذا طالبها ولم تمتنع. (الدر المختار ۲: ۷۰۱ باب النفقة) قال العلامة ابن عابدين: فالحاصل ان الفرقة اما من قبله او من قبلها فلو من قبله فلها النفقة مطلقا سواء كانت بمعصية او لا طلاقا او فسحا وان كانت من قبلها فان كانت بمعصية فلا نفقة لها ولها السكنى في جميع الصور.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۷۲۷ قبيل مطلب الصغير والمكتسب نفقة الخ)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امين الشامي: كان من جملتها الانفاق على حاضنته التي حبست نفسها لاجله عن الزوج ومثلها اجرة ارضاعه فلم تكن..... (بقية حاشيه اگلے صفحہ پر)

ماں کا غیر محرم کے ساتھ نکاح کرنے سے حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی میں جدائی ہوگئی اور ان کی دو بچیاں ہیں، مطلقہ نے بعد ازاں غیر خاندان میں نکاح کر لیا اس صورت میں بچیوں کی پرورش کا حق کس کو ہے؟ جبکہ باپ کے علاوہ بچیوں کی صحیح پرورش کرنے والا کوئی نہیں، شرعی طور پر باپ یا مطلقہ میں سے کون ان بچیوں کی پرورش کا حق رکھتے ہیں؟ بینواتوجرا

المستفتی: نور محمد

الجواب: غیر محرم کے ساتھ نکاح کرنے سے حق حضانت ساقط ہوئی ہے، لہذا

الدر المختار: او متزوجة بغير محرم الصغير ﴿١﴾ وبمعناه في جميع كتب الفتاوى ﴿٢﴾، لہذا یہ بچیاں جدہ یا خالہ وغیرہ کو حوالے کئے جائیں گے، اور اگر عورتوں میں کوئی نہ ملے تو والد کے حوالے کئے جائیں گے، لہذا فی الہندیۃ: واذا وجب الانتزاع من النساء اولم یکن للصبی امرأۃ من اہلہ یدفع الی العصبۃ فیقدم الاب الخ ﴿٣﴾.

(بقیہ حاشیہ) اجرة خالصة من كل وجه حتى ينافيها الوجوب بل لها شبه الاجرة وشبه النفقة فاذا كانت منكوحه او معتدة لابیہ لم تستحق اجرة لا على الحضانة ولا على الارضاع لوجوبها عليها ديانة ولان النفقة ثابتة لها بدونها بخلاف ما بعد انقضاء العدة فانها تستحقها عملا بشبه الاجرة.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۶۹۱ قبیل مطلب فی لزوم اجرة مسكن الحضانة)

﴿١﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۸۹ باب الحضانة)

﴿٢﴾ قال العلامة المرغيناني: اذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد..... فقال عليه

السلام انت احق به مالم تنزوجي. (هدايه ۲: ۳۳۸ باب حضانة الولد ومن احق به)

﴿٣﴾ (فتاوى عالمگیریہ ۱: ۵۳۲ الباب السادس عشر فی الحضانة)

نوٹ:..... واضح رہے کہ اگر شرعی مستحق اس پر راضی ہو کہ بچیاں والدہ کے پاس رہیں تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

والد اور والدہ میں تفریق کے بعد بچے کی حضانت اور ثبوت نسب کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری گریجویٹ لڑکی کی شادی بھتیجی کے لڑکے سے ہو گئی تھی، لیکن میری بھتیجی اور لڑکے نے اسے تنگ کرنا شروع کیا، بالآخر ۱۴ نومبر ۱۹۸۸ء کو ہم لڑکی کو سرال کے گھر سے لے آئے اس کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی امید سے ہے چنانچہ ہم نے فیملی کورٹ میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر دیا اور ساتھ اس حمل کا ذکر بھی کر دیا، دوران مقدمہ معتبر اور نیک لوگوں نے صلح صفائی کیلئے بھی کوشش کی، جو ان لوگوں کی ہٹ دھرمیوں کی وجہ سے بار آور نہ ہو سکی، اس دوران لڑکے کو سمجھایا گیا کہ بیوی حمل سے ہے مگر اس نے کہا کہ حمل میرے نطفے سے نہیں ہے اور میں دس بچوں کو بھی ماں پر قربان کر سکتا ہوں اور کر دوں گا، (اس بات کے گواہ بھی موجود ہیں) ۲۷ جولائی ۱۹۸۹ء کو لڑکا پیدا ہوا اور جنوری ۱۹۹۰ء کو اچانک لڑکے کو اپنانے کیلئے نوٹس دیئے گئے اور پانچ مارچ کو عدالت میں دعویٰ بھی دائر کر دیا جو ابھی چل رہا ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا فریق ثانی کو شرعیاً بچہ مل سکتا ہے؟ نیز یہ بچہ کس فریق کے پاس رہے گا جبکہ تنسیخ نکاح پہلے ہو چکی ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: م، د، ج، ر، ل، ج، اسلام آباد..... ۱۵/۵/۱۹۹۰ء

﴿۱﴾ قال ابن عابدین: عن المفتی ابی السعود مسئلة فی رجل طلق زوجته ولها ولد صغير منه واسقطت حقها من الحضانة وحکم بذلك حاکم فهل لها الرجوع یاخذ الولد الجواب نعم لها ذلك فان اقوى الحقیقین فی الحضانة للصغير ولئن اسقطت الزوجة حقها فلا تقدر علی اسقاط حقه ابداً.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۹۰ باب الحضانة)

الجواب: مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ یہ لڑکا اس والد سے ثابت النسب ہے لحدیث: الولد للفراس ﴿۱﴾ ولتصریح الفقهاء بہ ﴿۲﴾ البتہ یہ لڑکا سات سال کے ہونے تک والدہ کے پاس رہے گا اور بعد میں اشفق کے حوالے کیا جائے گا (ردالمحتار باب الحضانه) ﴿۳﴾. وهو الموفق

خلع کی صورت میں سات سال ہونے تک بچے والدہ کے پاس رہیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی خلع پر راضی ہو گئے ہیں مگر اب بچوں کا معاملہ ہے کہ وہ والدہ کے پاس رہیں گے یا والد کے پاس، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: حامد شاہ مسجد دلاور خان پشاور

الجواب: والدہ ان بچوں کی پرورش کی مستحق ہے حتیٰ کہ یہ بچے سات سال کے ہو جائیں اس کے بعد یہ بچے والد کے حوالہ کئے جائیں گے، اس والد اور والدہ کی مرضی کے بغیر یہ حق ان سے کوئی نہیں

﴿۱﴾ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الولد للفراس وللعاہر الحجر۔ (سنن ترمذی ۱: ۳۳۹ باب ماجاء ان الولد للفراس)

﴿۲﴾ وفي الهندية: قال اصحابنا لثبوت النسب ثلاث مراتب الاولى النكاح الصحيح وما هو في معناه من النكاح الفاسد والحكم فيه انه يثبت النسب من غير دعوة ولا ينتفى بمجرد النفي.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۵۳۶ الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله والحاضنة احق بالغلام) حتى يستغنى عن النساء بان ياكل ويشرب وقدر بسبع وهو قريب من الاول بل عينه وبعد صفحة فيتعين الافتاء بولاية ضمه لكل من يؤتمن عليه من اقاربه ويقدر على حفظه الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۶۹۵، ۶۹۷ باب الحضانه)

چھین سکتا، (ماخوذ از شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۸۸۱) ﴿۱﴾ وهو الموفق

غیر محرم سے شادی کی صورت میں والدہ کا حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے شادی کی اس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور وہ بیوی فوت ہو گئی، بعد ازاں اس نے دوسری شادی کی دوسری بیوی سے بھی دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہو گئی، بعد کو وہ شخص فوت ہوا، اور ترکہ وغیرہ تقسیم ہوا بیوی نے آٹھواں حصہ وصول کرنے کے بعد اب دوسری جگہ شادی کی، اب سوتیلے بھائی بہن جو کہ بڑے ہیں اصرار کرتے ہیں کہ ان نابالغ بہن بھائی کا پرورش ہم کریں گے جبکہ سگی ماں کہتی ہیں کہ ان کی تربیت اور پرورش شرعاً میرا حق ہے بلوغ تک، یہ حق شرعاً کس کو حاصل ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی غلام رسول..... ۳۰/۷/۱۹۷۸

الجواب: غیر محرم سے شادی کرنے کی صورت میں والدہ کا حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے،

کما فی شرح التنویر: او متزوجة بغير محرم الصغير، (هامش ردالمحتار ۲: ۸۷۳) ﴿۲﴾ پس یہ بچے نانی وغیرہا مؤنثات کے حوالہ کئے جائیں گے اور اگر باقاعدہ مؤنثات میسر نہ

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: والحاضنة اما او غيرها احق بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقد ر بسبع وبه يفتى لانه الغالب ولو اختلفا في سنه فان اكل وشرب ولبس واستنجى وحده دفع اليه ولو جبرا والا لا والام والجلدة احق بها حتى تحيض..... وغيرهما احق بها حتى تشتهي وقد ر بتسع وبه يفتى، وقال ابن عابدين: ولا يملك احدهما ابطال حق الولد من كونه عند امه قبل السبع وعند ابيه بعدها.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۹۵ باب الحضانة)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۸۹ باب الحضانة)

ہوں تو اس علاقائی بھائی کے حوالہ کئے جائیں گے، کما فی شرح التنویر: ثم العصابات بترتیب الارث الخ ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

دادا اور والدہ کیلئے حق حضانت و ولایت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فاطمہ مولانا عبدالغنی کی پوتی اور رحمت اللہ مرحوم کی دختر ہے، اب دادا اور والدہ کا اس پر جھگڑا ہے ہر ایک حق حضانت کا دعویٰ کرتا ہے کہ اب یہ لڑکی ہماری ہے لڑکی کی عمر گیارہ سال ہے شرعی حکم کیا ہے، جواب فارسی یا پشتو میں دے دیں؟ بینواتوجروا المستفتی: نعمت اللہ افغانستان..... ۲۹/۹/۱۹۸۵

الجواب: اگر عداوت و بدخواہی مولوی عبدالغنی بایں دختر پسر مسماۃ فاطمہ نہ تسلیم شدہ باشد و نہ بہ بینہ عادلہ ثابت شدہ باشد، پس حق ولایت برائے اس جد مسمی مولوی عبدالغنی باشد نہ برائے مادری، زیرا نچہ حق حضانت مادر بر قول مفتی بہ ختم شدہ است ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

نابالغہ بچی کا حق حضانت نانی کیلئے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت فوت ہو چکی ہے ایک سات سالہ بچہ اور چھ سالہ بچی چھوڑ گئی ہے ان بچوں کی نانی نے بچے کو چھوڑ کر بچی کو زبردستی اپنے قبضہ میں لیا ﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۶۹۳ مطلب لو كانت الاخوة او الاعمام غیر ما مونیین)

﴿۲﴾ وفي الهندية: والام والجدة احق بالجارية حتى تحيض وفي نوادر هشام عن محمد رحمه الله تعالى اذا بلغت حد الشهوة فالاب احق وهذا صحيح..... وبعد ما استغنى الغلام وبلغت الجارية فالعصبة اولی يقدم الاقرب فالاقرب كذا في فتاوى قاضی خان.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۵۳۲ الباب السادس عشر فی الحضانه)

ہے، جبکہ بچوں کا والد زندہ ہے، کیا والد اور پھوپھیوں کی موجودگی میں نانی کو اس نابالغہ کی تربیت کا حق حاصل ہو سکتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: حاجی شبیر احمد احمد پور شرقیہ..... ۱۲/رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: مفتی بہ قول کی بنا پر اس نواسی کا حق حضانت نو سالہ ہونے تک نانی کو حاصل ہے اس

کے بعد والد کو باقاعدہ حوالہ کی جائے گی ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

حق حضانت، نفقہ، اجرة الرضاع وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرد و عورت کا نکاح منیٰ

۱۹۶۸ء میں ہوا دو سال تک میاں بیوی کی حیثیت سے ساتھ رہے، لیکن ساس اور نندیں وغیرہ بیوی کو پسند نہیں کرتی تھیں، پہلے بھی ایک دفعہ انہوں نے بیوی کو میکے روانہ کر دیا لیکن بعد میں پھرتے تھے، پھر جب وہ حاملہ ہو گئی تو سات ماہ بعد انہوں نے پھر میکے روانہ کر دیا، کہ اب وہاں جا کر رہو اگر لڑکا پیدا ہوا تو ہم لے آئیں گے اور رکھیں گے اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو ہم نہیں رکھیں گے، دو ماہ بعد دسمبر ۱۹۷۰ء میں میکے میں ہی لڑکی پیدا ہوئی، اور فروری ۱۹۷۱ء میں انہوں نے بغیر کسی وجہ کے یونین کونسل کی معرفت رجسٹری کر کے طلاق روانہ کر دی، جو تین ماہ بعد موصول ہو گئی، حق مہر کا زیور (پانچ سو روپیہ) بھی انہوں نے لے لیا، اور جہیز (ایک ہزار روپیہ کا) بھی نہیں دیا، مطلقہ نے چھ ماہ بعد لڑکی کے خرچ کا دعویٰ کر دیا، جولائی ۱۹۷۳ء میں

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: والام والجلدة..... احق بها بالصغيرة حتى تحيض.....
وغیرهما احق بها حتى تشتھی وقدر بتسع وبه یفتی، قال ابن عابدین: وبلوغها اما بالحیض
او الانزال او السن، قال فی البحر لانها بعد الاستغناء تحتاج الی معرفة آداب النساء والمرأة
علی ذلك اقدر وبعد البلوغ تحتاج الی التحصین والحفظ والاب فیہ اقوی واهدی.

(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۹۵ باب الحضانة)

عدالت نے تیس روپیہ ماہوار خرچ مقرر کر دیا جو کہ جولائی ۱۹۷۳ء سے مل رہا ہے، اب وہ مرد یعنی لڑکی کا والد لڑکی کا مطالبہ کر رہا ہے کہ لڑکی ہمیں دے دو، حالانکہ اس نے دوسری شادی بھی کر لی ہے، ننھیال والے لڑکی کی والدہ وغیرہ لڑکی نہیں دینا چاہتی کیونکہ لڑکی کے والد، دادا، دادی، پھوپھی وغیرہ کو جب لڑکی کی والدہ اچھی نہیں لگی نیز لڑکی ہونے کی وجہ سے اس کی والدہ کو طلاق دے دی گئی، تو وہ لڑکی کو کس طرح پیار و محبت سے رکھ کر اس کی پرورش کریں گے خصوصاً سوتیلی والدہ کو اس سے کیا محبت ہوگی جبکہ والد سارا دن باہر کام پر ہوتا ہے اور لڑکی سوتیلی والدہ کے رحم و کرم پر ہوگی، خلاصہ یہ کہ وہ لڑکی کو اس سے لینا چاہتے ہیں کہ تیس روپیہ ماہوار خرچ سے بچ جائیں، اب سوال یہ ہے کہ:

- (۱) والدہ کب تک لڑکی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے جبکہ نکاح ثانی نہ کرے۔
- (۲) اگر لڑکی کی والدہ غیر سے نکاح کرے تو کیا پھر بھی لڑکی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے اگر رکھ سکتی ہے تو کب تک؟
- (۳) اگر نکاح کسی رشتہ دار مثلاً ماموں، خالہ، چچا وغیرہ کے لڑکے سے کر لے تو پھر کب تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے؟

- (۴) کیا لڑکی کو نانی، خالہ، ماموں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں؟
- (۵) جبکہ والدہ لڑکی کو اپنے پاس رکھے ہوئی ہے اور پاس رکھنا چاہتی ہے اور والد لڑکی کا مطالبہ کرتا ہے (قانوناً تو نہیں لے سکتا) تو کیا اس صورت میں لڑکی کے والد سے عدالت کا مقرر کردہ خرچ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کب تک لینا جائز ہے؟

- (۶) اگر خرچ لینا بند کر دیا جائے تو کیا پھر بھی لڑکی کا والد لڑکی کو لے سکتا ہے؟
- (۷) عدالتی قانون میں تو لڑکی بالغ ہونے تک والدہ کے پاس رہ سکتی ہے باپ نہیں لے سکتا،

لیکن شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: راجہ غلام احمد..... ۲۳/۲/۱۹۷۵ء

الجواب: (۱) مفتی بہ قول کی بنا پر نو سال تک حق حضانت و پرورش ہے (ردالمحتار

۳: ۸۸۲) ﴿۱﴾۔

(۲) شادی کی صورت میں یہ حق ثانی کو منتقل ہوگا نیز عرف اور تجربہ سے معلوم ہے کہ سوتیلی ماں

کے پاس رکھنا ضرر محض ہے لہذا والد کا یہ مطالبہ خلاف شرع ہے (باب الحضانة ۲: ۸۸۰) ﴿۲﴾۔

(۳) اگر شادی اس بچی کے محرم سے کی گئی تو حق حضانت برحالی خود باقی ہوگی ﴿۳﴾۔

(۴) ثانی اور خالہ رکھ سکتے ہیں ﴿۴﴾۔

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: والام..... احق بها بالصغيرة حتى تحيض..... وغيرهما احق بها حتى تشتهي وقد بتسع وبه يفتى.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۹۵ باب الحضانة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ثم اى بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبي ام الام وان علت عند عدم اهلية القربى.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۹۲ باب الحضانة)

﴿۳﴾ وفي الهندية: وانما يبطل حق الحضانة لهؤلاء النسوة بالتزوج اذا تزوجن باجنبي فان تزوجن بذى رحم محرم من الصغير كالجدة اذا كان زوجها جد الصغير او الام اذا تزوجت بعم الصغير لا يبطل حقها كذا في فتاوى قاضى خان.

(فتاوى عالمگیریہ ۱: ۵۴۱ الباب السادس عشر فى الحضانة)

﴿۴﴾ قال العلامة المرغينانى: فان لم تكن له ام فام الام اولى من ام الاب..... وفى رواية الخالة اولى من الاخت لاب لقوله عليه السلام الخالة والدة..... ثم الخالات اولى من العمات الخ.

(هداية ۲: ۴۳۹ باب حضانة الولد ومن احق به)

(۵) لڑکی کی والدہ تین قسم کا خرچ لے سکتی ہے نو سال تک نفقہ الولد، اجرت الرضاعة والحضانة (شامی ۲: ۸۷۶) ﴿۱﴾. (۶) نہیں لے سکتا ہے ﴿۲﴾۔ (۷) ظاہر الروایت میں یہ حق بلوغ تک ہے لیکن مفتی بہ قول میں نو سال تک ہے (شامی ۲: ۸۸۲) ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

ولد الزنا کی پرورش ماں کی ذمہ داری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو بچہ حرام حمل یعنی زنا سے پیدا ہو اس کی پرورش کا ذمہ دار زانی ہے یا مزنیہ؟ بینوا توجروا
المستفتی: مولانا عبدالواحد چغرمٹی..... ۱۹۷۳ء/۳/۲۵

الجواب: غیر ثابت النسب (ولد حرام) بچے کی نسبت والدہ کی طرف ہوتی ہے کما فی
الہندیة ۲: ۱۲۷ اذ زنی رجل بامرأة فجاءت بولد فادعاه الزانی لم یثبت نسبه منه واما
المرأة فیثبت نسبه منها ﴿۴﴾، پس اس بچے کی حضانت ماں کی ذمہ داری ہے، کما فی
الدرالمختار الحضانة ثبت للام النسبية ۲: ۲۸۸) ﴿۵﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: قال فی البحر فعلى هذا یجب على الاب ثلاثة اجرة الرضاع
واجرة الحضانة ونفقة الولد ومثله فی الشرنبلالية.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۹۲ مطلب فی لزوم اجرة مسکن الحضانة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: تزوجت ام صغیر توفی ابوہ و ارادت تربیتہ بلا نفقة مقدرة
واراد وصیه تربیتہ بها دفع اليها لا اليه ابقاء لماله.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۲۹۰ باب الحضانة)

﴿۳﴾ (مر حوالته فی شق الاول من هذا الجواب)

﴿۴﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۳: ۱۲۷ کتاب الدعوی الفصل الثامن فی دعوة الولد من الزنا وما فی حکمہ)

﴿۵﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۲۸۶ باب الحضانة)

باب الولیمة

ولیمہ مسنون ہے واجب نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دعوت ولیمہ کی حیثیت واجب کی

ہے یا سنت کی؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی اکبر خان واڑی دیر..... ۳/۴/۱۹۷۹

الجواب: ولیمہ ہمارے نزدیک مسنون ہے، کما فی الہندیۃ ۵: ۳۴۳ وولیمۃ العرس

سنة وفيها مشوبة عظيمة انتهى ﴿ ۱ ﴾ واما فی الحدیث اولم ولو بشاة، فهذا الامر للوجوب عند بعض اصحاب الشافعی لظاهر الامر، وهو للاستحباب عند الجمهور والمعتبر ذوق المجتهد ﴿ ۲ ﴾ . وهو الموفق

﴿ ۱ ﴾ (فتاویٰ عالمگیری ۵: ۳۴۳ الباب الثانی عشر فی الهدایا والضيافات)

﴿ ۲ ﴾ قال العلامة النووی: واما ولیمۃ العرس فقد اختلف اصحابنا فمنهم من قال هی واجبة..... ومنهم من قال هی مستحبة.

(المجموع شرح المہذب ۱۵: ۵۲۸ باب الولیمة والنشر)

وقال فی شرح مسلم: ﴿ ۳ ﴾ اختلف العلماء فی ولیمۃ العرس هل هی واجبة ام مستحبة والاصح عند اصحابنا انها سنة مستحبة ويحملون هذا الامر فی هذا الحدیث علی الندب وبه قال مالک وغيره وواجبها داؤد وغيره.

(نووی علی مسلم ۱: ۴۵۸ باب فضیلة اعتاق امة ثم يتزوجها)

وقال الشيخ محمد زكريا: قال الموفق لا خلاف..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شادی سے قبل ولیمہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحبت سے قبل ولیمہ جائز نہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مشتاق احمد پاک فضا سیہ رسالپور..... ۲۶/۹/۱۹۷۲

الجواب: ولیمہ نکاح یا شادی صحبت کے بعد مسنون ہے ﴿۱﴾ اور جو طعام اس سے پہلے کھلایا جاتا ہے وہ ولیمہ نہیں البتہ دعوت ہے جو کہ جائز ہے جیسا کہ زوال کے بعد نوافل پڑھنا صحیح، لیکن اشراق نہیں لیکن نوافل سے خارج نہیں ہیں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) بین اهل العلم ان الولیمة سنة فی العرس..... ولیست واجبة فی قول اکثر اهل العلم. (اوجز المسالک ۹: ۳۳۵ باب ماجاء فی الولیمة)

قال الملا علی قاری: اولم ولو بشاة ای اتخذ ولیمة، قال ابن الملک: تمسک بظاہرہ من ذهب الی ایجابہا والاكثر علی ان الامر للندب.
(مرقاة المفاتیح ۶: ۳۶۶ باب الولیمة)

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری: قیل انها تكون بعد الدخول وقیل عند العقد وقیل عندهما واستحب اصحاب مالک ان تكون سبعة ايام والمختار انه علی قدر حال الزوج.
(مرقاة المفاتیح ۶: ۳۶۶ باب الولیمة الفصل الاول)

﴿۲﴾ وفي المنهاج: والولیمة قیل تكون بعد البناء وقیل تكون عند العقد كما فی المرقاة وغيره فما يطعم قبل العقد او البناء لا تكون ولیمة وسنة وعبادة بل يكون طعاما محضاً ونظيره ما رواه البخاری ان النبي ﷺ جعل ذبیحة من ضحی قبل الصلاة لحما لا بدعة وحرما، وبالجملة ان بفوات الوقت فی العبادات الموقته يفوت معنى العبادة دون الحل، كيف وقال رسول الله ﷺ اذا دعا احدكم اخاه فليجبه عرسا كان او غير عرس رواه ابوداؤد. (منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۵۰ باب ماجاء فی الولیمة)

لڑکی اور لڑکے والوں کی طرف سے ولیمہ وغیرہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکی والوں کی طرف سے شادی میں روٹی دینے کی کیا حقیقت ہے اور لڑکے کا والد بھی نکاح سے پہلے روٹی دیتا ہے یہ کیسا ہے؟ اور غیر محارم کا دلہن کو ڈولی میں لے جانے کا کیا مسئلہ ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالحکیم گندف صوابی..... ۲۲/رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: لڑکی والوں کی طرف سے جو روٹی کھلائی جاتی ہے وہ ثواب اور ولیمہ کے ارادہ سے نہیں کھلائی جاتی لہذا یہ روٹی کھلانا بدعت شرعی نہیں صرف ایک رسم ہے، جس طرح ترجمہ قرآن دوسری زبانوں میں کیا جاتا ہے، اسی طرح جو روٹی و طعام لڑکے والوں کی طرف سے شادی اور بیاہ سے قبل کھلایا جاتا ہے وہ رسم ہے عبادت اور ولیمہ نہیں کیونکہ ولیمہ اضحیہ کی طرح عبادت موقتہ ہے اور جو اضحیہ نماز عید سے قبل ذبح کیا جائے وہ عبادت نہیں، البتہ اس کا کھانا جائز ہے اسی طرح یہ بھی ہے، اور جو روٹی شادی بیاہ کے بعد کھلائی جائے وہ عبادت ہے جیسا کہ ختنہ سنت اور عبادت ہے، نعم بقی فی عصرنا الرسم و رفعت الحقیقة ﴿۱﴾.

تنبیہ..... لم یکن الذین یحملون ہودج امہات المؤمنین من محارمہم وزفت

عائشة بالنہار ضحی. وهو الموفق

﴿۱﴾ وفی المنہاج: الولیمة اسم للطعام فی العرس خاصة كما روى عن ثعلب وغيره وقال بعض الفقهاء انها تقع على كل طعام لسرور حادث الا ان استعمالها فی طعام العرس اکثر، والولیمة قیل تكون بعد البناء وقیل تكون عند العقد كما فی المرقاة وغيره فما یطعم قبل العقد او البناء لا تكون ولیمة وسنة وعبادة بل یكون طعاما محضاً، ونظيره ما رواه البخاری ان النبی ﷺ جعل ذبیحة من ضحی قبل الصلاة لحما لا بدعة وحراما، وبالجملة ان بفوات الوقت فی العبادات الموقفة يفوت معنى العبادة..... (بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دعوت ولیمہ سے پہلے گانے اور ڈھول وغیرہ کی صورت میں ولیمہ کھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ جب کسی دلہن کو دولہا کے گھرایا جاتا ہے تو بارات میں ڈھول بجتا ہے ڈھول بجنے میں نوجوان لوگ گول دائرے کی صورت میں (بھنگڑا ڈالتے) ناچتے اور گاتے ہیں اسی طرح عورتیں الگ جگہ میں ناچتی اور گاتی ہیں، یہ معاملہ دلہن کو لانے تک ہوتا ہے اس کے بعد فوراً ڈھول تماشے ختم ہو جاتے ہیں یعنی دعوت ولیمہ کے آغاز سے پہلے یہ تماشے ختم ہو جاتے ہیں پھر دعوت ولیمہ کی تیاری میں جانور وغیرہ ذبح کرتے ہیں اور خوراک و طعام میں دعوت عام ہوتی ہے تو اس دعوت کے کھانے کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالحمید ایس وی لدھا جنوبی وزیرستان..... ۱۹۷۵ء/۹/۱

الجواب: چونکہ یہ لہو و لعب وغیرہ مقام دعوت میں نہیں ہوتے لہذا اس کی خوراک مکروہ نہ ہوگی، کما یشیر الیہ کلامہم دعی الی ولیمة وثمة لعب او غناء الخ (ردالمحتار کتاب الکراہیة) ﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) دون الحل کیف وقال رسول اللہ ﷺ اذا دعا احدکم اخاه فلیجبه عرسا کان او غیر عرس رواہ ابو داؤد. ثم هی سنة واجابتها واجب کالسلام، واما اجابة دعوة الختان فلا بأس به عندنا کما فی الخلاصة لا ینبغی التخلف عن الدعوة العامة کدعوة العرس والختان، وهو قول مالک والشافعی وقد دعی احمد الی ختان فاجاب واکل کما فی المغنی الخ. (منہاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۵۰، ۲۵۱ باب ماجاء فی الولیمة)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: دعی الی ولیمة وثمة لعب او غناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدة لا ینبغی ان یقعد بل ینخرج معرضا لقوله تعالیٰ: فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۵: ۲۲۵ کتاب الحظر والاباحہ)

بلا سمعت وریاء کے کئی دن تک ولیمہ کرنا ممنوع نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کئی دن تک دعوت ولیمہ کرتے ہیں کیا ایک دن سے زیادہ بھی ولیمہ کرنا جائز ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: احمد محمود لاہور

الجواب: جائز ہے اس میں ممانعت نہیں، کما فی البیہقی و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ ﴿۱﴾ عن السلف انہم اولموا الی سبعة ايام وثمانیة، لكن هذا اذا كان مامون عن السمعة والریاء ﴿۲﴾. وهو الموفق

اعلان نکاح و شادی کیلئے ہوائی فائرنگ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ منگنی اور شادی کے دوران بندوق

﴿۱﴾ حدثنا ابو اسامة عن هشام عن حفصہ قالت: لما تزوج ابی سیرین دعا اصحاب رسول اللہ ﷺ سبعة ايام فلما كان يوم الانصار دعاهم ودعا ابی ابن کعب وزید بن ثابت.

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲، ۴: ۳۱۳ من كان يقول يطعم في العرس والختان)

زہکذا فی (سنن کبریٰ للبیہقی ۷: ۲۶۱ باب ايام الولیمة) والتفصیل فی اعلیاء

السنن ۱۱: ۱۳ باب جواز الولیمة الی ايام ان لم یکن فخرا.

﴿۲﴾ وفي المنهاج: عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ طعام اول يوم حق وطعام يوم

الثانی سنة وطعام يوم الثالث سمعة ومن سمع سمع الله به (ترمذی) قوله ويوم الثالث سمعة يشير الحديث الى كراهة ما يكون فيه سمعة، فما رواه ابن ابی شیبہ والبیہقی و عبد الرزاق عن السلف انہم اولموا الی سبعة ايام وثمانیة فمحمول علی الامن من السمعة والریاء وحديث الباب محمول علی الغالب.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۳: ۲۵۲ باب ماجاء فی الولیمة)

و پستول چلا کر ہوائی فائرنگ کا کیا حکم ہے؟ کیا اس طریقہ پر اعلان نکاح جائز ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: عطاء اللہ متعلم حقانیہ..... ۲۳/۱۲/۱۹۸۳ء

الجواب: اگر یہ گولیاں آلات حرب سے ہوں اور سامان جنگ ہوں تو حدیث: واستبقوا

نبکم ﴿۱﴾ کی بنا پر یہ روئے ممنوع ہوگا۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (سنن ابی داؤد ۲: ۳۶۱ باب فی الصفوف کتاب الجہاد)

باب حقوق الزوجین

میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق اور گھریلو اختلافات کے مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں (۱) زوجین کے مزاج میں حد درجہ بعد، اختلافات فکر و نظر اور تصادم مسلک کی وجہ سے زوجہ اس قدر پریشان اور بیزار ہو کہ اب صلح کی گنجائش نہ رہی ہو اور علیحدگی پر شدید مصر ہو کہ اب وہ اگر از دو اجی بندھن میں رہی تو خاوند کے حقوق کی ادائیگی سے قاصر ہوگی اس لئے بھی کہ ہر مرتبہ صلح کے بعد حالات پھر ویسے ہی بن جاتے ہیں نتیجتاً سخت ذہنی اور اعصابی تکلیف ہوتی ہے کیا زوجہ علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے؟ (۲) کیا شوہر بیوی کو اس کی مرضی کے بغیر ملک سے باہر عارضی یا مستقل رہنے پر مجبور کر سکتا ہے جبکہ نکاح کے وقت ایسی کوئی شرط نہ رکھی گئی ہو؟ (۳) کیا بیوی خاوند سے روٹی کپڑا لینے کے علاوہ چھوٹی موٹی ضروریات کیلئے جیب خرچ کے طور پر کچھ نقد لینے کی شرعی حقدار ہے؟ (۴) عملی زندگی میں ایک فریق ہونے کی حیثیت سے بیوی خاوند کی آمدنی کے معاملات میں مداخلت کر سکتی ہے اور کس حد تک؟ (۵) شرعاً گھر کے کون سے کام کاج بیوی کے فرائض میں داخل ہیں؟ (۶) خاوند کے حقوق کا زوجہ کے والدین کے حقوق پر مقدم ہونا تو معلوم ہے لیکن سسرال کے حقوق میں بھی یہ حدیث بتائی جاتی ہے کہ شادی کے بعد عورت کیلئے ساس و سسر کے حقوق اس کے اپنے والدین کے حقوق پر مقدم ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ (۷) اگر خاوند بیوی کو چھوڑنے پر راضی نہ ہو لیکن بیوی کی بیزاری حد درجہ بڑھی ہوئی ہو کہ وہ خود ہی اپنے والدین کے ہاں جا رہے خاوند کے ساتھ رہنے سے انکار کر دے اس کا حکم؟ (۸) اگر والدین کے درمیان ایسی خفگی ہو جس کے نتیجہ میں والدہ طلاق

لے کر یا طلاق لئے بغیر علیحدہ رہتی ہو تو والد شرعاً اولاد کو ماں کے پاس جانے یا حسن سلوک کرنے سے روک سکتا ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: منشی عبدالغفور شبقد رنورٹ..... ۱۸/۲/۱۹۷۶

الجواب: (۱) واضح رہے کہ اگر یہ شخص (خاوند) ضروریات دین سے منکر ہو مثلاً پیغمبر علیہ السلام کی بشریت سے منکر ہو یا غیر اللہ کیلئے علم کلی یا تسلط غیبی (من حیث العلم والقدرة) ماننا ہو تو یہ شخص کافر اور مرتد ہے ﴿۱﴾ اس کی بیوی آزاد ہے، قال اللہ تعالیٰ: لا هن حل لهم ولا هم يحلون لهن ﴿۲﴾ اور اگر یہ شخص کفر کے درجہ تک نہ پہنچا ہو تو عدم موافقت کی وجہ سے علیحدگی کا مطالبہ ممنوع نہ ہوگا، کما فی حدیث حبیبہ بنت سهل لا انا ولا ثابت بن قیس لزوجها (رواہ ابو داؤد ۳۰۳: ۱) ﴿۳﴾. (۲) موجودہ پرفتن دور میں خاوند کو یہ حق حاصل نہیں کہ بیوی کو اس کی مرضی کے بغیر سفر پر لے جائے، کما فی الہندیۃ ۱: ۵۶۶ اما فی زماننا فلا یملک الزوج ان یسافر بها

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: والكفر شرعا تکذیبه صلی اللہ علیہ وسلم فی شیء مما جاء به من الدین ضرورة. (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۳: ۳۱۱ باب المرتد)

﴿۲﴾ (سورة الممتحنة پارہ: ۲۸ رکوع: ۲ آیت: ۱۰)

﴿۳﴾ عن حبیبہ بنت سهل الانصاریۃ انها كانت تحت ثابت بن قیس بن شماس وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی الصبح فوجد حبیبہ بنت سهل عند بابہ فی الغلس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من هذه قالت انا حبیبہ بنت سهل قال ما شانک قالت لا انا ولا ثابت بن قیس لزوجها فلما جاء ثابت بن قیس قال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذه حبیبہ بنت سهل فذکرت ما شاء اللہ ان تذکرو قالت حبیبہ یا رسول اللہ کل ما اعطانی عندی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لثابت بن قیس خذ منها فاخذ منها وجلست فی اهلها.

(سنن ابی داؤد ۱: ۳۰۳ باب فی الخلع کتاب الطلاق)

وان اوفى صداقها كذا فى المحيط ﴿١﴾. (۳) خاوند پر یہ ضروری نہیں کہ بیوی کو تنگہ اور تلذذ کیلئے جیب خرچ دے دے، كما فى ردالمحتار ۲: ۸۹۳ فكل من الدواء والتفكه لا يلزمه ﴿٢﴾ وفى الهندية ۱: ۵۶۹ واما ما يقصد به التلذذ والاستمتاع فلا يلزمه بل هو على اختياره ان شاء هياها لها وان شاء تركه (بحذف يسير) ﴿٣﴾. (۴) عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ خاوند کے معاملات اور اموال میں آمرانہ مداخلت کرے البتہ مشیرانہ مداخلت سے ممنوع نہیں ہے۔ (۵) گھر کے داخلی امور کا سرانجام دینا بیوی کا حق اور ذمہ ہے (ماخوذ از ردالمحتار ۲: ۸۹۳) ﴿٤﴾۔ (۶) عورت پر ساس اور سرسرا احترام ضروری ہے باقی یہ مسئلہ کہ ان کا حق والدین پر مقدم ہے غیر صحیح ہے، مزید تفصیل کیلئے بہشتی زیور کو مراجعت کریں ﴿٥﴾۔ (۷) بلا اذن شرعی عورت کیلئے والدین کے گھر رہنا ناجائز ہے البتہ ہلاکت اور ناقابل برداشت مار پیٹ اور ناجائز جماع وغیرہ امور کی وجہ سے بھاگنا جائز ہے۔ (۸) والد کیلئے یہ حق نہیں کہ اولاد کو ان کی والدہ کے پاس جانے یا حسن سلوک سے منع کرے۔ وهو الموفق

﴿١﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۵۳۵ الباب السابع عشر فى النفقات الفصل الاول)

﴿٢﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۷۰۵ قبیل مطلب فى اخذ المرأة كفيلا بالنفقة)

﴿٣﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۵۳۹ الباب السابع عشر فى النفقات الفصل الاول)

﴿٤﴾ قال العلامة الحصكفى: ولا يجوز لها اخذ الاجرة على ذلك لوجوبه عليها ديانة ولو شريفة لانه عليه الصلاة والسلام قسم الاعمال بين على وفاطمة فجعل اعمال الخارج على على رضى الله عنه والداخل على فاطمة رضى الله عنها مع انها سيدة نساء العالمين بحر. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۷۰۴ باب النفقة)

﴿٥﴾ قال الشاه اشرف على التهانوى: علاقة مصاهرة يعنى سرالى رشتہ کو قرآن میں خدا تعالیٰ نے نسب میں ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سرسرا اور سالی اور بہنوئی داماد اور بہو اور بیوی کی پہلی اولاد اور اسی طرح میاں کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے اس لئے ان علاقوں میں بھی رعایت، احسان و اخلاق کی اوروں سے زیادہ رکھنا چاہئے۔ (بہشتی زیور ۳۲۶ چوتھا حصہ حقوق کا بیان)

دو بیویوں اور ان کی اولاد میں حقوق کی تقسیم اور میراث کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) ایک شخص کی دو بیویاں ہیں خاوند پران کے کیا حقوق ہوتے ہیں کم یا زیادہ یا مساوی؟ (۲) کیا مہر کے عوض کے بغیر ان کو خاوند کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے کچھ حصہ ملے گا یا نہیں؟ (۳) ہر ایک بیوی سے تین تین بیٹے اور ایک بیٹی موجود ہے ان کے درمیان جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ (۴) از روئے شریعت ایک بیوی کی اولاد کو زیادہ اور دوسری کی اولاد کو کم ملنی چاہئے یا مساوی تقسیم ہونی چاہئے؟ بینواتو جروا

المستفتی: میر محمد خان C/O کفایت اللہ دکاندار بازار چترال..... ۱۳/۵/۱۹۷۵

الجواب: (۱) امور اختیار یہ مثلاً نقد و لباس، قسم (نوبت) میں مساوات ضروری ہے (شامی) ﴿۱﴾۔ (۲) خاوند کی موت کے بعد ان بیویوں پر تمام ترکہ کا آٹھواں حصہ تقسیم ہوگا ﴿۲﴾۔ اور اولاد پر للذکر مثل حظ الانثیین کی تقسیم ضروری ہوگی ﴿۳﴾۔ (۳) زندگی (حین حیات) میں تقسیم ﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: يجب ان يعدل فيه ای فی القسم بالتسوية فی البيتوتة وفی الملبوس والماکول والصحة لا فی المجامعة کالهبة، قال العلامة ابن عابدين: ففی الخانية ومما يجب علی الازواج للنساء العدل والتسوية بینهن فیما یملکه والبيتوتة عندهما للصحبة والمؤانسة لا فیما لا یملکه وهو الحب والجماع.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۳۲ باب القسم)

﴿۲﴾ وفی الهندية: واما الثمن ففرض الزوجة او الزوجات اذا كان للمیت ولد او ولد ابن.

(فتاویٰ عالمگیری ۶: ۳۵۰ الفروض المقدره فی کتاب اللہ تعالیٰ ستہ)

﴿۳﴾ وفی الهندية: واذا اختلط البنون والبنات عصب البنون البنات فیکون للابن مثل حظ

الانثیین کذا فی التبیین.

(فتاویٰ عالمگیری ۶: ۴۲۸ الباب الثانی فی ذوی الفروض)

کے وقت مذکورہ مؤنث کو یکساں حصہ دیا جائے گا (ہندیہ) ﴿۱﴾۔ (۴) زندگی میں اولاد کی رضا مندی سے فرق کرنا جائز ہے جبکہ وہ بالغ ہوں، نیز حاجت اور تدین اور عیال داری کی وجہ سے بھی فرق جائز ہے (ہندیہ) ﴿۲﴾۔ وہوالموفق

بیوی مستقل علیحدہ مکان کا مطالبہ کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ نے شادی کی لیکن ہندہ کا سکنی، نان و نفقہ اور بسر اوقات ایسے نامناسب ماحول میں رکھا گیا کہ جہاں زید کا بھائی مع عیال و اطفال ایک مشترکہ صحن والے مکان میں رہتے ہیں کھانا پکانا سب مشترک ہے زید کی زوجہ کو زید کے بھائی اور بال بچوں سے چند ایسی دل خراش تکالیف کا سامنا ہے جو ناقابل برداشت ہیں اب ہندہ نے اپنے لئے علیحدہ مکان کا مطالبہ کیا ہے کیا ہندہ کا یہ مطالبہ شرعاً درست ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: قاضی غلام اصفیاء قریشی سرائے صالح ہری پور..... ۱۹۷۳ء/۸/۲۳

﴿۲، ۱﴾ وفي الهندية: ولو وهب رجل شيئا لاولاده في الصحة و اراد تفضيل البعض على البعض في ذلك لا رواية لهذا في الاصل عن اصحابنا وروى عن ابي حنيفة رحمه الله تعالى انه لا بأس به اذا كان التفضيل لزيادة فضل له في الدين وان كانا سواء يكره وروى المعلى عن ابي يوسف رحمه الله تعالى انه لا بأس به اذا لم يقصد به الاضرار وان قصد به الاضرار سوى بينهم يعطى الابنة مثل ما يعطى للابن وعليه الفتوى هكذا في فتاوى قاضى خان وهو المختار كذا في الظهيرية. رجل وهب في صحته كل المال للولد جاز في القضاء ويكون آثما فيما صنع كذا في فتاوى قاضى خان وان كان في ولده فاسق لا ينبغي ان يعطيه اكثر من قوته كيلا يصير معينا له في المعصية..... ولو كان الولد مشتغلا بالعلم لا بالكسب فلا بأس بان يفضل على غيره.

(فتاوى عالمگیری ۴: ۳۹۱ الباب السادس في الهبة للصغير)

الجواب: خاوند پر فرض ہے کہ بیوی کو مستقل حجرہ (مکان) بلا شرکت غیرے دے دے ورنہ

گنہگار ہوگا، کما فی الدرالمختار: و کذا تجب لها السكنی فی بیت خال عن اہله و بیت منفرد من دار له غلق کفاہا و فی البحر عن الخانیة یشرط ان لا یکون فی الدار احد من احماء الزوج یوذیہا بحذف یشیر ہامش ردالمحتار ۲: ۹۱۲ اقرہ ردالمحتار ﴿۱﴾ و ہکذا فی نفقة الہندیة المشہورة بالعالمگیریة ۱: ۵۷۶ ﴿۲﴾. و هو الموفق

بیویوں میں مساوات نہ کرنے اور بالغہ بیٹی کو نکاح میں نہ دینے والا ظلم میں مبتلا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں ایک

بیوی کے ساتھ تعلقات خوشگوار ہیں دوسری کے ساتھ نہیں اور آنا جانا بھی بہت مشکل سے کرتا ہے نیز اس شخص کی لڑکی عرصہ چھ سال سے بالغہ ہے اس کا بھی کہیں ناطہ وغیرہ ابھی تک نہیں کیا ہے اور نہ کوئی ارادہ رکھتا ہے ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور اس کی امامت کا کیا مسئلہ ہے؟ بینوات و جروا

المستفتی: غلام محمد نئی آبادی راولپنڈی..... ۹/۱/۱۹۷۵

الجواب: بیویوں میں عدل اور مساوات ضروری ہے ﴿۳﴾ اور بالغہ بیٹی کو مناسب جگہ نکاح

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۷۱۹، ۷۲۰ مطلب فی مسکن الزوجة)
﴿۲﴾ قال العلامة النظام: تجب السكنی لها علیہ فی بیت خال عن اہله و اہلہا الا ان تختار ذلک کذا فی العینی شرح الکنز..... و امرأة ابت ان تسکن مع ضررتها او مع احمائها کامہ و غیرہا فان کان فی الدار بیوت و فرغ لها بیتا و جعل لبیتها غلقا علی حدة لیس لها ان تطلب من الزوج بیتا آخر فان لم یکن فیہا الا بیت واحد فلہا ذلک الخ.
(فتاویٰ عالمگیریة ۱: ۵۵۶ الفصل الثانی فی السكنی، النفقات)

﴿۳﴾ و فی الہندیة: و مما یجب علی الازواج للنساء العدل و التسویة بینہن فیما یملکہ و البیتوتہ عندها للصحبہ و المؤانسة لا فیما لا یملک..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سے دینا ایک اہم امر ہے ﴿۱﴾ پس اگر یہ شخص اس ظلم اور عجز میں مبتلا ہو تو اس کے پیچھے صالحین کی اقتداء مکروہ ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

نو مسلم عورت کیلئے والدین کے گھر جانے اور ان کے ساتھ خورد و نوش کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے فوج میں ملازمت کے دوران ایک عیسائی عورت کو مسلمان کر کے اس سے شادی کر لی، شادی کے قریباً چار سال ہو چکے ہیں اس دوران یہ نو مسلم عورت قریباً چار مرتبہ اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ہاں قریباً آٹھ ماہ سکونت پذیر رہ چکی ہے، کیا شرعاً ایک مسلمان عورت سابقہ رشتہ داروں، جو کہ عیسائی مذہب والے ہیں، کے ہاں خورد و نوش کر سکتی ہے اور ہم مسلمان لوگوں کو ایسی عورت سے تعلق و برتاؤ یعنی کھانا پینا جائز ہے؟ بینواتوجرو

المستفتی: راجہ گل مبارک کہوٹہ راولپنڈی..... ۱۲/۸/۱۹۷۷

(بقیہ حاشیہ) وهو الحب والجماع کذا فی فتاویٰ قاضی خان.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۰ الباب الحادی عشر فی القسم)

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری: (قال قال رسول اللہ ﷺ اذا خطب اليکم) ای طلب منکم ان تزوجوه امرأة من اولادکم واقاربکم (من ترضون) ای تستحسنون (دینہ وخلقہ فزوجوه) ای ایماہا (ان لا تفعلوه تکن فتنہ فی الارض وفساد عریض) ای ذو عرض ای کثیر لانکم ان لم تزوجوا الا من ذی مال اوجاہ ربما یبقی اکثر نساءکم بلا ازواج واکثر رجالکم بلا نساء فیکثر الافتان بالزنا، وربما یلحق الاولیاء عار فتهیج الفتن والفساد ویترتب علیہ قطع النسب وقلۃ الصلاح والعفة.

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ۶: ۲۷۱ کتاب النکاح الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجیم: فالحاصل انه یکره لهؤلاء التقدم ویکره الاقتداء بهم کراهة تنزیہ..... وینبغی ان یکون محل کراهة الاقتداء بهم عند وجود غیرهم والا فلا کراهة. (البحر الرائق ۱: ۳۳۹ باب الامامة)

الجواب: ایسی نو مسلم عورت والدین کے گھر جاسکتی ہے ﴿۱﴾ البتہ خوردونوش میں محرمت شرعیہ سے اجتناب ضروری ہے، نیز اس نو مسلم عورت کے ساتھ تعلقات رکھنا اور خوردونوش کرنا جائز ہے۔ وہوالموفق

زوجہ کی اجازت کے بغیر چار ماہ یا اس سے زائد سفر اختیار کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم لوگ عربستان میں محنت و مزدوری کے سلسلے میں مقیم ہیں مجبوری کی وجہ سے چار سال بعد گھر آجاتے ہیں حالانکہ ہم شادی شدہ ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے اور عدم مجبوری کی صورت میں بھی شرعی حکم واضح فرمائیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: بابر حسین ابو ظہبی یو اے ای..... ۲/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: بیوی کی اجازت سے چار ماہ یا اس سے زائد مدت باہر رہنا گناہ نہیں ہے، بلا اجازت گناہ ہے ﴿۲﴾.....

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ولا يمنعها من الخروج الى الوالدین في كل جمعة ان لم يقدر على اتيانها على ما اختاره في الاختيار ولو ابوها زمنا مثلا فاحتاجها فعليها تعاهده ولو كافرا وان ابى الزوج الخ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۲۲۷ قبيل مطلب في منع النساء من الحمام)
﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ويجب ديانة احيانا ولا يبلغ مدة الايلاء الا برضاها ويؤمر المتعبد بصحتها احيانا، قال العلامة ابن عابدين: في الفتح واعلم ان ترك جماعها مطلقا لا يحل له صرح اصحابنا بان جماعها احيانا واجب ديانة لكن لا يدخل تحت القضاء والالزام الا الوطأة الاولى ولم يقدر وا فيه مدة ويجب ان لا يبلغ به مدة الايلاء الا برضاها وطيب نفسها به..... ثم قوله وهو اربعة اشهر يفيد ان المراد ايلاء الحرية ويؤيد ذلك ان عمر رضی الله تعالى عنه لما سمع في الليل امرأة تقول: فوالله..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

.....فرض عين اس سے متشقی ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

موجودہ دور میں بیوی کو مسافرت پر لے جانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تین سال پہلے ایک آدمی اور لڑکی کے درمیان نکاح ہو گیا تھا، افغانستان پر روسی قبضہ کے بعد وہاں کے دیندار مسلمانوں نے ہجرت کی اور پاکستان وغیرہ ممالک میں زندگی بسر کرنے لگے، اب یہ خاوند فی الحال افغانستان میں ہے اور لڑکی اور لڑکی کے والدین نے پاکستان ہجرت کی، شوہر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ میں اپنی زوجہ کو افغانستان لے جاتا ہوں جبکہ لڑکی مع والدین اس وجہ سے انکار کرتے ہیں کہ بہت سی عورتوں کو روسی نے افغانستان سے لے گئے ہیں اس

(بقیہ حاشیہ) لو لا اللہ تخشی عواقبه ☆ لرحزح من هذا السریر جوانبه، فسأل عنها فاذا زوجها فی الجهاد فسأل بنته حفصة کم تصبر المرأة عن الرجل فقالت اربعة اشهر فامر امراء الاجناد ان لا يتخلف المتزوج عن اهله اكثر منها، ولو لم یکن فی هذه المدة زيادة مضارة بها لما شرع الله تعالى الفراق بالایلاء فیها.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۳۲ باب القسم بان جماع الزوجة احيانا واجب ديانة ولم

﴿۱﴾ وفي المنهاج: قال فقهاء نا في باب القسم بان جماع الزوجة احيانا واجب ديانة ولم يقدروا فيه مدة ويجب ان لا يبلغ به مدة الايلاء الا برضاها وطيب نفسها به فليراجع الى فتح القدير وردالمحتار، وفيه عبرة لمن خرج لطلب العلم او للجهاد او للتبليغ والاصلاح بغير رضاء الزوجة لاربعة اشهر او اكثر منها، ولا يأتيها في تلك المدة بما امر به شرعا، لا سيما اذا عد هذه الفعلة قرابة ولا سيما اذا مر على قريته وبيته والتزم ما لا يلزمه شرعا من عدم دخول بيته واتخذ ما يلزمه شرعا ظهريا فاعاذا الله تعالى من هذه الجريمة ومن سائر الالتزامات التي اذا ارتكبوها يعدونها قربات واذا فعلها غيرهم يجعلونها بدعات.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۲: ۳۱۸ باب ماجاء في اللعان)

لئے ہم شادی دیں گے مگر اس شرط پر کہ اس کو افغانستان نہیں لے جاؤ گے تا آنکہ روس وہاں سے نکل جائے
اب شرعی حکم کیا ہے کیا یہ لڑکی خاوند کے ساتھ افغانستان کا سفر اختیار کر سکتی ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: محمود احاطہ مدنیہ جامعہ حقانیہ..... ۱۹۸۳ء/۵/۱

الجواب: موجودہ دور میں خاوند اپنی بیوی کو مسافرت پر نہیں لے جاسکتا، کما فی
الہندیۃ ۱: ۵۶۶ قال الشیخ الامام ابو القاسم الصفار، هذا كان في زمانهم اما في زماننا
فلا يملك الزوج ان يسافر بها وان او في صداقها كذا في المحيط ﴿۱﴾. واللہ اعلم
نافرمان بیوی سے بطور تعزیر جدا بستر پر سونا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے
ایک بدخلق و بدعادت و نافرمان ہے اور دوسری کی خلق و عادت فرمانبرداری کی ہے کیا میں اس نافرمان بیوی
سے خواب گاہ جدا کر سکتا ہوں؟ بینواتو جروا
المستفتی: ب، شیرمنار اکلے صوابی..... ۲/ رجب ۱۴۰۳ھ

الجواب: آپ اس نافرمان بیوی کو اس کی باری کے ایام میں یہ تعزیر دے سکتے ہیں کہ اس
سے جدا بستر پر سو جائیں البتہ دوسری بیوی کو یہ باری نہ دیں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیری۱: ۵۴۵ الباب السابع عشر فی النفقات نفقة الزوجة)
﴿۲﴾ قال الملا جیون الجونفوری: فی قوله تعالیٰ: (واللاتی تخافون نشوزهن) ای
اعراضهن (فعظوهن) ای انصحوهن للاطاعة فان لم ينفع النصح (فاهجروهن فی المضاجع)
ای فی المراقد فلا تدخلوهن تحت اللحاف او لا تجامعوهن او ولوها ظهر کم فی المضجع
او المضاجع المبايت ای لا تبایتوهن فی المبايت وقيل معناه اكرهوهن علی الجماع
واربطوهن نص به فی الكشاف فان لم ينفع الهجران (فاضربوهن) الخ.
(التفسيرات الاحمدية ۲۷۳ بیان آداب صحبة الرجل مع المرأة والعشرة معها)

ایک بیوی سے زیادہ محبت دوسری بیویوں کی حق تلفی میں شامل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ہے جس کی تین بیویاں ہیں اس کا ایک بیوی سے قلبی میلان اور محبت زیادہ ہے اور دوسری بیویوں سے اتنی محبت نہیں رکھتا، البتہ نان و نفقہ اور خرچہ وغیرہ میں برابری کرتا ہے کیا یہ شخص اس قلبی میلان اور محبت میں دوسری بیویوں کی حق تلفی نہیں کرتا؟ بینواتوجروا

المستفتی: رحیم گل کوہالہ مری..... ۱۹۸۳ء/۷/۲۵

الجواب: جب یہ شخص باری اور نان و نفقہ میں عادل ہو تو ان اختیاری امور میں عدل کی وجہ سے ماخوذ نہیں اور غیر اختیاری امور مثلاً محبت اور جماع میں کمی بیشی سے بھی ماخوذ نہیں، وفی الہندیۃ ۵۲۴: ۱ ومما يجب على الأزواج للنساء العدل والتسوية بينهن فيما يملكه والبيتوتة عندها للصحة والمؤانسة لا فيما لا يملك وهو الحب والجماع ﴿۱﴾. وهو الموفق

بداخلاق سوتیلی ماں اور والد سے لاتعلقی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک والد کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں بڑا لڑکا کمائی والا ہے اس دوران بچوں کی والدہ فوت ہو جاتی ہے اور والد دوسری شادی کرتا ہے نئی بیوی کے ساتھ سابقہ شوہر سے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہیں جو سب چھوٹے ہیں اس نئی بیوی سے والد کے مزید پانچ لڑکے پیدا ہوئے ان کا نان و نفقہ بھی پہلے چار لڑکوں کے ذمہ ہے، یہ چار لڑکے جوان ہوئے ایک نے شادی کی اور خرچہ بھی پہلے چار لڑکوں نے برداشت کیا، یہ پانچ بچے بے نمازی اور بداخلاق ہیں سوتیلی ماں نے آج تک پہلے چار لڑکوں کی انتہائی بے عزتی کی مظالم وغیرہ کئے، الزامات زنا کاری لگائے، والد

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۰ الباب الحادی عشر فی القسم)

بھی تائید کرتے رہے، والد کو ان چار لڑکوں نے حج پر بھی بھیج دیا یہ چار لڑکے نمازی اور حاجی ہیں، یہ بیوی کئی دفعہ گھر سے بھاگ گئی ہے اور طلاق کا مطالبہ بھی کئی دفعہ کیا ہے سب برادری والے والد سے ناراض ہیں مزید فساد سے بچنے کیلئے چاروں لڑکوں نے بھی والد سے قطع تعلق کیا ہے مگر رقم دیتے رہتے ہیں، ایسی والدہ اور والد کے متعلق اس لا تعلقی کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: حاجی محمد جلال گجرانوالہ..... ۱۶/۵/۱۹۸۳ء

الجواب: ایسی عورت کا رکھنا خلاف مصلحت ہے خلاف شریعت نہیں ہے ﴿۱﴾ اور ایسی صورت میں اولاد کا والد وغیرہ سے لا تعلق رہنا خلاف شریعت نہیں ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق
شوہر کیلئے اپنی زوجہ کو غسل، کفن دفن اور آخرت میں زوج کے ساتھ ہونے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی وفات ہوئی کیا مرنے کے بعد شوہر کیلئے اجازت ہے کہ میت کی چار پائی اٹھالے اسی طرح قبر میں اتارنے اور کفن اور غسل دینا وغیرہ، بعض علماء کہتے ہیں کہ قطعاً اجازت نہیں کیونکہ زوج اور زوجہ کے درمیان جو نکاحی تعلق قائم تھا اب ختم ہو چکا ہے اور زوجہ اجنبی بن گئی ہے، جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ خدمت حرام نہیں ہے، فریق اول کہتا ہے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وإيقاع الطلاق مباح عند العامة..... وقيل قائله الكمال الاصح
حظره ای منعه الا لحاجة كربة وكبر والمذهب الاول كما في البحر وقولهم الاصل فيه
الحظر معناه ان الشارع ترك هذا الاصل فاباحه بل يستحب لو مؤذية او تاركة صلاة غاية
ومفاده ان لا اثم بمعاشرة من لا تصلى.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۳۵۰ كتاب الطلاق مقدمه)

﴿۲﴾ قال الملا على قارى: (قوله ولا تعق والديك) اي لا تخالفنهما او احدهما فيما لم
يكن معصية اذ لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة ۱: ۲۳۵ باب الكبائر الفصل الثالث)

کہ جنتوں میں تفاوت ہے اور اہل جنت میں بھی تفاوت ہے، لاجل تفاوت الاعمال، لہذا اپنے اپنے درجہ کی جنت میں رہیں گے، اور فریق ثانی کہتا ہے کہ چونکہ اہل جنت کے درمیان میں آمد و رفت ہے اور دونوں میں ملاقات کا شرف بھی ہے اور زوجہ اجنبی بھی نہیں ہے اس میں کونسا مسئلہ صحیح ہے؟ (۲) اگر شوہر مر گیا اور بیوی نے دوسرا نکاح کیا آخرت میں یہ بیوی زوج اول کے پاس رہے گی یا ثانی کے پاس؟ بینوا تو جبروا

المستفتی: مولانا عبدالحلیم شکرزئی منصفی روڈ کوئٹہ..... ۱۷/ محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: (۱) زوج کو زوجہ کے غسل اور مس سے منع کیا جائے گا البتہ نظر کرنے سے منع نہ کیا جائے گا، نیز قبر میں اتارنے کے حق میں غیر محارم سے مقدم کیا جائے گا، فی الدر المختار: ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر اليها علی الاصح ﴿۱﴾ باقی زوجین جب دونوں مسلمان ہوں تو ان میں سے جو چھوٹے درجہ والا ہو اس کو اللہ تعالیٰ بڑے درجہ والے کے پاس رفیق بنائے گا۔ (۲) بیوی جنت میں آخری خاوند کے پاس ہوگی، وهو المرجح لان النبی ﷺ تزوج من مات ازواجہن، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ ان بیویوں کو اختیار دیا جائے گا، والاختلاف مذکور فی

مجموعۃ الفتاویٰ ۳: ۲۵۶ ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۱: ۶۳۳ قبیل مطلب فی حدیث کل سبب ونسب باب صلاة الجنائز)

﴿۲﴾ قال العلامة عبد الحنی اللکھنوی: بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ اپنے ان کئی شوہروں میں سے جو دنیا میں تھے کسی ایک کو جس سے دنیا میں اس کو زائد موافقت تھی اختیار کر لے، مجتم طبرانی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: قلت یا رسول اللہ ﷺ المرأة تزوج الزوجین والثلاثة والاربعۃ ثم تموت فتدخل الجنة ويدخلون معها من يكون زوجها منهم قال انها تخیر فتختار احسنهم خلقا فتقول یا رب ان هذا كان احسنهم خلقا فی دار الدنيا فزوجنیہ یا ام سلمة ذهب حسن الخلق..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیوی پر خوش دامن و خسر کی خدمت لازمی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیوی اگر خاوند کے والدین سے تنگ آگئی ہو اور راضی نہ ہو تو اگر وہ خدمت نہ کر سکے تو کیا شرعاً مجرم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: سید انور معرفت حافظ محمد ایوب صاحب مانگی..... ۱۶/۷/۱۹۸۶

الجواب: خوش دامن اگرچہ مثل والدہ کی ہے لروایۃ وردت بذلک لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس پر خوش دامن یا خسر کی خدمت ضروری ہو۔ وهو الموفق

مباشرت کی جائز و ناجائز صورتیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مباشرت کا صحیح طریقہ کیا ہے؟
تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: ڈاکٹر..... گلوزی پشاور..... ۶/۱۱/۱۹۸۳

الجواب: منہ اور دبر سے اجتناب کریں حیض اور نفاس کی حالت میں بھی ناف سے زانوں
(بقیہ حاشیہ) بخیر الدنیا والآخرۃ. اور معجم طبرانی اور مسند بزار اور مکارم اخلاق خرائطی میں حضرت انس رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے: ان ام حبیبۃ قالت یا رسول اللہ ﷺ المرأة تكون لها الزوجان فی الدنیا
تموت ویموتان منہما فیجتمعون فی الجنة لایہما تكون فقال لا حسنہم خلقا کان عندها فی
الدنیا، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت آخر شوہر کو دی جائے گی، طبقات ابن سعد میں حضرت
ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان المرأة لآخر ازواجہا فی
الآخرۃ. بظاہر یہ صورت اس وقت ہوگی جب اس کے سب شوہر حسن خلق میں مساوی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(مجموعۃ الفتاویٰ للکھنوی ۳: ۲۵۶ کتاب المتفرقات)

تک اعضاء سے نفع نہ لیوے ﴿۱﴾ باقی تمام کیفیات جائز ہیں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

حاملہ بیوی سے صحبت بغیر ایذا کے ہر وقت جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حاملہ بیوی سے کتنی مدت تک

صحبت کرنی جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: شمس الرحمن..... ۹/۸/۱۹۷۹

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ويمنع..... قربان ما تحت ازار يعنى ما بين سرّة وركبة ولو بلا شهوة وحل ما عداه مطلقا..... ويكفر مستحله كما جزم به غير واحد وكذا مستحل وطء الدبر عند الجمور. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۱: ۲۱۲، ۲۱۸ باب الحيض)

﴿۲﴾ قال العلامة ملا جيون: (يسألونك عن المحيض) الآية وان كانت تدل ظاهرا على الاعتزال عن النساء وعدم القرب منهن مطلقا كما فعله اليهود ولكن معناها على حسب ما قالوا ان الحيض او موضع الحيض اذى اى نفرة وكرهة فاعتزلوا النساء فى المحيض بحيث لا تستمتعوا بهن فالمحيض مصدر ويقال حاضت محيضا او المراد به موضع الحيض (قل هو اذى) ولم يقل انهن اذى اشارة الى ان الحيض لا ينجس بدنهن ولكن كنى عن الحيض بالمحيض الذى هو محل الحيض..... (ولا تقربوهن حتى يطهرن) معناه لا تقربوهن مجامعين اولا تقربوا جماعهن حتى يطهرن عن العذر..... (من حيث امركم الله) يعنى اتيانكم النساء واجب من مكان امركم الله به وهو القبل الذى هو موضع الحرث فيحرم ضده..... (ان الله يحب التوابين) عن اتيانهن فى حالة الحيض وفى ادبارهن..... نسائكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم) وهو بيان وتوضيح لقوله تعالى: (من حيث امركم الله) اى نساء كم موضع الحرث لكم فجامعوهن فى موضع الحرث كيف شئتم وعلى اى حال شئتم بركة او مستقبلة او مضطجعة او قائمة او قاعدة الخ.

(التفسيرات الاحمدية ۱۰۸، ۱۰۹ بيان حرمة القربان فى حالة الحيض)

الجواب: حاملہ عورت کے ساتھ جماع ہر وقت جائز ہے ﴿۱﴾ البتہ ایذا کی صورت میں ناجائز ہے، لورود النہی عن الايذاء ﴿۲﴾. وهو الموفق

حالت حمل میں جماع اور بیوی کے پستان چوسنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) اگر کسی کی بیوی حاملہ ہو جائے تو چھ ماہ تک اس کے ساتھ مباشرت نقصان دہ نہیں لیکن چھ ماہ بعد جب حمل بھاری ہو جائے اس صورت میں مباشرت کا کیا حکم ہے؟ (۲) عورت کے ساتھ دل لگی کرتے وقت پستان چومنا، منہ میں رکھ کر چوسنا از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟ نکاح پر اس کا اثر پڑتا ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: دلباغ محمد کوہاٹ

الجواب: (۱) دوران حمل کسی بھی وقت جماع ممنوع نہیں ہے ﴿۳﴾ البتہ ایذا رسانی ممنوع

﴿۱﴾ يدل عليه ما في الهندية: اذا اقر الزوج ان الحمل منه فالنكاح صحيح بالاتفاق وهو غير ممنوع من وطئها فتستحق النفقة عند الكل كذا في المحيط.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۵۴۶ النفقات الفصل الاول في نفقة الزوجة)

قال الملا علي قاري: (عن نافع عن ابن عمر قال نهى رسول الله ﷺ ان توطأ

الجبالي) اي عن مجامعة الحوامل من الاسارى او غيرهن (حتى يضعن ما في بطونهن) اي اولادهن فان الاستبراء والعدة لا تحصل الا بوضعهن واما ازواجهن فيجوز لهم جماعهن.

(شرح مسند ابى حنيفة ص ۱۹۰ حديث وطء الحامل)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ولو تضررت من كثرة جماعه لم تجز الزيادة على قدر طاقتها، قال ابن عابدين: فعلم من هذا كله انه لا يحل له وطئها بما يؤدي الى اضرارها فيقتصر على ما تطيق منه. (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۴۳۲ باب القسم)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجيم: اما التزوج الزانى لها (للحاملة) فجائز اتفاقا وتستحق النفقة عند الكل ويحل وطؤها عند الكل كما في النهاية. (البحر الرائق ۳: ۱۰۶ باب النفقة)

ہے ﴿۱﴾۔ (۲) بیوی کے پستان چوسنا ممنوع نہیں البتہ دو ڈھائی سال سے زائد عمر والے خاوند کیلئے بیوی وغیرہا کا دودھ چوسنا ممنوع ہے اور بہر حال نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا (شامی) ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

حالت نفاس میں جماع حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایام نفاس یعنی بچہ کی پیدائش کے دس دن بعد صحبت کی اس کا کیا کفارہ اور کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا سکھر سندھ..... ۱۵/۱/۱۹۷۰

الجواب: یہ صحبت حرام ہے جب تک خون بند نہ ہوا ہو ﴿۳﴾ توبہ کرنا ضروری ہے اور صدقہ مستحب ہے ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة زين الدين ابن نجيم: الذي يحرم على الرجل وطء زوجته مع بقاء النكاح..... وفيما اذا كانت لا تحتمله لصغر او مرض او سمنة.

(الاشباه والنظائر ۳۲۹ احكام غيبوبة الحشفة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: هو مص من ثدي آدمية في وقت مخصوص هو حولان ونصف عنده وحولان عندهما وهو الاصح وبه يفتى كما في تصحيح القدوري لكن في الجوهرية انه في الحولين ونصف ولو بعد الفطام محرم وعليه الفتوى، قال العلاء ابن عابدين: ان الكبير لا يسمى رضيعا ذكره ردا على من سوى في التحريم بين الكبير والصغير، وقال العلامة الحصكفي: بعده ويثبت التحريم في المدة فقط ولو بعد الفطام.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۳۷ باب الرضاع)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: ويمنع..... وقربان ما تحت ازار يعني ما بين سرور كبة ولو بلا شهوة قال ابن عابدين: قوله يمنع اي الحيض وكذا النفاس خزائن.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۲۱۴ باب الحيض)

﴿۴﴾ قال العلامة ابن نجيم: احكام غيبوبة الحشفة..... (بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

زوجین کا بلا مصلحت ایک دوسرے کے اندامہائے مخصوصہ کو نہ دیکھنا افضل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہاں ایک شخص نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی یا شوہر کی عورت دیکھ لی تو وہ ضرور اپنی زندگی میں نابینا ہو جائے گا، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی عورت نہیں دیکھی ہے براہ مہربانی صحیح اقوال سے مفصل و مدلل تشریح فرمائیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبد القہار ابازئی چارسدہ..... ۲۶/ شعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: زوجین ایک دوسرے کے ہر اندام کو دیکھ سکتے ہیں البتہ بلا مصلحت اندام مخصوصہ کو نہ دیکھنا افضل ہے اور مصلحت شہوت لانے کیلئے دیکھنا قابل اعتراض نہیں ہے، فتاویٰ عالمگیریہ ۵: ۳۲۷ ﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) یترب علیہا احکام..... والكفارة وجوبا او ندبا فی اول الحيض بدینار وفي آخره بنصف دينار. (الاشباه والنظائر ۳۲۶ احکام غیوبہ الحشفة)

وفي المنهاج: اعلم انه لا تجب الكفارة على من وطئ في الحيض عمداً عند ابي حنيفة ومالك والشافعي واحمد في رواية عنه اى لا تكفى الكفارة فيه بل لا بد من التوبة والاستغفار نعم تستحب الكفارة بالتفصيل المذكورة في رواية عبد الكريم عندنا وعند الشافعي توسلا لا جابة التوبة واطفاء لغضب الرب وتاديبا للنفس الامارة.

(منهاج السنن شرح ترمذی ۴: ۲۸۷ باب ماجاء فی الكفارة فی ذلك)

﴿۱﴾ وفي الهندية: اما النظر الى زوجته ومملوكته فهو حلال من قرنہا الى قدمها عن شهوة وغير شهوة وهذا ظاهر الا ان الاولى ان لا ينظر كل واحد منهما الى عورة صاحبه كذا في الذخيرة..... وكان ابن عمر رضی اللہ عنہما يقول الاولى ان ينظر الى فرج امراته وقت الوقاع ليكون ابلغ في تحصيل معنى اللذة كذا في التبيين،..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیوی سے لواطت حرام اور شرم گاہوں کو چومنا نہ ممنوع ہے نہ مطلوب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن میں ہے کہ عورت تمہاری کھیتی ہے جس طرف چاہو اس میں داخل ہو جائیں، میرا اصل مطلب یہ ہے کہ میں اپنی بیوی کو جو میرے نکاح میں ہے اس کو میں پیچھے کی طرف سے یعنی گانڈ سے استعمال کرنا چاہتا ہوں کیا یہ سچ ہے کہ گانڈ کے کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ نیز میں اپنی عورت کی فرج کو چومنا چاہتا ہوں اور اپنا عضو تناسل اس کے منہ میں دینا چاہتا ہوں کیا یہ جائز ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: نامعلوم..... ۱/۹/۱۹۷۸

الجواب: اپنی بیوی کے ساتھ لواطت کرنا حرام ہے کیونکہ یہ محل حرث نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے محل حرث میں اتیان کی اجازت دی ہے، قال اللہ تعالیٰ: نساء کم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شتم (الآیة) ﴿۱﴾ وقال رسول اللہ ﷺ: ولا تأتوا النساء فی اعجازهن (رواہ الترمذی) ﴿۲﴾ وفی روایة من اتی امرأة فی دبرها فقد کفر بما انزل علی محمد ﴿۳﴾ (بقیہ حاشیہ) قال ابو یوسف رحمہ اللہ سألت ابا حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ عن رجل یمس فرج امرأته وهی تمس فرجه لتحرك آلتہ هل ترى بذلك بأسا قال لا وارجو ان يعطى الاجر كذا فی الخلاصة.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۵: ۳۲۷، ۳۲۸ الباب الثامن من کتاب الحظر والاباحة)

﴿۱﴾ (سورة البقرة) آیت: ۲۲۳ پارہ: ۲ رکوع: ۱۲)

﴿۲﴾ (رواہ الترمذی ۱: ۱۳۹ کراہیۃ اتیان النساء فی ادبارهن، واخرجه النسائی فی الكبرى:

۸۹۸۲ وابن ماجہ: ۱۹۲۴، واحمد ۵: ۲۱۵، وابن حبان: ۴۱۹۸، والبیہقی ۷: ۱۹۷)

﴿۳﴾ (رواہ الترمذی ۱: ۱۹۰ باب کراہیۃ اتیان الحائض، وابوداؤد: ۳۹۰۴، وابن ماجہ:

۶۳۹، والدارمی ۱: ۲۵۹، واحمد ۲: ۴۰۸ وغیرہم)

وقال رسول الله ﷺ: ملعون من اتى امرأته فى دبرها (رواه احمد و ابو داؤد) ﴿١﴾
 لیکن اس جریمہ سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے یہ کسی کا مذہب نہیں ہے جب تک مستحل نہ ہو ﴿٢﴾ اور فرج اور ذکر
 کو چومنا نہ ممنوع ہے اور نہ مطلوب ہے یعنی جب منی اور مذی وغیرہ سے خالی ہو، البتہ مکروہ ہے، کال نظر
 لیہا بلا ضرورة ﴿٣﴾. وهو الموفق

﴿١﴾ (اخرجه ابو داؤد: ۲۱۶۲، والنسائی فى الكبرى: ۹۰۱۳، وابن ماجه: ۱۹۲۳،
 وصحيح ابن حبان: ۳۲۰۳، وابن عدی فى الكامل ۶: ۳۱۱ والطبرانى فى
 الاوسط: ۴۷۵۱، والبغوى فى التفسیر: ۲۲۶)

﴿٢﴾ قال العلامة الحصكفى: ووطؤها (ای الحائض) يكفر مستحلہ كما جزم به غير واحد
 وكذا مستحل و طء الدبر عند الجمهور..... لانه حرام لغيره، قال العلامة ابن عابدين: ای
 حرمة لا لعينه بل لا امر راجع الى شئ خارج عنه وهو الايذاء قال فى البحر عن الخلاصة من
 اعتقد الحرام حلالا او على القلب يكفر اذا كان حراما لعينه وثبتت حرمة بدليل قطعى اما
 اذا كان حراما لغيره بدليل قطعى او حراما لعينه باخبار الاحاد لا يكفر اذا اعتقده حلالا ومثله
 فى شرح العقائد النسفية. (الدرالمختار مع ردالمحتار ۱: ۲۱۸ قبيل مطلب فى حكم و طء
 المستحاضة ومن بذكره نجاسة)

﴿٣﴾ وفى الهندية: اما النظر الى زوجته ومملوكته فهو حلال من قرنہا الى قدمها عن شهوة
 وغير شهوة وهذا ظاهر الا ان الاولى ان لا ينظر كل واحد منهما الى عورة صاحبه كذا فى
 الذخيرة..... وكان ابن عمر رضى الله عنهما يقول الاولى ان ينظر الى فرج امرأته وقت
 الوقاع ليكون ابلغ فى تحصيل معنى اللذة كذا فى التبيين، قال ابو يوسف رحمه الله سألت ابا
 حنيفة رحمه الله عن رجل يمس فرج امرأته وهى تمس فرجه لتحرك آلتہ هل ترى بذلك
 بأسا قال لا وارجوا ان يعطى الاجر كذا فى الخلاصة. (فتاوى عالمگیری ۵: ۳۲۷ الباب
 الثامن فيما يحل للرجل النظر اليه وما لا الخ)..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

جماع کے وقت ہر ہنہ ہونا اور کرانا جائز البتہ بہتر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اپنی منکوحہ کے ساتھ ہم بستر ہوتے وقت اپنے آپ کو مکمل برہنہ کرنا اور بیوی کو مکمل برہنہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ میاں بیوی کا شرم و حیا ایک ہوتا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: نامعلوم ۱۰/۵/۱۹۹۰

الجواب: فقہاء کرام نے برہنہ ہونے اور کرانے کو جائز کہا ہے البتہ فرج اور ذکر کے دیکھنے کو بہتر نہیں کہا ہے، اگرچہ جائز ہے، اور جس کی شہوت بغیر اس کے دیکھنے کے نہ آتی ہو تو ان کیلئے اجازت ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) وقال العلامة الشامی: ويجوز ان يستمنى بید زوجته وخادمتہ وسید کر الشارح فی الحدود عن الجوہرۃ انه یکره ولعل المراد به کراهة التنزیہ فلا ینافی قول المعراج یجوز تامل. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۱۰۹ مطلب فی حکم الاستمناء بالكف)

وفی الہندیۃ: وفی النوازل اذا ادخل الرجل ذکرہ فی فم امراتہ قد قیل یکره وقد قیل بخلافہ کذا فی الذخیرۃ. (فتاویٰ عالمگیریۃ ۵: ۳۷۲ الباب الثلاثون فی المتفرقات)

﴿۱﴾ قال العلامة الشامی: قال فی الہدایۃ: الاولی ان لا ینظر کل واحد منهما الی عورۃ صاحبه لقوله علیہ السلام اذا اتی احدکم اہلہ فلیستتر ما استطاع ولا یتجرد ان تجر العیر ولان ذلک یورث النسیان لورود الاثر وکان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقول ان ینظر لیكون ابلغ فی تحصیل معنی اللذۃ، لکن فی شرحها للعینی ان هذا لم یثبت عن ابن عمر لا بسند صحیح ولا بسند ضعیف وعن ابی یوسف سألت ابا حنیفۃ عن الرجل یمس فرج امراتہ وہی تمس فرجہ لیتحرک علیہا هل ترى بذلك بأسا قال لا وارجو ان یعظم الاجر ذخیرۃ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۵: ۲۵۹ فصل فی النظر، کتاب الحظر)

بیوی کے منہ میں ذکر ڈالنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے ایام ماہواری میں جب خاوند بیوی کے ساتھ ہمبستری نہیں کر سکتا، تو اپنے عضو تناسل کو اس کے منہ میں داخل کر سکتا ہے یا نہیں؟ ہم نے کافی استفسارات کئے ہیں مگر تشفی نہیں ہوئی؟ بینواتوجروا

المستفتی: م، الف، کلرکوٹ کوہاٹ..... ۱۹۸۸ء/۷/۹

الجواب: بیوی کے منہ میں گندگی اور بدبو ڈالنا (منی کا انزال) ایذا رسانی اور ناجائز کام ہے ﴿۱﴾ البتہ ناف میں یا بازو اور بغل کے درمیان شہوت رانی کرنا قابل چشم پوشی ہے ﴿۲﴾ بہر حال یہ اول الذکر اقدام ناجائز ہے اگرچہ ذکر کو غبارہ پہنائے۔ وهو الموفق

ضرورت کے وقت بیوی سے استمناء بالید کرانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر بیوی حیض یا نفاس کی حالت میں ہو یعنی بیوی قابل جماع نہ ہو جبکہ شوہر کا فعل حرام میں پڑنے کا امکان ہو یعنی اسے جماع کی ضرورت ہو کیا اس صورت میں وہ اپنی بیوی کے ہاتھوں سے استمناء کر سکتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: گل زمان طورہ وڑئی کوہاٹ..... ۱۹۸۳ء/۹/۲۹

﴿۱﴾ وفي الهندية: في النوازل اذا ادخل الرجل ذكره في فم امرأته قد قيل يكره وقد قيل بخلافه كذا في الذخيرة.

(فتاوى عالمگیری ۵: ۳۷۲ الباب الثلاثون في المتفرقات)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وله ان يقبلها ويضاجعها ويستمتع بجميع بدنها ما خلا ما بين السرة والركبة عند ابى حنيفة و ابى يوسف هكذا في السراج الوهاج.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۹ الفصل الرابع في احكام الحيض والنفاس)

الجواب: ان اعذار کی وجہ سے یہ فعل مذکورہ جائز ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہے، والتفصیل فی

ردالمحتار فلیراجع ﴿۱﴾. وهو الموفق

بیوی سے لواطت حرام اور استحلال کی صورت میں کفر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں صاحبہ اولاد بیوی ہوں میرے

شوہر نے منصوبہ بندی یا شیطان کے اثر سے آیت: نساء کم حرث لکم الخ، کا حوالہ دے کر لواطت

پر مجبور کیا، میری فریاد اور آہ و بکا کی وجہ سے ایک بار شوہر نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر عہد کیا کہ پھر یہ قبیح فعل

نہیں کروں گا، مگر اس عہد کو بھی توڑا، میں مختلف عوارض میں مبتلا ہو گئی ہوں اور خلاف فطرت فعل نہ کرنے کی

وجہ سے مجھے نان و نفقہ سے بھی تنگ کرنا شروع کیا، میں میکے جانے پر مجبور ہوئی ایک سال تک والدین کے

گھر رہی، مجھے خرچہ وغیرہ نہیں دیا گیا، شرعاً اس فعل کی وجہ سے میرا نکاح فسخ ہوا ہے یا نہیں؟ اور میں کیا

طریقہ اختیار کروں؟ بینواتوجروا

المستفتی: م، ن، د، لاہور..... ۱۹۷۵ء/۱۱/۶

الجواب: زراعت کا محل (حرث) قبل (فرج) ہے نہ کہ دبر، وہ تو محل فرث ہے لہذا اس آیت

سے لواطت کے جواز کا استدلال غلط ہے، بہر حال اگر اس خاوند نے لواطت کو حلال جانا اور مانا ہو تو کافر ہونے

کی وجہ سے اس کا نکاح ختم ہوا ہے، كما فی البحر ۵: ۱۷۱ وعن الصفار یکفر مستحلها عند

الجمهور کذا فی المجتبیٰ ﴿۲﴾ اور اگر حلال نہ مانا ہو تو آپ مسلمان حاکم کے ذریعہ سے طلاق (تفسیح)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: ویجوز ان یتمنی بید زوجته وخادمتہ، وسید کر الشارح فی

الحدود عن الجوهرۃ انه یکره ولعل المراد به کراهۃ التنزیہ فلا ینافی قول المعراج یجوز

تامل. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۱۰۹ مطلب فی حکم الاستمناء بالكف)

﴿۲﴾ (البحر الرائق ۵: ۱۷۱ باب الوطاء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ)

نکاح) حاصل کر سکتی ہے ﴿۱﴾ فتویٰ یہی ہے باقی ثبوت مستفتیہ کے ذمہ ہے۔ وہوالموفق

شوہر کا بیوی کو وٹھی فی الدبر پر مجبور کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خاوند اپنی زوجہ کو وٹھی فی الدبر کے سلسلہ میں مجبور کرتا رہتا ہے اس صورت میں عورت کیا کرے کیا عورت کے والدین اس لڑکی کو اپنے گھر میں رکھ سکتے ہیں یعنی خاوند کے گھر سے روک سکتے ہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: عالی محمد لکھی مروت..... یکم ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: شرعاً اس عورت اور اس کے اولیاء پر ضروری ہے کہ اس خاوند کو اس ارتکاب پر قدرت

ندیں شوہر کے گھر جانے سے روکنے کے علاوہ مزید اقدامات بھی جائز ہیں ﴿۲﴾۔ وہوالموفق

﴿۱﴾ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے: اس صورت میں شوہر سخت گنہگار اور فاسق ہوا، حدیث شریف میں ایسا فعل (لواطت) کرنے والے پر لعنت وارد ہوئی ہے لیکن اس وجہ سے حاکم ان میں تفریق نہیں کر سکتا، البتہ شوہر کو تنبیہ کی جاوے کہ وہ اس سے توبہ کرے ورنہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ وہ طلاق دے دے یا خلع کرے اور عورت کو بحالت مذکورہ شوہر کے پاس جانا نہ چاہئے بلکہ یا شوہر توبہ کرے اور اس فعل سے باز آوے یا طلاق دیدے یا خلع کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰: ۲۲۹ باب سیزدہم نامرد مجنون وغیرہ) فقہاء نے ایسے شوہر کو جو وٹھی پر قادر نہ ہو اور لواطت کا عادی ہو اسے عنین کے حکم میں قرار دیا ہے، قال العبد الرحمن الجزیری: او امکنہ ان یأتی زوجته فی دبرها لافی قبلها فمن وجدت فیہ حالة من هذه الاحوال کان عنینا بالنسبة لزوجته وکان لها حق طلب الفسخ. (الفقه علی المذاهب الاربعہ ۴: ۱۶۵ العیوب التي یفسخ بها النکاح)..... پس معلوم ہوا کہ عنین سے خلاصی کا جو طریقہ ہے وہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے، کہ بذریعہ شرعی قاضی یا مسلمان حاکم اور جہاں یہ نہ ہوں تو بذریعہ مسلمان پنچائت نجات حاصل کی جاسکتی ہے، تفصیل کیلئے دیکھئے "الحیلة الناجرة للتهانوی"..... (از مرتب)

﴿۲﴾ قال الشيخ عزیز الرحمن الدیوبندی: ایسی حالت میں لڑکی کے..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شرعی لونڈیوں سے مالک کیلئے جماع جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ مسلمان حاکم وقت اپنی تمام لونڈیوں باندیوں سے جماع کر سکتا ہے اور ان کے ساتھ نکاح شدہ بیوی کی طرح سلوک کر سکتا ہے جبکہ بکر کہتا ہے کہ کسی بھی عورت کے ساتھ بغیر نکاح کے ایسا فعل ناجائز ہے شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: نثار احمد الخمس لیبیا..... ۲۰/شوال ۱۴۰۳ھ

الجواب: شرعی لونڈی سے مالک خواہ حاکم ہو یا غیر حاکم جماع کر سکتا ہے، بشرطیکہ یہ لونڈی مسلمان یا اہل کتاب ہو، لقولہ تعالیٰ: 'الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم ﴿۱﴾ لان النکاح بہا یدخلہا فی الازواج فلا فائدۃ فی العطف ولان الاستیجار یتحقق فی ملک الغیر دون ملک نفسہ. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) والدین اپنی لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں اور نہ بھیجنے سے وہ گنہگار نہ ہوں گے بلکہ جس طرح ہو سکے شوہر سے طلاق دلوائیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰: ۲۵۰ کتاب الطلاق)

﴿۱﴾ (سورۃ المؤمنون پارہ: ۱۸ رکوع: ۱ آیت: ۶)

کتاب الطلاق

باب شرائط الطلاق

طلاق کی اضافت بیوی کی طرف شرط ہے نہ کہ نکاح کی طرف

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر غیر شادی شدہ آدمی یوں کہے کہ نکاح کو طلاق یا نکاح کا نام بھی نہ لے صرف نکاح کی طرف اشارہ کر کے کہے تو اس سے طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد ہاشم ٹانک ڈی آئی خان..... ۵/رمضان ۱۴۱۰ھ

الجواب: صحت طلاق کیلئے اضافت الی المنکوحہ شرط ہے ﴿۱﴾ وهو مفقود ہینا، اور علی تقدیر الاضافت ایک طلاق واقع ہوگی، جس میں تجرید نکاح کافی ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: لو قال ان خرجت يقع الطلاق اولا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة اليها. قال العلامة ابن عابدين: (قوله لتركه الاضافة) ای المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وكذا الاشارة نحو هذه طالق وكذا نحو امرأتی طالق وزینب طالق..... والمفهوم من تعلیل الشارح تبعاً للبحر عدم الوقوع اصلاً لفقد شرط الاضافة مع انه لو اراد طلاقها تكون الاضافة موجودة ويكون المعنى فانی حلفت بالطلاق منك او بطلاقك ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتی طلقت امرأته..... ويؤيده ما في البحر لو قال امرأة طالق او قال طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی يصدق الخ.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۲۶۶ مطلب من الصريح الالفاظ المصحفة)

طلاق کا دار مدار تلفظ پر ہے نہ کہ شہادت قائم کرنے یا لکھنے پر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں جس طلاق میں گواہ اور تاریخ نہ لکھی جاوے اور کنکریاں نہ پھینکی جائیں گواہوں کے سامنے اسے طلاق نہیں سمجھا جاتا ہے کیا طلاق دینے میں گواہ، لکھنا اور کنکریاں پھینکنا ضروری ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: گل زمان ۱۹۷۵ء/۱۱/۲۵

الجواب: طلاق پر شہادت قائم کرنا ضروری امور نہیں ہیں طلاق کا دار مدار صرف تلفظ پر ہے۔ ﴿۱﴾ اور یہ امر کہ گواہ اور فارغ خطی نہ لکھی جائے تو طلاق نہ ہوگی غلط اور خلاف شریعت امر ہے لوجود رکن الطلاق، نیز کنکریاں پھینکنا ایک لغو چیز ہے اس پر طلاق کا دار مدار نہیں ہے، لان رکن الطلاق وهو اللفظ وما يقوم مقامه كما في الدر المختار وغيره فليراجع ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: هو رفع قيد النكاح في الحال او المال بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق، قال العلامة ابن عابدين: اي على مادة ط ل ق صريحا مثل انت طالق او كناية كمطلقة بالتخفيف و كانت ط، ل، ق وغيرهما الخ.

(الدر المختار مع رد المختار ۲: ۳۵۰ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية فخرج الفسوخ على ما مر واراد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المستبينة و اشارة الاخرس و الاشارة الى العدد بالاصابع في قوله انت طالق هكذا كما سيأتي وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخير الرملي وغيره.

(رد المختار هامش الدر المختار ۲: ۳۵۳ كتاب الطلاق)

طلاق دینے میں بیوی کی موجودگی شرط نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری لڑکی کو اپنے شوہر نے بغیر اس کی موجودگی میں انگلینڈ کی عدالت میں چار آدمیوں کے ہمراہ فیصلہ دائر کیا اور طلاق نامہ انگلینڈ سے مجھے گاؤں کو ارسال کیا، بعد میں میری لڑکی کو پتہ لگ گیا، کیا شرع محمدی میں یہ طلاق درست ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: نامعلوم..... صالح خانہ نوشہرہ..... ۲۷/ مئی ۱۹۷۵ء

الجواب: چونکہ طلاق دینے کیلئے بیوی کی موجودگی شرط نہیں ہے ﴿۱﴾ لہذا صورت مسئلہ میں یہ بیوی مطلقہ ہوگی ﴿۲﴾ اور عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ وهو الموفق
بیوی کی طرف اضافت و نسبت موجود ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے تقریباً تین ماہ قبل اپنی بیوی پر غصہ کیا اور درمیان میں تیسرے فریق کی مداخلت سے میرا غصہ انتہا کو پہنچا تو میں نے اپنی پھوپھی کو کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور میں نے چھ سات دفعہ اپنی پھوپھی کو کہا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی، براہ راست بیوی کو مخاطب کر کے یہ نہیں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی ہے یا دیتا ہوں بلکہ تمام
﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية فخرج الفسوخ على ما مر واراد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المستبينة واشارة الاخرس الخ. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ كتاب الطلاق)
﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى وقيل مطلقا ولو على نحو الماء فلا مطلقا ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كان يكتب يا فلانة اذا اتاك كتابي هذا فانت طالق طلقت بوصول الكتاب جوهره.
(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۲۶۵ قبيل باب الصريح)

مرتبہ پھوپھی کو ہی کہا اس کے دو دن بعد میرے اور میری بیوی کا راضی نامہ کروادیا گیا میں نے امام مسجد سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی البتہ کفارہ یہ ہے کہ چالیس آدمیوں کو کھانا کھلاؤ، پھر دوسرے مولوی صاحب سے جو علم میں کچھ بڑا ہے سے پوچھا اس نے کہا کہ بیوی تم پر طلاق ہو گئی ہے اور یہ تم پر حرام ہے اور جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اس وقت تک تم پر حلال نہیں ہوتی اب آپ مجھے تسلی بخش جواب سے نوازیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: سید داں میر..... ۲/۹/۱۹۷۲

الجواب: صورت مسئلہ میں بیوی کی طرف اضافت اور نسبت موجود ہے یعنی اس کو، لہذا بیوی آپ پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے تحلیل سے مراد یہ ہے کہ یہ عورت عدت گزارنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرے، اور ایک دفعہ ہمبستری کے بعد یہ شخص اگر چاہے تو طلاق دے دے اور جب اس طلاق کی عدت بھی گزر جائے تو پہلا شوہر اس عورت سے تجدید نکاح کرے، فی رد المحتار: قوله لتركه الاضافة ای المعنوية فانها الشرط ۲: ۵۹۰ ﴿۱﴾. وهو الموفق

نوٹ:..... اگر خاوند نے بار بار تاکید اور اپنے ارادہ سے غیر واپسی کے خیال سے طلاق دی ہو تو اس صورت میں زبانی رجوع (عدت کے اندر) کافی ہے اور عدت کے بعد تجدید نکاح بغیر تحلیل کے کافی ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

صرف وعدہ اور ارادہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کی

﴿۱﴾ (رد المحتار ہامش الدر المختار ۲: ۳۶۶ قبیل مطلب من الصریح الالفاظ المصحفة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: کرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين.

(الدر المختار علی ہامش رد المحتار ۲: ۳۹۹ فروع قبیل باب کنایات)

بدکاریوں کے متعلق سن کر لوگوں کے سامنے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دوں گا، یا یہ کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، گھر کی طرف اس ارادہ سے چل پڑے لیکن راستے میں اسے خیال آیا کہ حقیقت معلوم کرنی چاہئے اگر بیوی ایسی نہیں تو ارادہ ترک کر دوں گا تو کیا ان پہلے والے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: غلام سرور اعوان..... ۵/۶/۱۹۷۹

الجواب: واضح ہے کہ صورت مذکورہ میں صرف وعدہ اور ارادہ ہے جس سے طلاق واقع نہیں

ہوتی جبکہ اس پر بالفعل واقع ہونے کا ارادہ نہ کرتے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

دل میں طلاق کہنے سے طلاق نہیں ہوتی جب تک تلفظ نہ کیا ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بالکل تنہائی میں صرف

دل ہی دل میں کہا کہ میری بیوی کو تین طلاق ہو، زبان سے کوئی لفظ آہستہ یا آواز سے طلاق دینے کیلئے ادا نہیں کیا ہے جبکہ بیوی وغیرہ کو بھی اس کا پتہ نہیں ہے کیا تین طلاق واقع ہو گئیں یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: قاری محمد عیسیٰ مدرسہ تعلیم القرآن خانیوال..... ۳/۱۰/۱۹۸۸

الجواب: اگر اس خاوند نے نہ تصحیح حروف کی ہو اور نہ آواز سنی ہو تو اس پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی

ہے (شامی) ﴿۲﴾ ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: او انا اطلق نفسي لم يقع لانه وعد جوهره.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۱۹ باب تفويض الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى

الطلاق من صريح او كناية..... وبه ظهران من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوي

الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخير الرملي وغيره

وكذا ما يفعله بعض سكان البوادي من امرها بحلق شعرها لا يقع به طلاق وان نواه.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۵۳ مطلب طلاق الدور)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: وادنى الجهر اسماع..... (بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

طلاق دینے میں تلفظ بھی کافی ہے تحریر پر موقوف نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو روبرو جرمہ معززین کے طلاق ثلاثہ دے دی، لیکن اب وہ تحریر کرنے سے انکار کرتا ہے اور اس طلاق کو لکھنے سے منحرف ہو گیا ہے، اب اگر یہ شخص تحریری طلاق نہ دے تو کیا یہ لسانی طلاق واقع ہوئی ہے؟ بعض شرارت پسند افراد کی زبان بندی کیلئے فتویٰ مطلوب ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: سعید زمان پاٹھی..... ۱۱/۶/۱۹۷۵

الجواب: چونکہ طلاق کا رکن "لفظ" ہے اور وہ موجود ہوا ہے لہذا بشرط صدق و ثبوت اس شخص پر

بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے تحریر پر توقف نہیں ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

جب زبانی طلاق ہو جائے تو تحریراً لکھنا یا دستخط کرنا ضروری نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے بارے میں مشہور

ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، جن کے سامنے اس نے طلاق کے الفاظ کہے ہیں اب وہ جواب

(بقیہ حاشیہ) غیرہ و ادنی المنخافة اسماع نفسه و یجری ذلک المذکور فی کل ما یتعلق بنطق کتسمیة علی ذبیحة و وجوب سجدة تلاوة و عتاق و طلاق. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۱: ۳۹۵ فصل فی القراءۃ مطلب فی الکلام علی الجهر و المنخافة)

﴿۱﴾ وفی الہندیة: (الطلاق) شرعاً فهو رفع قید النکاح حالاً او مآلاً بلفظ مخصوص کذا فی البحر الرائق واما رکنہ فقوله انت طالق ونحوہ کذا فی الکافی..... واما حکمہ فوقوع الفرقة بانقضاء العدة فی الرجعی وبدونه فی البائن وزوال حل المناکحة متی تم ثلاثاً کذا فی محیط السرخسی.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۸ کتاب الطلاق الباب الاول)

نہیں دیتے، اور ایک ماموں صرف یہ کہتا ہے کہ میرا خیال ہے کہ حرام ہے اور بس، گواہی بھی نہیں دیتے، بعد میں ایک مجلس برائے تحقیق منعقد ہوئی جس میں اس شخص کے ماموں اور چند دوسرے بزرگ محلہ دار شریک ہوئے اور یہ خاوند بھی موجود تھا، اس کے ماموں نے کہا کہ اس نے پانچ دفعہ چھوڑی ہے پھر خاموش رہا اور کوئی جواب نہیں دیا، طلاق نامہ لکھنے کیلئے کاغذ لایا گیا اور اس پر خاوند نے پہلے سے دستخط کر دیئے، دریں اثنا اس کے ماموں نے کہا کہ کل پہلے سامان وصول کریں طلاق نامہ بعد میں لکھ دیں، جب مجلس میں یہ بات ہو گئی تو اس کے ماموں نے اس سے کہا کہ جا کر اپنی والدہ سے مشورہ کر لو، مشورہ کر کے واپس آیا اور کہا کہ مجھے یہ فیصلہ منظور ہے، اور دستخط بھی کر دیئے، اور اس کا ماموں صحیح گواہی بھی نہیں دیتا صرف کہتا ہے کہ میرے خیال میں حرام ہے، اس صورت میں یہ بیوی مطلقہ ہوگئی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: نامعلوم..... ۱۹۸۳ء/۵/۱۷

الجواب: اگر اس خاوند نے تنہائی یا عام مجلس میں زبانی طلاق دی ہو تو اس پر بیوی مطلقہ ہوئی

ہے خواہ تحریری طلاق نامہ پر دستخط کرے یا نہ کرے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

بیوی اور گواہ وغیرہ کے بغیر تنہائی میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنی منکوحہ بیوی سے ناراض تھا

ایک وقت میں وہ بالکل تنہا اکیلا بیٹھا تھا کوئی گواہ بھی پاس نہیں تھا اس نے تنگ آ کر تین پتھر اٹھا کر بدیں الفاظ

کہ میری منکوحہ فلاں بنت فلاں مجھ پر ان تین شرط پر طلاق ہے اور ایک دو تین کہہ کر پتھر طلاق پھینک دیئے، یہ

کارروائی بالکل تنہا ہوئی اور آخری دم تک اس حرکت سے نہ بیوی خبر ہوئی ہے اور نہ کوئی دوسرا انسان،

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: هو..... رفع قید النکاح فی الحال او المال بلفظ مخصوص

هو ما اشتمل علی الطلاق..... ومحلہ المنکوحہ..... ورنه لفظ مخصوص خال عن

الاستثناء. (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۲۵۱، ۲۵۳ کتاب الطلاق)

جبکہ دونوں میاں بیوی ابھی تک بطور خاوند بیوی رہتے ہیں کیا یہ طلاق تنہائی واقع ہوئی ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: عبداللطیف بٹل مانسہرہ..... ۲۵/۹/۱۹۷۳

الجواب: صورت مسئلہ میں اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے لان الشرط دون

الحضور والمخاطبة ﴿۱﴾. وهو الموفق

خفیہ طور پر طلاق کے وقوع کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی عرصہ پانچ سال سے غیر آباد ہے، یعنی بیوی گھر لانے کے بعد ہر تیسرے دن بھاگ کر والدین کے ہاں چلی جاتی ہے خاوند تنگ آ کر اپنے گھر میں رو بروئے گواہاں بیٹھ کر طلاق نامہ لکھ کر حوالہ کر دیتا ہے جبکہ بیوی کا گھر دور ہے کیا خفیہ طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: مشتاق احمد سعودی عرب..... ۱۸/جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: لکھنے اور لکھوانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہیں، کما فی شرح التنویر علی ہامش

ردالمحتار ۲: ۵۸۹ کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوى ﴿۲﴾. اور وقوع

طلاق کیلئے عورت کی موجودگی یا طلاق نامہ کی وصولی یا خبرداری شرط نہیں ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشيخ المفتی عزیز الرحمن الدیوبندی: اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی

کیونکہ طلاق دینے کے وقت عورت کا سامنے ہونا اور پاس ہونا ضروری نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹: ۳۲ کتاب الطلاق باب اول)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۳۶۵ قبیل باب الصریح مطلب فی

الطلاق بالكتابة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: المرسومة لا تخلو..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیوی کی بد صورتی و بدرنگی کی وجہ سے طلاق دینا اچھا نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے نادیدہ لڑکی سے جو کہ بہت ہی بدرنگ ہے بہن کے بدلے میں شادی کی ہے سسرال والے بہت اچھے لوگ ہیں باعزت خاندان ہے، میری بہن وہاں بہت خوش ہے آرام سے زندگی گزارتی ہے جبکہ میری بیوی بڑی قابل شریف انفس مجسمہ شرم و حیا و شرافت ہے مجھ پر تو ظالم کی بیٹی بہت فریفتہ ہے خلاصہ یہ کہ ہمارے خاندان میں اس سے کوئی بہتر لڑکی نہیں، میں بہت مفلس ہوں میری معمولی ملازمت ہے جو کہ گھر سے تیس میل دور مسافری میں زندگی گزر رہی ہے افسوس صد افسوس کہ مجھے دوستوں، رشتہ داروں محلے والوں اور مولوی صاحبان کے مسئلوں اور باتوں کی وجہ سے کہ آپ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے وغیرہ اس سے بالکل میری دلی تسکین تشریف نہیں ہو سکی، ابھی زندگی اجیرن گزر رہی ہے حیران و پریشان ہوں میں نے تمام پہلوؤں غریبی، کمزوری صحت، بہن کا خیال، دنیا کے طعنے، والدین کی ناراضگی سب پر خوب سوچ بچار کی ہے مگر صرف یہی بات مجھے یاد آ جاتی ہے کہ یہ میری بد قسمتی ہے چونکہ میں حد سے زیادہ حسن پرست ہوں کیا ان حالات کے پیش نظر میں طلاق دے سکتا ہوں؟ بینواتوجروا

المستفتی: چارسدہ ۱۹۷۵ء / ۱ / ۲۳

الجواب: محترم المقام: السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ آپ طلاق دینے سے اجتناب کریں

(بقیہ حاشیہ) اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فان طالق فکما کتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة وان علق طلاقها بمجیبی الكتاب بان کتب اذا جاء ک کتابی فان طالق فجاءها الكتاب فقرأته اولم تقرأ يقع الطلاق ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۲۶۵ قبیل باب الصریح مطلب الطلاق بالکتاب)

اللہ کریم آپ کو اس سے محفوظ رکھے، آمین، آپ حسن پرست ہوں یا رنگدار چمڑہ پرست لیکن بعض خلاف الطبع امور آپ دوسروں کی طبیعت کیلئے برداشت کریں گے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنکھیں دی ہیں اس کا شکریہ یہ نہیں کہ آپ قیامت کے دن تمنا کریں کہ کاش میں اندھا ہوتا تاکہ اس ایذاء سے محفوظ ہوتا ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

بیوی پر بدگمانی کی وجہ سے طلاق دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا معاملہ ہے کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک دور کے رشتہ دار کے ساتھ دیکھا مجھے شک ہوا کہ ان دونوں کے درمیان کچھ گڑ بڑ ہے جبکہ وہ رشتہ دار پہلے سے بدکار ہے، میں نے بیوی کو اس کے ساتھ بات چیت کرنے سے سختی سے منع کیا لیکن وہ منع نہیں ہوتی، اب میں گھر بھی نہیں چھوڑ سکتا کہ والدین کی خدمت ضروری ہے تو گزارش یہ ہے کہ کیا کروں؟ طلاق دوں؟ یا ان دونوں کو ماروں؟ یا دوسری شادی کر کے اس بیوی کو اپنے پاس برائے نام رکھ دوں؟ بینواتو جروا

المستفتی: سعید عمر خان ریاض سعودی عرب..... ۷/ رمضان ۱۴۱۰ھ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: الاصل فيه الحظر لما فيه من كفر ان نعمة النكاح والاباحة للحاجة الى الخلاص ولحديث ابغض الحلال الى الله تعالى الطلاق..... فان الاصل فيه الحظر بمعنى انه محظور الا لعارض يبيحه وهو معنى قولهم الاصل فيه الحظر والاباحة للحاجة الى الخلاص فاذا كان بلا سبب اصلا لم يكن فيه حاجة الى الخلاص بل يكون حمقا وسفاهة رأى ومجرد كفران النعمة واخلاص الايذاء بها وباهلها واولادها..... ولهذا قال تعالى فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا اي لا تطلبوا الفراق وعليه حديث ابغض الحلال الى الله الطلاق الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۱ كتاب الطلاق)

الجواب: یہ شخص ان دونوں کے قتل کا مجاز نہیں ہے صرف بدگمانی سے قتل حرام ہے ﴿۱﴾ پس یہ شخص صبح کے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم سو دفعہ پڑھا کرے ﴿۲﴾ امید ہے کہ چالیس دن میں یہ وہم ختم ہو جائے اگر اصرار کے وقت ایک طلاق بائن دے دیں تو اس میں حرج نہیں ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

پردہ نہ کرنے والی اور بلا شوہر گھومنے پھرنے والی عورت کو طلاق دینا ضروری نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس آدمی کی بیوی پردہ کئے بغیر

﴿۱﴾ وفي الهندية: سئل الهندواني رحمه الله تعالى عن رجل وجد مع امرأته رجلا يحل له قتله قال ان كان يعلم انه ينزجر عن الزنا بالصياح والضرب دون السلاح لا يحل الخ.
(فتاوى عالمگیری ۲: ۱۶۷ فصل في التعزير)

﴿۲﴾ عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: يأتي الشيطان احدكم، فيقول: من خلق كذا؟ من خلق كذا؟ حتى يقول: من خلق ربك؟ فاذا بلغه، فليستعذ بالله ولينته (متفق عليه) قال الملا علی قاری: (قوله فليستعذ بالله) طردا للشيطان اشارة الى قوله تعالى الا عبادك منهم المخلصين، وايماء الى قوله عليه الصلاة والسلام: لا حول ولا قوة الا بالله، فان العبد بحوله وقوته ليس له قوة المغالبة مع الشيطان ومجادلته، فيجب عليه ان يلتجئ الى مولاه ويعتصم بالله من الشيطان الذي اوقعه في هذا الخاطر الذي لا اقبح منه فيقول بلسانه: اعوذ بالله من الشيطان الرجيم ويلوذ بجنانه الى جنابه ان يدفع عنه شره وكيدته فانه مع اللطف الالهي لا اضعف منه ولا اذل الخ.

(مرقاة المفاتيح ۱: ۲۲۲ باب في الوسوسة)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: وايقاعه مباح وقيل الاصح حظره اي منعه الا لحاجة كرية، قال ابن عابدين: هي الظن والشك اي ظن الفاحشة.
(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۲۵۰ كتاب الطلاق)

پرائے گھروں کو جاتی ہو، اپنے شوہر کے بغیر سیر کرنے اور گھومنے پھرنے کی عادی ہو مار پیٹ سے بھی منع نہ ہوتی ہو، کیا ایسی عورت کو طلاق دی جاوے؟ بینواتوجروا
المستفتی: عبدالستار عیدک شمالی وزیرستان

الجواب: ایسی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے (شامی) ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

طلاق شوہر کا حق ہے والدین، برادر یا پنچایت کا اس میں کوئی حق و دخل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کے خاندان اور اس کے شوہر کے خاندان کے درمیان کچھ اختلاف پیدا ہوا اور دونوں طلاق کے متمنی ہیں لیکن عورت نے سراجلاس آ کر کہا کہ اگر مجھے جان سے مار ڈالا جائے پھر بھی میں اپنے خاوند سے ہرگز طلاق نہیں لوں گی اور خاوند بھی طلاق دینے پر رضامند نہیں ہے تو کیا اس کے والدین یا بھائی یا پنچایت اسے زبردستی طلاق کرا سکتی ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: محمد مسکین بلندکوٹ..... یکم مارچ ۱۹۷۵ء

الجواب: طلاق دینا خاوند کا حق ہے وہ چاہے طلاق دیں چاہے نہ دیں اس میں خاوند یا بیوی

کے والدین یا برادران یا پنچایت کا کوئی حق اور دخل نہیں ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر الا اذا خافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس ان يتفرقا.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۱۸ فصل في المحرمات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده لحديث ابن ماجة الطلاق لمن اخذ بالساق، قال ابن عابدين: رواه عن ابن عباس من طريق فيها ابن لهيعة ورواه الدار قطنى ايضا من غيرها كما فى الفتح ومراده تقوية الحديث لان ابن لهيعة متكلم فيه فقد اختلف المحدثون فى جرحه وتوثيقه.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۶۲ قبيل مطلب فى طلاق المدهوش)

شوہروں کے بغیر ثالثان کا طلاق دینا نامنظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حسن کی شادی حمیدہ سے ہوئی تھی اور گل خان کی شادی بی بی خانہ سے ہوئی تھی، جو کہ حسن کی ہمشیرہ ہے شادی کے بعد صلح صفائی سے ان دونوں نے اپنے اپنے گھروں کو آباد رکھا، بعد میں حمیدہ کو اس کے بھائی گل خان نے میرے گھر بھیجنے سے انکار کیا اور اسی طرح حسن کی ہمشیرہ بی بی خانہ کے آباد ہونے میں رکاوٹیں ڈال دیں یونین کونسل نے فیصلہ کیا کہ دونوں بیویاں اپنی اپنی گھروں کو چلی جائیں سب نے فیصلہ منظور کیا لیکن بعد میں گل خان نے انکار کر دیا کہ نہ لے جاتا ہوں اور نہ لڑکی چھوڑتا ہوں، فیصلہ دوبارہ یونین کونسل میں پیش ہوا یونین کونسل نے فیصلہ کیلئے پیر اظہر کو مقرر کیا، پیر صاحب نے دونوں فریق سے ثالث مقرر کرنے کا کہا، دونوں فریق نے اپنی اپنی جانب سے ثالثان مقرر کئے ان ثالثوں نے بجائے صلح کے سب سے پہلے ایک تحریری بیان قلمبند کیا کہ جو فریق ثالثوں کی بات نہ مانے گا اس کی بیوی اس پر طلاق ہوگی اس دوران خطیب مسجد نے ثالثوں سے کہا کہ لڑکوں سے پوچھ کر فیصلہ کیا جائے مگر ثالثوں نے کہا کہ لڑکوں سے نہیں پوچھیں گے اور بغیر دریافت کرنے کے فیصلہ سنا دیا کہ تم دونوں کی بیویاں تم پر طلاق ہیں جبکہ بی بی خانہ طلاق نہیں لینا چاہتی اس کی ایک بچی بھی ہے کیا مذکورہ ثالثان کے اس رویہ سے طلاق واقع ہوگئی؟ بینواتو جروا

المستفتی: فضل حسین بیروٹ خورد ہزارہ..... ۱۹۸۳ء/۱۰/۸

الجواب: چونکہ مذکورہ واقعہ میں ان خاوندوں نے نہ طلاق لکھی ہے اور نہ لکھوائی ہے اور نہ مضمون سے مطلع ہو کر دستخط کی ہے اور نہ انہوں نے طلاق دینے کی نیت کی ہے، لہذا ان پر بیویاں طلاق نہیں ہوئی ہیں ان پر بیویوں کا مطلقہ ہونا خلاف قاعدہ اور نامنظور ہے (ماخوذ از عالمگیری ﴿۱﴾)

﴿۱﴾ وفي الهندية: واما تفسير الطلاق شرعا فهو رفع قيد النكاح حالا او مالا بلفظ مخصوص..... واما ركنه فقوله انت طالق ونحوه الخ.

(فتاویٰ عالمگیری ۱: ۳۳۸ کتاب الطلاق الباب الاول)

وردالمختار ﴿۱﴾. وهو الموفق

طلاق نامہ پر نیت طلاق نہ ہونے کی وجہ سے غلط دستخط کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی طرف سے ایک فضولی نے عدالت میں شامپ پیپر خریدا اور منشی سے لکھوایا کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق ثلاثہ دی ہے، پھر اسی شامپ پر زید نے اپنے اصلی نام کی جگہ فرضی اور غلط نام سے دستخط کر دی، زید کہتا ہے کہ میں نے نہ اس فضولی کو طلاق کا کہا ہے اور نہ طلاق کا ارادہ تھا لیکن اس غلط دستخط کرنے کی کچھ قانونی مجبوریاں تھیں بعد میں فضولی نے ایشامپ کو مجسٹریٹ کے حوالہ کر دیا اور پاس زید بھی موجود تھا مجسٹریٹ نے زید سے کوئی استفسار نہیں کیا بلکہ اپنی مہر عدالت اور دستخط کر دی پھر فضولی نے یہی شامپ زوجہ کو دیا، اب طلاق کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا نور محمد مہتمم مدرسہ اسلامیہ بفقہ مانسہرہ..... ۱۹۸۳ء/۵/۱۷

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: قال في الهندية: الكتابة على نوعين مرسومة وغير مرسومة ونعني بالمرسومة ان يكون مصدرا ومعنونا مثل ما يكتب الى الغائب وغير المرسومة ان لا يكون مصدرا ومعنونا وهو على وجهين مستبينة وغير مستبينة فالمستبينة ما يكتب على الصحيفة والحائط والارض على وجه يمكن فهمه وقراءته وغير المستبينة ما يكتب على الهواء والماء وشئ لا يمكن فهمه وقراءته ففي غير المستبينة لا يقع الطلاق وان نوى وان كانت مستبينة لكنها غير مرسومة ان نوى الطلاق يقع والا لا وان كانت مرسومة يقع الطلاق نوى او لم ينو ثم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة وان علق طلاقها بمجيئ الكتاب بان كتب اذا جاءك كتابي فانت طالق فجاءها الكتاب فقرأته او لم تقرأ يقع الطلاق.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۶۳ مطلب في الطلاق بالكتابة)

الجواب: تحریری طلاق بلا قصد ونیت نامنظور اور کالعدم ہوتی ہے، بدل علیہ ما فی ردالمحتار ۲: ۵۷۹ وفی البحر ان المراد الاکراه علی التلفظ بالطلاق فلو اکراه علی ان یکتب طلاق امرء ته فکتب لا تطلق لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا كذا فی الخانية ﴿۱﴾ انتهى قلت: وجه الدلالة ان حکم الاکراه والهزل واحد ﴿۲﴾. وهو الموفق

مستحل معصیت کے ساتھ نکاح باطل اور بیوی آزاد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا نکاح ایک مطرب کے ساتھ ہو اس نے اپنی بیوی کو ناچ گانے اور دیگر فحش کام کرنے پر مجبور کر دیا، یہ لڑکی اپنی ﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۵۷ مطلب فی الاکراه علی التوکیل بالطلاق الخ) ﴿۲﴾ بدل علیہ ما فی ردالمحتار: (قوله او هازلا) ای فیقع قضاء و دیانہ..... واما ما فی اکراه الخانية لو اکراه علی ان یقر بالطلاق فافر لا یقع کما لو اقر بالطلاق هازلا او کاذبا فقال فی البحر ان مراده لعدم الوقوع فی المشبه به عدمه دیانہ ثم نقل عن البزازية والقنية لو اراد به الخبر عن الماضي کذبا لا یقع دیانہ وان اشهد قبل ذلك لا یقع قضاء ایضا، ويمكن حمل ما فی الخانية علی ما اذا اشهد علی انه یقر بالطلاق هازلا ثم لا یخفی ان ما مر عن الخلاصة انما هو فیما لو انشاء الطلاق هازلا وما فی الخانية فیما لو اقر به هازلا فلا منافاة بينهما، قال فی التلویح وکما انه یبطل الاقرار بالطلاق والعتاق مکرها كذلك یبطل الاقرار بهما هازلا لان الهزل دلیل الکذب کالاکراه حتی لو اجاز ذلك لم یجز لان الاجازة انما تلحق سببا منعقدا یحتمل الصحة والبطلان وبالاجازة لا یصیر الکذب صدقا وهذا بخلاف انشاء الطلاق والعتاق ونحوهما مما لا یحتمل الفسخ فانه لا اثر فیہ للهزل.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۵۹ قبیل مطلب فی تعریف السكران و حکمہ)

والدین کے گھر چلی گئی اور خاوند سے سول نج کے پاس تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا، کیا یہ فیصلہ شریعت میں تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: حافظ گل رحیم خطیب اڈہ مسجد صوابی..... ۱۸/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت مضمون بالایہ عورت آزاد ہے اور دوسری جگہ باقاعدہ نکاح کر سکتی ہے کیونکہ استحلال معصیت حسب تصریح متکلمین وفقہاء کفر ہے ﴿۱﴾۔ قال فی شرح التنویر: ومن يستحل الرقص قالوا بكفره ولا سيما بالدف يلهو ويزمر، وتمام الكلام فى ردالمحتار ۳: ۲۵۹ کتاب المرتد ﴿۲﴾ اور چونکہ دارمدار دلیل استحلال ہے نہ عین اعتقاد حلت حرام، لکنونہ خفیا، اور صورت مسئلہ میں دلیل استحلال بلاشک موجود ہے گناہ کو ذریعہ معاش بنانا اس پر فخر کرنا وغیرہ واضح دلائل ہیں ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشيخ محى الدين بن بهاء الدين: (قوله ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان كانت كبيرة اذا لم يستحلها) واما اذا استحل الذنب وان كانت صغيرة يكون مكذبا للشارع فى النهى فيزول التصديق على قلبه فيكون كافرا نعوذ بالله.

(القول الفصل شرح فقه الاكبر ۳۰۶ ولا نکفر مسلما بذنب الخ)

﴿۲﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۳: ۳۳۷ قبيل باب البغاة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن البزاز الكردرى: والقرطبي على ان هذا الغناء وضرب القضيب والرقص حرام بالاجماع عند مالك وابى حنيفة والشافعى واحمد فى مواضع من كتابه..... ورأيت فتوى شيخ الاسلام سيد جلال الملة والدين الكيلانى رضى الله عنهم ان مستحل هذا الرقص كافر ولما علم ان حرمة بالاجماع لزم ان يكفر مستحله وللشيخ الزمخشري فى كشافه كلمات فيهم يقوم بها عليهم الطامة وصاحب النهاية والامام المحبوبي ايضا اشد من ذلك عزم على ان يامر بالكفر كفر.

(فتاوى بزازية على هامش الهندية ۶: ۳۳۹ المتفرقات من آخر الكتاب)

شوہر مرتد ہو جائے تو تین حیض گزرنے کے بعد نکاح ختم اور کالعدم ہو جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید سنی اہلسنت مسلمان تھا کچھ عرصہ بعد مرزائی قادیانی بن گیا، اس عرصہ میں اولاد بھی ہوئی اس کی بیوی بدستور سنی رہی اور کئی دفعہ اسے ربوہ لے جا کر مرزائی خلیفہ کی بیعت کرنے پر مجبور کیا، مگر اس نے انکار کیا اب جبکہ مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے زید کو توبہ کرنے کا مشورہ دیا گیا لیکن وہ مرتد رہنے پر مصر ہے اب کیا یہ ضروری ہے کہ زید مسلمان بیوی کو طلاق دے دے یا طلاق خود بخود واقع ہو جاتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: صوفی عبدالکریم راولپنڈی..... ۱۹۷۳ء/۱۱/۳

الجواب: مسلمان عورت کا مسلمان خاوند جب مرتد ہو جاتا ہے تو خاوند کے اصرار یا تین حیض گزرنے کے بعد سابق نکاح ختم اور کالعدم ہو جاتا ہے، طلاق یا خلع کی ضرورت نہیں پڑتی اور جب خاوند ابتداء الامر سے یعنی عقد نکاح کے وقت سے کافر مرتد ہو تو یہ نکاح ابتداء الامر سے کالعدم ہوتا ہے، خواہ خاوند اصرار اور اباہ کرتا ہو یا نہ، یہ مسائل شامی ﴿۱﴾ بحر، فتح اور عالمگیریہ ﴿۲﴾ میں مسطور ہیں۔ وہو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: والعدة فی حق حرة ولو کتابیة تحت مسلم تحیض لطلاق ولو رجعیاً او فسخ بجمیع اسبابه، قال ابن عابدین: (قوله بجمیع اسبابه) مثل الانفاسخ بخیار البلوغ..... والردة فی بعض الصور.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۶۵۱ قبیل مطلب حکایة شمس الائمة السرخسی باب العدة) ﴿۲﴾ وفی الہندیة: وان اخبرت المرأة ان زوجها قد ارتد لها ان تتزوج باخر بعد انقضاء العدة فی رواية الاستحسان وفی رواية السير لیس لها ان تتزوج قال شمس الائمة السرخسی الاصح رواية الاستحسان کذا فی فتاویٰ قاضی خان فی باب الردة.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۴۰ قبیل الباب الحادی عشر فی القسم باب نکاح الکفار)

طلاق رجعی میں رجوع کرنے والے کو بطور طنز طلاقی وغیرہ کہنا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بیوی کو ایک طلاق دے کر پھر رجوع کر لیا تھا، جیسا کہ دین اسلام میں یہ جائز ہے، کافی عرصہ سے دونوں آباد ہیں اور خوشی سے رہ رہے ہیں (۱) کیا شرعاً اس میں تو کوئی نقصان نہیں ہے؟ (۲) اگر کوئی شخص طنز کے طور پر کہا کرے کہ زید نے طلاق دی تھی اس کیلئے یہ بیوی حلال نہیں وغیرہ، اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: محمد سلیم بقلم خود

الجواب: چونکہ طلاق رجعی کے بعد رجوع جائز ہے، لقولہ تعالیٰ: الطلاق مرتین فامساک بمعروف او تسریح باحسان، (سورة البقرة) ﴿۱﴾ لہذا زید پر کوئی گناہ اور حرج نہیں ہے، اور اس پر طنز کرنے والا اگر جاہل ہو تو اس کو سمجھایا جائے اور اگر باوجود علم و سمجھ کے طنز کرتا ہو تو اس کو تعزیر دینی ضروری ہے، فی الدر لمختار: وعزر کل مرتکب منکر او مؤذی مسلم بغیر حق بقول او فعل ﴿۲﴾. وهو الموفق

بلا سوچ و بلا قصد الفاظ طلاق کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ماں نے بچے کو تین اخروٹ دیئے، بچے نے کہا کہ صرف تین اخروٹ؟ تین تو طلاق ہوتی ہے تو سامنے بچے کا والد بیٹھا تھا تو اس نے بلا سوچ و بلا قصد کہا کہ آپ کی ماں چھ طلاق سے طلاق ہے اب مسئلہ کا حل کیا ہوگا؟ بینواتو جروا
المستفتی: نامعلوم.....

﴿۱﴾ (سورة البقرة آیت: ۲۲۹ پارہ: ۲ رکوع: ۱۳)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۳: ۱۹۹ فروع باب التعزیر)

الجواب: صورت مسئلہ میں اگر خاوند ہازل ہو یعنی ان الفاظ کے متعلق سبب طلاق ہونا معلوم تھا لیکن ان سے طلاق واقع کرنا مراد اور مقصود نہ تھا تو اس پر یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے (شرح التنویر علی ہامش رد المحتار ۲: ۵۸۵) ﴿۱﴾ اور اگر یہ خاوند جاہل ہو یعنی ان الفاظ کے متعلق سبب طلاق ہونا معلوم نہ تھا تو اس پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے، کما فی فتح القدير ۳: ۳۵۱، ۳۵۲ باب ایقاع الطلاق، ولا بد من القصد بالخطاب بلفظ الطلاق عالما بمعناه او النسبة الى الغائبة..... والحاصل انه اذا قصد السبب عالما بانه سبب رتب الشرع حکمہ علیہ ارادہ اولم یردہ واما اذا لم یقصدہ او لم یدر ما هو فیثبت الحکم علیہ شرعا وهو غیر راض بحکم اللفظ ولا باللفظ فمما ینبوعنه قواعد الشرع ﴿۲﴾. فافہم. وهو الموفق

حمل کی صورت میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دی ہیں لیکن اس وقت وہ عورت حاملہ تھی اور اس شخص نے بھی بار بار حمل کا اقرار کیا ہے کیا حمل کی صورت میں طلاق واقع ہو سکتی ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: امیر خان در بند ہزارہ..... ۲۸/۶/۱۳۹۱ھ

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: بخالف الهازل واللاعب فانه يقع قضاء وديانة لان الشارع جعل هزله به جدا فتح، قال ابن عابدين: (جعل هزله به جدا) لانه تكلم بالسبب قصدا فيلزمه حكمه وان لم يرض به لانه مما لا يحتمل النقص كالعناق والنذر واليمين.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۶۱ قبيل مطلب في طلاق المدهوش).

﴿۲﴾ (فتح القدير في شرح الهداية ۳: ۲۵۱، ۲۵۲ باب ایقاع الطلاق)

الجواب: ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ حاملہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ بغیر حلالہ کے اور کوئی

چارہ نہیں ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة المرغینانی: وطلاق الحامل یجوز عقیب الجماع لانه لا یودی الی اشتباه وجه العدة وزمان الحبل زمان الرغبة فی الوطاء لکونه غیر معلق او یرغب فیها لمکان ولده منها فلا تقل الرغبة بالجماع.

(هدایة علی صدر فتح القدیر ۳: ۳۳۷ باب طلاق السنة)

باب صریح الطلاق

طلاق صریح میں نیت بینونت لغو اور نامنظور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا ایک دوست بیوی کے ساتھ لڑ پڑا وہ بیوی کو مارتا تھا لیکن لوگوں نے اسے نہیں چھوڑا، وہ دروازے سے باہر کھڑا تھا اور غصے میں دو دفعہ کہا کہ جاؤ تم مجھ پر طلاق ہو جاؤ تم مجھ پر طلاق ہو، اس وقت اس کی نیت طلاق مغلظہ کی تھی کیا یہ طلاق واقع ہوئی؟ بینواتو جروا

المستفتی: غنی الرحمن جزوبہ نوشہرہ..... ۶/ رجب ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ بیوی اس خاوند پر دو طلاق رجعی سے مطلقہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ ایسے صریح الفاظ میں نیت بینونت لغو اور نامنظور ہوتی ہے، کما فی رد المحتار ۲: ۵۹۲ ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان الصریح نوعان صریح رجعی و صریح بائن فالاول ان یکون بحروف الطلاق بعد الدخول حقیقة غیر مقرون بعوض ولا بعدد الثلاث لانصا ولا اشارة ولا موصوف بصفة تنبی عن البینونة او تدل علیها من غیر حرف العطف ولا مشبه بعدد او صفة تدل علیها.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۷ مطلب الصریح نوعان رجعی و بائن)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امین: (قوله اولم ینو شیئا) لما مر ان الصریح لا یحتاج الی النیة ولكن لا بد فی وقوعه قضاء و دیانة من قصد اضافة لفظ الطلاق الیها عالما بمعناه ولم یصرفه الی ما یحتمله کما افاده فی الفتح وحققه فی النهر.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۷ مطلب فی قول البحر باب الصریح)

ارتداد زوجین کی وجہ سے بیہونت واقع ہوتی ہے نہ کہ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ احد الزوجین مرتد ہو جائے تو نکاح کا کیا حکم ہے طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: غلام سرور اسلام آباد..... ۱۳۰۱/۶/۳ھ

الجواب: کلمات کفریہ بولنے سے بیہونت واقع ہوتی ہے مگر طلاق واقع نہیں ہوتی، ارتداد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق في الحال قبل الدخول وبعده (ہندیہ ۱: ۳۶۱) ﴿۱﴾ . وهو الموفق

میاں بیوی کا کسی ڈرامہ میں فنکاری کرتے وقت تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی دونوں کسی ڈرامہ میں فنکاری کرتے وقت کوئی پارٹ ادا کرتے وقت فلم کی کہانی کی رو سے غصہ کی حالت میں تین طلاق دے دیں تو کیا اس میاں کی بیوی کو اصل میں بھی طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟ نیز ان کے اصل نام اور ہوتے ہیں لیکن ڈرامہ میں فرضی نام ہوتے ہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: گلزار احمد حقانی..... ۱۹۸۷ء/۱/۳۱

الجواب: حکایت طلاق اگرچہ طلاق نہیں ہے ﴿۲﴾ لیکن بے پردگی کو جائز بلکہ ترقی ماننے

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۳۹ الباب العاشر فی نکاح الکفار)
﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان الصریح لا یحتاج الی النیة ولكن لا بد فی وقوعه قضاء و دیانہ من قصد اضافة لفظ الطلاق الیہا عالما بمعناہ ولم یصرفہ الی ما یحتملہ کما افادہ فی الفتح وحققہ فی النہر احترازا عما لو کرر مسائل الطلاق بحضرتہا او کتب ناقلا من کتاب امرأتی طالق مع التلفظ او حکى یمین غیرہ فانہ..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

والے کا نکاح رہنا زیر غور ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

طلاق قطعی بائن کو کہا جاتا ہے نہ کہ ثلاثہ کو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج سے تقریباً پانچ سال قبل بیمار ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کو ان الفاظ پر دستخط کر کے طلاق دی، میں اپنی زوجہ کو بوجہ گھریلو ناچاقی طلاق قطعی دیتا ہوں طلاق قطعی دے کر فارغ کرتا ہوں؛ زوجہ میری خالہ زاد تھی اور طلاق کی وجہ صرف میری بیماری تھی کہ میں حقوق زوجیت ادا نہیں کر سکا، خلوت ضرور ہوئی ہے عرض ہے کہ اس سے کوئی طلاق واقع ہوگی اور حلالہ کی کیا صورت ہوگی؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد اسلم شجوال کینٹ..... ۱۲/۹/۱۹۹۰ء

الجواب: صورت مسئلہ میں تجدید نکاح کافی ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ طلاق قطعی

(بقیہ حاشیہ) لا يقع اصلا ما لم يقصد زوجته.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۷ مطلب الصریح یحتاج فی وقوعه الی النیة)

وفی الہندیة: رجل قال لامرأته انت طالق فقال له رجل ما قلت فقال طلقته او قال قلت هی طالق فہی واحدة فی القضاء کذا فی البدائع.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۵۵ اذا کرر الطلاق علی المرأة المدخول بہا)

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری: وفي عمدة النسفی: واستحلال المعصية كفر، قال شارحہ القونوی كانہ اراد واللہ اعلم، بالمعصية المعصية الثابتة بالنص القطعی..... وقال القاضی عضد الدین فی المواقف: ولا یکفر احد من اهل القبلة الا فیما فیہ نفی الصانع القادر العليم او شرک او انکار للنبوۃ او ما علم مجینہ بالضرورة او المجمع علیہ کاستحلال المحرمات.

(شرح فقہ الاکبر ۱۶۲ مطلب يجب معرفة مکفرات لاجتنابها)

طلاق بائن یا طلاق غیر معلق کو کہا جاتا ہے نہ کہ طلاق ثلاثہ کو ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

طلاق منجز سے طلاق معلق باطل ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے منکوحہ کو طلاق معلق مثلاً ان دخلت الدار فانت طالق، کہہ دیں پھر دخول دار سے پہلے تین اور طلاق منجز دے دیئے پس منکوحہ عدت میں تھی کہ دخول دار بھی کیا تو کیا اب یہ طلاق معلق بھی واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر واقع ہو تو اب نئی عدت گزارے گی یا داخل کافی ہے؟ بینو و اتوجروا

المستفتی: فضل معبود جندول معیار..... ۵/۱۲/۱۹۷۳

الجواب: چونکہ طلاق معلق طلاق منجز سے باطل ہوئی ہے لہذا اس پر عدت وغیر ہا مرتب نہ ہوگی، كما في الدر المختار: ويبطل تنجيز الثلاث للحررة والشتين للامة تعليقه للثلاث وما دونها، هامش ردالمحتار ۲: ۶۸۴ ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: واما الثاني (بائن) فبخلافه وهو ان يكون بحروف الابانة وبحروف الطلاق لكن قبل الدخول حقيقة او بعده لكن مقرونا بعدد الثلاث نسا او اشارة او موصوفا بصفة تنبي عن البينونة..... واختار في الفتح ان القسم الثاني ليس من الصريح فلا حاجة للاحتراز عنه واستظهر في البحر ما في البدائع معللا بان حد الصريح يشمل الكل قال في النهر للقطع بانه قبل الدخول او على مال ونحو ذلك ليس كناية الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۶۷ مطلب الصريح نوعان رجعي وبائن)

وقال العلامة الحصكفي: ويقع بقوله انت طالق بائن او البتة، قال ابن عابدين: البتة

مصدر بت امره اذا قطع به وجزم نهر.

(الدر المختار مع الشامي ۲: ۳۸۷ بعيد مطلب في قول الامام ايماني كايمان جبريل)

﴿۲﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۳۹ باب التعليق)

تعداد طلاق میں شک کی وجہ سے طلاق مغلطہ واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اڑھائی مہینے قبل قسم کی تھی اس کے کچھ الفاظ بھول جانا یقینی ہے یا صحیح الفاظ بولے ہوں مجھے یاد نہیں ہے مگر شک ہے کہ میں نے تین طلاق کا نام لیا تھا یا ایک یا دو، اب یاد نہیں ہے الفاظ کچھ اس طرح تھے مثال کے طور پر کہ میرے اوپر بیوی تین طلاق حرام ہے یا حرام ہوگی، ہو جائے گی، یا حرام ہو یا تین طلاق حرام ہو جائے، پتہ نہیں اس میں کونسا لفظ بولا تھا اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: جازو خان لارنس پور کیمپور..... ۵/۸/۱۹۷۷ء

الجواب: چونکہ آپ کا تین طلاق کے نام لینے میں شک ہے لہذا آپ پر بیوی مطلقہ مغلطہ نہیں ہوئی ہے، البتہ آپ احتیاطاً تجدید نکاح کریں، فی الہندیۃ ۱: ۳۸۷ فی نوادر ابن سماعۃ عن محمد رحمۃ اللہ علیہ اذا شک فی انہ طلق واحداً او ثلثاً فہی واحداً حتی یتیقن او یکون اکبر ظنہ علی خلافہ ﴿۱﴾. وهو الموفق

طلاق رجعی کی عدت گزرنے کے بعد دو طلاق اور دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو زبانی ایک طلاق دے دی کافی عرصہ بعد اس نے دو اور طلاقیں تحریر اُدے دیں اسی اثنا میں وہ شخص ایک عالم کے پاس گیا اور اسے کہا کہ تقریباً عرصہ ڈیڑھ سال ہوا کہ میں نے اپنی بیوی کو مذکورہ ترتیب سے تین طلاقیں دی ہیں کیا تینوں واقع ہو گئی ہیں یا نہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ تینوں واقع ہو گئی ہیں اب بغیر حلالہ کے کوئی اور صورت نہیں ہو سکتی آپ صاحبان کی کیا رائے ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: سلطان محمد جامعہ فاروقیہ کالج روڈ انک..... ۲/۹/۱۹۸۸ء

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۶۳ مطلب اذا شک انہ مطلق واحداً او ثلاثاً)

الجواب: اگر اس خاوند نے یہ دو تحریری طلاقیں، طلاق اول کی عدت گزرنے کے بعد دی ہوں تو تجدید نکاح کافی ہے ﴿۱﴾ ورنہ باقاعدہ تحلیل کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ وہوالموفق

رجوع سے طلاق رجعی کا اثر ختم اور طلاق بر حال خود باقی رہتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں پھر عدت کے اندر رجوع کر لیا، چار پانچ سال بعد اس آدمی نے پھر اپنی عورت کو ایک طلاق دے دی کیا یہ طلاق پہلی والی دو طلاقوں کے ساتھ جمع کی جائے گی تو مغلظہ بن جائے گی اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عبدالوہاب مدرسہ منہاج العلوم نریاب ہنگو..... ۱۹۸۳ء/۸/۷

الجواب: رجوع سے طلاق رجعی کا اثر ختم ہو جاتا ہے طلاق کی ذات بر حال خود باقی رہتی ہے پس اس شخص پر بظاہر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور بلا حلالہ اس کیلئے حرام ہوگی، لقولہ تعالیٰ: فلا تحل ﴿۱﴾ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی طلاق کی عدت گزرنے کے بعد عورت شوہر سے جدا ہو کر کل طلاق نہیں رہی اس لئے عدت کے بعد دی گئی دو تحریری طلاقیں لغو متصور ہوں گی، کما فی الشامیة: والرجعی لا یزیل الملک الا بعد مضي العدة. (ردالمحتار ۲: ۵۷۶ باب الرجعة) وقال العلامة الكاسانی: فلا یصح الطلاق الا فی الملک او فی علقۃ من علائق الملک وہی عدة الطلاق.

(بدائع الصنائع ۳: ۱۲۶ فصل واما الذی یرجع الی المرأة)

اور اگر پہلی طلاق کی عدت کے دوران یہ دو تحریری طلاقیں دی ہوں تو پھر بیوی اس شوہر پر مطلقہ مغلظہ ہوگی، قال العلامة ابن عابدین: عبارة الذخيرة وغيرها طلقها رجعية ثم قال في العدة جعلت هذه التولية بائنة او ثلاثا صح عند ابی حنیفة وہی اخصر من عبارة المصنف واطهر وقيد بقوله في العدة لانه بعدها تصير المرأة اجنبية فلا يمكنه جعل طلاقها ثلاثا او بائنا.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۸ مطلب الصریح يلحق الصریح والبائن)..... (از مرتب)

له من بعد حتى تنكح زوجا غيره (آیة) ﴿۱﴾ . وهو الموفق

طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجوع نہ کرنے کی صورت میں تجدید نکاح کے بغیر چارہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی تھی جبکہ عدت کے اندر میں رجوع نہ کر سکا، اور اب بھی چند ماہ تک اس سے نہیں مل سکا اور نہ ہی یہاں دیار غیر میں گواہوں کے سامنے رجعت کی، اب جبکہ تین حیض گزر چکے ہیں لیکن میں بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا اور آئندہ اپریل میں وطن جا رہا ہوں اس کے ساتھ تجدید نکاح یا طلاق یا حلالہ کا کیا حکم شرعی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: م، ظیواے ای ابو ظہبی ۸ / ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر آپ عدت گزر جانے سے قبل زبانی مراجعت کرتے تو تجدید نکاح کی ضرورت نہ پڑتی خواہ یہ مراجعت گواہوں یا بیوی کے حضور میں ہوتی یا غیر حضور میں ﴿۲﴾ حالاً اس نوعیت مسئلہ میں بغیر تجدید نکاح کے اور کوئی چارہ نہیں ہے البتہ تحلیل کی ضرورت نہیں بشرطیکہ آپ نے اس سے قبل دو طلاق

﴿۱﴾ قال العلامة ملا جيون: قوله تعالى: فان طلقها فلا تحل له الآية..... فقال اكثر المفسرين انها متصلة بقوله تعالى: الطلاق مرتان، يعنى الطلاق الرجعى مرة او مرتان فان طلقها بعدها تطليقة ثالثة فلا تحل له بعد ذلك ابدا حتى تنكح زوجا اخر غيرہ ثم دخل بها ذلك الزوج.

(التفسيرات الاحمدية ۱۲۷ بحث تمسك المعتزلة وجوابه)

﴿۲﴾ قال العلامة عبد الله الموصلى: الطلاق الرجعى لا يحرم الوطاء وللزوج مراجعتها فى العدة بغير رضاها وتثبت الرجعة بقوله راجعتك ورجعتك..... وبكل فعل تثبت به حرمة المصاهرة من الجانبين ويستحب ان يشهد على الرجعة الخ.

(الاختيار لتعليق المختار ۲: ۱۸۹ باب الرجعة)

(کسی بھی وقت) نہیں دی ہوں ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

طلاق رجعی میں تین حیض گزرنے سے قبل رجوع کر سکتا ہے مہر کا اس میں دخل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق

دی اور حق مہر اور نفقہ بھی اس کے حوالہ کر دیا ایک ماہ تیرہ دن گزرنے کے بعد زید نے رجوع کر لیا اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ حق مہر ادا کرنے اور ایک ماہ تیرہ دن گزر جانے کی وجہ سے طلاق بائن پڑتی ہے لہذا رجوع نہیں کر سکتا صحیح مسئلہ کیا ہے؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: حافظ شیر زمان مدرسہ تجوید القرآن سول کوارٹر پشاور..... ۲۶/محرم ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ شخص تین حیض گزرنے سے قبل رجوع کر سکتا ہے ﴿۲﴾ اس میں مہر دینے اور نہ

دینے کا کوئی دخل نہیں ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ اس شخص نے اس سے قبل دو طلاق نہ دی ہوں (ماخوذ از شامی ﴿۳﴾ و بحر الرائق) ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالاجماع ومنع غيره فيها لاشتباه النسب.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۵۸۲ مطلب في العقد على المبانة)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وتنقطع الرجعة ان حكم بخروجها من الحيضة الثالثة ان كانت حرة.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۴۷۱ الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به الخ)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: (الرجعة) هي استدامة الملك القائم بلا عوض ما دامت في العدة اي عدة الدخول حقيقة اذ لا رجعة في عدة الخلو ابن كمال.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۵۷۴ باب الرجعة)

﴿۴﴾ قال العلامة ابن نجيم: قوله هي استدامة الملك القائم في العدة اي الرجعة ابقاء

النكاح على ما كان مادامت في العدة..... (بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

بیک لفظ ”طلاق“ کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمیٰ کالانے اپنی عورت کو بیک لفظ ”طلاق“ کیا ہے کہ جاتھے طلاق ہے اس واقعہ کو ایک مہینہ اور کچھ دن زیادہ گزر چکے ہیں اس کے گواہ بھی موجود ہیں اس سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟ بینواتوجروا

المستفتی: خادم عبدالباری خطیب مسجد بیروٹ..... ۸/۲/۱۹۷۵

الجواب: اگر اس شخص نے اس حادثہ سے پہلے اس بیوی کو دو طلاقیں نہیں دی ہوں تو یہ شخص عدت کے اندر اندر زبانی مراجعت کرے گا، اور اگر عدت گزر چکی ہو تو تجدید نکاح کرے گا حلالہ کی ضرورت نہیں ہے یہی طلاق رجعی کا حکم ہے، صرح بہ فی جمیع کتب الفتاویٰ والمعتبرات فلا حاجة الی نقل العبارات ﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) لقوله تعالى: فامسكوهن بمعروف لان الامساک استدامة الملك القائم لا اعادة الزائل وقوله تعالى: وبعولتهن احق بردهن يدل على عدم اشتراط رضاها وعلى اشتراط العدة اذ لا يكون بعدها بعلا. (البحر الرائق ۴: ۳۹ باب الرجعة)

﴿۱﴾ قال العلامة الموصلي: الطلاق الرجعي لا يحرم الوطاء وهو ان يطلق الحرة واحدة او ثنتين بصريح الطلاق من غير عوض، والدليل عليه قوله تعالى: وبعولتهن احق بردهن، والبعل هنا الزوج..... والانسان انما يملك رد المنكوحه الى الحالة التي كانت عليها قبل الطلاق فلا يكون النكاح زائد ا مادامت العدة باقية فيحل الوطاء وللزوج مراجعتها في العدة بغير رضاها..... وله ان يتزوج مطلقته المبانة بدون الثلاث في العدة وبعدها لان حل المحلية باق اذ زواله بثالثة ولم توجد وانما لا يجوز لغيره في العدة تحرزا عن اشتباه الانساب وهو معدوم في حقه.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۸۹، ۱۹۳ باب الرجعة)

طلاق رجعی میں عدت کے دوران رجوع نہ کرنے سے بائسنہ ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دوہئی سے طلاق رجعی لکھ کر بھیجی ہے اور والدین کے منع کرنے پر دیگر دو طلاق نہیں بھیجیں اور کہتا ہے کہ دیگر طلاق نہیں بھیجوں گا لیکن اگر میری عورت میرے گھر میں ہو تو گھر نہ آؤں گا اس طلاق اول کے اب تین ماہ پورے ہونے والے ہیں کیا تین ماہ پورے ہونے پر اس شخص کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد امین نر تو پہ انک ۸/۱/۱۹۹۱ء

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ بیوی عدت گزرنے کے بعد ایک طلاق بائن سے مطلقہ شمار ہوگی جس میں تجدید نکاح کافی ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

اگر طلاق دینا مسلم یا مبرہن ہو تو عورت مطلقہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے میرے خاوند نے کئی افراد کے سامنے متعدد دفعہ طلاق دی ہے اور کہتا ہے کہ اگر جمیلہ کو رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں جبکہ طلاق کے دو گواہ موجود ہیں اب کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: ج، م، ن، مری راولپنڈی ۱۶/ ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب: اگر خاوند کی جانب سے ان الفاظ طلاق کا بولنا تسلیم شدہ یا شہادت سے ثابت شدہ ہو تو یہ بیوی مطلقہ اور آزاد ہوئی ہے، والمسئلة من الواضحات فلا حاجة الى نقل

﴿۱﴾ وفي الهندية: اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها وان كان الطلاق ثلاثا لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۲۷۲ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

العبارات ﴿۱﴾. وهو الموفق

گواہوں کے سامنے طلاق ثلاثہ کے اقرار کے بعد صرف تجدید نکاح پر اکتفاء جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے میرے اور ہمارے محترم قاری صاحب کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے اپنی بیوی چھوڑ دی تین شرط طلاق پر، اب بغیر حلالہ کے یہ عورت اس کیلئے حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور اقرار کے بعد ایک مولوی صاحب نے ان کا تجدید نکاح کیا، کیا صرف تجدید نکاح اس صورت میں کافی ہوگی؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا قاری فضل ربی صاحب تاجک حضرواٹک..... ۳۰/۸/۱۹۸۸ء

الجواب: اگر اس شخص کا بیوی کو تین طلاق دینا تسلیم شدہ یا شہادت شرعیہ سے ثابت شدہ ہو تو اس پر یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے ﴿۲﴾ باقاعدہ حلالہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور قرآن و احادیث اور آثار سے یہی ثابت ہے پس صرف نکاح پر اکتفاء کرنا باطل اور کالعدم ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: وشرط فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال كالنكاح والطلاق.

(فتاویٰ عالمگیری ۳: ۲۵۱ کتاب الشهادات الباب الاول)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ونصابها لغيرها في الحقوق سواء كان مالا او غيره كنكاح وطلاق رجلان او رجل وامرأتان.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۴: ۲۱۳ کتاب الشهادات)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث قال في الفتح بعد سوق الاحاديث الدالة عليه وهذا يعارض ما تقدم واما امضاء عمر الثلاث عليهم مع عدم..... (بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

طلاق ثلاثہ میں تحلیل کے بغیر چارہ نہیں اور طلاق رجعی میں رجوع کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مہینہ ہوا کہ میرا اپنے شوہر سے جھگڑا ہو گیا تھا، غصہ میں انہوں نے طلاق کہہ دیا مجھے بھی غصہ آیا اور غلطی بھی میری تھی کہ میں نے بھی غصہ میں چھوٹے لڑکے کو بہن کے پاس بھیج دیا کہ مجھے بلا لو، میرے بہنوئی اور بہن آئیں انہوں نے پوچھا کہ طلاق کا کہا تھا یا نہیں تو میرے شوہر اور میں نے کہا کہ ہاں کہا تھا اس پر میری بہن مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئی اور میرے تین چھوٹے بچے چھوڑ کر چلی، میرے شوہر نے کہا کہ آپ کے بچے ہیں ان تینوں کو اپنے پاس رکھو، پھر لوگوں نے درمیان میں آ کر ہمیں سمجھایا کہ یہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کا کیا بنے گا، بہر حال صلح کے وقت شوہر نے سب کے سامنے یہی کہا کہ میں نے غصہ میں آ کر طلاق کہا ہے حقیقت میں نے طلاق نہیں دی ہے اگر میں طلاق دیتا تو تحریری طلاق دیتا، میری ایک لڑکی باپ کے کہنے پر مجھے گھر لے آئی ہے اب برائے مہربانی مجھے جلد از جلد جواب سے نوازیں کہ مجھے کتنا کفارہ ادا کرنا ہے تاکہ کفارہ ادا کر کے شوہر کے پاس گھر چلی جاؤں؟ بینواتو جروا

المستفتی: شہاب الدین نوشہرہ صدر..... ۲۵/ شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: اگر شوہر نے تین طلاق دی ہوں تو بغیر تحلیل کے کوئی چارہ نہیں ہے تحلیل کی تفصیل

(بقیہ حاشیہ) مخالفة الصحابة له وعلمه بانها كانت واحدة فلا يمكن الا وقد اطلعوا في الزمان المتأخر على وجود ناسخ او لعلمهم بانتهاء الحكم لذلك لعلمهم باناطته بمعان علموا انتفاءها في الزمن المتأخر وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۵۵ كتاب الطلاق)

مقامی علماء سے معلوم کی جائے اور اگر ایک یا دو طلاق دی ہوں تو عدت کے اندر زبانی رجوع کافی ہے اور عدت کے بعد تجدید نکاح حکم شرعی ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

گھر میں موجود تین بیویوں میں سے ایک پر بلا تعین طلاق کی صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی تین بیویاں ہیں یہ شخص گھر سے باہر چلا گیا تھا جب واپس آیا تو دروازہ کھولنے کیلئے آواز دی، اندر سے ایک عورت آ کر دروازہ کھول کر واپس چلی گئی اور اس شخص نے نہیں دیکھا کہ یہ کونسی عورت تھی پھر جب یہ شخص اندر چلا گیا تو اس نے کہا کہ جس عورت نے میرے لئے دروازہ کھولا ہے وہ مجھ پر تین طلاق سے طلاق ہے اب تینوں عورتیں منکر ہیں حتیٰ کہ قسم بھی ہر ایک کرتی ہے کہ دروازہ میں نے نہیں کھولا ہے نیز ماسوائے ان تینوں عورتوں کے اور کوئی بھی نہیں تھا اب کس بیوی پر یہ طلاق واقع ہوگی؟ بینوا تو جروا
المستفتی: محمد رفیق..... ۲/ جولائی ۱۹۷۵ء

الجواب: اگر جوار (پڑوس) وغیرہ سے کسی اجنبی کے آنے کا احتمال ہو تو معاملہ سنبھل جائے گا ورنہ اس شخص پر تمام بیویوں کے ساتھ جماع وغیرہ حرام ہوگا اگرچہ مطلقہ صرف ایک بلا تعین ہوگی، یسئل علیہ ما فی الہندیۃ ۱: ۳۸۹ ولو طلق احدی نساہ الاربع ثلاثا ثم اشتبہت وانکرت کل واحدة ان تكون ہی المطلقة لا یقرب واحدة منهن لانه حرمت علیہ احداہن ویجوز ان تكون کل واحدة وقال اصحابنا رحمہم اللہ تعالیٰ کل ما لا یباح عند الضرورة لا

﴿۱﴾ وفی الہندیۃ: اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجہا فی العدة وبعد انقضائها وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ وثنتین فی الامۃ لم تحل حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا، کذا فی الہدیۃ .

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۳ فصل فیما تحل بہ المطلقة وما یتصل بہ)

يجوز التحرى فيه والفروج من هذا الباب ﴿١﴾. وهو الموفق

ہمارے عرف میں تین شرط تین دفعہ کو کہا جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ان الفاظ میں طلاق دی ہے کہ تو مجھ پر تین شرط پر طلاق ہے کیا اس سے تین طلاق پڑتی ہیں حالانکہ لفظ شرط لغو معلوم ہوتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عطاء الرحمن پولیس لائن انک..... ۲۹/۹/۱۹۸۸ء

الجواب: ہمارے بلاد کے عرف میں تین شرط تین دفعہ کو کہا جاتا ہے اس لئے اس عرف کی بنا پر

یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

تین شرط طلاق سے بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سہمی شریف نے اپنی بیوی کو رو بروئے گواہان مسہمی علی، امین اور زمان تین شرط طلاق دی اور بیوی سامنے موجود تھی لیکن بیوی کا نام نہیں لیا، بیوی اور شوہر کے درمیان پھر جھگڑا جاری رہا جھگڑتے جھگڑتے دوسرے آدمی کے گھر پہنچے اور اسی جگہ غصہ کی حالت میں بھی یہ الفاظ استعمال کئے اس شہادت کے مطابق مسہمی شریف کیلئے کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مقبول الرحمن..... ۶/۱/۱۹۷۵ء

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۶۲ قبیل الفصل الثانی فی اضافة الطلاق الی الزمان)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: العرف والعادة ما استقر في النفوس من جهة العقول وتلقته الطبائع السليمة بالقبول..... واعلم ان اعتبار العادة والعرف رجع اليه في مسائل كثيرة حتى جعلوا ذلك اصلا فقالوا تترك الحقيقة بدلالة الاستعمال والعادة الخ.

(شرح عقود رسم المفتی ص ۳۷ والعرف فی الشرع له اعتبار)

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس خاوند پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے اب چارہ

نہیں ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

تین شرط قائم کر کے طلاق دے دی اگرچہ مذاق میں ہو طلاق مغلظہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے گھریلو ناچاقی کی وجہ

سے اپنی بیوی کو تین شرط قائم کر کے طلاق دے دی، طلاق کے وقت یہ شخص باہوش و حواس تھا اسی وجہ سے

لڑکی والدین کے گھر آگئی لڑکے نے دوبارہ رجوع کیا کہ میں لڑکی کو واپس لے جاؤں گا اور یہ الفاظ میں نے

مذاق میں کہے ہیں میں نے تین طلاق شرط پر کیا ہے مگر مذاق کی شکل میں، اس کے یہ الفاظ کافی آدمیوں نے

سنے ہیں بطور شہادت دو آدمیوں کے نام یہ ہیں..... اگر ضرورت محسوس ہوئی تو مزید آدمی بھی

شہادت دیں گے، نیز مذکور نے یہ تصدیق کی ہے کہ میں نے یہ الفاظ مذاق میں کہے تھے اب لڑکی اس کے

ساتھ جانے سے انکار کرتی رہی ہے مسئلہ کا حل کیا ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: گل رحمن کوئٹی باڑیاں کمپ..... ۱۹۷۱ء/۱۲/۲۳

الجواب: اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے اگرچہ یہ الفاظ

اس نے مذاق اور ہزل کے طور سے بولے ہوں، فی الدر المختار: بخلاف الهازل فانه يقع قضاء

و دیانۃ لان الشارع جعل ہزلہ بہ جدا ہامش ردالمحتار ۲: ۵۸۵ ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل حتى تنكح زوجا غيره نكاحا

صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۳ فصل فیما تحل بہ المطلقة وما يتصل بہ)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ۲: ۳۶۱ کتاب الطلاق)

غصہ کی حالت میں مجھ پر بیوی گیارہ شرط پر طلاق ہے کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بیوی کے ساتھ معمولی بحث پر تکرار ہوئی جس میں مرد کے ہوش و حواس صحیح نہیں تھے اور غصہ میں آ کر اس نے بیوی کو کہا کہ مجھ پر بیوی گیارہ شرط پر طلاق ہے، ایک گھنٹہ بعد وہ اپنی بات پر پشیمان ہو چکا تھا اور طلاق سے انکار کر دیا کہ میں نے غصہ کی حالت میں طلاق دے دی ہے میرے ہوش و حواس ٹھیک نہیں تھے، اس موقع پر ہم موجود تھے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ واقعتاً اس مرد کے ہوش و حواس ٹھیک نہیں تھے، نیز بروئے شریعت ایک دو تین شرط کا نام بھی نہیں لیا ہے، اب شرعی حل کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد اکرم خان شنکیاری مانسہرہ

الجواب: اگر اس شخص کا غصہ کے وقت تمام کلام یا اکثر کلام بے ہودہ ہوتا ہو اور یہ کیفیت مقامی لوگوں کو معلوم ہو تو اس کی طلاق نامنظور ہے ورنہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے، فی ردالمحتار ۲: ۵۸۷ فالذی ینبغی التعویل علیہ فی المدہوش ونحوہ اناطة الحکم بغلبة الخلل فی اقوالہ و افعالہ الخارجة عن عادته (الی ان قال) فما دام فی حال غلبة الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقوالہ وان کان یعلمها ویریدھا ﴿۱﴾ . وهو الموفق

چھ کلمات پڑھ کر نکاح کیا تھا اب یہی کلمات پڑھ کر طلاق دیتا ہوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے یہ الفاظ کہہ دیئے ہیں کہ چھ کلمات پڑھ کر کہا کہ میں یہ چھ کلمات پڑھ کر اس کو زوجیت میں لایا تھا اور اب یہی کلمات پڑھ کر

﴿۱﴾ (ردالمحتار ہامش الدرالمختار ۲: ۶۳۳ مطلب فی طلاق المدہوش)

اس کو طلاق دیتا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد اجمل..... ۲۹/ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

الجواب: چونکہ یہ الفاظ عرف میں بینونت کیلئے استعمال ہوتے ہیں ﴿۱﴾ لہذا یہ بیوی بغیر

تجدید نکاح کے واپس نہیں ہو سکتی ہے البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

اگر بیوی واقعی طلاق چاہتی ہے تو تین طلاق ہے، کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا اس طرح طلاق واقع ہوتی ہے

کہ گواہ بھی نہیں ہے نیز عورت کے باپ کا نام بھی نہیں لکھا ہے اور عورت کو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے طلاق

نامہ کچھ یوں ہے کہ ”مسماة فلانة طلاق چاہتی ہے اگر یہ واقعی طلاق چاہتی ہے تو یہ تین عدد طلاق سے طلاق

ہے“ اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: ڈاکٹر مشل خان ڈاگنی صوابی..... ۳۰/۴/۱۹۸۸

الجواب: ایسا کلام دو طرح استعمال ہوتا ہے، اول تعلیق دوم مجازاً، کما فی رد المحتار

۳: ۳۴۳ قال فی البحر فلو سبته بنحو قرطبان وسفلة فقال ان كنت كما قلت فانت

طالق تنجز سواء كان الزوج كما قالت اولم يكن لان الزوج في الغالب لا يريد الا

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: واما الثاني (البائن) وهو ان يكون بحروف الابانة وبحروف

الطلاق لكن قبل الدخول حقيقة او بعده لكن مقرونا بعدد الثلاث نصا او اشارة او موصوفا

بصفة تنبئ عن البينونة او تدل عليها من غير حرف العطف او مشبها بعدد او صفة تدل

عليها. (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۷ مطلب الصريح نوعان رجعی وبائن)

﴿۲﴾ وفي الهندية: اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد

انقضائها. (فتاوى عالمگیری ۱: ۴۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

ایذاءها بالطلاق فان اراد التعليق يدين وفتوى اهل بخارا عليه ﴿١﴾ پس اگر خاوند نے یہ تحریر انتقام کے ارادہ سے کی ہو تو یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور اگر تعلق کے ارادہ سے کی ہو تو بیوی کے چاہنے کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی ﴿٢﴾۔ وهو الموفق

(تم مجھ پر تین طلاق سے طلاق ہو) الفاظ کا غلطی میں منہ سے نکلنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے منہ سے یہ الفاظ

نکلے کہ تم مجھ پر تین طلاق سے طلاق ہو لیکن یہ الفاظ منہ سے غلطی میں نکلے اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مثل خان خلیل تہ کمال پایان پشاور..... ۳/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: بظاہر اس خاوند پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے ﴿٣﴾ ممکن ہے کہ (حاضر ہو کر)

زبانی تفصیل سے کوئی مخرج پیدا ہو ﴿٤﴾۔ وهو الموفق

﴿١﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۳۶ مطلب التعليق المراد به المجازاة دون الشرط)
﴿٢﴾ وفي الهندية: رجل قال لامرأته انت طالق ثلاثا ان شئت فقال انا طالق فهو باطل وان قالت انا طالق ثلاثا فهو ثلاث كذا في فتاوى قاضى خان.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۴۰۴ الفصل الثالث فى المشيئة)

﴿٣﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرية لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا فى الهداية.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۴۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

﴿٤﴾ قال العلامة الحصكفى: او مخطئا بان اراد التكلم بغير الطلاق فجرى على لسانه الطلاق او تلفظ به غير عالم بمعناه او غافلا او ساهيا وبالفاظ مصحفة يقع قضاء فقط، قال ابن عابدين: (قوله غير عالم بمعناه) كما لو قالت لزوجها اقرأ على اعتدى انت طالق ثلاثا ففعل طلقت ثلاثا فى القضاء لا فيما بينه وبين الله تعالى..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

تجھے میری طرف سے تین طلاق، طلاق مغلظہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری ہمیشہ کی شادی میرے خالہ زاد بھائی کے ساتھ ہوئی ہے گھر میں معمولی ناچاقتی کی بنا پر اس نے بیک وقت تین طلاقیں دے دیں اور کہا کہ تجھے میری طرف سے تین طلاق، اور اس کو دو تین بار دہرایا ہمیشہ نے اس بات کا ذکر ہم سے قطعاً نہیں کیا، بعد میں میرے گھر آ کر میں نے باتوں باتوں میں ان سے یہ معلومات حاصل کیں، کیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی ہے تو لڑکی مہر کی حقدار ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: فوارہ چوک پشاور

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ عورت اپنے خاوند پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے سوائے تحلیل کے کوئی چارہ نہیں ہے ﴿۱﴾ اور اس خاوند پر مہر دینا واجب ہے ﴿۲﴾ یہ تمام مسائل ائمہ اربعہ کے مابین اجماعی ہیں ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) اذا لم يعلم الزوج ولم ينو بحر عن الخلاصة. (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۲۶۱ قبیل مطلب فی طلاق المدہوش)

﴿۱﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية.
(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۳ فصیل فیما تحل به المطلقة وما يتصل به)

﴿۲﴾ وفي الهندية: والمهر يتأكد باحد معان ثلاثة الدخول والخلو الصحيح وموت احد الزوجين سواء كان مسمى او مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك بالابراء من صاحب الحق كذا في البدائع. (فتاوى عالمگیری ۱: ۳۰۳ الفصل الثاني فیما يتأكد به المهر والمتعة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث..... وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال. (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۲۵۵ كتاب الطلاق)

تین بار لفظ طلاق کے استعمال سے طلاق مغلظہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو تین ماہ سے میرے اور میری بیوی کے درمیان میرے دوست و احباب کے بارے میں تلخی اور تکرار ہفتہ میں دو بار ضرور ہوا کرتی تھی میں نے دوست و احباب کو آزما یا وہ کسی غلط راستہ پر نہیں تھے میں نے اپنی بیوی کو بار بار سمجھایا کہ دوست و احباب غلط نہیں، پھر بھی وہ اپنی ضد پر رہی چنانچہ ایک دن میری دکان پر آ کر مجھے اور میرے دوست و احباب کو گالی گلوچ دیتی رہی، میں خاموش رہا، رات کو گھر پر بھی ہنگامہ رہا میں برداشت کرتا رہا، اگلے دن میں شام کو جب گھر پہنچا تو بیوی نے مجھ سے طلاق مانگی، مختصر تکرار کے بعد میں گھر سے باہر چلا گیا رات کو جب گھر آیا بیوی نے مجھ سے طلاق حاصل کرنے کیلئے انتہائی جذباتی الفاظ استعمال کئے جسے میں برداشت نہ کر سکا، میں نے اپنے ایک عزیز کے روبرو تین بار اپنی بیوی کے سامنے طلاق کا لفظ استعمال کیا اس کے بعد سے آج کل وہ اپنے بچوں کے ہمراہ میرے ہی مکان کے ایک حصہ میں رہتی ہے ان دنوں وہ حاملہ بھی تھی آج تک میں نے حقیقت حال سے کسی کو آگاہ نہیں کیا ہے آپ نیک مشورہ سے نوازیں؟ بینو اتوجروا

المستفتی: م، ی، لائنڈھی کراچی ۲۲..... ۱۹۷۱ء/۹/۱۳

الجواب: آپ پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

دس بارہ مرتبہ متواتر طلاق کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو متواتر دس بارہ

﴿۱﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

مرتبہ گواہوں کے روبرو طلاق دیتی ہے اس شخص کے بار بار طلاق کہنے کا شرع محمدی میں کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: محمد رفیق کوہالہ ایبٹ آباد..... ۲۲/۸/۱۹۷۲

الجواب: اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، الا ان ینوی التاکید

فیدین ﴿۱﴾. وهو الموفق

تین پتھر طلاق سے بیوی مغلظہ بن جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے گھر میں غضب اور غصے میں کہا کہ میری عورت تین پتھر پر طلاق ہو، کیا غضب اور غصے میں اگر یہ طلاق واقع ہو تو تین واقع ہیں یا اس میں رجوع صحیح ہے؟ اور تین واقع ہونے میں یہ عورت زید کیلئے کس طرح حلال ہو سکتی ہے؟ حتیٰ تنکح زوجا غیرہ (الآیة) سے کیا مراد ہے یعنی زوج ثانی دخول کرے یا صرف خلوت صحیحہ بھی کافی ہے؟ حلت کی جو صورت ہو لکھ کر ارسال فرماؤں؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد اسماعیل دیر..... ۲۳/۳/۱۹۷۵

الجواب: صورت مسئلہ میں بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے، عدت

کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور کم از کم ایک دفعہ جماع کرنے کے بعد طلاق دے دیں اگر چاہے، اور عدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کرے اگر بیوی چاہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: کمر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاکید دین.

(الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۴۹۹ فروع باب طلاق غیر المدخول بها)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها..... ويشترط ان يكون الايلاج موجبا للغسل وهو التقاء الختانين. (فتاویٰ عالمگیری ۱: ۴۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

حاملہ بیوی کو طلاق ثلاثہ اور مخلص کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) حاملہ بیوی کو تین طلاق دینا موثر ہے یا نہیں؟ (۲) اور طلاق ثلاثہ کے بعد جواز کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا
المستفتی: محمد فاروق واہ کینٹ..... ۱۹۷۷ء/۱۰/۳۰

الجواب: حمل کی حالت میں تین طلاق موثر ہیں اور اس سے بیوی مطلقہ مغلظہ بن جاتی ہے آثار صحابہ، نصوص قرآنی اور آئمہ کے مسلک سے بعینہ یہی ثابت ہے ﴿۱﴾ طلاق عورت نے خود سنی ہو یا معتمد علیہ گواہوں سے ثابت کر کے طلاق واقع ہو سکتی ہے اور بعد ازاں جواز کیلئے صرف حلالہ کی

﴿۱﴾ يجوز طلاق الحامل في اي وقت شاء لما اخرجہ المشكواة عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما انه طلق امرأة له وهي حائض فذكر عمر لرسول اللہ ﷺ فتغیظ فیہ رسول اللہ ﷺ ثم قال ليراجعها ثم يمسكها حتى تطهر ثم تحيض فتطهر فان بداله ان يطلقها فليطلقها طاهرا قبل ان يمسه فتلك العدة التي امر الله ان تطلق لها النساء، وفي رواية مره فليراجعها ثم ليطلقها طاهرا او حاملا متفق عليه، اخرجہ مسلم والنسائي وابدوداؤد وابن ماجه. وقال الطيبي: دل على اجتماع الحيض والحبل وقيل الحامل اذا كانت حائضة حل طلاقها اذا لا تطويل للعدة في حقها لان عدتها بوضع الحمل، قال الملا على القاري: وعندنا ان الحامل لا تحيض وما رآته من الدم فهو استحاضة..... ولنا قوله ﷺ فيما رواه الدارقطني عن ابن عمر انه طلق امرأته وهي حائض ثم اراد ان يتبعها بطلقتين اخيرتين عند القرائن فبلغ ذلك رسول اللہ ﷺ فقال يا ابن عمر ما هكذا امرك الله قد اخطأت السنة، السنة ان تستقبل الطهر فتطلق لكل قرء، فامرني فراجعته فقال اذا هي طهرت فطلق عند ذلك او امسك، فقلت: يا رسول الله لو طلقته ثلاثا اكان يحل لي ان اراجعها؟ فقال: لا كانت تبين منك و كان معصية، كذا ذكره ابن الهمام.

(هذا ما اخذت من مرقاة المفاتيح وغيره).....(مرتب)

صورت ممکن ہے ﴿۱﴾۔ وہو الموفق

قرآن پر ہاتھ رکھ کر تین بار کہا تو مجھ پر طلاق ہے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عموماً میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہوتے رہتے ہیں میرا بھی گھر میں بیوی سے جھگڑا ہو گیا پہلے دفعہ جب جھگڑا ہوا تو بیوی نے قرآن پاک لا کر مجھے کہا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ تو مجھ پر طلاق ہے میں نے خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس پر صرف ہاتھ رکھا پھر صلح ہو گئی، کچھ مدت بعد پھر ہمارے درمیان ناچاقی ہو گئی اس نے پھر قرآن پاک لا کر کہا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ تو مجھ پر طلاق ہے بندہ بہت غصہ میں تھا، قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر ایک سانس میں تین بار میں نے کہا تو مجھ پر طلاق ہے طلاق ہے اس کے بعد جھگڑا ختم ہو چکا اور بخوشی زندگی گزار رہے ہیں اب میں ملائیشیا میں ہوں اور لڑکی والدین کے پاس ہے کیا میں اس کو زوجہ کی حیثیت سے رکھ سکتا ہوں؟ بینواتوجروا

المستفتی: اقبال شاہ کولالا پور..... ۱۹۸۷ء/۱۱/۱۷

الجواب: اس تحریر کی بنا پر آپ کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بغیر حلالہ کے کوئی چارہ نہیں

ہے، فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ (الآیة) ﴿۲﴾ البتہ ممکن ہے کہ زبانی بیان سے

﴿۱﴾ قال العلامة النسفی: (فان طلقها) مرة ثالثة بعد المرتين (فلا تحل له من بعد) من بعد التطلیقة الثالثة (حتى تنکح زوجا غیرہ) حتى تتزوج غیرہ..... والاصارة شرطت بحدیث العسيلة كما عرف فی اصول الفقه والفقه فیہ انه لما اقدم علی فراق لم یبق للندم منخلصا لم تحل له الا بدخول فحل علیها لیمتنع عن ارتکابه (فان طلقها) الزوج الثانی بعد الوطء (فلا جناح علیهما) علی الزوج الاول وعلیها (ان یتراجعا) ان یرجع کل واحد منهما الی صاحبه بالزواج.

(تفسیر مدارک ۱: ۲۸۸ سورة البقرة آیت: ۲۳۰)

﴿۲﴾ (سورة البقرة آیت: ۲۳۰، رکوع: ۱۳، پارہ: ۲)

کچھ آسانی معلوم ہو ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت کہا تجھے طلاق ہے طلاق ہے کیا بیک وقت تین طلاق واقع ہوتی ہیں یا ایک طلاق متصور ہوگی؟ بینواتو جروا

المستفتی: اصغر علی صدیقی میلوڈی مارکیٹ اسلام آباد..... ۱۳/۴/۱۹۸۹

الجواب: قرآن و احادیث اور آثار صحابہ کے رو سے تین طلاقیں تین ہوتی ہیں نہ کہ ایک اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے، خلافاً للسلفية ﴿۲﴾ پس صورت مسئلہ میں بظاہر تین طلاقیں واقع ہوئی ہیں، ﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: کرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۹۹ فروع قبیل باب الکنايات)

﴿۲﴾ وفي تعليق بلوغ المرام للبسام السلفی: ذهب جمهور العلماء ومنهم الائمة الاربعة وجمهور الصحابة والتابعين الى وقوع الطلاق الثلاث بكلمة واحدة اذا قال: انت طالق ثلاثا، ونحوه او بكلمات ولو لم يكن بينهن رجعة ولا نكاح، ودليلهم حديث ركانة بن عبد الله انه طلق امرأته البتة فاخبر النبي ﷺ بذلك فقال، والله ما اردت الا واحدة، وهذا الحديث اخرجه الشافعي وابوداؤد والترمذي وصححه وابن حبان والحاكم، ووجه الدلالة من الحديث استحلافه ﷺ للمطلق انه لم يرد بالبتة الا واحدة فدل على انه لو اراد بها اكثر لوقع ما اراده. واستدلوا ايضا بما في صحيح البخارى عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلقت فسئل رسول الله ﷺ اتحل للاول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول ولو لم تقع الثلاث لم يمنع رجوعها الى الاول الا بعد ذوق الشيء عسيلتها، واستدلوا ايضا بعمل الصحابة ومنهم عمر بن الخطاب رضی الله عنهم على ايقاع الثلاث بكلمة واحدة ثلاثا كما نطق بها المطلق وكفى بهم..... (بقيه حاشیه اگلے صفحہ پر)

الا ان نوى التاكيد او لم ينو شيئا من التاكيد والاستيناف كما فى شرح التنوير مع ردالمحتار ﴿ ١ ﴾ لكن الله يعلم الكاذب من الصادق . وهو الموفق

ایک دو تین طلاق، تین چار دفعہ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اور میری بیوی باہر کھیت میں گندم کاٹتے ہوئے آپس میں جھگڑ پڑے، حتیٰ کہ میں نے غصہ میں آ کر اسے کہہ دیا تمہیں ایک دو تین طلاق، ایک دو تین طلاق، اسی طرح تین یا چار دفعہ کہا اور ایک دو تین کہتے ہوئے انگلیوں پر اشارہ کرتا رہا، کیا طلاق واقع ہوئی؟ بینواتوجروا

المستفتی: ابن غلام محمد راولپنڈی

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عورت خاوند پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿ ٢ ﴾ حلالہ کے بغیر

(بقیہ حاشیہ) قدوة واسوة ولهم ادلة غير ما سقنا، ولكن ما ذكرنا هو الصريح الواضح لهم..... وذهب جماعة من العلماء الى..... لا يقع عليها الا طلقة واحدة مروى عن الصحابة والتابعين وارباب المذاهب..... ومن ارباب المذاهب داود واكثر اصحابه..... منهم المجد عبد السلام بن تيمية وكان يفتى بها سرا وحفيده شيخ الاسلام ابن تيمية يجهر بها ويفتى بها فى مجالسه وقد عذب من اجل القول بها هو وكثير من اتباعه ومنهم ابن القيم الخ.
(التعليق على بلوغ المرام من ادلة الاحكام ٣٦١ كتاب الطلاق)

﴿ ١ ﴾ قال العلامة الحصكفى: كرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين، قال ابن عابدين: اى ووقع الكل قضاء وكذا اذا طلق اشباه اى بان لم ينو استينافا ولا تاكيدا لان الاصل عدم التاكيد. (الدر المختار مع ردالمحتار ٢: ٣٩٩ فروع قبيل باب الكنايات)

﴿ ٢ ﴾ قال العلامة الموصلى: والبدعة ان يطلقها ثلاثا او ثنتين بكلمة واحدة او فى طهر لارجعة فيه او يطلقها وهى حائض فيقع ويكون عاصيا.
(الاختيار لتعليل المختار ٢: ١٦٠ كتاب الطلاق)

چارہ نہیں ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

خدا اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر بیوی کو طلاق دیتا ہوں، تین بار کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکی کے والد کے دباؤ اور بے حد رعب کی وجہ سے لڑکی کے شوہر سے مطالبہ کیا گیا کہ طلاق دے دو اور تجھے طلاق کر کے ہی جانا پڑے گا تم اس قابل نہیں ہو کہ بیوی رکھ سکو طلاق دو اور جاؤ دفع ہو جاؤ، وغیرہ، پھر دو آدمی بلوا کر بٹھا دیئے گئے اور لڑکے نے قرآن حکیم ہاتھ میں اٹھا کر یہ الفاظ تین بار کہہ ڈالے کہ میں قرآن شریف خدا اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، از روئے شرع طلاق ہو گئی یا نہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: سید مظفر احمد شاہ مرزا اٹک ۲۵/۱۰/۱۹۷۵

الجواب: محترم المقام دامت برکاتکم السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ پیغمبر ﷺ کا حاضر و ناظر جاننا اور ماننا غیر اسلامی عقیدہ ہے اس سے تائب ہونا ضروری ہے، تمام مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں بنایا ہے ﴿۲﴾ بہر حال مسئلہ کے متعلق واضح رہے کہ غیر مرتد خاوند پر ان الفاظ
﴿۱﴾ قال الشيخ شمس الحق الافغانى: ونوابان الحرة بالطلاق الثلاث او الامة بالطلقتين فليس له تزويجها حتى تنكح زوجا غيره بنكاح صحيح مع الدخول ثم تحصل الفرقة بينهما بالموت او الطلاق (من المحل المزبور).

(معين القضاة والمفتين ۷۸ الفصل الخامس في الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة محمود الاوزجندی: رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة خدائے راویا پیغمبر مرا گواہ کر دیم، قالوا یكون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ يعلم الغیب وهو ما كان يعلم الغیب حين كان في الاحياء فكيف بعد الموت.

(فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیۃ ۳: ۵۷۶ باب ما یكون کفرا من المسلم وما لا یكون)

سے بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے اگرچہ یہ الفاظ بادل تا خواستہ یا جبر و اکراہ سے بولے ہوں ﴿۱﴾ پس بغیر حلالہ کے چارہ نہیں ہوگا ﴿۲﴾ (ماخوذ از قاضی خان وردالمحتار وغیرہ). وهوالموفق

میری بیوی کو مسلسل تین طلاق ہے ”اور بیس ہزار خلع ہے“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس کی غیر موجودگی میں روبرو گواہان طلاق دی اور یوں کہا کہ میری بیوی فلانہ بنت فلاں کو مسلسل تین طلاق ہیں اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اس پر بیس ہزار خلع ہے یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے کیا عورت مغلظہ ہونے کے ساتھ ساتھ بیس ہزار روپیہ دینے کی بھی ذمہ دار ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: قاری غلام رسول اسلام آباد..... ۹/۱۹/۷۱/۷۱

الجواب: بشرط صدق و ثبوت اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۳﴾ اور اس عورت پر

رقم رکھنا عوامی رسم ہے اسلامی رسم نہیں ہے ﴿۴﴾۔ وهوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مكرها فان طلاقه صحيح. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۵۶ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الافغانى: ولو ابان الحرة بالطلقات الثلاث فليس له تزويجها حتى تنكح زوجا غيره بنكاح صحيح مع الدخول ثم تحصل الفرقة بينهما بالموت او الطلاق (من المحل المزبور). (معين القضاة والمفتيين ۸: الفصل الخامس فى الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله ثلاث متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى..... وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۵۳ كتاب الطلاق)

﴿۴﴾ قال العلامة محمد امين: (وكره تحريما اخذ شئ) اى قليلا كان او كثيرا والحق ان الاخذ اذا كان النشوز منه حرام قطعا لقوله تعالى فلا تأخذوا منه شيئا الا انه ان اخذ ملكه بسبب خبيث وتماهه فى الفتح. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۶۰۹ باب الخلع)

تجھے طلاق دیتا ہوں تو مجھ پر حرام ہے وغیرہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور ہندہ میں لڑائی ہوئی زید نے غصہ میں بے ساختہ کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں اس سے پہلے طلاق کا کوئی ذکر نہ تھا اس کے ساتھ ہی غصہ میں کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے ہندہ ذرا نزدیک ہوئی تو زید نے پھر کہا کہہ جو دیا ہے کہ مجھ پر حرام ہے ذہن میں یہ تھا کہ طلاق کہہ دیا ہے اس لئے مجھ پر حرام ہے از روئے شرع طلاق یا رجوع کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: امین احسن بیت المحمود چکوال..... ۱۳/۸/۱۹۸۹ھ

الجواب: صورت مسئلہ میں تجدید نکاح کافی ہے، لان اللفظ الاول صریح واللفظ الثانی من الکنايات يقع به البائن عند نية الطلاق والثالث لغو لان البائن لا يلحق البائن ﴿۱﴾. وهو الموفق

بیوی کو طلاق دی ہے آئندہ کیلئے مجھ پر حرام ہے“ میں تجدید نکاح کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور آئندہ کیلئے مجھ پر حرام ہے اس سے کوئی طلاق واقع ہوئی اور تجدید کی گنجائش ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: قاضی سعید احمد راولپنڈی..... ۱۸/شعبان ۱۴۰۹ھ

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن والبائن يلحق الصريح..... لا يلحق البائن البائن اذا امكن جعله اخبارا.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۵۰۸، ۵۱۰ مطلب الصريح يلحق الصريح والبائن)

الجواب: صورت مسئلہ میں تجدید نکاح کرنا چاہئے، لکن الجملة الثانية محتملة لانشاء الطلاق وللتفريع حسب زعمه الفاسد ﴿۱﴾. وهو الموفق

یو، دو، درم، زما خزه زما دمخرے خلاصہ ده طلاقه ده کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے والدین، سرساس اور دیگر چند افراد کے سامنے بیوی کے متعلق کہہ دیا کہ، یو، دو، درم، زما خزه زما دمخرے خلاصہ ده طلاقه ده، یعنی ایک دو تین میری بیوی میری طرف سے آزاد ہے مطلقہ ہے، خوش دامن نے اپنے داماد کو کہا کہ ہوش میں ہو یا نشہ میں، تو داماد نے کہا کہ ہاں ہوش میں ہوں ایک دو تین زما دمخرے خلاصہ ده، اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی؟ اس کے بعد تین سال سے یہ عورت والدین کے گھر پر ہے اور شوہر نے کچھ پوچھا نہیں ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: سلطان محمود ناظم اعلیٰ دارالعلوم حقانیہ..... ۱۳۰۱/۴/۲۹ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عورت خاوند پر طلاق ہوئی ہے اور آزاد ہوئی ہے اور

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: ثم ظهر لي بعد مدة ما عسى يصلح جوابا وهو ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطاء ودواعيه وذلك يكون بالايلاء مع بقاء العقد وهو غير متعارف ويكون بالطلاق الراجع للعقد وهو قسمان بائن ورجعي لكن الرجعي لا يحرم الوطاء فتعين البائن وكونه التحق بالصریح للعرف لا ينافي وقوع البائن به فان الصريح قد يقع به البائن كتطليقة شديدة ونحوه كما ان بعض الكنايات قد يقع به الرجعي مثل اعتدى واستبرئ رحمك وانت واحلثة، والحاصل انه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريما لا يكون الا بالبائن هذا غاية ما ظهر لي في هذا المقام الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۴ باب الكنايات قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب)

دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، لوجود رکن الطلاق، اور سابق خاوند سے تجدید نکاح بھی کر سکتی ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

غصہ کی تین اقسام اور اس میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے چچا زاد بھائی نے غصے میں تین سے زائد طلاقیں بیوی کو دیں اس کے اپنے دو ماموں اور تیسرا ایک محلہ دار خود گواہی سے انکار نہیں کر رہے ہیں لیکن مولانا عبدالمستعان مدظلہ نے تسلی دی کہ پریشانی کی ضرورت نہیں لیکن میری حیثیت کم ہے میں راستہ بتاؤں گا اور تحریر مولانا شفیع اللہ صاحب سے لے لیں وہ راستہ یا حیلہ یہ ہے کہ غصہ کی ایک حالت ایسی ہے جس میں طلاق واقع نہیں ہوتی اگرچہ بیس دفعہ طلاق کیوں نہ کہدے، اس پر ان تین گواہوں میں سے اس کے ایک ماموں نے گواہی دی کہ لڑکا غصے کی حالت میں تھا، اس کے ساتھ دو گواہ اور بھی تھے جو کہ اس معاملے میں موجود نہیں تھے، بہر حال اسی صورت حال میں مولانا شفیع اللہ صاحب نے پرچہ لکھ کر دیا کہ

﴿۱﴾ اس طلاق دینے والے کا اول جملہ (زما تخی خلاصہ وہ) اس جملہ کا مرادف ہے کہ مجھ سے آزاد ہے، اور ان الفاظ کو عربی زبان میں سرحتک سے تعبیر کی جاتی ہے جو کہ عرف فرس (فارسی والوں) میں صریح ہے جبکہ عربی میں کنایہ ہے اور ہمارے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے ہمارے بلاد سلیمانہ میں بھی اسے کنایہ قرار دیا ہے جیسا کہ آپ کے دوسرے فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی اور سلیمانہ زبان میں یہ الفاظ کنائی میں سے ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں: فاذا قال رها کردم ای سرحتک يقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضا، (ردالمحتار ۲: ۵۰۳ باب الکنایات) اس لئے اس اول جملہ سے طلاق بائن واقع ہوگی اور پھر دوسرا جملہ ”طلاقہ“ یہ صریح ہے، وقال فی الشامیة واذالحق الصریح البائن کان بائنا لان البینونة السابقة علیہ تمنع الرجعة کما فی الخلاصة، (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۹ مطلب الصریح یلحق الصریح و البائن)، پس یہ طلاق بائن ہوگی، لہذا دوسری جگہ نکاح بھی جائز ہوگا اور سابق شوہر سے تجدید نکاح بھی کر سکتی ہے۔ (از مرتب)

طلاق واقع نہیں ہوئی، دوسری جانب لڑکا لڑکی کے مشترک رشتہ دار دوسرے علماء کے پاس پہنچ گئے انہوں نے فرمایا کہ غصے میں تین دفعہ طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے اس پر لڑکے کے والدین ابھی تک ناراض ہیں بلکہ ان کے دشمن سمجھ رکھے ہیں میں نے مولانا صاحب سے ملاقات کی، آپ نے مجھے صاف فرمایا کہ میرا پرچہ قضا یا حکم نہیں ہے بلکہ مسئلہ ہے ہم کو کوئی جو کچھ سناویں اور استفتاء کرے ہم اس کا جواب دیتے ہیں آخرت کی ذمہ داری گواہوں اور مدعی مدعی علیہ پر ہے۔

اب گاؤں کے عام لوگوں اور ننانوے فیصد مولوی و علماء یہی فرماتے ہیں کہ معاملہ نہایت نازک ہے اگر لڑکا غصے کی اس حالت میں نہیں پہنچا تھا تو لڑکا لڑکی زنا میں مبتلا ہو جائیں گے اور گواہوں کی آخرت بھی خراب ہو جائے گی، فرماتے ہیں کہ اس معاملہ کا زیادہ تر تعلق تقویٰ سے ہے فتویٰ سے نہیں، فرماتے ہیں کہ سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکے نے سوچ سمجھ سے طلاق دی ہے کیونکہ خانگی معاملات تقریباً بارہ سال سے خراب ہیں بے انتہا احتیاط کی ترغیب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اچھی بات یہ ہے کہ لڑکے اور اس کے والدین کو خوب سمجھایا جائے کہ دین آخرت اور حل و حرمت کے معاملہ میں مشکوک معاملہ نہیں کرنا چاہئے اس میں ضد کی کوئی بات نہیں جبکہ خود مولانا شفیع اللہ صاحب نے بہت ترغیب دی ہے کہ مسئلہ اپنی جگہ ہے لیکن اس معاملہ پر پتھر رکھو اور ایسا سمجھو کہ لڑکی کفن دفن ہو گئی، لڑکی بھی مولانا صاحب کے اس بیان سے متفق ہو گئی لڑکی کا بیان یہ ہے: میرا صبر ہے میں نے اپنی قسمت دیکھی مجھے نہ اس خاوند کی ضرورت ہے نہ دوسرے کی میں جانین کی عزت رکھوں گی مجھے کفن دفن سمجھے اور مہر تک بھی نہیں مانگتی ہوں، لڑکی کا دوسرا بیان یہ ہے کہ میں زہر کھانے کو تیار ہوں لیکن جانا قبول نہیں کروں گی میری آخرت کو کیوں برباد کر رہے ہو جبکہ میں نے سب اور سارے الفاظ خود سنے ہیں اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ نیز اگر حلالہ کیلئے لڑکی تیار کی جائے تو حلالہ کیا جائے یا نہیں؟ تفصیل سے لکھدیں، نیز خدمت میں عرض یہ ہے کہ لڑکے کے والد کے نام ایک نصیحت نامہ ارسال کرے تاکہ تحقیق اور گواہی کرنے والوں کو دشمن نہ سمجھے محسن سمجھے؟ بینوا تو جو رو

المستفتی: ا، ب، ت، بام خیل صوابی..... ۱۹۷۵ء/۳/۱

الجواب: واضح رہے کہ غصہ کی تین حالتیں ہیں اول یہ کہ ہوش و حواس اور گفتار و کردار تمام باقاعدہ اور درست ہوں تو اس حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے دوسری یہ کہ اس سے بلا قصد و شعور، گفتار اور کردار صادر ہوں تو اسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی، تیسری یہ کہ اس کے اکثر اقوال و افعال عادت کے خلاف اور بے ہودہ غیر سنجیدہ ہوں تو اسی حالت میں بھی طلاق واقع نہیں ہوتی، والتفصیل فی ردالمحتار ۲: ۵۸۹ وبعض العبارة مانصه: فالذی ینبغی التعلیل علیہ فی المدہوش ونحوہ اناطة الحکم بغلبة الخلل فی اقوالہ و افعالہ الخارجة عن عادته و کذا یقال فیمن اختل عقله لکبر او لمرض او لمصيبة فاجأته فما دام فی حال غلبة الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان کان یعلمها ویریدها ﴿۱﴾ پس مقامی اور قریبی لوگوں سے تحقیق کی جائے کہ اس طلاق دینے کے وقت یا سابقہ اوقات میں اس کے غصہ کی کونسی کیفیت تھی اور اس کے حکم شرعی کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے، نیز واضح رہے کہ اگر کوئی شخص اس عورت کو وقوع طلاق کی صورت میں تحلیل کے پوشیدہ ارادہ سے نکاح کرے تو وہ مستحق ثواب و اجر ہوگا، کما فی الدرالمختار علی هامش ردالمختار ۲: ۵۴ اما اذا اضرما ذلک لا یکره وکان الرجل ماجور القصد الاصلاح وتاویل اللعن اذا شرط الاجر ذکره البزازی ﴿۲﴾، پس لڑکی کو حلالہ کیلئے نصیحت کرنے میں شرعی ضرر نہیں ہے دنیوی ضرر کا موازنہ رشتہ دار کریں، - وهو الموفق والمسہل ولا حول ولا قوة الا باللہ.

متعلقہ استفتاء کے ساتھ نصیحت نامہ

اس طلاق دینے والے اور اس کے والد کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد واضح رہے کہ معمولی

﴿۱﴾ (ردالمختار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۳ مطلب فی طلاق المدہوش)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمختار ۲: ۵۸۷ باب الرجعة)

اور عام غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے پس غصہ کی اس نوعیت کی تقدیر پر آپ دوسری شادی کا انتظام کریں عورتیں کم نہیں، آپ ضد نہ کریں دین و دنیا دونوں کی تباہی سے بچیں اور یا لڑکی کی رضا و رغبت سے تحلیل اور حلالہ کریں آپ کو اس مشورہ کا دینے والا نیک اور خدا ترس آدمی ہے اس کے مشورہ کو اپنی خیر خواہی سمجھیں، اس کو شرارت نہ کہیں، بے شک اگر لڑکا غیر معمولی غصہ میں جس کی تفصیل فتویٰ میں مسطور ہے بتلا ہو کر طلاق دی ہو اور غصہ کے بعد طلاق کا اعادہ نہیں کیا تو اس کا حکم آسان ہے۔ وهو الموفق

۲۷ / صفر المظفر ۱۳۹۵ھ..... محمد فرید عقی عنہ

میں نے چھوڑ دیا ہے، الفاظ طلاق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک عورت سے نکاح کر کے تقریباً تیرہ سال تک شادی نہیں کی، عورت کے رشتہ داروں نے مطالبہ کیا کہ اس سے شادی کرو یا طلاق دے کر چھوڑ دو، اس کے جواب میں زید نے کہا کہ اس عورت کو میں نے چھوڑ دیا ہے اس کے ساتھ میرا کسی قسم کا تعلق نہیں اور مجھ سے بالکل آزاد ہے، جس کے ساتھ چاہے نکاح کرے میری طرف سے اجازت ہے یہ قول تین عادل عاقل بالغ گواہوں کے سامنے بار بار کیا ہے کیا یہ عورت اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: حافظ ارشاد حسین کالو خان صوابی..... ۲۰/۸/۱۹۶۹ء

الجواب: یہ الفاظ خصوصاً ”میں نے چھوڑ دیا ہے“ طلاق کے الفاظ ہیں لہذا بشرط صدق یہ

عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ الفاظ بالا بالخصوص ”میں نے چھوڑ دیا ہے“ مجھ سے آزاد ہے“ کو بعض علماء نے کنایات سے شمار کیا ہے اور دلالت الحال کی وجہ سے ان الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوگی، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے: لفظ چھوڑا ترجمہ ہے سرحتک اور فارقتک کا پس جیسے کہ لفظ کنایات میں سے ہے ان کا..... (بقیہ حاشیہ گلے صفحہ پر)

غیر مدخول بہا کو طلاق دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک نابالغ لڑکی سے عقد کیا پھر آباد ہونے سے پہلے اسے نابالغی کی صورت میں بیک وقت تین طلاقیں دے دیں کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ لڑکی بالغ ہوئی زید نے پھر اس کے ساتھ عقد نکاح کرنا چاہا کیا وہ غیر مدخول بہا کو بغیر حلالہ دوبارہ عقد میں لاسکتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی صاحب امام مسجد سیری گڑھی حبیب اللہ..... ۸/۵/۱۹۶۹

الجواب: اگر زید نے یہ الفاظ بولے ہوں کہ فلانہ مجھ پر تین طلاق سے طلاق ہے تو اس صورت میں لڑکی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر حلالہ کے چارہ نہیں ہے اور اگر یہ الفاظ بولے ہو کہ فلانہ مجھ پر طلاق ہے مجھ پر طلاق ہے مجھ پر طلاق ہے تو اسی صورت میں جب کہ یکمشت تین طلاقیں نہیں دی ہوں تو (بقیہ حاشیہ) ترجمہ بھی کنایہ ہے نیت یا دلالت حال سے طلاق واقع ہوگی اور چھوڑنے کا لفظ ہمارے عرف میں جیسا کہ نکاح سے چھوڑنے پر بولا جاتا ہے نفقہ وغیرہ کی خبر نہ لینے اور حقوق زوجیت کے ادا نہ کرنے پر بھی بولا جاتا ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹: ۶۷۳ باب چہارم کنایات) حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم نے بھی متعدد فتاویٰ میں اسے کنایات میں سے شمار کیا ہے کہ پٹھانوں کے محاورہ میں یہ عربی کی طرح کنایہ ہے اور اگر اسے صریح تسلیم کیا جائے لیکن پھر بھی اس سے وقوع بائن ان میں متعارف ہے کہ ان الفاظ سے بینونت ہی ارادہ کرتے ہیں (ملفوظات حضرت مفتی صاحب) جبکہ علامہ شامی نے اسے صریح کہا ہے حیث قال: فاذا قال رہا کردم ای سرحتک بقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضا.

(ردالمحتار ۲: ۵۰۳ الکنایات)

پس صورت مذکورہ میں چونکہ یہ طلاق قبل الدخول ہے لہذا ان الفاظ کو طلاق بائن پر حمل کیا جائے یا صریح پر دونوں صورتوں میں طلاق بائن ہی پڑ جاتی ہے، واللہ اعلم۔..... (از مرتب)

زید اس سے عقد کر سکتا ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

غیر مدخول بہا کو طلاق ثلاثہ دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مطلقہ بطلاق ثلاثہ جس کو شادی سے پہلے طلاق دی گئی ہے کے ساتھ تجدید نکاح کافی ہوگی یا حلالہ کی بھی ضرورت ہے چونکہ یہ طلاق غیر مدخول بہا ہے اس لئے بعض علماء صرف تجدید نکاح کا قول کرتے ہیں اور حسن بصری اور عطاء کا قول پیش کرتے ہیں اور آیت کو مدخول بہا کے ساتھ خاص کرتے ہیں جبکہ بعض علماء آیت کو عام سمجھ کر غیر مدخول بہا کو بھی اس میں داخل کرتے ہیں مسئلہ کی صحیح نوعیت کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: فضل الرحمن کھنڈر بونیر..... ۱۵/ جون ۱۹۷۵ء

الجواب: اگر غیر مدخول بہا کو تین طلاق تین الفاظ سے دی گئی ہیں تو یہ مغلظہ نہ ہوگی لعدم

وقوع الثانی والثالث ﴿۱﴾ اور اگر یکمشت دی گئی ہوں تو قرآن، حدیث اور آثار کی رو سے یہ بیوی

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: وینکح مبانة بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع ومنع غیرہ فیہا لاشتباہ النسب، لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ بہا ای بالثلاث لو حرۃ ولو قبل الدخول وما فی المشکلات باطل او مؤول کما مر.

(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۲ مطلب فی العقد علی المبانة)

وفی الہندیۃ: اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بہا وقعن علیہا فان فرق

الطلاق بانث بالاولی ولم تقع الثانية والثالثة.

(فتاوی عالمگیریہ ۱: ۳۷۳ الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول)

﴿۱﴾ قال التمرتاشی: قال لزوجته غیر المدخول بہا انت طالق ثلاثا وقعن وان فرق بانث

بالاولی ولم تقع الثانية وكذا انت طالق ثلاثا متفرقات فواحدة.

(تنویر الابصار علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۹۲ باب طلاق غیر المدخول بہا)

مطلقہ مغلظہ ہوگی، وهو مذهب الائمة الاربعة خلافا للطائفة السلفية وللتحقيق مقام آخر ﴿۱﴾. وهو الموفق

غیر مدخول بہا کی صورت میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے ساتھ روبینہ نابالغہ کا نکاح کیا گیا والد نے خود ایجاب و قبول کیا لیکن شادی نہیں ہوئی، اس دوران زید نے روبینہ کو ایک طلاق دی وقفہ کے بعد دوسری پھر تیسری بھی دے دی اہل علم سے دریافت کیا گیا کہ یہ طلاق ایک بائن ہوگی یا مغلظہ، اہل علم نے فرمایا کہ غیر مدخولہ کو اس صورت میں ایک طلاق بائن ہوتی ہے اس کے بعد روبینہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا گیا تحلیل وغیرہ نہیں کی گئی کیا یہ نکاح از روئے شرع درست ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: عبد السمیع امام مسجد پشاور روڈ راولپنڈی..... ۱۹۷۳ء/۴/۱۱

الجواب: صورت مسئلہ میں تجدید نکاح کافی ہے تحلیل کی ضرورت نہیں ہے، ان علماء کا مسئلہ درست ہے، فی الدر المختار: وان فرق بوصف او خبر او جمل بعطف او غیرہ قال العلامة الشامی: او جمل نحو انت طالق انت طالق بانث بالاولی ولذا لم تقع ﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: لان الواقع عند ذکر العدد مصدر موصوف بالعدد ای تطليقا ثلاثا فتصير الصيغة الموضوع لانشاء الطلاق متوقفا حکمها عند ذکر العدد عليه بحر قال فی الفتح وبه اندفع قول الحسن البصری وعطاء وجابر بن زید انه يقع عليها واحدة لبينونتها بطالق ولا يؤثر العدد شيئا ونص محمد رحمه الله تعالى قال واذا طلق الرجل امرأته ثلاثا جميعا فقد خالف السنة واثم وان دخل بها اولم يدخل سواء بلغنا ذلك عن رسول الله ﷺ وعن علي وابن مسعود وابن عباس وغيرهم رضوان الله عليهم الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۹۳ باب طلاق غير المدخول بها)

الثانية الخ. (هامش ردالمحتار ۲: ۲۲۶) ﴿۱﴾. وهو الموفق

منگنی کے بعد اور نکاح سے پہلے طلاق دینا کالعدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے منگنی کے بعد اور نکاح سے قبل اپنے سر کو خط لکھا کہ آپ کی بیٹی میری طرف سے آزاد ہے اور مجھ پر طلاق ہے کیا اس سے طلاق واقع ہوگی؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالودود چارسدہ..... ۱۹۷۵ء/۳/۴

الجواب: چونکہ قبل النکاح طلاق دینا کالعدم ہے لہذا ان کے درمیان نکاح کرنا درست ہوگا،

كما في الدر المختار على هامش الشامية ۲: ۲۸۱ ﴿۲﴾. وهو الموفق

تحریری طلاق سے طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک قریبی رشتہ دار کو اس کے خسر نے بہت تنگ کر کے اپنی لڑکی کو زبردستی اس کے گھر سے نکال دیا ہے جو کہ لاہور میں مقیم ہے اور یہاں سے فاصلہ تقریباً دو سو پچاس میل کا ہے کئی مرتبہ وہ لے کر آیا مگر کسی خاص وجہ سے وہ اپنی زوجہ کو بھیج نہ سکا، جس کی بنا پر اس کے خسر نے پولیس سے ملکر اپنی لڑکی لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور لڑکی بھی بلا اجازت شوہر اپنے باپ کے ہمراہ چلی گئی، جس کی وجہ سے لڑکے کو بہت صدمہ ہوا اور رنجش اور غصہ کی وجہ سے اس نے ایک تحریری طلاق نامہ اپنی بیوی کے نام بذریعہ رجسٹری لاہور روانہ کر دیا، (طلاق نامہ ساتھ

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۲۹۳ قبیل مطلب الطلاق يقع بعدد قرن به لابه)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: فلغا قوله لاجنبية ان زرت زيدا فانت طالق فنكحها فزارت.....

لعدم الملك، والاضافة اليه.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۳۷ باب التعليق)

ملفوف ہے) کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: سید محمد رشید کھاوڑ کلاں بھکر..... ۲۳/۷/۱۹۷۲ء

الجواب: صورت مسئلہ میں بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ بغیر تحلیل کے چارہ نہیں

ہے ﴿۲﴾ تحلیل کی کیفیت مقامی علماء سے معلوم کی جائے۔ وہو الموفق

تحریری طلاق بھی واقع ہو سکتی ہے زبانی کہنا ضروری نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عرصہ سات ماہ قبل میں نے اپنی بیوی

کے نام طلاق نامہ رجسٹری کر دی واپسی کی رسید پر اس کا انگوٹھا موجود ہے تین ماہ بعد (طلاق کے) اس کے والد

یعنی میرا سر جو خود ایک بڑے عالم ہیں تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ جب تک شوہر اپنی بیوی کو زبان

سے طلاق نہ کہے اس وقت تک طلاق موثر نہیں ہوتی کیا کاغذ کی تحریر سے طلاق ہو سکتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: شاہد بک ڈپو ضلع رحیم یار خان..... ۱۳/۸/۱۹۷۲ء

الجواب: اس تحریری طلاق نامہ کی بنا پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۳﴾ بغیر تحلیل کے چارہ

﴿۱﴾ وفي الهندية: بان كتب اما بعد فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۸ الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة)

﴿۲﴾ قال العلامة مرغینانی: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له

حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها.

(الهداية ۲: ۳۹۹ باب الرجعة كتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى وقيل

مطلقا ولو على نجر الماء فلا مطلقا.

(اندر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۶۵ قبیل باب الصریح)

نہیں ہے، صرف تجدید نکاح ناکافی ہے ﴿۱﴾ ناواقفی کی وجہ سے جماع کرنے کا کفارہ توبہ واستغفار ہے صدقہ دینا مستحب ہے۔ وهو الموفق

لکھنے لکھوانے سے طلاق واقع ہوتی ہے خواہ بیوی پڑھے یا نہ پڑھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقریباً چھ ماہ قبل میری شادی مراد خان سے ہوئی پھر مجھے میری والدہ کے ہاں چھوڑ دیا، دو دن بعد بروز جمعہ میرے پاس آیا اور میرے سامنے ایک کاغذ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی اور مجھے مجبور کیا کہ اس کو میرے سامنے تین دفعہ پڑھو، میں نے اس کو پڑھا تو عبارت یہ تھی: میں مسمی مراد خان نے اپنی بی بی نسیم دختر فلاں کو طلاق دی دوسری اور تیسری سطر میں بھی یہی الفاظ لکھے تھے اور آخر میں ان کا دستخط تھا، اب سوال یہ ہے کہ طلاق ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا
المستفتی: نسیم بی بی اسلام آباد..... ۱۹۸۳ء/۸/۱۹

الجواب: چونکہ لکھنے اور لکھوانے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے لہذا اگر آپ کے شوہر نے یہ الفاظ لکھے یا لکھوائے ہوں تو آپ پر طلاق واقع ہوئی ہے خواہ تم مجبور تھی یا غیر مجبور اور خواہ تم نے یہ کاغذ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو (ہندیہ) ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

سادہ کاغذ پر طلاق نامہ لکھ کر دینے سے بھی طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی چند

﴿۱﴾ وفي الهندية: لا يحل للرجل ان تتزوج حرة طلقها ثلاثا قبل اصابة الزوج الثاني.
(فتاوی عالمگیریہ ۱: ۲۸۲ القسم التاسع المحرمات بالطلاق)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان كانت (الكتابة) مرسومة يقع الطلاق نوى اولم ينو ثم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (فتاوی عالمگیریہ ۱: ۳۷۸ الفصل السادس في الطلاق بالكتابة)

روپیہ کے عوض ایک ظالم آدمی کو نکاح پردے دی لیکن لڑکی کی مرضی نہیں تھی، راضی نامہ اس پر ہوا کہ شوہر نے کہا کہ اگر میں نے لڑکی کو کوئی تکلیف دے دی تو یہ مجھ پر تین شرط طلاق ہے، لیکن لڑکے نے لڑکی کو شادی کر کے پردیس میں اس پر ظلم شروع کیا، آخر کار شوہر نے ایک کچے کاغذ پر طلاق لکھ کر بیوی کو دے دیا اور اس کاغذ میں گواہوں کے نام نہیں ہیں اسی حالت میں ایک دوسرے شخص نے دو ہزار پر خرید لیا، اب یہ عورت نہ ماں باپ کے پاس جانا چاہتی ہے اور نہ پرانے شوہر کے پاس بلکہ اس خریدنے والے کے ساتھ نکاح کی خواہش رکھتی ہے اور سابقہ شوہر نے تقریباً چھ مہینے سے اس کے پیچھے کوشش نہیں کی، کیا اس صورت میں یہ عورت دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: حسین جاوید بیروٹ مری راولپنڈی..... ۲۰/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت مضمون ہذا یہ لڑکی پہلے خاوند پر مطلقہ ہوئی ہے اور دوسری جگہ باقاعدہ نکاح کر سکتی ہے، کما فی الہندیۃ ۲: ۳۶۵ اذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط ﴿۱﴾. وهو الموفق

ڈرانے دھمکانے کیلئے طلاق نامہ کی جھوٹی باتیں کرنے وغیرہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے عزیز کی کچھ ذاتی وجوہ کی بنا پر اپنی اہلیہ سے ناچاقی ہو گئی بیوی کا کوئی قصور نہیں تھا، لیکن عزیز نے ہمارے ساتھ صلح کی باتیں کرنے کے دوران کئی بار کہا کہ میں نے فلانہ کو نہیں رکھنا ہے میں نے اسے طلاق دے دی ہے اور میں طلاق نامہ لکھ کر اس کے والدین کے گھر پھینک آیا ہوں وغیرہ وغیرہ، حالانکہ طلاق نامہ لکھ کر پھینکنے کا کوئی ثبوت نہیں ملا، بالآخر مفاہمت میں ہم کامیاب ہوئے اور وہ اب خوشی سے رہ رہے ہیں اب بحیثیت مسلمان میرے دل میں یہ

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیری۱: ۲۲۰ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا)

بات کٹھک رہی ہے کہ خدا نخواستہ عزیزان مذکورہ میں طلاق تو واقع نہیں ہوگئی ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: تاج محمد سواتی ایبٹ آباد..... ۱۹۸۹ء/۱۰/۷

الجواب: اگر اس خاوند نے ڈرانے دھمکانے وغیرہ کی خاطر کذب بیانی کی ہو تو یہ بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے ﴿۱﴾ اور اگر یہ حقیقت ہو کہ اس نے تحریری طلاق نامہ مرتب کیا ہے تو اس پر بیوی مطابق تحریر مطلقہ ہوئی ہے ﴿۲﴾ اور معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ وهو الموفق

بیوی کو طلاق دینے کی صورت میں تین نوٹس لکھنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اس طریقہ سے طلاق دی، نوٹس نامہ یہ ہے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب راولپنڈی کہ میں فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے کیونکہ اس کے کہنے کے مطابق بیمار ہوں اور اس کو سنبھالنے سے قاصر ہوں، دوسرا نوٹس طلاق، میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں جیسا کہ پہلا نوٹس دے دیا ہے، تیسرا نوٹس: دو نوٹس پہلے دیئے ہیں اور تیسرا یہ کہ کارروائی مکمل ہو جائے، تینوں نوٹس بیک وقت تقریباً چھ مہینے بعد مجھے موصول ہوئے یونین کونسل میں اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے، طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمود الحسن آستانہ قاضی صاحب راولپنڈی..... ۱۳۰۱ھ/۷/۵

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: نقل عن البزازية والقنية لو اراد به الخبر عن الماضي كذبا لا يقع ديانة وان اشهد قبل ذلك لا يقع قضاء ايضا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۵۹ قبیل مطلب فی تعريف السكران و حکمہ)

﴿۲﴾ قال القاضي خان: ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد فانت طالق فلما كتب هذا وقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة.

(فتاویٰ قاضی خان علی هامش الہندیة ۱: ۲۷۱ فصل فی الطلاق بالكتابة)

الجواب: بیوی کو نسبت کرنے سے طلاق واقع ہوتی ہے خواہ خطاب اس کو ہو یا اجنبی کو ﴿۱﴾ اور بظاہر اس نوٹس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیوی صرف ایک طلاق سے مطلقہ ہوئی ہے اسی بنا پر عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور سابق خاوند سے بھی نکاح کر سکتی ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ دوسرے اور تیسرے نوٹس میں سابق طلاق کی یاد دہانی ہوئی ہے تاسیس اور انشاء طلاق سے خالی ہیں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

تین دفعہ طلاق لکھے اور نیت ایک طلاق کی ہو.....؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ہوش و حواس میں لکھا کہ میں اپنی بیوی فلانہ کو طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں تحریر بالا لکھنے کے بعد کہا کہ اس سے میری نیت ایک طلاق کی تھی بقیہ دو صرف ڈرانے دھمکانے کیلئے لکھی تھی تاکہ وہ بری حرکات سے باز رہے اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی؟ بینواتو جروا

المستفتی: ڈاکٹر عبدالرشید خان اٹک..... ۲۲/۱۲/۱۹۸۷

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله او لم ينو شيئا) لما مر ان الصريح لا يحتاج الى النية ولكن لا بد في وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه ولم يصرفه الى ما يحتمله كما افاده في الفتح وحققه في النهر.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۶۷ مطلب في قول البحر ان الصريح يحتاج في وقوعه)

﴿۲﴾ وفي الهندية: ولو قال لامرأته انت طالق فقال له رجل ما قلت فقال طلقتها او قال قلت هي طالق فهي واحدة في القضاء كذا في البدائع.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۵۵ مطلب اذا كرر الطلاق على المرأة المدخول بها ونوى

(الاخبار)

الجواب: طلاق لکھنے اور لکھوانے سے بھی واقع ہوتی ہے (شامی ﴿۱﴾ ہندیہ ﴿۲﴾ البتہ جب متعدد دفعہ طلاق کے الفاظ بولے یا لکھے اور نیت صرف ایک کی ہو تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی، کما فی شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۳۲ کرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين، وفي ردالمحتار وكذا اذا اطلق ﴿۳﴾ ایک طلاق رجعی میں زبانی مراجعت کافی ہے ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

طلاق بائن لکھنے کا کہا لکھنے والے نے تین لکھدیں تو وہ صحیح نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے شامپ نوپس کو کہا کہ میری بیوی کے نام ایک طلاق بائن لکھ دو، کیونکہ ہمارے درمیان اختلافات تھے اور میں شناختی کارڈ لینے گیا تھا اس نے دو گواہوں کے سامنے تین طلاق لکھدیں، جب میں واپس آ گیا اس نے کہا کہ اس پر دستخط کرو میں نے کر دیا میرا خیال تھا کہ یہ تو ایک لکھا ہوا ہے اب میں اور میری بیوی رضامند ہیں تو کیا ہم دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں؟ بینو اتوجروا

المستفتی: محمد اسلم فیصل آباد..... ۲۷/ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: قال في الهنديّة الكتابة على نوعين..... بان كتب اما بعد فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۵ مطلب في الطلاق بالكتابة)

﴿۲﴾ (فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۸ الفصل السادس في الطلاق بالكتابة)

﴿۳﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۹۹ قبيل فروع باب طلاق غير المدخول بها)

﴿۴﴾ وفي الهنديّة: فاذا راجعها بالقول نحو ان يقول لها راجعتك او راجعت امرأتى ولم يشهد على ذلك او اشهد ولم يعلمها بذلك الخ.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۴۶۸ الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة)

الجواب: بشرط صدق وثبوت آپ پر بیوی مطلقہ مغلطہ نہیں ہوئی ہے، کما فی الہندیۃ ۲۶۹:۳ رجل قال لغيره طلق امرأتی فطلقها الوکیل ثلاثا فان كان الزوج نوى الثلث يقع الثلاث والا لم يقع شیء فی قول ابی حنیفة وفی قول صاحبیه تقع واحدة ﴿۱﴾. وهو الموفق بلا جبر واکراه ایک طلاق لکھنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اغوا ہوا تھا اس نے اذیتوں کی وجہ سے اس قسم کا خط لکھا تھا، میرے ساتھ انتہائی ظلم ہو رہا ہے ایسا لگتا ہے کہ میں چند دن کا مہمان رہ گیا ہوں شاید اس کے بعد میں اللہ کو پیارا ہو جاؤں میری طرف سے میری بیوی کو طلاق ہے اسلئے کہ میں چند دن کا مہمان رہ گیا ہوں وہ جس سے شادی کر لے..... میں تو غلطی سے آ گیا مجھ سے غلطی ہو گئی میں نے والد صاحب سے معافی مانگی شاید انہوں نے معاف نہیں کیا الخ، ان بالا الفاظ سے طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمود صرافہ بازار راولپنڈی..... ۱۳/ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر یہ مکتوب اس خاوند کا ہو اور اس خاوند نے اس کو بلا جبر واکراه لکھا ہو تو اس پر یہ بیوی ایک طلاق رجعی سے طلاق ہوئی ہے ﴿۲﴾ عدت گزرنے سے قبل زبانی رجوع کافی ہے، ﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۳: ۲۱۱ الفصل الثانی فی الوکالة بالطلاق والنخلع باب الوکالة) ﴿۲﴾ وفی الہندیۃ: وان كانت مرسومة يقع الطلاق نوى او لم ينو ثم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد فانت طالق فلما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة..... وبعد صفحة..... رجل اكره بالضرب والحبس على ان يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته كذا فی فتاویٰ قاضی خان. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۸، ۳۷۹ الفصل السادس فی الطلاق بالكتابة)

البتة عدت گزرنے کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

جب طلاق نامہ پر دستخط موجود ہو تو طلاق واقع ہوئی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے مستی میں آ کر ایک لڑکی سے نکاح کر لیا، لڑکی والے لوگ بہت بدنام اور بدکاری میں مشہور ہیں اور بالخصوص یہ لڑکی بہت عیاش ہے اور جس آدمی نے نکاح کیا ہے اس کے تقریباً ایک درجن بچے ہیں جن کو بہت مشکل سے پال رہا ہے اس کی پہلی بیوی بہت شریف اور شریف گھرانے سے تعلق رکھتی ہے جس میں کسی قسم کا نقص یا قصور نہیں ہے لیکن اس لڑکی والے لوگوں نے کسی طریقے سے اس آدمی پر جال ڈال کر گھیر لیا جب پہلی بیوی کو پتہ چلا تو اس نے اپنے خاوند سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے اور بہت لعنت ملامت کیا گیا، جب اس شخص کی سوچ سمجھ برابر ہوئی کہ میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے تو اس نے طلاق نامہ لکھ کر لڑکی کو طلاق دے دی اور طلاق نامہ لڑکی کو ارسال کیا، بعد میں لڑکی والے لوگ اس کے پاس پہنچے اور معلوم کیا کہ تم نے طلاق کیوں دی ہے تو وہ آدمی طلاق سے منکر ہوا اور انہیں کہا کہ وہ طلاق نامہ نہیں ہے بلکہ ایک کاغذ ہے جو محض اپنی سابقہ بیوی کو دھوکہ دینے کیلئے لکھا ہے طلاق نامہ میں یہ لکھا ہے کہ میں یہ طلاق نامہ بہ ہوش و حواس لکھ رہا ہوں یہ عورت مجھ پر حرام ہے اور اسے میں نے طلاق دی ہے اور آخر میں اس پر اپنی دستخط بھی کی ہے کیا یہ طلاق واقع ہوگئی ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: عبدالقیوم پشاور صدر..... ۱۶/۱۲/۱۹۷۲ء

الجواب: اس شخص پر بیوی مطلقہ ہے، فی ردالمحتار: وان كانت مرسومة يقع

الطلاق نوى او لم ينو (۲: ۵۸۹) ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة اكمل الدين البابر تى: فما دامت العدة باقية كانت ولاية الرجعة باقية واذا

انقضت من غير رجعة بانت. (العناية على هامش فتح القدير ۳: ۳۵۲ باب ايقاع الطلاق)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۶۵ مطلب فى الطلاق بالكتابة)

شوہر نے خود دو طلاق دی ہیں مجسٹریٹ نے تین لکھوائیں، کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے حاکم وقت مجسٹریٹ کے سامنے بیوی کو دو طلاقیں دے کر خاموشی اختیار کر لی، حاکم وقت نے طلاق نامہ کی تحریر میں تین طلاق دینا لکھ دیا اور پڑھ کر سنا بھی دیا، زید کا بیان ہے کہ مجھے غم اور پریشانی کے تخیل میں تین طلاق کا دینا سننے میں نہیں آیا اس کے بعد حاکم کے کہنے کے مطابق تحریر کردہ طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے اب اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی یا زید کے کہنے کے مطابق دو طلاقیں پڑیں گی؟ بینوا توجروا
المستفتی: نا معلوم.....

الجواب: اگر زید کا یہ کہنا صحیح ہے اور وہ یقین قلبی سے یہ جانتا ہے کہ میں نے تین طلاق کا لفظ نہیں سنا اور نہ اس کی تصدیق کی، ہاں طلاق دینے کی تصدیق بحکم حاکم کی ہے تو ایسی حالت میں دو طلاقیں ہی پڑتی ہے، تیسری کا الزام درست نہیں رہتا، ہاں حاکم ظاہر کے مطابق کہ تین سنائی گئیں اور دستخط لئے گئے تین واقع ہونے کا فیصلہ کرے گا، لیکن دیانۃ فیما بینہ و بین اللہ دو ہی طلاقیں واقع ہوئی ہیں اور وجہ یہ ہے کہ سنانے کو سننا لازم نہیں ہو سکتا ہے کہ مخاطب کسی غم اور فکر میں مبتلا ہو اور بعض الفاظ کی طرف توجہ نہ رہے وہ ذہن میں نہ آئیں اس کے متعدد قرائن ہیں (۱) کئی لوگ جہری قرأت امام کے پیچھے سنتے ہیں لیکن دھیان نہیں ہوتا کہ امام نے کیا کیا پڑھا، حافظ تراویح میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے سامع کو کئی الفاظ سنائی نہیں دیتے بالخصوص جبکہ توجہ میں فرق پڑ جائے۔ (۲) علماء معانی تاکید لفظی جاء فی زید زید کے فوائد میں لکھتے ہیں کہ زید کو مکرر بولا جاتا ہے کہ شاید اول لفظ مخاطب نے نہ سنا ہو اس کی توجہ اس کی طرف نہ ہو پھر مکرر کرتے ہیں تاکہ متنبہ ہو جائے سن لے، قالوا فائدة التأكيد دفع غفلة سامع السامع الخ. (۳) حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور سلام کیا، لیکن وہ کسی خیال

میں تھے جواب نہیں دیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آ کر شکایت کی تو انہوں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا انہوں نے جواباً فرمایا، واللہ ما شعرت انک مردت و سلمت، یعنی مجھے کوئی خبر نہیں لگی کہ آپ نے سلام دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید آپ کسی فکر میں پریشان خاطر ہوں گے، فرمایا ہاں، راجع مشکوٰۃ ۱۶ طلاق دینے والا بھی پریشان خاطر ہو کر ممکن ہے کہ اس کی پوری توجہ حاکم کے الفاظ کی طرف نہ ہو اس لئے اس کا یہ کہنا صحیح ہے اور قابل تسلیم ہے بالخصوص کچہری میں عوام ویسے بھی رعب کی وجہ سے حواس باختہ ہوتے ہیں اس لئے تین کا الزام درست نہیں رہتا۔ (۴) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں نے وہ لفظ سنے ہوں لیکن ان کا سننا اس شخص انکار کنندہ کو لازم نہیں ہر شخص کی توجہ اپنی ہوتی ہے، ابو داؤد شریف میں روایت ہے کہ امام زہری نے ایک حدیث بیان کرتے ہوئے بعض الفاظ ذرا پست آواز سے پڑھے جو بعض شاگردوں کو سنائی نہیں دیئے اس نے اوروں سے پوچھا اذا قال الزہری مما قال، انہوں نے جواب دیا کہ اذا قرن نصتوا کا جملہ کہا تھا، اس جملہ کو بعض نے سنا اور بعض نے دوسروں سے پوچھ کر سمجھا وغیر ذلک۔ (۵) فتاویٰ شامی ۲: ۴۶۱ میں ہے: ظن انہ اوقع الثلاث علی امراتہ بافتاء عالم لم یکن اہلا للفتویٰ و کلف الحاکم کتابتہ فی الصک فکتبت ثم استفتی ممن ہو اهل للفتویٰ فافتی بانہ لا یقع والتطبيقات الثلث مکتوب فی الصک بالظن فله ان یعود الیہا دیانۃ ولا یصدق فی الحکم۔

موجودہ صورت بھی اس انداز کی ہے واللہ اعلم، فقہاء کرام کی اور عبارتیں بھی ہیں اسی پر اکتفاء کرتا

ہوں۔..... بندہ عبدالقادر عفی عنہ..... مدرسہ دارالعلوم لائل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: اگر واقعہ کی حقیقت یہی ہے جو مستفتی نے سوال میں تفصیل کے ساتھ ذکر کی ہے اور

جس کو درست تسلیم کر کے مولانا عبدالقادر صاحب مدظلہ نے جواب تحریر فرمایا ہے اور اس جواب کو مدلل

کرنے کیلئے انہوں نے متعدد حوالے دیئے ہیں تو اس صورت میں مولانا عبدالقادر صاحب پر اعتماد کر کے میں بھی اس فتویٰ میں ان کی تائید کرتا ہوں، ایسی صورتوں میں قضاء اگرچہ تین طلاقیں شمار ہوتی ہیں لیکن اگر خود اس کو یقین ہو کہ میں نے تین طلاقیں نہیں دی ہیں تو دیانۃ فیما بینہ و بین اللہ وہ تین نہیں ہوں گی، فقط والسلام خیر ختام۔.....

احقر سید سیاح الدین کا کاخیل صدر مدرس و مفتی

مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد لائل پور شہر..... ۲/ ذی القعدہ ۱۳۹۵ھ

الجواب: بشرط صدق و ثبوت یہ جواب درست ہے یعنی اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی ہے اگر اس حادثہ سے قبل اس شخص نے اس بیوی کو کبھی طلاق نہ دیا ہو۔ وهو الموفق
محمد فرید عفی عنہ

۷/ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ..... ۱۹/۱۱/۱۲

طلاق ثلاثہ دینے کے بعد بغیر تحلیل کے رجعت جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنی حاملہ عورت کے حمل کا انکاری ہے بنا بریں پردیس میں جا کر ایک فارغ خطی (طلاق نامہ) اپنے گھر روانہ کیا جس کا مضمون یہ ہے کہ میں نے اپنی منکوحہ کو بطلاق ثلاثہ طلاق کر دیا ہے، چند دن بعد خود گھر آ کر کہا کہ مجھے اس عورت کے حمل سے انکار ہے اور میں نے بطلاق ثلاثہ طلاق بھی دیدی ہیں اور تمام سامان جہیز و مہر وغیرہ برضا و خوشی ادا کر دیا، منکوحہ اپنے والدین کے پاس بسر اوقات کرتی رہی، اب تقریباً چھ سات سال کے بعد زید اس منکوحہ مطلقہ مغلظہ متہمہ کو واپس لے آنا چاہتا ہے چند علماء سے اس صورت کے بارے میں دریافت کیا، علماء نے واپس لے آنے کی اجازت دے دی کہ واپس لے آنے کا شرعاً حقدار ہے، اور انکار حمل کی وجہ سے اس پر

توبہ لازم ہے اور اس پر تین طلاقیں واقع نہیں ہوئیں صرف ایک طلاق رجعی ہے چونکہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تین طلاقیں ایک ہی رجعی طلاق تسلیم کی جاتی تھی، اس کے بعد ان علماء نے زید کو تجدید نکاح کا بھی کہا، اب سوال یہ ہے کہ عرصہ چھ سات سال بعد جن علماء نے طلاق ثلاثہ کو ایک رجعی طلاق قرار دے کر زید کو رجعت کا حقدار بنا کر خود ہی نکاح باندھ دیا ہے کیا شرعی فیصلہ تسلیم ہے؟ بینوا توجروا
المستفتی: ۳/۵/۱۹۷۵

الجواب: اس شخص زید پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے، احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ اور قضایا خلفاء راشدین و اکابر صحابہ سے یہی ثابت ہے، کما لا ینحفی علی من راجع الی ابی داؤد و مصنف عبد الرازق، اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا، خلافا لرئیس الطائفة السلفية یعنی ابن تیمیة رحمة الله علیه، و ما روی من جعلها واحدة فمعناه انهم عند التکریر ای انت طالق یریدون التاکید و من التاسیس، فلما تغير العرف فی آخر خلافة الفاروق فجعلها ثلاثا فافهم ﴿۱﴾ لہذا بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے۔ و هو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد المدنی: ایک مجلس میں تین طلاق کے وقوع سے متعلق مجموعہ روایات یہ ہیں (۱) صحیح بخاری ۲: ۷۹۱ باب من اجاز الطلاق الثلاث عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسنل النبي ﷺ اتحل للاول؟ قال لا حتی تذوق عسيلتها كما ذاق الاول. (۲) حدیث الملاعنة وفيه: فطلقها ثلاثا قبل ان يأمره رسول الله ﷺ قال ابن شهاب فكانت سنة المتلاعنين. (بخاری شریف ۲: ۷۰۰). (۳) موطا امام مالک ۱۹۹: مالک انه بلغه قال لابن عباس انی طلقت امرأتی مائة تطليقة، فما ذا تأمرني؟ فقال له ابن عباس منك بثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزوا. (۴) صحیح الامام المسلم مع النووی ۱: ۶۷۷ حدیث ابن عمر: وفيه قال كان ابن عمر رضی الله عنه اذا سئل عن الرجل يطلق امرأته وهي حائض يقول..... (بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیه حاشیہ) اما انت طلقتهما واحدة او اثنين ان رسول الله ﷺ امره ان يراجعها ثم يمهلها حتى تحيض حيضة اخرى ثم يمهلها حتى تطهر ثم يطلقها قبل ان يمسهما واما انت طلقتهما ثلاثا فقد عصيت ربك فيما امرك به من طلاق امرأتك وبانت منك، قوله اما انت فقال القاضي عياض هذا مشكل قال انه بفتح الهمزة من آما اما ان كنت فحذفوا فعل الذي يلي ان، وجعلوا ما عوضا من الفعل فتحوا ان وادغموا النون في ما وجاؤا بانك مكان العلامة في كنت الخ. (۵) صحيح مسلم ۱: ۴۷۷ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال كان الطلاق على عهد رسول الله ﷺ وابي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا في امر كانت لهم فيه اناة فلو امضينا عليهم فامضاه عليهم.

(۶) صحيح مسلم ۱: ۴۸ ان ابا الصهباء قال لابن عباس رضي الله عنهما اتعلم انما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبي ﷺ وابي بكر وثلاثا من امارة عمر؟ فقال ابن عباس نعم.

(۷) ان ابا الصهباء قال لابن عباس هات من هناتك الم يكن الطلاق الثلاث على عهد رسول الله ﷺ وابي بكر واحدة فقال قد كان ذلك فلما كان في عهد عمر تتابع الناس في الطلاق فاجازه عليهم، قال النووي: وقد اختلف العلماء رحمهم الله تعالى فيمن قال للمرأة انت طالق ثلاثا فقال الشافعي ومالك وابو حنيفة واحمد جماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث وقال طاؤس وبعض اهل الظاهر لا يقع الا واحدة واحتج الجمهور بقوله تعالى: ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه لا تدري لعل الله يحدث بعد ذلك امرا، قالوا معناه ان المطلق قد يحدث له ندم فلا يمكنه تداركه لوقوع البينونة فلو كانت الثلاث لم يقع طلاقه الا رجعا فلا يندم واحتجوا بحديث ركانة انه طلق امرأته البتة فقال النبي ﷺ والله ما اردت الا واحدة قال والله ما اردت الا واحدة فهذا دليل على انه لو اراد الثلاث لوقعن والا لم يكن لتحليفه معنى الخ واما حديث ابن عباس فاختلف العلماء في جوابه وتاويله فالاصح ان معناه انه كان في الامر الاول اذا قال لها انت طالق انت طالق ولم ينو تأكيدا ولا استينافا يحكم بوقوع طلقة واحدة لقله ارادتهم الاستيناف.....(بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دینا درست نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نام نہاد خطیب کی یہ عادت ہے کہ طلاق ثلاثہ واقع ہونے کے بعد صاحب ضرورت کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طلاق دہندہ کو کہتا ہے کہ تم یہ لکھ دو یا یہ بیان دو کہ میں نے اپنی منکووحہ کو طلاق دی ہے یا ایک طلاق دی ہے کبھی کبھی یہ خدمت یہ شخص اپنے قلم سے بھی انجام دیتا ہے پھر معقول فیس وصول کر کے طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق رجعی لکھ دیتا ہے جبکہ اسے خوب معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دہندہ نے طلاق ثلاثہ دی ہے اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے نیز عورت کی حلت یا بینونت کا کیا مسئلہ ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: حاجی محمد یار شاہد دارالعلوم مدنیہ چیونٹ جھنگ..... ۱۹۸۶ء/۴/۱۶

(بقیہ حاشیہ) بذلک فحمل علی الغالب الذی هو ارادة التاكيد فلما كان فی زمن عمر و کثر استعمال الناس بهذه الصیغة وغلب منهم ارادة الاستيناف بها حملت عند الاطلاق علی الثلاث عملا بالغالب السابق الی الفهم منها فی ذلك الخ نووی ۲۷۸ شرح مسلم. (۸) دارقطنی ۴۴۰ ان حفص ابن المغيرة طلق امرأته فاطمة بنت قيس علی عهد رسول الله ﷺ ثلاث تطليقات فی كلمة واحدة فابانها منه النبي ﷺ ولم يبلغنا ان النبي ﷺ عاب ذلك عليك. (۹) عن ابن عباس رضی الله عنهما فی رجل طلق امرأته الفافقال اما ثلاث فتحرم علیه امرأتک وبقیتھن عليك وزرا اتخذت ايات الله هزوا (السنن الكبرى للبيهقي ۳۳۲: ۷). (۱۰) عن مجاهد عن ابن عباس رضی الله عنه انه سئل عن رجل طلق امرأته مائة تطليقة قال عصيت ربك وبانت منك امرأتک لم تتق الله فيجعل لك مخرجا. (السنن الكبرى للبيهقي ۲۳۱: ۷) مخطوطات مبارکہ ۱۷۴۔

(فتاویٰ شیخ الاسلام ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳

الجواب: بہ شرط صدق وثبوت نہ یہ فتویٰ درست ہے ﴿۱﴾ اور نہ مغالطات بغیر باقاعدہ حلالہ کے جائز ہو سکتی ہیں اور نہ یہ فیس اس کیلئے حلال ہے ﴿۲﴾ و حکم هذا الخطیب انه فاسق ان لم یکن مستحلا و کافر ان کان مستحلا ﴿۳﴾ و انه تقبل توبته و هذا کله علی تقدیر ثبوت ما حرره المستفتی. وهو الموفق

بیک وقت تین طلاق کا وقوع اور حدیث مسلم سے جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایک ہی دفعہ تینوں طلاق ڈالنے سے تینوں واقع ہوں گی؟ مثلاً کسی نے کہہ دیا ایک دو تین دفعہ طلاق، اور حدیث مسلم سے کیا جواب ہوگا کہ اس میں آیا ہے کہ مختلف مقامات میں کہنے سے تین مرتبہ ایک دفعہ شمار ہوگا؟ بینوا تو جروا
المستفتی: عبد الجلیل ایم اے ارباب کالونی پشاور

﴿۱﴾ قال العلامة النووی: ویحرم التساهل فی الفتویٰ..... ومن التساهل ان تحملہ الاغراض الفاسدة علی تتبع الحیل المحرمة او المکروهة و التمسک بالشبه طلبا للترخیص لمن یروم نفعه او التغلیظ علی من یرید ضره.

(شرح المہذب للنووی الملحقہ بشرح عقود رسم المفتی ۹ فصل فی احکام المفتین)
﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: واما اذا اخذ المفتی الهدیة لیرخص فی الفتویٰ فان کان بوجه باطل فهو رجل فاجر یبدل احکام اللہ تعالیٰ ویشتري بها ثمنا قليلا.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۴: ۳۳۶ مطلب فی حکم الهدیة للمفتی)
﴿۳﴾ قال الملا علی قاری: ان استحلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر اذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية وكذا الاستهانة بها كفر بان يعدها هينة سهلة الخ.
(شرح فقه الاکبر للقاری ۱۵۲ وبحث استحلال المعصية)

الجواب: قرآن، احادیث اور ائمہ اربعہ کے رو سے یہ تینوں طلاق واقع ہوتی ہیں ﴿۱﴾ واما

حدیث مسلم فمحملہ اذا كرر الفاظ الطلاق ويريد التاكيد دون التأسيس كما هو ﴿۱﴾ وفي المنهاج: اعلم ان الائمة الاربعة اتفقوا على وقوع الثلاث جملة سواء كان بلفظ واحد مثل انت طالق ثلاثا او كان بثلاث الفاظ مثل انت طالق انت طالق انت طالق فاذا كان بلفظ واحد فلا فرق فيه بين المدخول بها وغير المدخول بها، واذا كان بثلاث الفاظ فهو مختص بالمدخول بها، الا اذا كرر الالفاظ واراد التاكيد دون الاستيناف او لم ينو شيئا من الاستيناف او التاكيد فتقع واحدة، وما نسب الى مالك انه قال بوقوع الواحدة بقوله انت طالق ثلاثا في رواية، فيرده ما ذكره عبد الرحمن بن القاسم في المدونة الكبرى، ومذهب الجمهور هو المروي عن عمر وعثمان وعلي وابن عباس وابن عمر وابن مسعود وعبد الله بن عمرو بن العاص وابي هريرة ومغيرة بن شعبة وعمران بن حصين رضي الله تعالى عنهم كما في مصنف عبد الرزاق وزاد المعاد وغيره، واذا لو حظت الروايات والآثار فيعلم منها ان ابن عباس ايضا وافق جمهور الصحابة، وذهب الى ان البكر يعني غير المدخول بها اذا طلقت بثلاث الفاظ تجعل واحدة، واما ما رواه ابوداؤد عن ابن عباس انه قال: اذا قال انت طالق ثلاثا بفم واحد فهي واحدة، فاشار ابوداؤد الى ضعفه بوجهين، الاول: ان عكرمة خالف الاكثر، لان الاكثرين رووا عنه انه اجاز الثلث وقال بانك منك، والثاني: انه خالفه ابن عليه، فقال عن ايوب عن عكرمة جعله قول عكرمة ولم يذكر ابن عباس، ولو سلم صحة هذه الرواية فنقول ثلاثا قيد لقال، لا لقوله طالق، فمعناها قال انت طالق ثلاث مرات بالاتصال لثلاثا يخالف الشاذ المحفوظ، وما ل ابن القيم ومتبعوه الى ان الثلاث تجعل واحدة مطلقا سواء كانت بلفظ واحد او بثلاث الفاظ وسواء كانت الزوجة مدخولا بها او غير المدخول بها وخالف السلف والائمة الاربعة، واستدل بما رواه ابوداؤد وغيره ان ابا الصهباء قال لابن عباس: اتعلم انما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبي ﷺ وابي بكر رضي الله عنه وثلاثا من امارة عمر رضي الله عنه، قال نعم، وفي رواية لابي داؤد زيادة، كان اذا طلق امراته ثلاثا قبل ان يدخل بها..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

مبسوط في محله ﴿١﴾ . وهو الموفق

(بقيه حاشيه) وللجمهور حجج منها: قوله تعالى: الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسريح باحسان، الى ان قال فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره، لانه يصدق على من طلق المدخول بها مرتين في مجلس واحد ثم طلقها مرة ثالثة في ذلك المجلس، ومنها: حديث عبادة بن الصامت انه طلق امرءته الفاء فجعلها النبي ﷺ ثلاثا لا واحدا، ومنها: ما رواه البخارى ان عويمر العجلاني بعد اللعان طلق امرأته ثلاثا ولم يقل له انه واحد رجعي لا يحصل به البينونة، ومنها الآثار التي ذكرنا من الخلفاء الراشدين وغيرهم رضی الله تعالى عنهم.

والجواب عن حديث ابن عباس: انهم تعارفوا التاكيد اذا طلقوها بثلاث الفاظ في عهد النبي ﷺ وعهد ابي بكر واول عهد عمر رضی الله عنهما، فتحصل البينونة بعد مدة مديدة ثم تفرقوا، بعضهم يقصدون التاكيد والبعض الاخرون يقصدون الاستيناف ويستعجلون البينونة في آخر عهده فحكم بوقوع الثلاث، وقال اجيزوهن عليهم واشير الى هذا في حديث مسلم ان الناس قد استعجلوا في امر كانت لهم فيه هنات، وليس هذا نسخا، لان النسخ لا يكون الا بالوحي وليس هذا معارضة للحديث بل هو تعين وبيان لمحل الحديث لا يظن بعمر ولا باحمد ترك الحديث الصريح، نعم نشاهد ان ابن القيم قد يذكر الاحاديث الصريحة ثم يتركها كما لا يخفى على من راجع الى هذا لمبحث في زاد المعاد، او نقول انهم كانوا يطلقون غير المدخولة بها بثلاث الفاظ فتد الى واحدة في اول الامر فلما تتابع الناس فيه اجازهن سياسة اى منعوهن عن نكاحها حتى تنكح زوجا غيره، و اشار اليه النسائي في ما ترجم به لهذا الحديث حيث قال: باب طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة. (فائدة) اعلم ان للطلاق درجات في الشرع بخلاف الشهادة واليمين، فاتضح الفرق بين اطلاق ثلاثا وبين اقسام ثلاثا واشهد ثلاثا، فالاول طلاقات ثلاث والثاني شهادة واحدة ويمين واحدة.

(منهاج السنن شرح ترمذی ٤: ٣٠٢ باب ماجاء في الرجل طلق امرأته البتة)

﴿١﴾ قال العلامة النوري: واما حديث ابن عباس فاختلف العلماء في جوابه وتاويله فالاصح ان معناه انه كان في اول الامر اذا قال لها انت طالق..... (بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

ایک مجلس میں تین طلاق باجماع صحابہ تین ہی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حنفی العقیدہ شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، مطلقہ سامان جہیز وغیرہ لے کر والدین کے گھر چلی گئی کچھ عرصہ بعد اس شخص نے اپنی مطلقہ کو دوبارہ آباد کرانے کیلئے اپنے مسلک کے مفتی سے فتویٰ دریافت کیا انہوں نے گواہان سے شہادت سماعت فرما کر تین طلاق واقع ہونے کا فتویٰ صادر کیا اس کے بعد اس شخص نے کسی غیر مقلد (اہل حدیث) عالم سے فتویٰ طلب کیا کہ کیا مجلس واحدہ میں یکبارگی تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں؟ اس عالم نے اپنے مسلک کے مطابق فتویٰ دیا کہ مجلس واحدہ میں یکبارگی تین طلاق دینے سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے جو قابل رجوع ہے پس یہ شخص اپنی زوجہ کو اس فتویٰ کی روشنی میں دوبارہ اپنے گھر لے آیا اور آباد کر لیا، اس شخص کے اس فعل (بلا حلالہ) کا کیا حکم ہے؟ اور ہم مسلمانوں پر اس شخص کے ساتھ کیا رویہ رکھنا چاہئے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد حبیب اندرون حرم گیٹ ملتان شہر..... یکم ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ شخص ائمہ اربعہ کے مذاہب سے منحرف ہوا ہے اس نے قرآن، احادیث اور آثار صحابہ سے روگردانی کی ہے کیونکہ یہ تینوں طلاق باجماع صحابہ واقع ہو گئی ہیں ﴿۱﴾ کما فی الشامیہ:

(بقیہ حاشیہ) انت طالق انت طالق ولم یبتا کیدا ولا استینافا یحکم بوقوع طلقه لقله ارادتهم الاستیناف بذلک فحمل علی الغالب الذی هو ارادة التاکید فلما کان فی زمن عمر رضی اللہ عنہ وکثر استعمال الناس بهذه الصیغه وغلب منهم ارادة الاستیناف بها حملت عند الاطلاق علی الثلاث عملا بالغالب السابق الی الفہم منها وفی ذلک العصر الخ.

(نووی علی مسلم ۱: ۴۷۸ باب طلاق الثلاث)

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد ادیس الکاندھلوی: ابن تیمیہ، حنبلی رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد ابن قیم حنبلی رحمہ اللہ اپنے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے برخلاف اور تمام صحابہ و تابعین کے اجماع کے برخلاف اور ائمہ مجتہدین کے برخلاف اور تمام اہل سنت والجماعت کے برخلاف شد و ذ اور تفرد میں مبتلا ہوئے..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه ﴿١﴾ یہ شخص لائق تعزیر ہے تمام اہل اسلام پر اس کے ساتھ بائیکاٹ کرنا ضروری ہے۔ وهو الموفق

بیک وقت تین طلاق ایک جلسہ میں واقع ہونا ائمہ اربعہ کا مذہب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) کیا بیک وقت بیک جلسہ تین یا چار طلاقیں دینے سے عورت حرام ہو سکتی ہے، بعض لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں؟ (۲) ہمارے علاقہ میں حلالہ نکالنے یا نکلوانے کا یہ طریقہ رائج ہے کہ طلاق دینے والے شخص کے کسی رشتہ دار کے ساتھ عورت کا نکاح پڑھا دیا جاتا ہے رات بھر وہ عورت نئے خاندان کے ہاں بسر کرتی ہے صبح وہ شخص اس عورت کو طلاق دیتا ہے کیا تحلیل کیلئے یہ طریقہ صحیح ہے، جو اب قرآن و حدیث اور کتب فقہ معتبرہ سے دیا جائے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبد الجبار ربوہ ضلع جھنگ..... ۱۹۷۹ء/۷/۲۵

(بقیہ حاشیہ) اور شیعوں کی طرح تین طلاق کے ایک طلاق ہونے کے قائل ہوئے، اہل سنت والجماعت کا اجماعی مسلک یہ ہے کہ تین طلاق دینے سے تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اور تین طلاق سے عورت مغلظہ بائنہ ہو جاتی ہے سب سے پہلے شیخ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ اور عز بن جماع رحمہم اللہ وغیرہا نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا رد کیا جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ہم عصر اور ہم شہر تھے اور یہ واضح کر دیا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسئلہ طلاق میں تفرد اور شذوذ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ان مسائل میں سے ہے جن میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اجماع صحابہ اور اجماع ائمہ اربعہ کے خلاف کیا ہے اور مذاہب اربعہ میں سے کوئی اس کا قائل نہیں ہو اور ہر زمانہ میں علماء نے اس مسلک کی تردید میں کتابیں اور رسالے لکھے اور بخاری اور مسلم کے شارحین نے خاص طور پر شرح حدیث میں اس مسلک کا بطلان اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تردید کی ہے۔ (معارف القرآن ۱: ۲۳۶ سورة البقرة آیت: ۲۳۰)

﴿١﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۳۵۵ کتاب الطلاق)

الجواب: احادیث مرفوعہ (رواہ البخاری) ﴿۱﴾ و عبد الرزاق ﴿۲﴾ و ابو داؤد ﴿۳﴾ اور آثار خلفاء راشدین و اکابر صحابہ (رواہ عبد الرزاق) سے معلوم ہے کہ تین طلاق بیک وقت واقع ہوتی ہیں ﴿۴﴾

﴿۱﴾ وفي البخاری: فتلاعنا وانا مع الناس عند رسول الله ﷺ فلما فرغا من تلاعهما قال عويمر كذبت عليها يا رسول الله ان امسكتها فطلقها ثلاثا قبل ان يامرہ رسول الله ﷺ، الحديث . (صحيح البخاری ۲: ۹۱۷ باب من اجاز طلاق الثلاث)

﴿۲﴾ عن عبادة بن الصامت قال طلق جدی امرأته الف تطليقة فانطلق ابی الى رسول الله ﷺ فذكر ذلك له فقال النبي ﷺ اما اتقى الله جدك، اما ثلاث فله واما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم ان شاء الله تعالى عذبه وان شاء غفر له. (مصنف عبد الرزاق ۲: ۳۹۳ رقم حديث: ۱۱۳۳۹)

﴿۳﴾ وفي ابی داؤد: قال فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله ﷺ فانفذه رسول الله ﷺ وكان ما صنع عند النبي ﷺ سنة. (سنن ابی داؤد ۱: ۳۰۶ باب في اللعان)

﴿۴﴾ عن زيد بن وهب ان بطالا كان بالمدينة فطلق امرأته الفا فرجع ذلك الى عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقال انما كنت العب فعلاه عمر رضی الله عنه بالدرة وقال انه كان يكفيك ثلاث. (سنن الكبرى ۷: ۳۳۴ ومصنف ابن ابی شيبه ۵: ۱۱)

☆ عن معاوية بن ابی يحيى قال جاء رجل الى عثمان بن عفان فقال امرأتی الفا فقال بانك ثلاث. (فتح القدير ۳: ۳۳۰ وزاد المعاد ۲: ۲۵۹)

☆ عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن علی رضی الله عنه فی من طلق امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها قال لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (سنن الكبرى ۷: ۳۳۴)

☆ عن علقمة قال جاء ابن مسعود رجل فقال انی طلقتم امرأتی تسعا وتسعين وانی سألت فقيل قد بانك منی فقال ابن مسعود قد احبوا ان يفرقوا بينك وبينها قال فما تقول رحمك الله فظن انه سيرخص له فقال ثلاث تبينها منك وسائرهن عدوان رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد ۲: ۳۳۸).....(بقية حاشيه اگلے صفحہ پر)

اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے ﴿۱﴾ البتہ ابن تیمیہ وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ تین طلاق بیک وقت واقع نہیں ہوتیں حدیث مسلم و ابی داؤد وغیرہ ﴿۲﴾ لیکن یہ ایک محتمل حدیث ہے اس سے تمسک درست نہیں اس کا محمل یہ

(بقیہ حاشیہ) ☆ عن ہارون بن عنزة عن ابیہ قال كنت جالسا عند ابن عباس فاتاه رجل فقال يا ابن عباس انه طلق امراته مائة مرة وانما قلتها مرة واحدة فتبين مني بثلاث ام هي واحدة فقال بانت بثلاث و عليك و زر سبعة وتسعين. (مصنف ابن ابی شیبہ ۵: ۱۳)

☆ عن نافع كان ابن عمر اذا سئل عمن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرة او مرتين فان النبي ﷺ امرني بهذا فان طلقتها ثلاثا حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيره. (رواه البخاری تعليقا عن الليث بن سعد ۲: ۷۹۲ و مسلم شریف ۱: ۳۷۶)

﴿۱﴾ وقال البدر العيني: ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعد منهم الاوزاعي والنخعي والثوري وابو حنيفة واصحابه ومالك واصحابه والشافعي واصحابه واحمد واصحابه واسحاق وابوثور وابوعبيد وآخرون كثيرون على من طلق امراته ثلاثا وقعن ولكنه يائم وقالوا من خالف فيه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدع ومن لا يلتفت اليه لشذوذه من الجماعة له. (عمدة القارى ۲۰: ۲۳۳ باب من اجاز طلاق الثلاث)

﴿۲﴾ مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کی منصفانہ رائے: یہ (تین طلاق کو ایک ماننے کا) مسلک صحابہ، تابعین و تبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین و متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتاویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں، یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی کے آخر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علماء نے ان کی سخت مخالفت کی تھی نواب صدیق حسن خان نے ”اتحاف النبلاء“ میں جہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے تفردات لکھے ہیں اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا، شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی قید کئے گئے اسلئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی۔ (اتحاف ۳۱۸ بحوالہ عمدة الاثبات ۱۰۳)

وقال الشيخ حبيب الرحمن الاعظمى الديوبندى: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے کہ انت طالق تین دفعہ مکرر کرے اور تاکید کی نیت کرے جیسا کہ یہ نیت خلیفہ اول اور خلیفہ ثانی اور حضور کے ابتدائی دور میں رائج تھی ﴿۱﴾۔ (۲) حلالہ کا یہ طریقہ درست ہے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ وہو الموفق

(بقیہ حاشیہ) علامہ ابن تیمیہ کے جد امجد ابوالبرکات مجدالدین عبدالسلام الملقب بان تیمیہ حسنبلی اپنی مشہور کتاب ”منتقى الاخبار میں ”باب ماجاء فی طلاق البتة وجمع الثلاث وتفریقها“ میں احادیث و آثار نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: وهذا كله يدل على اجماعهم على صحة وقوع الثلاث بالكلمة الواحدة. (منتقى الاخبار ۲۳۷) یعنی یہ احادیث، آثار و دلالت کرتے ہیں کہ ایک کلمہ سے تین طلاقوں کے واقع ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے حافظ ابوالبرکات حنبلی رحمہ اللہ کی اس واضح صراحت کے بالمقابل حافظ ابن القیم لکھتے ہیں کہ: ان شیخنا حکمی عن جدہ ابی البرکات انه یفتی بذلك احيانا سرا، یعنی ہمارے شیخ امام ابن تیمیہ نے اپنے دادا حافظ ابوالبرکات کے بارے میں یہ بتایا کہ وہ اپنی کتاب میں درج اپنے مسلک کے برخلاف کبھی کبھی پوشیدہ طور پر ایک مجلس کی تین طلاقوں کے بارے میں ایک ہونے کا فتویٰ دے دیتے تھے، حافظ ابن القیم اور ان کے شیخ حافظ ابن تیمیہ کی علمی جلالت شان کے اعتراف اور ان کی نقل پر اعتماد کے باوجود ہم یہ بات ماننے کیلئے قطعی طور پر تیار نہیں ہیں اس لئے کہ ابن تیمیہ اپنے دادا کے جس رویہ کی اطلاع دے رہے ہیں وہ کسی سچے پکے مومن کا نہیں ہو سکتا بلکہ یہ وپیرہ تو بزدلوں کا ہے جن کی قرآن و حدیث میں کثرت سے مذمت آئی ہے۔ (مقالہ طلاق ثلاثا لاشیاء عظمیٰ ۴۹۶ مجموعہ مقالات)

﴿۱﴾ قال العلامة النووي: واما الرواية التي رواها المخالفون ان ركابة طلق ثلاثا فجعلها واحدة فرواية ضعيفة عن قوم مجهولين، وانما الصحيح منها ما قدمناه انه طلقها البتة ولفظ البتة محتمل للواحدة وللثلاث ولعل صاحب هذه الرواية الضعيفة اعتقد ان لفظ البتة يقتضي الثلاث فرواه بالمعنى الذى فهمه وغلط فى ذلك واما حديث ابن عمر فالروايات الصحيحة التى ذكرها مسلم وغيره انه طلقها واحدة، واما حديث ابن عباس فاختلف العلماء فى جوابه وتاويله فالاصح انه معناه انه كان فى اول الامر اذا قال لها انت طالق انت طالق انت طالق ولم ينو تأكيدا ولا استينافا يحكم بوقوع طلاق لقله ارادتهم الاستيناف بذلك فحمل على الغالب الذى هو ارادة التاكيد فلما..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

”انت طالق ثلاثا“ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کی تحقیق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی منکوحہ کو کہدے ”انت طالق ثلاثا“ کونسی طلاق واقع ہوگی؟ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تین طلاق ایک طلاق رجعی ہوا کرتی تھی اس کا کیا حکم ہے؟ بینوات و جروا
المستفتی: مولانا سعد الدین مردان ۲۰ / ربيع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: صورت مسئلہ میں یہ عورت مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے ﴿۱﴾ اور قرآن و احادیث اور آثار سے یہی ثابت ہے، قال اللہ تعالیٰ: فلا تحل له من بعد، ولم يفرق بين ما اذا طلقها ثالثا في ذلك المجلس او غيره ﴿۲﴾ وروى عبد الرزاق عن عبادہ (بقیہ حاشیہ) کان فی زمن عمر رضی اللہ عنہ و کثر استعمال الناس بهذه الصیغة و غلب منهم ارادة الاستيناف بها حملت عند الاطلاق على الثلاث عملا بالغالب السابق الى الفهم منها وفي ذلك العصر، وقيل المراد ان المعتاد في الزمن الاول كان طلقة واحدة وصار الناس في زمن عمر يوقعون الثلاث دفعة فنفذه عمر فعلى هذا يكون اخبارا عن اختلاف عادة الناس لا عن تغير حكم في مسألة واحدة. (شرح النووی علی مسلم ۱: ۴۷۸ باب طلاق الثلاث)
﴿۱﴾ قال العلامة ابن الهمام: وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث..... وايضا قال: وقد اثبتنا النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بان الثلاث بقم واحد واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف.
(فتح القدير في شرح الهداية ۳: ۳۳۰ كتاب الطلاق)
﴿۲﴾ قال العلامة النسفی: قوله تعالى (فان طلقها) مرة ثالثة بعد المرتين، فان قلت الخلع طلاق عندنا وكذا عند الشافعي رحمه الله في قول، فكان هذه تطلقه رابعة، قلت: الخلع طلاق ببدل فيكون طلقة ثالثة وهذه بيان لتلك اي فان..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انه طلق امرأته الفا فاجاز النبي ﷺ ثلاثاً ﴿١﴾ وروى عن عمر وعثمان وابن عباس وابن مسعود وابى هريرة وعبد الله بن عمرو ابن العاص بانهم قضوا وافتوا بالثلاث ﴿٢﴾ واما حديث جعل الثلاث واحدة فقييل منسوخ وقيل بحمله اذا طلق بالفاظ ثلاثة واراد التاكيد دون التأسيس وكان المعروف فى عهد النبي ﷺ وعهد الصديق واول خلافة عمر التاكيد بخلاف العهد الآخر ﴿٣﴾. وهو الموفق

(بقيه حاشيه) طلقها الثالثة ببدل فحكم التحليل كذا (فلا تحل له من بعد) من بعد التولية الثالثة (حتى تنكح زوجا غيره) حتى تتزوج غيره..... وفيه دليل على ان النكاح ينعقد بعبارتها، والاصارة شرطت بحديث العسيلة كما عرف فى اصول الفقه، والفقه فيه انه لما اقدم على فراق لم يبق للندم مخلصا لم تحل له الا بدخول فحل عليها ليمتنع عن ارتكابه.
(تفسير مدارك ١: ٢٨٨ سورة البقرة آيت: ٢٢٩)

﴿١﴾ عن عبادة بن الصامت قال طلق جدى امرأته الف تطليقة فانطلق ابى الى رسول الله ﷺ فذكر ذلك له فقال النبي ﷺ اما اتقى الله جدك، اما ثلاث فله واما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم، ان شاء الله تعالى عذبه وان شاء غفر له.
(مصنف عبد الرزاق ٦: ٣٩٣ رقم حديث: ١١٣٣٩)

﴿٢﴾ قال الامير اليمانى: واليه ذهب عمر وابن عباس وعائشة ورواية عن على والفقهاء الاربعة وجمهور السلف والخلف..... وقد اطبق اهل مذاهب الاربعة على وقوع الثلاث المتتابعات. (سبل السلام شرح بلوغ المرام ٣: ٢١٢)

عن محمد بن اياس بن البكير عن ابى هريرة وابن عباس وعائشة وعبد الله ابن عمرو بن العاص سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثا فكلهم قالوا لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (مصنف ابن ابى شيبة ٥: ٢٣)

﴿٣﴾ قال العلامة النووى: واما حديث ابن عباس فاختلف العلماء فى جوابه وتأويله فالاصح ان معناه انه كان فى اول الامر اذا قال لها انت طالق انت..... (بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

جلسہ واحدہ میں تین طلاق ایک قرار دینا مخالفت احادیث و آثار صحابہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ میں دفعۃً واحدۃ ملت بیضاء میں حرام و ممنوع اور بدعت ہے اب اگر ایک آدمی دیوے تو کیا اس کی رجعت صحیح ہو سکتی ہے یا نہ؟ بقاعدہ فقہاء ائمہ احناف عند الضرورت حسب مذاہب دیگر رجوع کیا جاتا ہے، چنانچہ مواقع کثیرہ میں یہ امر مسلم اور جاری ہے خاص کر مسئلہ ہذا میں کذا فی فتاویٰ عبد الحنی اللکھنوی فی مجموعۃ الفتاویٰ، کذا فی المسک الختام فی شرح بلوغ المرام نقلہ عن الائمة الحنفیۃ، مگر بعض محققین جس میں بعض صحابہ و تابعین بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ تین نہیں بلکہ ایک طلاق ہوگی ان کی دلیل بھی قوی ہے، آپ کی رائے اس مسئلہ کے بارے میں کیا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولوی غلام رسول خطیب چکیاں مانسہرہ..... یکم اکتوبر ۱۹۷۵ء

الجواب: ابن تیمیہ اور ابن القیم کے قول پر کس طرح فتویٰ دیا جاتا ہے حالانکہ انہوں نے حدیث ابوداؤد کی مخالفت کی ہے، وفی ابوداؤد: واللہ ما اردت الا واحدة ﴿۱﴾ وکذا خالفوا (بقیہ حاشیہ) طالق انت طالق ولم ینو تاکیداً ولا استینافاً بحکم بوقوع طلقة لقلۃ ارادتهم الاستیناف بذلک فحمل علی الغالب الذی ہو ارادة التاکید فلما کان فی زمن عمر رضی اللہ عنہ وکثر استعمال الناس بهذه الصیغة وغلب منهم ارادة الاستیناف بها حملت عند الاطلاق علی الثلاث عملاً بالغالب السابق الی الفہم منها وفی ذلک العصر الخ.

(شرح النووی علی مسلم ۱: ۴۷۸ باب طلاق الثلاث)

﴿۱﴾ عن نافع بن عجبیر بن عبد یزید بن رکانۃ ان رکانۃ بن عبد یزید طلق امرأته سہمة البتۃ فاخبر النبی ﷺ بذلک وقال واللہ ما اردت الا واحدة فقال رسول اللہ ﷺ واللہ ما اردت الا واحدة فقال رکانۃ واللہ ما اردت الا واحدة فردها الیہ رسول اللہ ﷺ فطلقها الثانية فی زمان عمر والثالثة فی زمان عثمان. (سنن ابی داؤد ۱: ۳۰۰ باب فی البتۃ)

حديث البخارى فى اللعان ان اللاعن طلقها ثلثا عند النبي ﷺ ولم ينكر عليه ﴿١﴾ وكذا حديث جعل الالف ثلثا، رواه عبد الرزاق مرفوعا ﴿٢﴾ وكذا خالفوا قضايا الخلفاء الراشدين وابن مسعود وابى هريرة وسائر اكابر الصحابة كما فى مصنف عبد الرزاق وابى داود وكذا خالفوا الائمة الاربعة ﴿٣﴾ واما حديث جعل الثلث واحدة

﴿١﴾ وفى البخارى: قال سهل فتلاعنا وانا مع الناس عند رسول الله ﷺ فلما فرغا قال عويمر كذبت عليها يا رسول الله ان امسكتها فطلقها ثلاثا قبل ان يامرہ رسول الله ﷺ.
(صحيح البخارى ٢: ٤٩١ باب من اجاز طلاق الثلاث)

﴿٢﴾ عن عبادة بن الصامت قال طلق جدى امرأته الف تطليقة فانطلق ابى الى رسول الله ﷺ فذكر ذلك له فقال النبي ﷺ اما اتقى الله جدك، اما ثلاث فله واما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم ان شاء الله تعالى عذبه وان شاء غفر له.
(مصنف عبد الرزاق ٦: ٣٩٣ رقم حديث: ١١٣٣٩)

﴿٣﴾ قال ابن رجب الحنبلى: اعلم انه لم يثبت عن احد من الصحابة ولا من التابعين ولا من ائمة السلف المعتد بقولهم فى الفتاوى فى الحلال والحرام شئ صريح فى ان الطلاق الثلاث بعد الدخول يحسب واحدة اذا سبق بلفظ واحد، وقال: لا نعلم من الامة احدا خالف فى هذه المسألة مخالفة ظاهرة ولا حكما ولا قضاء ولا علما ولا افتاء ولم يقع ذلك الا من نفر يسير جدا وقد انكره عليهم من عاصرهم غاية الانكار وكان اكثرهم يستخفى بذلك ولا يظهر فكيف يكون اجماع الامة على اخفاء دين الله الذى شرعه على لسان رسوله واتباع اجتهاد من خالفه برأيه فى ذلك هذا لا يحل اعتقاده البتة، ولعله ظهر بهذا البيان ان امضاء عمر للثلاث حكم شرعى مستمد من الكتاب والسنة مقارنة لاجماع فقهاء الصحابة فضلا عن التابعين ومن بعدهم وليس بعقوبة سياسية ضد حكم شرعى فالخارج على امضاء عمر خارج على ذلك كله.

(بيان مشكل الاحاديث الواردة، بحواله الاشفاق على احكام الطلاق للعلامة الكوثرى ٣٥، ٥٣)

فحدیث محتمل ونحن نقول محمل الحدیث انهم كانوا اذا قالوا انت طالق انت طالق
انت طالق يريدون التاكيد في زمن النبي ﷺ والصدیق الاكبر ثم ارادوا التأسيس في
زمن الفاروق الاعظم فكان يقضى على الثلاث وان كانت نية التاكيد معتبرة ديانة،
والتعجب من عقل من يحسن الظن على نفسه ولا يحسن الظن على الخليفة الثاني انه
ترك الحدیث بالرأى فافهم ﴿ ۱ ﴾ . وهو الموفق

طلاق ثلاثہ کے بعد نکاح جدید کیلئے ارشاد الطالبین کا حیلہ غلط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق ثلاثہ
دے دے اور پھر عورت سے احکام و ارکان اسلام پوچھے اور جواب نہ دینے سے اس پر مرتد کا حکم لگا کر
(بوقت طلاق) عدم وقوع طلاق سمجھ کر بغیر تحلیل کے نکاح جدید کرنے کا حیلہ کس طرح ہے، کیونکہ ارشاد
الطالبین میں ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں تمام احکام و ارکان کا جاننا فرض ہے؟ بینوا تو جو روا
المستفتی: مولانا محمد شریف صاحب بیسک ٹوپی

الجواب: واضح رہے کہ جو حیلہ تحلیل حرام کیلئے نہ ہو تو وہ جائز ہے ﴿ ۲ ﴾ البتہ صورت مسئلہ کا

﴿ ۱ ﴾ قال الحافظ العسقلانی: فالراجح فی الموضوعین تحريم المتعة وایقاع الثلاث
للاجماع الذی انعقد فی عهد عمر علی ذلك ولا يحفظ ان احدا فی عهد عمر خالفه فی
واحدة منهما وقد دل اجماعهم علی وجود ناسخ وان كان خفی علی بعضهم قبل ذلك حتى
ظهر بجمیعهم فی عهد عمر فالمخالف بعد هذا الاجماع منا بذله والجمهور علی عدم
اعتبار من احدث الاختلاف بعد الاتفاق. (فتح الباری ۹: ۳۱۹)

﴿ ۲ ﴾ قال العلامة ابن نجيم: الحیل جمع حيلة وهي الحدق فی تدبیر الامور وهي تقلیب
الفکر حتى يهتدى الى المقصود..... واختلف مشائخنا فی التعبير عن ذلك فاختر كثير
التعبير بكتاب الحیل واختر كثير كتاب المخارج واختره فی الملتقط وقال ابو سليمان:
كذبوا علی محمد ليس له كتاب الحیل وانما هو الهرب.....(بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تعلق باب الحیل سے نہیں ہے اس کا تعلق افتاء علی مذہب الغیر سے ہے جو کہ بوقت ضرورت جائز ہے، پس ایسے مقامات میں دو امر تحقیق طلب ہیں اول تحقق ضرورت، دوم یہ کہ واقعی طور سے یہ حکم اس مذہب میں مروی بھی ہے یا نہیں، علاوہ ازیں اس حکم مذکور کا مذہب حنبلی ہونا ارشاد الطالبین سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ وهو الموفق

الجواب الثانی: بغیر تحلیل کے چارہ کار نہیں ہے ارشاد الطالبین معتبر کتاب نہیں ہے اس

کے بہت سے مسائل وغیرہ غلط ہیں اس لئے اس کا حیلہ جو آپ نے لکھا ہے صحیح نہیں ہے۔ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) من الحرام والتخلص منه حسن قال الله تعالى: وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث وذكروا في الخبر ان رجلا اشترى صاعا من تمر بصاعين فقال صلى الله عليه وسلم اربيت هلا بعت تمرک بالسلعة ثم ابتعت بسلعتک تمرا وهذا كله اذا لم يؤد الى الضرر باحد.

(الاشباه والنظائر ۷۹۳ الفن الخامس)

باب کنایات الطلاق

کنایات کے مختلف الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید وزینب آپس میں خاوند بیوی ہیں دونوں میں جھگڑا ہو گیا تو زید نے زینب کو کہا کہ ماں باپ کے گھر چلی جا، میرے گھر سے نکل جا، اپنا سامان بھی لے جا، زینب نے کہا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر نہیں جاتی جب تک تو میرا فیصلہ نہ کرے تو زید نے کہا کہ جا میں نے تیرا فیصلہ کر دیا ہے اور یہ الفاظ پانچ چھ دفعہ کہدئے کہ جا میں نے اب تیرا فیصلہ کر دیا ہے، زینب جہیز کا سامان لے کر نکل گئی بلکہ نکالی گئی اب زید نے جو الفاظ بولے ہیں اس سے کونسی طلاق ہوئی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: قاضی عبدالشکور نائب مفتی جمعیتہ العلماء کیمپو رائٹ

الجواب: چونکہ یہ تمام الفاظ کنایات طلاق ہیں اور حالت غضب میں یہ الفاظ کہے گئے ہیں لہذا قاضی کے نزدیک یہ عورت مطلقہ مبانہ ہوگی، لیکن مفتی کے نزدیک بغیر نیت طلاق کا حکم دینا غیر صحیح ہے بے شک اگر خاوند اقرار کرے کہ میں نے طلاق کے ارادہ سے یہ الفاظ کہے ہیں تو یہ عورت مبانہ ہوگی، فی الدر المختار: فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال وهي حالة مذاکرة الطلاق او الغضب، وقوله قضاء قید به لانه لا يقع دیانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال فوقه بواحد من النية او دلالة الحال انما هو فی القضاء فقط ﴿۱﴾ اور صاحب

﴿۱﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۵۰۱، ۵۰۲ باب کنایات)

بحر نے اسی صفحہ میں صدر القضاة سے روایت کی ہے کہ خاوند کو قسم دی جائے گی اگر قسم اٹھائی تو فیہا ورنہ قاضی کو ممانعہ کیا جائے گا ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

لفظ حرام کنایات سے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لفظ ”حرام“ کس طلاق میں

مستعمل ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: غلام سرور وزارت تجارت اسلام آباد

الجواب: لفظ حرام کنایات سے ہے بغیر نیت کے اس سے طلاق نہیں ہوتی ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: وفي المجتبى عن صدر القضاة في شرح الجامع الصغير اذا قال لم انو الطلاق فعليه اليمين ان ادعت الطلاق وان لم تدع يحلف ايضا حقا لله تعالى، قال ابونصر قلت لمحمد بن سلمة يحلفه الحاكم ام هي تحلفه قال يكتفى بتحليفها اياه في منزله فاذا حلفته فحلف فهي امراته والا رافعته الى القاضي فان نكل عن اليمين عنده فرق بينهما.
(البحر الرائق ۳: ۲۹۸ باب الكنايات)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: والحاصل ان المتأخرين خالفوا المتقدمين في وقوع البائن بالحرام بلا نية حتى لا يصدق اذا قال لم انو لاجل العرف الحادث في زمان المتأخرين فيتوقف الآن وقوع البائن به على وجود العرف كما في زمانهم..... ثم ظهر لي بعد مدة ما عسى يصلح جوابا وهو ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطاء ودواعيه وذلك يكون بالايلاء مع بقاء العقد وهو غير متعارف ويكون بالطلاق الرافع للعقد وهو قسمان بائن ورجعي لكن الرجعي لا يحرم الوطاء فتعين البائن..... والحاصل انه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريمها لا يكون الا بالبائن هذا غاية ما ظهر لي في هذا المقام.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۴ قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا باب الكنايات)

مبانی عورت پر دوبارہ نکاح کیلئے جبر، الفاظ ”مجھ سے جدا ہو“ وغیرہ مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) جب عورت کو طلاق بائن دی جائے تو واپس اس پر جبر کر سکتا ہے یا نہیں یعنی جبراً نکاح کا کیا حکم ہے؟ (۲) غصہ کی حالت میں بیوی کو کہدے کہ تو مجھ سے ایسی جدا ہو جیسا کہ یہ چیز میرے ہاتھ میں ہے اس چیز کو ہاتھ سے دور پھینک دے منکوحہ جواب میں کہدے کہ اب میرے اپنے نفس کا اختیار خود میرے ہاتھ میں ہے اور زوج کہے کہ بالکل ٹھیک ہے اس صورت میں طلاق بائن واقع ہوگی یا رجعی؟ (۳) ایلاء کی عدت کے اندر اندر جب زوج رجوع کرنا چاہے تو منکوحہ انکار کر کے اپنے آپ کو زوج سے مجبوس رکھے یعنی قرب کا موقع نہ دے اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: صاحبزادہ عبدالملک ساگئی بالا مہمند ایجنسی..... یکم ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب: (۱) چونکہ یہ عورت بالغہ ہے لہذا اس پر جبر جاری نہیں ہو سکتا البتہ اگر وہ (یعنی تخویف اور تحدید سے ایجاب یا قبول کرانا) اس پر صحیح ہے، فی الدر المختار: وینکح مبانته بما دون الثلث فی العدة وبعدها بالاجماع (باب الرجعة) ﴿۱﴾ وفی الہندیۃ ۱: ۳۰۵ ولا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل ﴿۲﴾. (۲) یہ کلمات کہ ”تہ زمانہ خلاصہ ئے“ عرف میں طلاق کیلئے استعمال ہوتے ہیں لہذا یہ الفاظ طلاق صریح کے ہیں، لما فی الدر المختار: صریحہ ما لم یتعمل الا فیہ ولو بالفارسیۃ انتھی ما علی ہامش رد المحتار ۲: ۵۹۰ ﴿۳﴾ لیکن یہ تشبیہ اگر طلاق کی ہو تو یہ طلاق بائن ہے، لما فی الہندیۃ ۱: ۳۹۷ الاصل عند ابی حنیفۃ انه

﴿۱﴾ الدر المختار علی ہامش رد المحتار ۲: ۵۸۲ مطلب فی العقد علی المبانۃ

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۳﴾ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ۲: ۲۶۵ باب الصریح)

متى شبه الطلاق بشيى يقع باننا صغيرا كان او كبيرا ﴿١﴾ اور اگر مقصود صرف تمثیل ہو اور تو توضیح ہو اپنے فعل اور ارادہ کی تو طلاق رجعی واقع ہوگی، وهو الظاهر عندی (۳) چونکہ بظاہر یہ ناشرزہ ہے لہذا اس کو زبانی رجوع بھی کافی ہے، لما فی الدر المختار: وكذا حبسها ونشوزها ففیؤہ نحو قوله بلسانه فنت اليها او راجعتك الخ ﴿٢﴾. وهو الموفق

پشتو میں لفظ ”لو“ سے طلاق واقع ہونے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض اقوام کی زبان میں طلاق کیلئے دوسرے الفاظ موضوعہ جیسے افاغنه بلوچستان میں لفظ ”لو“ ہے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ جبکہ اس سے کہنے والے کی نیت طلاق کی نہ ہو کیا اس کی نیت اس میں معتبر ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: عبدالکریم حقانی بلوچستان..... ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: اس لفظ ”زما دے لو وی“ (میرالوہو) سے طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ یہ لفظ مطلق یمین اور تعلق طلاق بالشرط میں مشترک ہے پس اس میں نیت ضروری ہے ﴿٣﴾ وعلی تقدیر
﴿١﴾ (فتاوی عالمگیریہ ۱: ۳۷۱ الفصل الثالث فی تشبیہ الطلاق ووصفہ)
﴿٢﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۵۹۹ باب الایلاء)

﴿٣﴾ قال العلامة ابن عابدین: افتی بعض المتأخرین بان منها علی یمین لا افعل کذا ناویا الطلاق فتقع به واحده بانة لقولهم الکناية ما احتمال الطلاق وغيره ورده عصریه السيد محمد ابو السعود فی حاشیة مسکین بانه لا يلزمه الا كفارة یمین لان ما ذکره فی تعريف الکناية ليس علی اطلاقه بل هو مقيد بالفظ یصح خطابها به ویصلح لانشاء الطلاق الذی اضمرة او للاخبار بانه اوقعه کانت حرام اذ یحتمل لانی طلقک او حرام الصحبة وکذا بقية الالفاظ وليس لفظ اليمين كذلك اذ لا یصح بان یخاطبها بانت یمین فضلا عن ارادة انشاء الطلاق به او الاخبار بانه اوقعه حتی لو قال انت..... (بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ارادة الثانی ایضاً لا وجه لوقوع الطلاق لعدم الاضافة الى المرأة ﴿۱﴾. وهو الموفق

دفع ہو جا، نکل جا، والدین کے گھر چلی جا، کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے غصہ اور ناراضگی کی حالت میں اپنی بیوی کو کہا کہ ”تو اپنے والدین کے گھر چلی جا، میرے گھر سے نکل جا، دفع ہو جا، میں تمہارے بغیر بھی گزارہ کر سکتا ہوں“ جبکہ اس کہنے سے شوہر کا ارادہ طلاق کا نہیں تھا، کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: آفتاب احمد..... ۱۰/۲/۱۹۷۳

الجواب: بغیر نیت کے ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، فی الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۶۳۶، فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال قوله قضاء قيد به لانه لا يقع دیانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال ﴿۲﴾. وهو المحرفق

”ایسی بیوی کو نہیں رکھتا“ تجھے چھوڑتا ہوں چھوڑتا ہوں“ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ (۱) جو شخص اپنی منکوحہ مدخول

(بقیہ حاشیہ) یس لاسی طلفتک لا یصح فلیس کل ما احتمل الطلاق من کنایته بل بهذین القیدین ولا بد من ثالث هو کون النقط مسما عن الطلاق وناشئ عنه کالحرمة فی انت حرام الح. (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۱ باب کنایات)

﴿۱﴾ قال العلامة الشامی (قوله لیرکک الاضافة) ای المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وکنایة الاشارة نحو مدخول

(رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۶۶۶) طلب من الصريح الفاظ المصحفة

﴿۲﴾ الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۵۰۱ ۵۰۲ باب کنایات

بہا کو غیظ و غضب کی حالت میں گالیاں دے کر یہ کہہ دے کہ جا اپنے فلاں والد کے گھر اور برقعہ بھی صندوق سے نکال کر پھینک دے اور یہ بھی کہے کہ میں ایسی بیوی کو نہیں رکھتا، ”رہ داسے خنزہ نہ ساتم“ لیکن اندر سے نیت بالکل طلاق کی نہیں بلکہ خواب و خیال میں بھی نہیں صرف دھمکانے کے واسطے ہو۔ (۲) الفاظ تو بالکل یہی ہوں لیکن اندر سے نیت کچھ نہیں جاہل آدمی ہے۔ (۳) اندر سے نیت بھی ہے طلاق دینے کی۔ (۴) ایک آدمی اپنی بیوی سے ناراض ہو کر یہ کہہ دے کہ تجھے میں چھوڑتا ہوں چھوڑتا ہوں، اس کے بعد وہ بیوی اسے کھلا پلا کر راضی کر لیتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالرحمن قطب اما ٹکوٹ نوشہرہ..... ۲۰۱۹ء/۹/۳۰

الجواب: (۲،۱) اس شخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہے کیونکہ یہ الفاظ کنایات سے ہیں اور کنایات سے بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی ﴿۱﴾۔ (۳) طلاق بائن واقع ہوئی بغیر تجدید نکاح کے چارہ نہیں ﴿۲﴾۔ (۴) یہ لفظ اکثر علماء کے نزدیک صریح ہے لہذا ایک اور دو میں زبانی واپسی کافی ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: الكنايات لا يقع بها الطلاق الا بالنية او بدلالة حال كذا في الجوهرة النيرة. (فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۳ الفصل الخامس في الكنايات)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجيم: (قوله وينكح مبانته في العدة وبعدها اي المبانة بما دون الثلاث لان المحلية باقية لان زوالها معلق بالطلقة الثالثة فيعدم قبلها.
(البحر الرائق ۴: ۵۶ فصل فيما تحل به المطلقة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجيم المصري: (قوله سرحتك فارقتك) وجعلهما الشافعي من الصريح لورودهما في القرآن للطلاق كثيرا قلنا المعبر تعارفهما في العرف العام في الطلاق لاستعمالهما شرعا مرادا هو بهما كذا في فتح القدير وفي الكافي ولنا الصريح ما لا يستعمل في غير النساء وهم بقولون سرحت ابلي وفارقت..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

”ساتوں راستے آپ کیلئے خالی ہیں تو جاسکتی ہے“ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کل میرے اور بیوی کے درمیان

(بقیہ حاشیہ) غریمی و مشائخ خواریزم من المتقدمین ومن المتأخرین كانوا یفتون بان لفظ التسریح بمنزلة الصریح یقع به طلاق رجعی بدون النیة کذا فی المجتبیٰ و فی الخانیة لو قال انت السراح فهو کقولہ انت خلیة اعزبی و فی القنیة والاقرار بالفرقة لیس باقرار بالطلاق لاختلاف اسبابها.

(البحر الرائق ۳: ۳۰۱ باب الکنایات فی الطلاق)

اسی طرح فتاویٰ شامیہ میں ہے: ثم فرق بینہ وبين سرحتک فان سرحتک کنایة لکنہ فی عرف الفرس غلب استعمالہ فی الصریح فاذا قال رہا کردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصلہ کنایة ایضا وما ذاک الا لانه غلب فی عرف الفرس استعمالہ فی الطلاق.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۲ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

لیکن اس سوال کے جواب میں حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے کچھ اسلوب بیان یوں اختیار کیا ہے کہ ”اکثر علماء کے نزدیک صریح ہے“ اس لئے اس عبارت سے نیز حضرت مفتی صاحب کے دوسرے فتاویٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ کنائی ہیں ہمارے عرف میں، اور حضرت مفتی صاحب کے ذاتی نسخہ شامی کے حاشیہ پر آپ نے خود کچھ اسی طرح تفصیل لکھی ہے، اعلم ان قول السلیمانین ”پر مے خودہ“ ای ترکتھا ومثلہ کنایة فی العربیة کذا فی السلیمانیة لانه یستعمل شائعا فی غیر الطلاق ویراد به الطلاق عند القران الخارجیة فالظاهر انه کنایة فی السلیمانیة ایضا فاذا کرره فیقع به الواحد لان البائن لا یلحق البائن ولو سلم انه صریح فالمتعارف به وقوع البائن لانهم یقصدون ذلک فافہم۔ (هذا من افادات شیخی دامت برکاتہم)

پس بحر الرائق اور شامی کی عبارات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے صریح اور کنائی ہونے میں اختلاف آرہا ہے ورنہ انہوں نے اسے عرف پر مبنی کیا ہے، لیکن ہمارے علاقوں کے عرف میں حضرت مفتی صاحب کی مذکورہ رائے (کنائی ہونا) راجح معلوم ہوتی ہے۔ (از مرتب)

کسی بات پر تلخ کلامی ہوئی میں بات، برداشت نہ کر سکا اور میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے ”تاتہ او وہ واڑہ لارے اوز گسارے دی تلے ٹسے“ آپ کیلئے ساتوں راستے خالی ہیں تو جا سکتی ہے از روئے شرع ان الفاظ کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: واجد گل..... ۱۹۸۶ء/۷/۳۰

الجواب: بلا ارادہ طلاق یہ الفاظ نکاح کیلئے ضرر رسان نہیں ہیں، البتہ نکاح کی تجدید کرنا افضل ہے، كما في الهندية ۱: ۳۰۱ رجل قال لامرأته اربعة طرق عليك مفتوحة لا يقع بهذا شيئا وان نوى الا اذا قال خذي، اى طريق شئت وقال نويت الطلاق ولو قال ما نويت صدق ولو قال لها اذهبي اى طريق شئت لا يقع بدون النية ﴿ ۱ ﴾ . وهو الموفق

مارپیٹ کے بعد کہہ دے میں نے تجھے رخصت دے دی چلو وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنی بیوی کو حالت غضب و غصہ میں مار پیٹ کر کے کہہ دے کہ جا تجھے میں نے رخصت دے دی چلو، بیوی روانہ ہو کر گھر سے نکلی راستہ میں رشتہ دار عورت کو واپس کر کے زید کے گھر لے آئے جب رشتہ دار واپس گئے تو زید نے دوبارہ اس عورت کو کہہ دیا کہ یہ کپڑے تبدیل کر کے اپنے والد کے گھر کا لباس پہنو اور چلی جا تجھے رخصت ہے، فی الحال عورت اس گھر سے نکل کر اپنے والد کے گھر پہنچ گئی، معلومات کرنے کے بعد گواہوں نے بھی گواہی دی کہ زید نے بیوی رخصت کر دی ہے اب ان الفاظ کا کیا حکم ہے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: فقیر بخت جمال مردان

الجواب: یہ الفاظ کنائی ہیں بلا نیت اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، كما في رد المحتار

﴿ ۱ ﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۶ الفصل الخامس فی الکنايات)

۲: ۶۳۶ قوله قضاء قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال ﴿ ۱ ﴾
پس صورت مسئلہ میں زوج سے نیت کے متعلق تحقیقات کرے۔ وهو الموفق

ایسی بیوی کی ضرورت نہیں میرا اسلام ہے، جہیز لے جاؤ لڑکی چھڑالو وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سولہ ماہ قبل میں نے اپنی بیوی کو گھر سے نکال کر سسرال کے گھر بھیج دیا تھا کیونکہ وہ ہر وقت میرے والدین اور بہنوں سے جھگڑتی تھی، ہفتہ بعد والدین نے مجھے بیوی لانے کا کہا میں نے کہا کہ مجھے ایسی بیوی کی کوئی ضرورت نہیں وہ مجھے نہیں چاہے میرا ایسی بیوی کو سلام ہے، والدین خاموش ہو گئے، دوسرے یا تیسرے روز میں نے چچا کو سسرال کے گھر بھیج دیا اور یہی الفاظ دہرائے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ انہیں کہو کہ اپنا جہیز لے جاؤ لڑکی کو چھڑالو میں ان کی لڑکی کو نہیں لاتا، سسرال نے یہ بات نہیں مانی، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا، ایک سال بعد والدین نے مجھے مجبور کیا اور مجھ سے خفا ہونے لگے اور کہنے لگے کہ ہر طریقہ پر تمہیں بیوی کو لانا ہوگا، تب میں نے سوچا کہ ایک سال تک میں جو انکار کرتا رہا اس کا اثر میرے نکاح پر پڑا ہے یا نہیں، بہشتی زیور میں دیکھا تو میرے یہ الفاظ ہو بہو کننا یہ طلاق سے ملتے تھے اب یہ الفاظ کہتے وقت میری نیت پر دار و مدار تھا، میں نے کافی سوچا مگر سال بیت چکے تھے اور نیت کو برقرار نہ رکھ سکا، میں نے والدین کو کہا کہ میرا سابقہ نکاح ٹوٹ گیا ہے اس پر والدین بڑے پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ تیرا دماغ خراب ہے دوبارہ نکاح ہمارے لئے شرم کی بات ہے آپ صاحبان تسلی بخش جواب سے نوازیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: طارق علی کیمیل پور..... ۱۹۶۹ء/۱/۱۹

الجواب: یہ الفاظ کنایات ہیں بغیر نیت کے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی ﴿ ۲ ﴾ اور بعد

﴿ ۱ ﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۵۰۲ باب کنایات)

﴿ ۲ ﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله قضاء) قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت

دلالة الحال. (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۵۰۲ باب کنایات)

میں یہ کلام کہ اپنا جہیز لے جاؤ اور لڑکی کو چھڑالو، قرینہ ہے طلاق کے عدم ارادے کا، لہذا طلاق واقع نہیں ہے اور اگر احتیاطاً تجدید نکاح کر لے تو بہتر ہے اور عقد نکاح کیلئے یہ کافی ہے کہ زوجین اقارب کے روبرو ایجاب و قبول کریں ﴿۱﴾ فقط۔ وهو الموفق

فارغ کر دیا ہے، آزاد ہے حرام ہے، الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تلخ کلامی کے دوران کہا میں نے اسے (بیوی کو) فارغ کر دیا ہے جہاں چاہے یہ آزاد ہے، مزید یہ کہ اس کے بعد بھی مختلف موقعوں پر شخص مذکور نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کے الفاظ دہرائے ہیں ان سب باتوں کے باوجود وہ ایک گھر میں رہتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالعزیز سیرہری پور..... ۱۹۸۶ء/۷/۲۳

الجواب: صورت مسئلہ میں تجدید نکاح کافی ہے، کیونکہ اولاً ”آزاد ہے“ ہمارے بلاد کے محاورہ میں

کنایات سے ہے اور اگر صریح ہونا تسلیم کیا جائے تو یہ بائن میں استعمال کیا جاتا ہے وھکذا لفظ الحرام ﴿۲﴾،

﴿۱﴾ وفي الهندية: واما ركنه فالايجاب والقبول والايجاب ما يتلفظ به اولا من اى جانب كان والقبول جوابه هكذا في العناية. (فتاوى عالمگیری ۱: ۲۶۷ كتاب النكاح الباب الاول)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: وقد صرح البزازی اولا بان حلال الله على حرام بالعربية او الفارسية لا يحتاج الى نية حيث قال ولو قال حلال ايزد بروی او حلال الله عليه حرام لا حاجة الى النية وهو الصحيح المفتى به للمعرف وانه يقع به البائن لانه المتعارف، ثم فرق بينه وبين سرحتك فان سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فاذا قال رها كردم اى سرحتك يقع به الرجعى مع ان اصله كناية ايضا وما ذاك الا لانه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق وقد مر ان الصريح مالم يستعمل الا في الطلاق من اى لغة كانت لكن لما غلب استعمال حلال الله في البائن..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

والاصل ان البائن لا يلحق البائن ﴿١﴾. وهو الموفق

نکل جاؤ ورنہ میں طلاق دوں گا“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی نے ساری عمر میری خدمت کی ہے مگر کئی دفعہ میں اس کو کہہ چکا ہوں ”نکل جاؤ ورنہ میں طلاق دوں گا“ ان الفاظ کہنے سے میری بیوی زوجیت سے باہر تو نہیں ہوئی؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عبدالحصیر خان پشاور..... ۱۹۸۳ء/۷/۲۹

الجواب: ”نکل جاؤ“ الفاظ کنایات ہیں اس سے دیگر کنایات کی طرح بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، کما فی رد المحتار ۲: ۶۳۶ ﴿۲﴾ اور چونکہ آپ نے یہ الفاظ بلا نیت طلاق کے کہے ہیں بقرینة مابعدہ ”ورنہ طلاق دوں گا“ لہذا آپ پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے۔ وهو الموفق

”اوزہ“ (نکل جا) لفظ کنائی ہے اور بعد میں طلاق کی خبر کا ذبہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بیوی کے ساتھ جھگڑ رہا

(بقیہ حاشیہ) عند العرب والفرس وقع به البائن ولو لا ذلك لوقع به الرجعی..... والحاصل انه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريمها لا يكون الا بالبائن هذا غاية ما ظهر لي في هذا لمقام. (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۳، ۵۰۴ باب الكنايات)

﴿١﴾ قال العلامة الحصكفي: فالمعتبر فيه اللفظ لا المعنى على المشهور لا يلحق البائن البائن. (الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۵۱۰ باب الكنايات)

﴿٢﴾ قال العلامة الحصكفي: فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال. قال ابن عابدين: (قوله قضاء) قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۵۰۴ باب الكنايات)

تہ جھڑتے وقت کہا ”اوزہ“ یعنی نکل جا اور وہ اسی وقت گھرتے نکل گئی اس وقت اس شخص کی نیت طلاق کی نہیں تھی وہ بیوی تین دن والدین کے گھر رہ کر واپس آ گئی تو شوہر نے کہا پھر کیوں آ گئی میں نے تو تجھے ایک دو تین سے مطلقہ کیا تھا؟ اور حال یہ ہے کہ بیوی کے نکلنے وقت دل میں طلاق کی نیت نہیں تھی شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا نوجروا
المستفتی: عبدالغفار کبیل..... یکم اپریل ۱۹۸۴ء

الجواب: لفظ ”اوزہ“ (نکل جا) کنایات سے ہے اور کنایات میں بغیر نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوتی (شامی ۲: ۶۳۶) ﴿۱﴾ نیز اخبار کاذبہ سے باب دیانت میں طلاق واقع نہیں ہوتی (ردالمحتار ﴿۲﴾ والہندیہ) ﴿۳﴾. وهو الموفق

”میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے“ میں احتمال صریح و کنایہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: فالکنایات لا تطلق بها قضاء الابنية او دلالة الحال، قال ابن عابدین: (قوله قضاء) قيد به لانه لا يقع دیانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال.
(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۲ باب الکنایات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: قال انت طالق او انت حر وعنی الاخبار کذبا وقع قضاء الا اذا شهد علی ذلك، قال ابن عابدین: ای علی انه یخبر کذبا.
(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۹۹ فروع قبیل باب الکنایات)

﴿۳﴾ وفي الہندیة: روى ابن سماعة عن محمد رحمه الله تعالى فيمن قال لامرأته كوني طالقاً او اطلقى قال اراه واقعا ولو قال لها انت طالق او انت طالق او قال قد طلقتك قد طلقتك او قال انت طالق وقد طلقتك تقع ثنتان اذا كانت المرأة مدخولا بها لو قال عنيت بالثاني الاخبار عن الاول لم يصدق في القضاء ويصدق فيما بينه وبين الله تعالى. (فتاوى عالمگیری ۱: ۳۵۵ مطلب اذا كرر الطلاق ونوى الاخبار)

اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے، یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے پھر اس سے پوچھا گیا کہ تم نے دوسری اور تیسری مرتبہ کیوں کہا؟ تو اس نے جواب دیا کہ عورت تین بار سے چھوڑ دی جاتی ہے اسلئے میں نے تین مرتبہ کہا، اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: عبد القوم ماہڑھاڈی آئی حان..... ۱۸/۱۸/۱۳۰۲ھ

الجواب: بظاہر یہ شخص تجدید نکاح کر سکتا ہے، تحلیل کو تاج نہیں ہے، لان هذا اللفظ يستعمل في الطلاق وغيره فيكون من الكنايات، ولو سلم غلبة استعماله في الطلاق فكان صريحا لكنه مثل الحرام لا يستعمل الا لقطع النكاح فيقع به البائن ﴿١﴾، والبائن لا يلحق البائن ﴿٢﴾ واعتقاد تأثير التلث لا يستلزم ارادة الطلقات الثلاثة ﴿٣﴾ فافهم. وهو السوفق

﴿١﴾ قال العلامة ابن عابدين: ثم ظهر لي بعد مدة ما عسى يصلح جوابا وهو ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطاء ودواعيه وذلك يكون بالايلاء مع بقاء العقد وهو غير متعارف ويكون بالطلاق الرافع للعقد وهو قسمان بائن ورجعي لكن الرجعي لا يحرم الوطاء فتعين البائن وكونه التحق بالصريح للعرف لاينا في وقوع البائن به فان الصريح قد يقع به البائن كتطبيقه شديدة ونحوه كما ان بعض الكنايات قد يقع به الرجعي مثل اعتدى واستبرى رحمك وانت واحدة والحاصل انه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريمها لا يكون الا بالباين هذا غاية ما ظهر لي في هذا المقام وعليه فلا حاجة الي ما اجاب به في البزازية من ان المتعارف به ايقاع البائن لما علمت مما يرد عليه.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۳ قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

﴿٢﴾ وفي الهندية: ولا يلحق البائن البائن بان قال لها انت بائن ثم قال لها انت بائن لا يقع الا طلقة واحدة بائنة. (فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۷ الباب الخامس في الكنايات)

﴿٣﴾ وفي الهندية: الطلاق الصريح هو كانت طالق ومطلقة وطلقتك وتقع واحدة رجعية وان نوى الاكثر او الابانة او لم ينو شيئا كذا في الكنز.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۵۳ الباب الثاني في ايقاع الطلاق الفصل الاول)

”پہ ما خور مورئے پہ ما طلاقہ ئے او ورزہ“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی بیوی کو کہہ دے ”تہ پہ ما خور مورئے تہ پہ ما طلاقہ ئے او ورزہ“ یعنی تم مجھ پر بہن، ماں اور خالہ ہو تو مجھ پر طلاق ہے اور چلی جاؤ اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: بوساطت مولانا عبدالحلیم دیروی مدرس حقانیہ..... ۸/۵/۱۴۰۱ھ

الجواب: بیوی کو بہن، ماں اور خالہ بلا تشبیہ کہنا مکروہ ہے مگر موجب طلاق نہیں ہے، لہذا فی شرح التنویر: والاینو شینا او خذف الکاف لغا، هامش ردالمحتار ۲: ۹۳۷ ﴿۱﴾ اور ”تہ پہ ما طلاقہ ئے“ تو مجھ پر طلاق ہے موجب طلاق رجعی ہے ﴿۲﴾ اور ”ورزہ“ یعنی چلی جا کنایات سے ہے، جس کا رد از نیت پر ہے، کما فی ردالمحتار ۲: ۶۳۶ قوله قضاء قید بہ لانہ لا یقع ذیانہ بدون النیة ولو وجدت دلالة الحال ﴿۳﴾ پس بہر حال یہ عورت مغلظہ نہیں ہے، رجوع یا تجدید سے اگر نیت طلاق ہو کام بن سکتا ہے۔ وهو الموفق

چھوڑی چھوڑی چھوڑ کر آیا ہوں وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے طیش میں آ کر اپنی بیوی کو ایک سانس میں چھوڑی چھوڑی چھوڑی چھوڑی چھوڑی چھوڑ کر اس کی حالت میں کہا کہ چھوڑ کر آیا ہوں، کاندار نے اس سے پوچھا کہ کیا چھوڑ کر آئے ہو، اس نے کہا کہ بیوی کو طلاق دے دی اور کاغذ

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۲۶ قبیل باب الکفارة باب الظہار)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغینانی: الصریح هو کانت طالق ومطلقة وطلقتک فهذا یقع بہ الطلاق الرجعی ولا یقع بہ الا واحدة وان نوى الاکثر. (هدایة ۲: ۳۶۰ باب ایقاع الطلاق)

﴿۳﴾ ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۲ باب کنایات

بھی لکھ کر دیا ہوں تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ کاغذ نہیں دیا تھا اور ایک تقریب میں تین چار آدمیوں کے سامنے بھی کہا کہ چھوڑ کر آیا ہوں طلاق دے کر آیا ہوں اس سے طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: حافظ حبیب الہی جہلم ۲۵/۷/۱۹۷۹

الجواب: واضح رہے کہ لفظ چھوڑی بعض علماء کے نزدیک طلاق صریح ہے اور بظاہر یہ کنایات سے ہے، یہ لفظ طلاق اور غیر طلاق دونوں میں مستعمل ہوتا ہے، کما لا یخفی علی من راجع الی المحاورات ﴿۱﴾ اور بہر حال اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے، اما علی الثانی فظاہر واما ﴿۱﴾ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: والاصل الذی علیہ الفتویٰ فی زماننا هذا فی الطلاق بالفارسیة انه اذا كان فیها لفظ لا يستعمل الا فی الطلاق فذلک اللفظ صریح يقع به الطلاق من غیر نية اذا اضیف الی المرأة وما كان بالفارسیة من الالفاظ ما يستعمل فی الطلاق ونی غیره فهو من کنایات الفارسیة فیكون حکمه حکم کنایات العربیة فی جمیع الاحکام کذا فی البدائع. (فتاویٰ عالمگیری ۱: ۳۷۹ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة) اور اس کے بعد اس کی دو مثالیں ذکر کی ہیں: اذا قال الرجل لامرأته بهتتم ترا از زنی (ترکتک من الزوجیة) فاعلم بان هذه اللفظة استعملها اهل خراسان واهل عراق فی الطلاق وانها صریحة عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ حتی كان الواقع به رجعیاً ويقع بدون النية..... واذا قال بهتتم ترا ولم یقل از زنی (ترکتک ولم یقل من الزوجیة) فان كان فی حالة غضب ومذاکرة الطلاق فواحدة یملك الرجعة وان نوى باننا او ثلاثا فهو کما نوى (محولہ بالا) وقال العلامة ابن عابدین. فان سرحتک کنایة لکنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح فاذا قال رها کردم ای سرحتک يقع به الرجعی مع ان اصله کنایة ایضا وما ذاک الا لانه غلب فی عرف الفرس استعماله فی الطلاق.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۳ باب کنایات)

وقد رأیت علی نسخة الشامیة لشیخی بقلم ... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

على الاول فلانه تعورف به البائن مثل لفظ الحرام فليراجع الى كنيات ردالمحتار ﴿١﴾. نیز واضح رہے کہ تکرار سے مقصود کبھی تاکید اور اصرار ہوتا ہے اور کبھی تائیس اور تَعُدُّ ہوتا ہے اور کبھی نیت نامعلوم ہوتی ہے ﴿٢﴾ پس اول اور ثالث میں صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور ثانی میں کبھی متعدد واقع ہوتی ہیں ای اذا کان صریحا اور کبھی ایک واقع ہوتی ہے، ای اذا کان باننا

(بقیہ حاشیہ) سیدی و شیخی و مولائی المحدث الكبير والفقیه النبیل المفتی الاعظم مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم العالیۃ حیث قال: اعلم ان قول السليمانيين "پرے مرے خودہ" ای ترکتھا (چھوڑ دیا) ومثله كناية في العربية كذا في السليمانية لانه يستعمل شاعرا في غير الطلاق ويراد به الطلاق عند القرائن الخارجية فالظاهر انه كناية في السليمانية ايضا فاذا كرره فيقع به الواحدة لان البائن لا يلحق البائن ولو سلم انه صريح فالمتعارف به وتووع البائن لانهم يقصدون ذلك فافهم.

(هذا من افادات شيخنا المعظم مدظله العالی)..... (از مرتب)

﴿١﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله على الحرام فيقع بلا نية للعرف) ای فيكون صريحا لا كناية بدليل عدم اشتراط النية وان كان الواقع في لفظ الحرام البائن لان الصريح قد يقع به البائن كما مر لكن في وقوع البائن به بحث سند كره في باب الكنيات..... كما افتي المتأخرون في انت على حرام بانه طلاق بائن للعرف بلا نية مع ان المنصوص عليه عند المتقدمين توقفه على النية الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۶۹ مطلب قولهم على الطلاق على الحرام)

﴿٢﴾ قال العلامة الحصكفي: كثر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين، قال ابن عابدين: ای ووقع الكل قضاء وكذا اذا طلق اشباه ای بان لم ينو استينافا ولا تاكيدا لان الاصل عدم التاكيد.

(الدرالمختار مع ردالمختار ۲: ۳۹۹ فروع قبيل باب الكنيات)

لان البائن لا يلحق البائن كما صرحوا به ﴿ ۱ ﴾ پس ان قواعد کی بنا پر اس شخص پر تجدید نکاح ضروری ہے تحلیل کی ضرورت نہیں، هذا ما عندی ولعل عندی غیرى احسن منه. وهو الموفق

”میری چار پائی سے دفع ہو جا اپنی چار پائی پر سو جا“ وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں بیوی سے کہا کہ میری چار پائی سے دفع ہو جا اور جا کے اپنی چار پائی پر سو جا، یا صرف یہ کہا کہ مجھ سے دفع ہو جا اور الگ ہو جا، یا غصہ کی حالت میں کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ سے چھڑکا راعنایت فرما دے، یہ تمام الفاظ کسی ناراضگی کی بنا پر شوہر نے اپنی بیوی سے کہے اور یقینی طور پر طلاق کی نیت بالکل نہیں تھی اور نہ مذاکرہ طلاق موجود تھا، ان الفاظ میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: حافظ ہیبت خان حقانی..... ۲۳/۴/۱۹۷۵

الجواب: صورت مسئلہ میں عدم نیت کی وجہ سے کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، کما فی الدر المختار: لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال، وفي رد المحتار ۲: ۶۳۶ قوله قضاء: قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال ﴿ ۲ ﴾. وهو الموفق

میں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے..... فارغ خطی لے جائے“ وغیرہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی روٹھی ہوئی بیوی کو پیغام بھیجا کہ میں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے اپنے والد کو بھیجتا کہ تمہارے لئے فارغ خطی لے جائے، یہ الفاظ کئی بار دہرائے کچھ عرصہ بعد صلح ہو گئی اور اپنی بیوی کو گھر لے آیا اور ہنسی خوشی رہنے لگے، کیا ان الفاظ

﴿ ۱ ﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۵۱۰ باب کنایات)

﴿ ۲ ﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۵۰۲ باب کنایات)

سے دونوں کے درمیان طلاق نہیں ہوئی ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: قاری ضیاء الرحمن بڑھنہ مانسہرہ..... ۸/رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: چونکہ یہ لفظ غالباً طلاق کیلئے استعمال ہوتا ہے لہذا یہ شخص زبانی مراجعت پر اکتفا نہ

کرے، تجدید نکاح کرے، ونظیرہ لفظ الحرام والتفصیل فی رد المحتار ۳: ۳۰۰ باب

الکنایات ﴿۱﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: وقد مر ان الصریح ما لم يستعمل الا فی الطلاق من ای لغة كانت لكن لما غلب استعمال حلال الله فی البائن عند العرب والفرس وقع به البائن ولولا ذلك لوقع به الرجعی، والحاصل ان المتأخرین خالفوا المتقدمین فی وقوع البائن بالحرام بلائیه حتی لا یصدق اذا قال لم انه لاجل العرف الحادث فی زمان المتأخرین فیتوقف الآن وقوع البائن به علی وجود العرف كما فی زمانهم واما ان تعورف استعماله فی مجرد الطلاق لا بقید كونه بائنا یتعین وقوع الرجعی به كما فی فارسیة سرحتك ومثله من وقوع الرجعی بقوله سن بوش او بوش اوز فی لغة الترك مع ان معناه العربی انت خلیة وهو کنایة لكنه غلب فی لغة الترك استعماله فی الطلاق ... ثم ظهر لی بعد مدة ما عسی یصلح جوابا وهو ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطاء ودواعیه وذلك یكون بالایلاء مع بقاء العقد وهو غیر متعارف ویكون بالطلاق الرافع للعقد وهو قسمان بائن ورجعی لكن الرجعی لا یحرم الوطاء فتعین البائن وكونه التحق بالصریح للعرف لا ینافی وقوع البائن به فان الصریح قد یقع به البائن كتطلیقة شدیدة ونحوه كما ان بعض الکنایات قد یقع به الرجعی مثل اعتدی واستبری رحمک وانت واحدة والحاصل انه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة وتحريمها لا یكون الا بالبائن

(رد المحتار ہامش الدر المحتار ۲: ۵۰۴ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

”میں نے اپنی بیوی چھوڑ دی ہے“ کے تین خطوط مختلف لوگوں کو لکھنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ نے گھریلو کشمکش کی وجہ سے بیوی کو طلاق کے ارادہ سے ایک خط یونین کونسل کو لکھا تھا کہ میں نے اپنی بیوی چھوڑ دی ہے اس کے بعد دوسرا خط اپنے بھائی اور تیسرا خط اپنے والد صاحب کو لکھا تھا کہ میں نے بیوی چھوڑ دی ہے اسے گھر سے نکال دو، والد صاحب کو جب خط مل گیا تو فوراً میرے پاس آگئے اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں اور طلاق نامہ نہ لکھیں، بالآخر والد صاحب کے کہنے سے میں نے دوبارہ رجوع کر لیا ہے جو خط میں نے یونین کونسل کو لکھا ہے اس میں طلاق کی شرطیں نہیں لکھیں تھی، بعض علماء سے جو یہاں مسئلہ پوچھا تو کہتے ہیں کہ آپ نے تین خط جو یونین کونسل والد اور بھائی کو لکھے ہیں تو یہ تین طلاق کی شرطیں بن جاتی ہیں آپ صاحبان جواب سے نوازیں کہ اس مسئلہ میں تین طلاق ہیں یا میں رجوع وغیرہ کر سکتا ہوں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد عبداللہ میا نوالی..... ۱۲/۴/۱۹۶۹

الجواب: اگر آپ نے خطوط میں یہ جملہ لکھا ہو کہ میں نے بیوی چھوڑی ہے تو آپ اس عورت کو دوبارہ رجوع کر سکتے ہیں ﴿۱﴾ اگرچہ ایسا خط آپ نے تین یا تین سے زائد اشخاص ﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: فان سرحتك كناية لکنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فاذا قال رها کردم ای سرحتك يقع به الرجعی مع ان اصله كناية ایضا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۳ باب الكنايات)

وفي الهندية: والاصل الذي عليه الفتوى في زماننا هذا في الطلاق بالفارسية انه اذا كان فيها لفظ لا يستعمل الا في الطلاق فذلك اللفظ صريح يقع به الطلاق من غير نية اذا اضيف الى المرأة.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۹ الفصل السابع في الالفاظ الفارسية)

کو لکھا ہو ﴿۱﴾ اور اگر آپ نے یہ جملہ لکھا ہو کہ میں نے تین طلاق دی ہیں یا تین شرط سے طلاق ہے تو آپ تکمیل سے بغیر اس کو بیوی نہیں بنا سکتے ﴿۲﴾ آپ کے لکھے ہوئے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عدہ نہیں لکھا ہے لہذا آپ رجوع کر سکتے ہیں۔ وهو الموفق

بیوی نہیں بناؤں گا ”تو مجھے نہیں چاہئے“ بیوی مجھ سے آزاد ہے“ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی بیوی ہندہ عرصہ تین سال سے جدا ہے کسی وجہ سے وہ لے جانا نہیں چاہتا اور اسی عرصہ میں خرچہ کے واسطے ایک پائی بھی نہیں دی اور جماعت کثیرہ کے سامنے اس قسم کے الفاظ بولے ہیں: ایک دفعہ کہا کہ اگر آئے تو بیٹھی رہے گی مگر بیوی نہیں بناؤں گا اگر نہیں آئی تو مجھے نہیں چاہئے دوسری دفعہ کہا کہ میری بیوی مجھ سے آزاد ہے اور میں اس سے آزاد ہوں کیا ان الفاظ سے ہندہ پر طلاق پڑ گئی ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی: نا معلوم.....

الجواب: واضح رہے کہ میں بیوی نہیں بناؤں گا وعید ہے انشاء طلاق نہیں ہے اور تو مجھے نہیں

چاہئے یہ بھی الفاظ طلاق نہیں ہیں، ہندیہ ۱: ۴۰۰ ولو قال لاحاجة لی فیک ینوی الطلاق

﴿۱﴾ وفي الهندية: في المنتقى لو كتب كتابا في قرطاس و كان فيه اذا اتاك كتابي هذا فانت طالق ثم نسخه في كتاب آخر او امر غيره ان يكتب نسخة ولم يملل هو فاتاها الكتابان طمئت تطليقتين في القضاء اذا قرانهما كتاباه او قامت به بينة واما فيما بينه وبين الله تعالى فيقع عليها تطليقة واحدة لانهما نسخه واحدة.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۹ الفصل السادس في الطلاق بالكتابة)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

فلیس بطلاق ﴿۱﴾ اور یہ الفاظ کہ مجھ سے آزاد ہے اگرچہ بظاہر صریح ہیں لان الصریح مالہم يستعمل الا فیہ ای غالباً ولو بالفارسیة کما فی ردالمحتار ۲: ۵۹۰ ﴿۲﴾ لیکن یہ الفاظ کہ میں اس سے آزاد ہوں تقاضا کرتے ہیں کہ آزادی سے ایک ایسا تعلق مراد ہے جو کہ زوجین کے درمیان مشترک ہو مثلاً حقوق نکاح، پس یہ لفظ اسی تقدیر پر کنایات سے ہوگا جن میں بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، کما صرح بہ فی ردالمحتار ۲: ۶۳۶ ﴿۳﴾. وهو الموفق

شوہر کا بیوی کو گھر سے نکالنے اور مختلف الفاظ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ (۱) ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر سے نکال دیا عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق دی ہے آدمی کہتا ہے کہ نہ میں نے طلاق دی ہے اور نہ دل میں اس کی نیت تھی بلکہ محض ڈانٹنا مقصود تھا۔ (۲) آدمی کہتا ہے کہ نہ میں نے گھر سے نکالی ہے نہ طلاق کا لفظ کہا ہے بلکہ صرف یہ کہا ہے کہ عورت کی طرح گزارہ کرو۔ (۳) زبان سے صرف یہ کہا ہو کہ نکل جاؤ۔ (۴) عورت کہتی ہے کہ میں گواہوں سے ثابت کر سکتی ہوں کہ مجھے گھر سے نکالا ہے لیکن مرد انکار کرتا ہے۔ (۵) عورت کہتی ہے کہ میں گواہوں سے ثابت کر سکتی ہوں کہ مجھے

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۲﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۴۶۵ باب الصریح)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: انت حرة اختاری امرک بیدک سرحتک فارقتک لا یحتمل السب والرد ففی حالة الرضا ای غیر الغضب والمذاکرة تتوقف الاقسام الثلاثة تاثیراً علی نية للاحتمال، قال العلامة ابن عابدین: لما ذکرنا من ان کل واحد من الالفاظ یحتمل الطلاق وغیره والحال لا تدل علی احدهما فیستل عن نیتہ ویصدق فی ذلک قضاء بدائع.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۳ مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

گھر سے نکالا بھی ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ میں تجھے نہیں چاہتا ہوں لیکن مرد انکار کرتا ہے۔
مندرجہ بالا صورتوں میں کونسی طلاق واقع ہوئی ہے؟ بینو اتوجروا
المستفتی: محمد ظاہر بنوں

الجواب: (۱) عورت کا گھر سے نکالنا طلاق نہیں ہے لعدم الرکن (ماخوذ از شامی) ﴿۱﴾. (۲) ”عورت کی طرح گزارہ کرو“ نہ صریح ہے اور نہ کنایہ بلکہ نصیحت ہے (ماخوذ از شامی) ﴿۲﴾. (۳) ”نکل جاؤ“ کنایہ ہے اس سے نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی (شامی) ﴿۳﴾. (۴) نہ نکالنا طلاق ہے اور نہ ”نکلو“ بغیر نیت کے طلاق ہے (شامی) ﴿۴﴾۔ (۵) میں تجھے نہیں چاہتا ہوں“ نہ صریح ہے اور نہ کنایہ (ہندیہ ۱: ۴۰۰) ﴿۵﴾. وهو الموفق

”مجھ سے میری بیوی رہ چکی ہے رہ چکی ہے رہ چکی ہے“ کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی پچازادی بھی ہے

﴿۲، ۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة فخرج الفسوخ علی ما مر وازاد اللفظ ولو حکما لیدخل الكتابة المستبينة الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ کتاب الطلاق)

﴿۳، ۳﴾ قال العلامة الحصکفی: والکنایات ثلاث ما یحتمل الرد او ما یصلح للسب اولاً ولا فنحو اخرجی واذہبی وقومی تقنعی تخمری استتری انتقلی انطلقی اغربی اعزبی یحتمل رد او نحو خلیہ بریة بائن الخ.

(الدرالمختار علی هامش ردالمختار ۲: ۵۰۳ باب الکنایات)

﴿۵﴾ وفي الهندیة: ولو قال لا حاجة لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

اپنے والدین کے ہاں باعث ناچاقی گئی تھی اس کی غیر موجودگی میں میری اس کے بھائی سے تلخ کلامی ہو گئی، میں نے اس دوران غصہ میں کہہ دیا کہ مجھ سے میری بیوی رہ چکی ہے رہ چکی ہے رہ چکی ہے، اسی طرح نو یا دس مرتبہ کہا، میری ساس نے مجھے کہا کہ کیا تمہیں طلاق ہے؟ تو مجھے فوراً احساس ہوا کہ میں طلاق نہیں دیتا دراصل میرے دل میں یہ تھا کہ میری بیوی والدین کے گھر رہے میں گھر نہیں لاؤں گا کیا ان الفاظ سے میرے نکاح پر کوئی اثر پڑا ہے یا نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: کمال خان حائل سعودیہ عربیہ..... ۱۸/۴/۱۴۰۱ھ

الجواب: بیوی مجھ سے رہ چکی ہے نہ صریح ہے نہ کنایہ ہے اس سے بیوی مطلقہ نہیں ہوتی جب

نیت اور ارادہ طلاق بھی نہ ہو ﴿۱﴾۔ وهو السوفق

گھر سے چلی جاؤ مجھ سے فارغ ہو جاؤ خاوند کر لو وغیرہ الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ

کہے ہیں تم میرے گھر سے چلی جاؤ مجھ سے فارغ ہو، جاؤ اور خاوند کر لو، اب میں تم کو بیوی کی حیثیت سے نہیں رکھنا چاہتا، تین دفعہ یہ الفاظ استعمال کئے ہیں اور بڑی بے دردی سے بیوی کو بری طرح مارا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ میں تمہارے والد سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ شادی کا خرچہ لے لوں گا، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ واقع ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: میر عبدل ڈھوک..... ۲۹/۹/۱۹۷۶

الجواب: اگر خاوند نے یہ الفاظ طلاق کی نیت و ارادہ سے بولے ہوں تو یہ عورت مطلقہ ہوئی

﴿۱﴾ وفي الهندية: قد اتفقوا جميعا انه لو قال والله ما انت لي بامرأة او لست والله لي

بامرأة فانه لا يقع شيء وان نوى ولو قال لاحاجة لي فيك ينوي الطلاق فليس بطلاق.

(فتاوى عالمگیریہ ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس في الكنايات)

ہے اور عدت کے بعد دوسری جگہ باقاعدہ شادی کر سکتی ہے، کما فی شرح التنویر لا تطلق بها قضاء الابیة او دلالة الحال، وفي ردالمحتار: قوله قضاء قيد به لانه لا يقع دیانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال ۱: ۶۳۶ ﴿۱﴾. وهو الموفق

بیوی کو کہنا کہ ”چلو“ سے طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیوی سے میں نے کہا تھا کہ تم بہت موٹی ہو تو اس نے کہا کہ پتلی کر لو، تو میں نے جواب میں کہا ”چلو“ اور معمولی وقفہ کے ساتھ میں نے کہا تھا کہ یہ تم نے نئی بات کر دی جبکہ طلاق وغیرہ کی بالکل نیت نہیں تھی کیا لفظ ”چلو“ سے طلاق واقع ہوگی؟ بینواتو جروا

المستفتی: غلام سرور ڈاک شبینہ راولپنڈی..... ۱۸/۹/۱۹۷۰

الجواب: صورت مسئلہ میں نیت طلاق کی نہ ہونے کی وجہ سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے،

لان کنایات لا يقع بها الطلاق الا بالنية کما فی ردالمحتار ۲: ۶۳۶ ﴿۲﴾. وهو الموفق

اگر..... میرا بیوی پر کوئی حق نہ ہوگا، الفاظ کنایہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی منکوحہ کے سامنے یہ الفاظ کہے اس حال میں کہ اس نے ارادہ طلاق کیا تھا لیکن گواہوں کے منع کرنے سے طلاق نہیں دی پھر یہ الفاظ کہے کہ اگر میں اس کنویں سے دو تین دن کے ارادہ سے منکوحہ کی اجازت کے بغیر کہیں گیا تو پھر مجھے

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۲ باب کنایات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: فالکنایات لا تطلق بها قضاء الابیة او دلالة الحال.

(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۰۱، ۵۰۲ باب کنایات)

اس پر کوئی حق نہ ہوگا، پھر زید چپکے سے بلا اجازت منکوحہ کہیں گیا اور ایک سال تک غائب رہا ہے کیا طلاق واقع ہوئی؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبد الہادی گندف صوابی..... ۱۲/۲/۱۹۷۳

الجواب: یہ لفظ کہ میرا بیوی پر کوئی حق نہ ہوگا، لا سبیل لی علیک کے ساتھ مساوی ہے اور یہ لفظ کنایات میں سے ہے، کما صرح بہ فی الہندیۃ ۱: ۴۰۰ ﴿۱﴾ پس اس لفظ سے یعنی میرا بیوی پر کوئی حق نہ ہوگا، طلاق بائن واقع ہوگی بشرطیکہ خاوند نے اس لفظ سے طلاق مراد لی ہو، کما فی رد المحتار ۲: ۶۳۶ قوله قضاء قید بہ لانہ لا یقع دیانۃ بدون النیۃ ولو وجدت دلالة الحال ﴿۲﴾. وهو الموفق

”مجھے تمہاری ضرورت نہیں“ الفاظ کنایہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ مجھے تمہاری ضرورت نہیں بیوی والدین کے گھر چلی گئی، تین ماہ گزر گئے تو زید کا والد زید کے سرال جا کر اپنی بہو کو گھر لے آیا اب عرض یہ ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ کی وجہ سے زید بیوی کو رجوع کر سکتا ہے؟ کیا یہ مطلقہ بائن ہوگئی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولوی عنایت الاسلام بلیننگ کوہاٹ..... ۵/۹/۱۹۷۰

﴿۱﴾ وفی الہندیۃ: والحق ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بخلیۃ وبریۃ وبائن وحرام اربعۃ اخری ذکرھا السرخسی فی المبسوط وقاضی خان فی الجامع الصغیر و آخرون وہی لا سبیل لی علیک لاملک لی علیک.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۲﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۰۲ باب الکنایات)

الجواب: چونکہ یہ الفاظ کنایات سے ہیں لہذا اگر خاوند نے طلاق کی نیت اور ارادہ سے بولے ہوں تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر طلاق دینے کے ارادہ سے نہ ہوں، تو ہین وغیرہ کے ارادہ سے ہوں تو طلاق واقع نہ ہوگی، فی الدر المختار: کنایتہ مالہ یوضع لہ واحتملہ وغیرہ فالکنایات لا تطلق بہا قضاء الابنیۃ او دلالة الحال، قال العلامة الشامی: قید بہ لانہ لا یقع دیانۃ بدون النیۃ (ردالمحتار ۲: ۶۳۶) ﴿۱﴾ بلکہ بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ طلاق سے نہیں ہے لہذا باوجود نیت کے بھی اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، قالوا فی الہندیۃ ۱: ۴۰۰: ولو قال لا حاجة لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق ﴿۲﴾. وهو الموفق

”میں نے چھوڑ دیا“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ”میں نے چھوڑ دیا“ یہ الفاظ طلاق میں کیا حکم رکھتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی: نا معلوم.....

الجواب: واضح رہے کہ یہ لفظ یعنی ”چھوڑ دیا“ طلاق اور غیر طلاق دونوں میں کثرت سے مستعمل ہیں قرآن کی وجہ سے کسی ایک کا تعین کیا جاتا ہے، پس بظاہر یہ لفظ ”ترکتھا“ کی طرح کنایات سے ہوگا جس میں نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوتی، نیز یہ لفظ اگر طلاق میں متعارف ہو تو طلاق بائن میں متعارف ہوگا، ابل عرف کے نزدیک بینوت مراد لی جاتی ہے والصریح قد یقع بہ البائن کما فی ردالمحتار ۲: ۶۳۹ ﴿۳﴾ والصریح لا یقع بہ الطلاق دیانۃ عند عدم النیۃ کما فی

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۱، ۵۰۲ باب الکنایات)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۳﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۴۶۹، ۵۰۳ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب ہنا باب الکنایات)

ردالمحتار ۲: ۵۹۳ ﴿۱﴾ نعم اذا كان هازلا فيقع طلاقه لكونه ناويا زجرا ﴿۲﴾
وللحديث المشهور ﴿۳﴾ فافهم. وهو الموفق

”بیوی مجھ سے آزاد ہے میں اس سے آزاد ہوں“ بائن میں متعارف ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی بیوی عرصہ تین سال سے جدا ہے اس عرصہ میں زید نے ایک پائی بھی خرچہ کے واسطے نہیں دی ہے اور نہ یہ توجہ کی ہے کہ یہ میری بیوی ہے، جماعت کثیرہ کے سامنے اس سے دو قسم کے الفاظ سن گئے ہیں، ایک دفعہ کہا کہ اگر گھر آئی تو بیٹھی رہے گی مگر بیوی نہیں بناؤں گا اگر نہیں آئی تو مجھے نہیں چاہئے دوسری دفعہ کہا کہ ﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله غير عالم بمعناه) كما لو قالت لزوجها اقرأ على اعتدى انت طالق ثلاثا ففعل طلقت ثلاثا في القضاء لا فيما بينه وبين الله تعالى اذا لم يعلم الزوج ولم ينو بحر عن الخلاصة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۶۱ قبیل مطلب فی طلاق المدھوش)

﴿۲﴾ قال العلامة الشامي: (قوله هازلا) اي فيقع قضاء وديانة..... بانه مكابر باللفظ فيستحق التغليظ وكذا في البزازية..... وبعد صفحة..... (جعل هزله به جدا) لانه تكلم بالسبب قصدا فيلزمه حكمه وان لم يرض به.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۵۹، ۳۶۱ مطلب فی تعريف السكران و حكمه)

﴿۳﴾ قال رسول الله ﷺ: ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة وفي رواية والعتاق وفي رواية واليمين، وقال علي كرم الله وجهه: ثلاثة لا لعب فيهن الطلاق والعتاق والنكاح. (رواه الخمسة (احمد واصحاب السنن) الا النسائي عن ابي هريرة وقال الترمذي حديث حسن غريب واخرجه الحاكم وصححه والدارقطني وفي اسناده ابن ازدك وهو مختلف فيه.

(نيل الاوطار ۶: ۲۳۲ وما بعدها نصب الراية في الهامش ۳: ۲۲۳)

میری بیوی مجھ سے آزاد اور میں اس سے آزاد ہوں، جماعت کثیرہ ان الفاظ کی شاہد ہے کیا اس سے طلاق واقع ہوئی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: قاری عبدالرؤف ہائی سکول ڈاگئی..... ۲۸/۹/۱۹۷۵

الجواب: واضح رہے کہ یہ لفظ مجھ سے آزاد ہے بذات خود کنایہ ہے لیکن ہمارے عرف میں یہ لفظ طلاق بائن میں متعارف ہے لہذا بشرطہ مدق وثبوت اس سے طلاق (بائن) واقع گی، فلیسوا جمع الی ردالمحتار ۲: ۶۳۸، ۶۳۹ ففیہ ذکر بعض نظائرہ ﴿۱﴾. وهو الموفق

تو میری کچھ نہیں لگتی میں ذہنی طور پر اس سے فارغ ہوں“ الفاظ کنائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ازراہ مذاق اپنی بیوی کو کہا کہ ”تو میری کچھ نہیں لگتی“ اس کلام کے دوران زید کی نیت طلاق یا بیوی کے ساتھ قطع تعلق وغیرہ کی نہیں تھی، کیا اس سے نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے؟ اسی طرح ایک شخص نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ ”میں ذہنی طور پر

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: وقد صرح البزازی اولا بان حلال الله على حرام بالعربية او الفارسية لا يحتاج الى نية حيث قال ولو قال حلال ايزد بروی او حلال الله عليه حرام لا حاجة الى النية وهو الصحيح المفتى به للعرف وانه يقع به البائن لانه المتعارف ثم فرق بينه وبين سرحتك فان سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فاذا قال رها كردم ای سرحتك يقع به الرجعی مع ان اصله كناية ايضا وما ذاك الا انه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق وقد مر ان الصريح ما لم يستعمل الا في الطلاق من ای لغة كانت لكن لما غلب استعمال حلال الله في البائن عند العرب والفرس وقع به البائن..... فيتوقف الآن وقوع البائن به على وجود العرف..... وكونه التحق بالصريح للعرف لا ينافي وقوع البائن به فان الصريح قد يقع به البائن الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۳، ۵۰۴ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

اس سے فارغ ہوں“ سننے والے نے کہا کہ کیا آپ کی اس سے طلاق مراد ہے؟ اس نے جواباً کہا کہ میری نیت اور مراد فی الحال طلاق کی نہیں ہے، البتہ میرا آئندہ طلاق دینے کا ارادہ ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: محمد اکرم کویت..... ۹/ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: ان دونوں صورتوں میں بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ کنایات میں نیت طلاق کا موجود ہونا ضروری ہے اور یہاں نیت موجود نہیں (کما فی الشامیة ﴿۱﴾ والہندیة ﴿۲﴾ والبحر) ﴿۳﴾. وهو الموفق

مجھے اس کی حاجت نہیں دوسری جگہ اس کا نکاح کرو“ سے طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ ”مجھے اس (بیوی) کی حاجت نہیں دوسری جگہ اس کا نکاح کرو“ کیا ان دو الفاظ سے طلاق واقع ہوگی؟ بینواتو جروا
المستفتی: عبدالحمید ایس وی لدھاڈی آئی خان

الجواب: یہ لفظ کہ ”مجھے اس کی حاجت نہیں“ الفاظ طلاق سے نہیں ہے اور یہ لفظ کہ ”دوسری

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: فالکنایات لا تطلق بها قضاء الابنية او دلالة الحال، قال ابن عابدین: (قضاء) قید به لانه لا يقع دیانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۰۱، ۵۰۲ باب الکنایات)

﴿۲﴾ وفي الہندیة: الکنایات لا يقع بها الطلاق الا بالنية او بدلالة حال کذا فی الجوہرۃ النیرة.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۴ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجیم: (قوله لا تطلق بها الابنية او دلالة الحال) ای لا تطلق بالکنایات قضاء الا باحدى هذین لانها غیر موضوعة للطلاق بل موضوعة لما هو اعم منه.

(البحر الرائق ۳: ۲۹۸ باب الکنایات)

جگہ اس کا نکاح کرو“ الفاظ طلاق سے ہے جبکہ طلاق کی نیت اور ارادہ سے بولے گئے ہوں
(ہندیہ) ﴿۱﴾. وهو الموفق

”کوئی اچھا سا آدمی دیکھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ کرلو“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ لڑکی لڑکے کا نکاح ہوا تھا جب لڑکا بالغ ہو چکا بوجہ ناچاقی کے لڑکی کے والدین کو کراچی سے بذریعہ خط لکھا کہ تم بولتے ہو کہ تم اپنے والدین کو چھوڑ دو تو تب ہم رشتہ دیں گے ورنہ نہ دیں گے اب تو میں نے شادی ہی نہیں کی ہے تو میرے والد کو مجھ سے جدا کرتے ہو جب میں شادی کروں گا تو پھر کیا رویہ ہوگا، میں قطعاً تمہاری لڑکی کا جو کہ میری منلوحہ ہے اس کا خواہش مند نہیں ہوں تم کوئی اچھا سا آدمی دیکھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ کر لو میری طرف سے اجازت ہے اور میرا سامان جو کہ نکاح کے وقت لڑکی کو دیا تھا اس کو واپس میرے گھر پہنچا دو اور میرے خلاف عدالت میں قانونی کارروائی نہ کرو اور قومی جرگہ میں بیٹھ کر لین دین میرے ساتھ ختم کر دو وغیرہ ان الفاظ اور خط کا کیا حکم ہے کیا طلاق پڑگئی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: رفیق محمد ہری پور..... ۲۰/۱۲/۱۹۷۱

الجواب: اگر خاوند نے یہ الفاظ ”کوئی اچھا سا آدمی دیکھ کر اپنی لڑکی کا رشتہ کرلو“ نکاح کے

ختم کرنے کے ارادہ سے بولے ہو تو یہ لڑکی مطلقہ ہوئی ہے ورنہ مطلقہ نہیں ہوئی ہے، و نظیرہ ما فی

﴿۱﴾ وفي الهندیة: وباتغی الازواج تقع واحدة بائنة ان نواها او اثنين وثلاث ان نواها هكذا فی شرح الوقایة..... ولو قال لا حاجة لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق..... ولو قال لها اذہبی فتزوجی تقع واحدة اذا نوى.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۵، ۳۷۶ الفصل الخامس فی الکنايات)

الهندية ۱: ۴۰۰ وبابتغى الازواج تقع واحدة ان نواها الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق

”طلاق دے تو تم فری ہو، جو ابابا کہا میں فری ہوں“ طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید کا نکاح صغریٰ میں زینب (نابالغہ) کے ساتھ قرار پایا تھا، زید کی بلوغت کے بعد والد نے اسے تنہائی میں کہا کہ اب ہم تیری بیوی کی رخصتی کر کے گھر لانا چاہتے ہیں زید نے کہا کہ میں شادی نہیں کرتا، مراد اس کی زینب کے ساتھ شادی نہ کرنے کی تھی، والد اصرار کرتا رہا اور لڑکا انکار، پھر والد نے کہا کہ اچھا پھر طلاق دے دو، لڑکے نے کہا کہ میں طلاق دیتا ہوں یہ بات چیت کمرے میں ہو رہی تھی باہر لوگ انتظار میں تھے، باپ نے بیٹے کو کہا کہ اچھا باہر چلو اور آدمیوں کے سامنے طلاق دو، باہر آنے کے بعد یوں گفتگو ہوئی باپ نے کہا کہ دے طلاق تو فری ہے زید نے کہا کہ میں فری ہوں، اسی طرح الفاظ کا کئی بار تکرار جا نہیں سے ہوا پھر باپ نے کہا کہ کیا تو لا تعلق ہے زید نے کہا کہ میں لا تعلق ہوں اس صورت مندرجہ میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد رمضان کنڈیاں میا نوالی..... ۱۹۷۲ء/۹/۳۰

الجواب: زید پر اپنی منکوہہ مطلقہ مبانہ ہوئی ہے، لان ہذین اللفظین من الکنایات

لان الکنایة ما لم یوضع للطلاق واحتمله وغیره وحکمها وقوع الطلاق عند النية

والارادة ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: کنایة (الطلاق) ما لم یوضع له ای الطلاق واحتمله وغیره

فالکنایات لا تطلق بها قضاء الابنية او دلالة الحال.

(الدر المختار هامش رد المحتار ۲: ۵۰۱ باب الکنایات)

باب تعليق الطلاق

تعليقي طلاق میں شرط خواہ اصلہ پوری کرے یا وکالتہ حث واقع ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ مجھ پر اپنی منکوحہ تین شرط سے طلاق ہوگی اگر میں اپنی لڑکی کا رشتہ بھانجے کو دوں، اب اگر زید اپنی لڑکی کا اختیار چاہے یا دادی کو دے دے کہ وہ لڑکی جس کو چاہیں دے دیں اب اگر چاہا یا دادی اس لڑکی کا رشتہ اس لڑکی کے کو دے دیں جس کی قسم زید نے اٹھائی ہے تو کیا اس صورت میں زید پر طلاق عائد ہوگی؟ بینواتوجروا
المستفتی: محمد سلیمان بابر گڑھی حبیب اللہ

الجواب: زید نے اگر اس لڑکی کو اصلہ یا وکالتہ بھانجے کو نکاح میں دیا تو اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی، لوجود الشرط ﴿۱﴾ لہذا بغیر اطلاع زید اور بغیر اختیار دینے کے دیگر رشتہ دار مثلاً چچا یا والد یا دادی عقد نکاح کرے اور لڑکی سے اجازت لی جائے اگر بالغہ ہو ورنہ بغیر اجازت کے عقد نکاح کرے ﴿۲﴾ مختصر یہ کہ اس نکاح میں زید کوئی مداخلت نہ کرے ﴿۳﴾۔ وہو الموفق

﴿۱﴾ قال الامام ابواللیث السمرقندی: والفاظ الشرط ستة..... فمتی ما وجدت هذه الشرائط انحلت الیمین وانتهی الامر. (خزانة الفقه ۱۱۹ مبحث الفاظ الشرط)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: حلف لا یتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حث وبالفعال ومنه الكتابة خلافا لابن سماعہ لا یحنت به یفتی خانیه. (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۳: ۱۵۰ مطلب حلف لا یتزوج فزوجه فضولی)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: فلو حلف لا یتزوج فعقدہ بنفسه او وکل فعقد الوکیل حث. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا یتزوج)

ارادہ تعلیق طلاق ہو لیکن غفلت کی وجہ سے تجیز صادر ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے والد سے کہا کہ یا میری تنخواہ تین سو سے بڑھا کر پانچ سو کر دیجئے یا مجھے اپنے آپ سے علیحدہ کر دیجئے، لیکن زید کا والد نہیں مانتا، زید نے طلاق کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کا ارادہ کیا اس لئے اس نے اپنے دل میں یہ الفاظ تیار کر لئے ”فلانہ آج تو اپنے والدین کے گھر چلی جاورنہ تجھے تین طلاق اور اگر میری اجازت کے بغیر آئی تو بھی تجھے تین طلاق“ کافی وقت تک ان الفاظ پر غور کرتا رہا کہ کہیں یہ الفاظ خطرناک نہ ہوں، کافی سوچ بچار کے بعد زید اس نتیجہ پر پہنچا کہ چلو یہ الفاظ خطرناک نہیں کیونکہ اگر والد صاحب نے تنخواہ بڑھادی تو اپنی بیوی کو واپس لے آؤں گا، بہر حال زید نے یہ الفاظ کئی بار دل میں دہرائے اور خوب ذہن نشین کر لئے لیکن اس کے باوجود طلاق دیتے وقت اس نے غلطی اور جلدی میں یہ الفاظ کہے ”فلانہ آج تو اپنے والد کے گھر چلی جا تجھے تین طلاق“ اتنا کہتے ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اس نے لفظ ”ورنہ“ استعمال نہیں کیا ہے لہذا وقفہ کے بغیر فوراً اس نے الفاظ درست کر لئے اور یوں کہا ”فلانہ آج تو اپنے والدین کے گھر چلی جاورنہ تجھے تین طلاق“ زید کی بیوی اس وقت والدین کے گھر چلی گئی، دو دن بعد زید کا والد تنخواہ بڑھانے پر راضی ہوا پھر زید نے اپنی بیوی کو گھر آنے کی اجازت دے دی، اب سوال یہ ہے کہ کیا زید کی خطا کی وجہ سے یعنی لفظ ”ورنہ“ کا استعمال نہ کرنے کی وجہ سے اگرچہ اس نے دوبارہ الفاظ درست کئے ہیں کیا زید پر اپنی بیوی حرام ہوئی ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محبوب الرحمن..... ۱۶/۴/۱۹۷۵

الجواب: بشرط صدق اس خاوند (زید) پر اپنی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ اس نے ارادہ تعلیق کا کیا تھا، لیکن غفلت کی وجہ سے تجیز کے الفاظ صادر ہوئے، يدل عليه ما في الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۴ او مخطئا بان اراد التكلم بغير الطلاق فجري على لسانه الطلاق (الى

ان قال) يقع قضاء فقط بخلاف الهازل واللاعب فانه يقع قضاء وديانة فافهم ﴿١﴾ .
نوٹ:..... اگر اس خاوند نے منجز کو عہد اذکر کر کے معلق مراد لی ہو تو اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ
ہوگی ﴿٢﴾۔ وهو الموفق

یمین بتعلق الطلاق میں کفارہ دینے سے کام نہیں بنتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنے لڑکے سے ناراض ہو کر کہہ دیتا ہے کہ اگر میں تجھ سے راضی ہو جاؤں یا کوئی تعلق رکھوں تو مجھ پر میری بیوی اور تمہاری ماں تین شرط طلاق ہے، اب اگر رسمی زید کسی وجہ سے لڑکے سے راضی ہو جائے تو قسم لازم ہوگی یا نہیں؟ اور کفارہ لازم ہو گا یا نہیں؟ اگر کفارہ لازم ہو جائے تو کیا اور کس قدر، ذرا وضاحت مطلوب ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولوی جمیل احمد امام مسجد کڈالہ بیٹ آباد..... ۱۹۷۴ء/۱۱/۱۲

الجواب: واضح رہے کہ یمین مذکورہ یمین باللہ نہیں ہے حتیٰ کہ کفارہ سے کام بنے بلکہ یہ یمین بتعلق ہے ﴿٣﴾ اس لئے اگر یہ شخص زید اپنے بیٹے سے راضی ہو جائے یا لڑکے سے تعلق رکھے تو اس پر

﴿١﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۴۶۱ کتاب الطلاق)
﴿٢﴾ وفي الهندية: ولو قال انت طالق ثم ان دخلت الدار فانه يقع الطلاق ولو نوى التعليق لا تصح نيته اصلا. (فتاوى عالمگیری ۱: ۲۲۱ الفصل الثالث في تعليق الطلاق)
﴿٣﴾ قال العلامة الحصكفي: اليمين عبارة عن عقد قوی به عزم الحالف علی الفعل او الترك فدخل التعليق فانه يمين شرعا، قال العلامة ابن عابدين: لانه يقوى به عزم الحالف علی الفعل في مثل ان لم ادخل الدار فزوجته طالق وعلی الترك في مثل ان دخلت الدار..... وبعد صفحة (و حکمها البر او الکفارة) ای البر اصلا و الکفارة خلفا کما فی الدر المنتقى وانت خبير بان الکفارة خاصة باليمين بالله تعالیٰ.

بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی، لان المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت الشرط كما في شرح المجلة ۵۴ ﴿۱﴾ اب تدبیر یہ ہے کہ یہ شرط لگانے والا (زید) بیوی کو ایک طلاق بائن دیوے اور عدت گزرنے کے بعد بیٹے سے راضی نامہ کرے اور تعلق رکھے اس کے بعد تجدید نکاح کرے، صرح بہا فی الہندیۃ ۶: ۲۱۰ ﴿۲﴾. وهو الموفق

طلاق کی تفویض، عزل وکیل، اور اس میں گواہی وغیرہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں:

(۱) زید نے ان الفاظ کے ساتھ اپنے والد کو طلاق کا حق تفویض کیا کہ جب چاہے جیسے چاہے میرا والد میری منکوحہ کو طلاق دے سکتا ہے اور پھر یہ اختیار واپس لیتا ہے تو کیا یہ اختیار والد سے واپس لیا جاسکتا ہے؟ (۲) زید کے والد نے طلاق کو اس بات سے معلق کیا کہ اگر زید کی بیوی ہماری مرضی کے بغیر کہیں چلی جائے یا کسی کے ساتھ چلی جائے تو اس کو شرعی طلاق مغلظہ ہے لیکن اس بات کا علم زید کو بھی نہیں ہے اور نہ زید کی بیوی کو ہے، اگر زید کی بیوی اس شرط کی خلاف ورزی کرے تو عدم علم کے باوجود کیا طلاق واقع ہوگی؟ اگر طلاق ہو جاتی ہے تو کیا زید دوبارہ نکاح کر سکتا ہے؟ (۳) زید کا والد طلاق کو معلق کر کے یہ کہتا ہے کہ اگر شرط کی خلاف ورزی ہو تو شرعاً طلاق مغلظہ، اس کے ساتھ اور کوئی لفظ یا نیت کا اظہار نہیں کرتا کیا اس سے طلاق واقع ہوگی (۴) جب زید اصرار کر رہا ہے کہ میں نے اپنے والد سے طلاق کا اختیار اس کا طلاق نافذ کرنے سے پہلے لے لیا تھا، کیا زید کے والد کے پاس طلاق دینے کا اختیار پھر باقی رہ سکتا ہے؟ (۵) زید

﴿۱﴾ (شرح المجلة للآتاسی ۱: ۲۳۲ مادة: ۸۲)

﴿۲﴾ وفي الہندیۃ: اذا حلف بثلاث تطليقات ان لا يكلم فلانا فالسبيل ان يطلقها واحدة

بائنة ويدعها حتى تنقضي عدتها ثم يكلم فلانا ثم يتزوجها كذا في السراجية.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۶: ۳۹۷ کتاب الحیل الفصل السابع فی الطلاق)

اس بات پر مصر ہے کہ مجھ سے تفویض والے کاغذ پر جبراً دستخط لئے گئے ہیں اور اس وقت ان الفاظ کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا جبکہ زید کے والد نے دو گواہ ایسے پیش کئے جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ زید نے بخوشی اور بلا جبر واکراہ دستخط کئے ہیں لیکن یہ دو گواہ زید کے والد کے ملازم ہیں اس صورت میں گواہوں کے ساتھ زید کی بات قابل ترجیح ہوگی یا زید کے والد کی؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد ادریس C/O ناظم مدرسہ نصرۃ العلوم گجرانوالہ..... ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر یہ تفویض یعنی توکیل بالطلاق مسلم یا باقاعدہ مبرہن ہو اور اس بیٹے نے اس عزل

مزعمہ سے والد کو باقاعدہ خبر نہیں کیا ہو تو اس وکیل (والد) کی دی ہوئی طلاق نافذ اور منظور ہے، ورنہ کالعدم ہے مختصر اجوابات درجہ ذیل ہیں: (۱) یہ موکل اس وکیل کو معزول کر سکتا ہے البتہ اس وکیل کو باقاعدہ مطلع کرنے سے قبل عزل نامنظور ہوگا (ہندیہ ۲: ۶۳۸) ﴿۱﴾۔ (۲) یہ تعلیق درست ہے اور تحقق کے وقت یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگی (ہدیہ ۲: ۳۶۵) ﴿۲﴾۔ (۳) اگر یہ وکیل تعلیم یافتہ نہ ہو تو بینونت خفیہ کا احتمال قوی احتمال ہے ﴿۳﴾۔

﴿۱﴾ وفي الهندية: ومنه عزل الموكل اياه ولصحة العزل شرطان احدهما علم الوكيل به لان العزل فسخ للعقد فلا يلزم حكمه الا بعد العلم به كالفسخ فاذا عزله وهو حاضر انعزل وكذا لو كان غائبا فكتب اليه كتاب العزل فبلغه الكتاب وعلم بما فيه انعزل..... وان عزله الموكل واشهد على عزله وهو غائب ولم يخبره بالعزل احد لا انعزل ويكون تصرفه قبل العلم بعد العزل كتصرفه قبل العزل في جميع الاحكام.

(فتاوى عالمگیری ۳: ۶۳۷ الباب التاسع فيما يخرج به الوكيل عن الوكالة)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق. (هداية ۲: ۳۸۵ باب الايمان في الطلاق)

﴿۳﴾ وفي الهندية: ولو قال انت طالق اقبح الطلاق او افحشه او اخبثه او اسوأه او اغلظه او اشره او اطوله..... ولم ينو شيئا او نوى واحدة او ثنتين في غير الامة كانت واحدة بائنة وان نوى ثلاثا فثلاث كذا في التبيين.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۲ الفصل الثالث في تشبيه الطلاق ووصفه)

(۳) وکیل کو مطلع کرنے سے قبل یہ عزل کا عدم ہوتا ہے ﴿۱﴾۔ (۵) بینہ اکراہ کو بینہ طوع پر ترجیح دی جائے گی (درمختار ۴: ۵۳۵) ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

بیٹا اپنے والد کو تفویض طلاق کر سکتا ہے اور وکیل بھی بنا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حق اپنے والد کو اس طرح تفویض کیا کہ میں فلاں بن فلاں ببلوغ و عقل و ہوش بخوشی بلا جبر و اکراہ اپنی بیوی کو اپنے طلاق دینے کا مکمل حق اپنے والد فلاں کو تفویض کرتا ہوں وہ جب چاہے میری منکوحہ کو طلاق دے سکتا ہے، نیچے دستخط اور دو گواہوں کے نام بھی ہیں، کیا یہ والد اس لڑکے کی منکوحہ کو طلاق دے سکتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد عبداللہ مدرسہ تعلیم القرآن خانیوال..... ۲/ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ توکیل اور تفویض درست ہے اور نافذ ہے یہ والد بیٹی کی بیوی کو ہر وقت اور ہر قسم کی طلاق دے سکتا ہے اور بیٹا والد کو معزول بھی کر سکتا ہے، یدل علیہ ما فی شرح التنویر: و اذا قال لرجل ذلک لم یقید بالمجلس لانه توکیل فله الرجوع ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: ومنه عزل المؤکل اياه..... وان عزله المؤکل واشهد علی عزله وهو غائب ولم یخبره بالعزل احد لا یعزل ویكون تصرفه قبل العلم بعد العزل یتصرفه قبل العزل فی جمیع الاحکام. (فتاویٰ عالمگیریہ ۳: ۶۳۷ الباب التاسع، کتاب الوکالة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: و بینة الاکراه فی اقراره اولی من بینة الطوع.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۴: ۴۳۱ قبیل باب الاختلاف فی الشهادة)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: واما فی طلقی ضر تک وقوله لاجنبی طلق امرأتی فیصح رجوعه منه ولم یقید بالمجلس لانه توکیل محض.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۱۷ باب تفویض الطلاق)

قسم اور طلاق معلق کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا ناطہ اپنے بھتیجے کو دیا، رنجش پیدا ہونے کے بعد اس نے ان الفاظ میں انکار کیا کہ (۱) میں اگر مذکورہ بھتیجے کو اپنی لڑکی بیاہ کر دوں تو میں قرآن مجید سے فارغ ہوں۔ (۲) میں اگر مذکور کو لڑکی دوں تو مجھ پر بیوی طلاق (ایک مرتبہ کہا ہے)۔ (۳) جرمہ میں جب لوگوں نے اسے مجبور کیا اور اصرار کے موقع پر ایک شخص نے اسے کہا کہ جب ناطہ ہو رہا تھا جوڑ ہوئی تھی وہ دراصل شریعت (بمعنی نکاح) ہو گئی، اس پر اس نے جواب دیا کہ میں اس شریعت (بمعنی نکاح) کو نہیں مانتا، اب لوگوں نے شور مچانا شروع کیا ہے کہ اس نے شریعت سے انکار کیا جبکہ یہ سب کچھ ناواقفی کی وجہ سے ہوا ہے اب شریعت میں اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی: حنیف الرحمن معلم دینیات پرائمری سکول مری

الجواب: (۱) یہ قسم ہے اس سے کافر نہیں ہوتا ہے ﴿۱﴾۔ (۲) یہ طلاق معلق ہے اگر اس نے لڑکی کو دے دیا تو اس کی عورت ایک طلاق رجعی سے طلاق ہو جائے گی ﴿۲﴾ لیکن اس کا حکم آسان ہے یعنی عورت کو رجوع کر سکتا ہے، عورت کو کہے گا کہ میں نے تم کو رجوع کیا ﴿۳﴾۔ (۳) تاویل کی وجہ سے ﴿۱﴾ وفي الهندية: ولو قال ان فعلت كذا فانا برئ من القرآن او القبلة او الصلاة او صوم رمضان فالكل يمين هو المختار..... وكذا كل ما يكون البراءة عنه كفرا كذا في الخلاصة.
(فتاوى عالمگیری ۲: ۵۳ الباب الثاني فيما يكون يمينا وما لا يكون الفصل الاول)
﴿۲﴾ وفي الهندية: واذا اضاف الطلاق الى شرط وقع عقيب الشرط اتفاقا.
(فتاوى عالمگیری ۱: ۲۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق)
﴿۳﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض نقوله تعالى فامسكوهن بمعروف من غير فصل. (هداية ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

کافر نہیں ہے ﴿۱﴾ اور نیز صرف ناطہ (بغیر ایجاب و قبول) نکاح بھی نہیں ہے ﴿۲﴾۔
خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس نے اپنی لڑکی کو بیاہ دیا تو کافر نہیں ہے، ایک کفارہ قسم کا دے دے گا اور بیوی کو رجوع کرے گا۔ وہو الموفق

طلاق بشرط تعلیق یا بطورتاکید کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ پرویزہ بی بی کا اپنے شوہر غلام سے جھگڑا ہوا، صلح کیلئے ثالث گاؤں کے نمبردار نے پرویزہ کے والد زور آور کو بلایا وہ حاضر ہوا تو غلام نے ثالث کو کہا کہ زور آور اور اس کی بیوی دونوں نے نمبردار کو بری طرح گالی دی ہے اس پر زور آور اور اس کے ساتھ چند گواہوں نے کہا کہ ہم سب موجود تھے اور انہوں نے نمبردار کو کوئی گالی نہیں دی ہے تو غلام نے اپنی بیوی پرویزہ اور اس کے باپ دادا کا نام لے کر تین دفعہ طلاق اٹھائی کہ میری بیوی زور آور کی لڑکی اور فتح خان کی پوتی مجھ پر تین طلاق سے حرام ہے کہ زور آور نے نمبردار کو گالی دی ہے اب زور آور (لڑکی کا والد) نے بھی قرآن اور طلاق اٹھا کر کہا کہ میں نے نمبردار کو بالکل گالی نہیں دی ہے اسی طرح زور آور کی بیوی بھی قرآن اٹھا کر انکار کرتی ہے، علاوہ ازیں چند دیگر افراد جو چند قدم فاصلے پر موجود تھے وہ بھی قرآن طلاق اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے بالکل گالی وغیرہ نہیں سنی ہے اس صورت میں غلام نے جو طلاق اٹھائی ہے

﴿۱﴾ وفي الهندية: اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه كذا في الخلاصة.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۲: ۲۸۳ قبیل الباب العاشر فی البغاة)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن البزاز الكردي: النكاح ينعقد بلفظ النكاح والتزويج كان على وجه الخبر عن الماضي..... بمحضر من الشهود فيقول الرجل قبلت الخ.

(فتاویٰ بزازیة علی هامش الهندية ۱: ۳۲۱ کتاب النکاح الفصل الاول)

اس پر اس کی بیوی پر ویزہ بی بی طلاق اور حرام ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا
المستفتی: فتح محمد تلہ گنگ کیملپور..... ۱۹۶۹ء/۸/۲۲

الجواب: اگر طلاق کے ذکر کرنے سے غلام کی مراد تاکید ہو تو بیوی اس پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور اگر مقصود تعلیق ہو یعنی یہ مراد ہو کہ اگر انہوں نے گالی نہ دی ہو تو مجھ پر فلا نہ طلاق ہے تو بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے جبکہ یہ اصرار کرتا ہے، بے شک جب گالی نہ دینا ثابت ہو جائے غلام کے اقرار سے یا بیوی کے قسم سے (حاکم یا حکم کے پاس طلاق کے دعویٰ کے بعد) تو بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگی ﴿۱﴾ قلت: ونظیر کونہ تعلیقاً ما فی رد المحتار لو قال انت طالق لدخلت، وعلى الطلاق لا افعلا کذا (۲: ۶۸۷) ﴿۲﴾ لیکن عرف پر غائر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیق مراد ہے۔ وهو الموفق

جرگہ میں طلاق تلاشہ پر حلف لینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فریقین کے درمیان زمین کا

تنازعہ تھا اس کا تصفیہ مسجد میں بیٹھ کر جرگہ کی موجودگی میں قرآن پاک کو درمیان میں رکھ کر ایک اقرار نامہ

﴿۱﴾ قال العلامة الخالد الآتاسی: المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت الشرط.

(شرح المجلة ۱: ۲۳۲ مادة: ۸۲)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: قلت وقد يكون الكلام متضمنا للتعلیق بدون تصريح باداته كما مر فی قوله ويكفي معنى الشرط الخ ومنه ما فی البحر حيث قال وفي المحيط وعن ابی يوسف لو قال انت طالق لدخلت فهذا يخبر انه دخل الدار او اكده باليمين فيصير كانه قال ان لم اكن دخلت الدار فان لم يكن دخلت و لو قال انت طالق لا دخلت الدار بتعلق بالدخول ثم قال ولو قال انت طالق ووالله لا افعلا كذا فهو تعلیق ويمين ولو قال انت طالق والله لا افعلا كذا طلقت للحال ذكرهما في جوامع الفقه.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۳۲ مطلب ما يكون في حكم الشرط باب التعلیق)

کے ذریعہ کیا گیا جس میں کہا گیا کہ جو فریق اس اقرار نامہ سے منحرف ہوگا اس کی بیوی اس پر ثلاثہ طلاق ہے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک فریق اس وعدے سے منحرف ہوا اب اس فریق پر طلاق کے وقوع کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرحیم..... ۲۶/۸/۱۹۷۵ء

الجواب: اگر اس فریق نے اس تعلیق پر رضامندی ظاہر کی ہو تو اس فریق پر بیوی مطلقہ ہوگی اور خاموشی کی صورت میں اس فریق پر بیوی مطلقہ نہ ہوگی، کما فی الدر المختار: جماعة يتحدثون فی مجلس فقال رجل منهم من تكلم بعد هذا فامرأته طالق ثم تكلم الحالف طلقت امرأته، وفي رد المحتار ۲: ۶۳۵ سکت عما اذا تكلم غيره والظاهر انه لا يقع لان تعليق المتكلم لا يسرى حكمه الى غيره الا اذا قال الغير وانا كذلك مثلا فافهم ﴿۱﴾. وهو الموفق

اگر بیع معلق بالطلاق میں اقالہ کیا جائے تو دوبارہ از سر نو بیع میں حث نہیں آئے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنے والد سے علیحدہ سکونت پذیر ہے اس نے والد پر بیل فروخت کرنے کی بات کی ایک ہزار روپیہ پر بیع ہو گئی لیکن جب دیگر بھائی آگاہ ہوئے تو انہوں نے انکار کیا اور والد سے کہا کہ آپ نے زیادہ قیمت مقرر کی ہے ہم تو نو سو روپیہ پر یہ بیل خریدیں گے باپ بیٹوں میں اس بات پر اتفاق رائے ہو گیا، پھر والد نے مبلغ پانچ سو روپیہ دیئے اور بقایا چار سو دینے کا کہا تو اس بیٹے زید نے کہا کہ اگر ان پانچ سو روپیہ کے علاوہ اور رقم لی تو اپنی عورت کو مطلقہ رکھوں گا یعنی یہ کہا ”چہ طلاقہ بہ نئے ساتم“ اب اگر والد بیٹے زید کو باقی رقم دے تو زوجہ مطلقہ ہوگی؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا احمد شاہ پشوری..... ۶/۳/۱۹۷۴ء

الجواب: واضح رہے کہ اولایہ الفاظ ”طلاقہ بہ یسے ساتم“ الفاظ طلاق نہیں ہیں اور ثانیاً اگر تسلیم کیا جائے تو طلاق رجعی ہے جس میں رجوع کافی ہے اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے پس یہ بائع اگر زائد رقم لے لے تو وہ رجوع کر سکتا ہے ﴿۱﴾ اور اگر اس بیع کا اقالہ کرے اور نیل واپس لے لے اور اس کے بعد دوبارہ عقد کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

نکاح نامہ میں طلاق تعلیق کی شرط کے ثبوت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زرخیز نے بوقت شادی یہ شرط اپنی بیوی کو فارم نکاح میں لکھ کر دی تھی کہ ناجائز تکلیف دے کر گھر سے نکال دوں یا غیر آباد کر کے ماں

﴿۱﴾ قال العلامة القهستانی: وصریحه ما استعمل فیہ دون غیرہ مثل انت طالق ومطلقة وطلقتک..... ويقع به ای بمثل ما ذکر طلقة رجعية لا یحتاج الی تجدید النکاح ولا رضاء المرأة الخ. (جامع الرموز ۱: ۵۵۸ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: اعلم ان التعليق یبطل بزوال الحل لا بزوال الملک..... وبفوت محل البرکان کلمت فلانا او دخلت هذه الدار فمات او جعلت بستانا کما بسطناه فیما علقناه. قال ابن عابدين: (قوله وبفوت محل البر) نقله فی البحر عن الثانی لکن بلفظ ومما یبطله فوت محل الشرط کفوت محل الجزاء کما اذا قال ان کلمت فلانا الخ والتمثیل المذكور لفوات محل الشرط فان الشرط هو کلمت ودخلت ای مضمونهما وهو الکلام والدخول ومحلها هو فلان والدار المشار الیها وفوت محل الجزاء کموت المرأة التي هی محل الطلاق فان بفوت هذین المحلین یبطل التعليق لان التعليق لا بد ان یکون علی امر علی خطر الوجود وقد تحقق عدمه ولا یقال یمکن حیاة زید بعد موته واعادة البستان دارا لان یمینه انعقدت علی حیاة کانت فیہ کما قالوا فی لیقتلن فلانا وما اعيد بعد البناء دار اخرى غیر المشار الیها کما صرحوا به ایضا فی لا یدخل هذه الدار تأمل.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۵۳۹، ۵۴۰ قبیل مطلب فی مسئلة الکوز)

باپ کے پاس چھوڑ دوں تو مسماۃ مذکورہ میرے اوپر مثلثہ طلاق شرعاً ہوگی بعد از شادی دو ماہ کے بعد زرخیر نے اپنی بیوی کو واپس والدین کے گھر عرصہ چھ سال سے چھوڑ رکھا ہے اور بیوہ والدہ اور یتیم بچوں کے ساتھ خرچہ کھاتی ہے اور زرخیر مذکورہ نہ خرچہ دیتا ہے اور نہ گھر لے جاتا ہے کیا بموجب شرط مذکور طلاق ہو سکتی ہے؟ جبکہ اس بات کے گواہ بھی موجود ہیں اور شرط مذکور نکاح فارم خانہ نمبر ۱ میں بھی موجود ہے؟ بینو اتوجروا
المستفتی: مولوی محمد اکبر مولیا کوہالہ مری..... ۲۰/۵/۱۹۶۹ء

الجواب: اگر یہ شرط نکاح (ایجاب و قبول) کرنے کے بعد لکھی گئی ہو تو یہ عورت خاوند پر مطلقہ مغلطہ ہوئی ہے اور اگر نکاح سے پہلے لکھی گئی ہو تو نکاح کی طرف اضافت نہ کرنے کی وجہ سے لغو ہے اور عورت مطلقہ نہیں ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

خر بوزہ لانے پر طلاق معلق کہے، سردہ لانے کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے نکلنے کا حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا کہ اگر میں نے دوبارہ خر بوزہ گھر کو لایا تو مجھ پر طلاق ہو جائے اسی طرح تین بار کہا اب اگر یہ شخص خر بوزہ کی بجائے سردہ لائے اس کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ خر بوزہ اور سردہ میں فرق ہے کیا آپ کے نزدیک خر بوزہ اور سردہ میں فرق ہے یا نہیں؟ کہ اس پر حکم مرتب ہو جائے اب یہ شخص کیا حیلہ اختیار کرے کہ اس یمین طلاق

﴿۱﴾ وفي الهندية: واذا اضاف الطلاق الى النكاح وقع عقيب النكاح..... واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق ولا تصح اضافة الطلاق الا ان يكون الحالف مالكا او يضيفه الى ملك والاضافة الى سبب الملك كالتزوج كالاضافة الى الملك فان قال لاجنبية ان دخلت الدار فانت طالق ثم نكحها فدخلت الدار لم تطلق كذا في الكافي.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۲۰ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما)

سے بری ہو جائے؟ بینواتو جروا

المستفتی: دولت خان نریاب..... ۱۱/۹/۱۹۷۸

الجواب: اگر اس شخص کا تین دفعہ مکرر کہنے سے تین طلاق کی تعلیق مراد ہو، تا کید مراد نہ ہو تو

خر بوزہ لانے کے وقت اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی، کما فی شرح التنویر: لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق وقع الثلث، وفي ردالمحتار ۲: ۷۰۹ والظاهر انه ان نوى التاكيد دين ﴿١﴾ باقى خربوزہ اور سردہ کے ایک ہونے یا جدا جدا ہونے میں آپ کا عرف معتبر ہے، کما فی ردالمحتار ۳: ۷۲ (قوله وعندنا على العرف) لان المتكلم انما يتكلم بالكلام العرفي ﴿٢﴾ اور تین طلاق ہونے کی صورت میں مخرج اور تدبیر یہ ہے کہ یہ شخص اس بیوی کو ایک طلاق (بائن) دیوے، اور عدت گزرنے کے بعد گھر کو خربوزہ لائے اور اس کے بعد تجدید نکاح کرے، کما فی الدرالمختار ۲: ۶۹۰ فحيلة من علق الثلث بدخول الدار ان يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتحل اليمين فينكحها، فليراجع ﴿٣﴾. وهو الموفق

کسی سے باتیں نہ کرنے کی طلاق پر حلف کی صورت میں بات کی تعیین عرف سے کی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمرو سے کہا کہ اگر میں

نے تم سے بات کی تو مجھ پر اپنی بیوی تین پتھروں سے طلاق ہوگی اب اگر زید نے عمرو کو غیر ارادی طور پر

﴿١﴾ (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۵۵۹ بعید مطلب فیما لو تعدد الاستثناء)

﴿٢﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۷۸ مطلب الايمان مبنية على العرف)

﴿٣﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۵ قبیل مطلب اختلاف الزوجين في

وجود الشرط)

آواز دی یارات کے اندھیرے میں بات کی جبکہ زید کو علم نہ ہو کہ یہ عمرو ہے یا بھرنے مجمع میں عمرو نے سلام کیا زید بھی بیٹھا تھا اس نے کہا وعلیکم السلام تو کیا طلاق واقع ہوگی؟ کیا ان طلاق ثلاثہ سے بچنے کا کوئی حیلہ ہے؟ اسی طرح زید اور عمرو دونوں اکٹھا خرچ کر کے چائے روٹی پکاتے تھے زید نے ایک دن غصہ ہو کر کہا کہ اگر کوئی شرکت کرے گا تو وہ بڑا طلاق ہوگا اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: اقبال حسین بی ایڈنو شہرہ..... ۱/۱۲/۱۹۸۸

الجواب: باتیں کرنے اور نہ کرنے کے متعلق تعین عرف سے کی جائے گی ﴿۱﴾ پس جن الفاظ کو عرف میں باتیں کرنا کہا جاتا ہو تو اس سے طلاق ثلاثہ واقع ہوگی ﴿۲﴾ خواہ ارادی طور سے ہو یا غیر ارادی طور سے ہو جس میں باقاعدہ حلالہ کرنا ضروری ہے ﴿۳﴾۔ البتہ اگر زید بیوی کو ایک طلاق بائن دے دے اور عدت گزرنے کے بعد عمرو سے بات چیت کرے اور اس کے بعد تجدید نکاح کرے اس تجدید کے بعد آئندہ کیلئے ہر قسم بات چیت ضرور رساں نہ ہوگی ﴿۴﴾ نیز جن امور کو عرف.....

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله وعندنا على العرف) لان المتكلم انما يتكلم بالكلام العرفي اعنى الالفاظ التي يراد بها معانيها التي وضعت لها في العرف كما ان العربي حال كونه بين اهل اللغة انما يتكلم بالحقائق اللغوية فوجب صرف الفاظ المتكلم الى ما عهد انه المراد بها فتح. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۷۸ مطلب الايمان مبنية على العرف)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا اضاف (اي الطلاق) الى شرط وقع عقيب الشرط. (هداية ۲: ۳۶۴ باب الايمان في الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الغينمي الميداني: واذا كان الطلاق ثلاثا في الحرة..... ولو قبل الدخول لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها اي يطأها ثم يطلقها او يموت عنها وتنقضي عدتها منه. (اللباب في شرح الكتاب ۲: ۱۸۳ كتاب الرجعة)

﴿۴﴾ وفي الهندية: اذا حلف بثلاث تطليقات ان لا يكلم فلانا فالسبيل ان يطلقها واحدة بائنة ويدعها حتى تنقضي عدتها ثم يكلم فلانا ثم يتزوجها كذا في السراجية. (فتاوى عالمگیری ۶: ۳۹۷ كتاب الحيل الفصل السابع في الطلاق)

..... میں شرکت کہا جاتا ہو ﴿۱﴾ تو وہ موجب طلاق رجعی ہوں گے جس میں زبانی واپسی (رجوع) کافی ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

”اگر تو ناراض ہے تو یہ طلاق نامہ لے لو الخ“، تعلیق طلاق ہے نہ کہ تحقیق طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے شادی کے ایک ہفتہ بعد کاغذ پر طلاق نامہ تحریر کیا الفاظ صرف یہ تھے کہ اگر تو ناراض ہے تو میری طرف سے یہ طلاق نامہ کا پرچہ لے لو، بیوی اس کاغذ پر پریشان ہو گئی، اس نے کاغذ واپس لے لیا اور کاغذ کو پھاڑ دیا اس نے زبان سے طلاق نہیں کہا تھا اب اس شخص کے دو بیٹے اور ایک بیٹی بھی ہے کیا طلاق ہو گئی ہے؟ بینو اتوجروا
المستفتی: فضل محمود دھوبیان صوابی..... ۲۸/رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: بظاہر اس تحریر سے مقصود تعلیق ہے نہ کہ تحقیق طلاق ﴿۳﴾ لہذا اس تحریر سے طلاق واقع نہ ہوگی، لعدم وجود الشرط وهو عدم رضاها بالزوجية ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (تخریج سابق الايمان مبنية على العرف)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغینانی: واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض.
(هداية ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

﴿۳﴾ يدل عليه ما في الهندية: واذا كتب الطلاق واستثنى بلسانه او طلق بلسانه واستثنى بالكتابة هل يصح لا رواية لهذه المسئلة وينبغي ان يصح كذا في الظهيرية. (فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۸ الفصل السادس في الطلاق بالكتابة)

﴿۴﴾ قال العلامة عبد الله بن مودود الموصلي: فاذا علق الطلاق بشرط وقع عقبيه وانحلت اليمين وانتهت الا في كلما.

(الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۸۲ والفاظ الشرط فصل كنايات الطلاق)

تمام اہل شہر کو طلاق معلق دلوانے اور تمام اہل شہر پر وقوع یا عدم وقوع کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو شہر بصرہ اور کوفہ ہیں دونوں میں عدوات اور اختلاف پیدا ہوا یہاں تک کہ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے اٹھ کر تمام اہل بصرہ کو کہا کہ اگر میں خود یا اہل بصرہ نے ان اہل کوفہ کے ساتھ آنا جانا رکھایا غمی شادی میں شرکت کی تو مجھ پر اپنی بیوی طلاق ثلاثہ ہوگی اور تمام اہل بصرہ پر بھی طلاق ثلاثہ ہوگی، اس کے بعد اہل کوفہ نے ان سے معافی مانگی، اور اپنے گردنوں میں رسیاں ڈال کر اور منہ میں گھاس پکڑ کر معافی کے خواست گار ہوئے اب بعض لوگوں نے ان کے ساتھ تعلقات قائم کئے ہیں تو کیا ان پر بیویاں طلاق ہوں گی؟ نیز یہ بھی عرض ہے کہ اہل بصرہ کی زمین جو جغرافیائی لحاظ سے اہل بصرہ کی ملکیت ہے یعنی ارد گرد جو ایک ایک دو دو مکان ہیں یہ بھی اہل بصرہ میں داخل ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: مولانا منہاج الدین مدرس دارالعلوم عربیہ گجرات مردان ۳/۶/۱۹۷۳ء

الجواب: اگر اس بصری شخص کے یمین بالتعلیق (یعنی اگر اہل بصرہ میں سے کسی نے اہل کوفہ کے ساتھ غمی شادی میں شرکت کی تو اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگی) کے وقت دیگر اہالیان بصرہ نے اس شخص کی تائید کی ہو تو اس کے بعد شرکت کرنے والے پر بیوی مغلظہ ہوگی جو بھی ہو اور اگر ان اہالیان نے یعنی تمام نے یا بعض نے سکوت کیا ہو تو ان سکوت کنندہ گان کی شرکت سے طلاق واقع نہ ہوگی، ونظیرہ مافی الدر المختار ورد المحتار: جماعة يتحدثون في مجلس فقال رجل منهم من تكلم بعد هذا فامرأته طالق ثم تكلم الحالف طلقت امرأته قال العلامة الشامي: سكت عما اذا تكلم غيره والظاهر انه لا يقع لان تعليق المتكلم لا يسرى حكمه الى غيره الا اذا قال الغير وانا كذلك. (۲: ۲۳۵ قبیل الكنايات) ﴿۱﴾. اہل بصرہ ہونے نہ ہونے کا دار مدار عرف ﴿۱﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۵۰۱ قبیل باب الكنايات)

پر ہوگا، لئلاصل المشهور: العادة محكمة ﴿۱﴾ قلت: ولو قال الحالف ان شارك احد من اهل البصرة فنساء جميع اهل البصرة مطلقة طلقت امرأة الحالف عند وجود الشرط وكذا نساء سائر اهل البصرة لو يسكتوا فافهم. وهو الموفق

راضی نامہ نہ کرنے پر طلاق کہا پھر دوسرے نے راضی نامہ کیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے بڑے لڑکے نے اپنی بیوی کو زد و کوب کیا بیوی نے باپ بھائیوں کو جا کر اکسایا وہ میرے چھوٹے لڑکے اور مجھ پر گھر آ کر حملہ آور ہوئے عام لوگوں نے درمیان آ کر بیچ بچاؤ کیا، تھوڑی دیر بعد انہوں نے ہماری کریا نہ دکان جا کر میرے بڑے لڑکے کو اکیلا پا کر چاقو کی دس ضربیں مار دیں اور وہ بے ہوش ہو گیا میں اسے ہسپتال لے گیا اور ان پر فوجداری مقدمہ دفعہ ۳۰ دائر کیا، پولیس والوں نے مجھ سے بذریعہ قسم وعدہ لیا کہ مقدمہ مکمل ہونے کے بعد ان سے راضی نامہ نہیں کرو گے تو میں نے کہا کہ مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہوا گر میں ان سے راضی نامہ کروں، جب بڑا بیٹا صحت یاب ہو کر گھر آیا تو اس نے اپنی بیوی کے پاس ان کے والدین کے گھر ملاقاتیں شروع کر دی، میں نے اسے سمجھایا کہ اس عورت کو طلاق دو تو اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی صدر ایوب کے کہنے پر بھی طلاق نہیں کروں گا تم کون ہو؟ ادھر فریق مخالف نے گاؤں کے سب معززین کے ذریعہ صلح کی کوششیں شروع کر دی، خلاصہ یہ کہ اس بڑے بیٹے نے راضی نامہ لکھ دیا، چونکہ میری ناراضگی کے باوجود وہ خود مدعی بن گیا تھا اور راضی نامہ میں کوشش کی کہ اپنی بیوی کو واپس گھرائے اس کے بعد فریق مخالف بلکہ خود میرا بیٹا میرے ساتھ سخت بغض رکھتے ہیں جبکہ وہ اپنی بیوی اور سسرال کی بات کو آسانی وحی سمجھتا ہے اب اس قسم کے راضی نامہ سے میری قسم کا کیا بنے گا کیا میری بیوی طلاق ہوگی؟ بینو اتوجروا

المستفتی: دوست محمد سول بازار کیمبل پور..... ۱۹۷۰ء/۱۰/۱

الجواب: چونکہ آپ نے راضی نامہ نہیں کیا ہے اور نہ اس پر خوش ہیں لہذا آپ پر بیوی طلاق نہیں ہوئی ہے ﴿۱﴾ اور اگر آپ نے کسی وقت راضی نامہ کیا تو آپ پر بیوی ایک طلاق رجعی سے مطلقہ ہو جائے گی ﴿۲﴾ جس کا حکم آسان ہے یعنی آپ بیوی کو رجوع کریں گے عدت کے اندر، اور اگر عدت کے اندر آپ نے زبانی یا عملی رجوع نہیں کیا تو آپ کو صرف تجدید نکاح کرنا پڑے گی ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

طلاق ثلاثہ کے معنی سے ناواقف شخص کی معلق طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند اشخاص کسی معاہدہ کی پختگی کی خاطر طلاق ثلاثہ کا حلف اٹھاتے ہیں اور بعد میں دیگر معاہدات سے طلاق ثلاثہ کا لفظ ساقط کریں اور اس کے بعد ان میں سے بعض افراد اس معاہدہ سے مخالفت کریں اور بعض یہ عذر پیش کریں کہ ہم طلاق ثلاثہ کے معنی سے ناواقف تھے ان کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: نامعلوم..... ۱۹۸۸ء/۱۲/۲۷

الجواب: جن اشخاص نے معاہدہ اول کا امضاء کیا ہو تو ان پر طلاق ثلاثہ عائد اور لاگو ہوں گے ﴿۱﴾ اگرچہ ان اشخاص نے معاہدہ اول سے واپسی کی نیت کی ہو، اور ان میں اگر کوئی ثلاثہ کے معنی سے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ان لم تجبى بفلان او ان لم تردى ثوبى الساعة فانت طالق فجاء فلان من جانب آخر بنفسه واخذ الثوب قبل دفعها لا يحنث. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۶۲ بعيد مطلب لا يدع فلانا يسكن في هذه الدار)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۴ مطلب زوال الملك لا يبطل اليمين)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغيناني: واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض. (هداية ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

﴿۴﴾ وفي الهندية: واذا اضافه (اي الطلاق) الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا. (فتاوى عالمگیری ۱: ۲۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق)

تاواقف تھا تو اس پر تین طلاق لاگو نہ ہوں گے صرف ایک طلاق رجعی عائد ہوگی، بدل علیہ مافی فتح القدير ۴: ۴ باب ايقاع الطلاق: ولا بد من القصد بالخطاب بلفظ الطلاق عالما بمعناه..... ولو قال لقوم تعلمت ذكرا بالفارسية فقولوه معي فقال زن من بسه طلاق، فقالوه لم يحكم عليهم بالحرمة ﴿۱﴾ وفي شرح التنوير على رد المحتار ۳: ۲۴۱ كتاب الطلاق: او تلفظ به غير عالم بمعناه اى يقع فى القضاء دون ما بينه وبين الله تعالى ﴿۲﴾ البتہ جن اشخاص نے صرف معاہدہ دوم کا امضاء کیا ہو تو ان پر کسی قسم کی طلاق لاگو نہیں ہوتی ہے۔ وهو الموفق

”یمین طلاق کے باوجود جھوٹی شہادت دے“ میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص تین طلاق کہہ کر اس کے باوجود جھوٹی شہادت دے، کیا اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے؟ اس کے باوجود وہ اپنی بیوی کے پاس آباد ہے، کیا یہ شخص مسلمانوں کے ساتھ نماز جنازہ وغیرہ میں شرکت کر سکتا ہے یا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے جبکہ مذکورہ شخص نے باقاعدہ گواہوں کے سامنے تین طلاق کہہ کر جھوٹی گواہی دی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: غلام رضا کیمیل پور..... ۱۹/۶/۱۹۷۵

الجواب: بہ شرط صدق وشہوت اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، للاصل المشہور

﴿۱﴾ (فتح القدير ۳: ۳۵۱، ۳۵۲ باب ايقاع الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: او تلفظ به غير عالم بمعناه، قال ابن عابدين: كما لو قالت لزوجها اقرأ على اعتدى انت طالق ثلاثا ففعل طلقت ثلاثا فى القضاء لا فيما بينه وبين الله تعالى اذا لم يعلم الزوج ولم ينبو بحر عن الخلاصة.

(الدرالمختار مع هامش رد المحتار ۲: ۲۶۱ قبيل مطلب فى طلاق المدهوش)

ان المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت الشرط، شرح المجلة ۵۴ ﴿۱﴾ ایسے بے دین کے ساتھ ترک مولات ضروری ہے تاکہ تائب ہو ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

اگر بیوی میری بات کا جواب دے گی تو تین شرطوں پر طلاق ہے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے والدین، بہن بھائیوں اور ساس کے سامنے کہا کہ میری بیوی اگر میری بات کا جواب دے گی تو میرے اوپر تین شرطوں پر طلاق ہے اور میں اس کو ایسا ماروں گا کہ اس کی ماں کروٹ بدل بدل کر دیکھی گی، چند روز بعد زید کی بیوی نے اس کی کسی بات کا جواب دیا چنانچہ زید نے اپنی بیوی کو ایسا زد و کوب کیا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: صوفی محمد ابراہیم واہ کینٹ راولپنڈی..... ۱۹۷۵ء/۵/۳

الجواب: بشرط صدق و ثبوت اس شخص زید پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، کما فی شرح

المجلة: المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت الشرط (۵۴) ﴿۳﴾. وهو الموفق

اگر مجھے فلاں کو قرضہ کی رقم دینی ہے تو مجھ پر بیوی تین شرط پر طلاق ہے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسی افسر مقروض تھا کافی مدت

﴿۱﴾ (شرح المجلة للآتاسی ۱: ۲۳۲ مادة: ۸۲)

﴿۲﴾ قال العلامة الطرابلسی: والتعزیر لا یختص بفعل معین ولا قول معین فقد عزر رسول اللہ ﷺ بالهجر وذلك فی حق الثلاثة الذین ذکرهم الله تعالى فی القرآن العظیم فهجروا خمسين يوما لا یكلمهم احد بهم وقصتهم مشهورة فی الصحاح وعزر رسول الله ﷺ بالنفی فامر باخراج المخنثین من المدينة ونفاهم وكذلك الصحابة من بعده.

(معین الحکام ۱۹۲ فصل فی التعزیر)

﴿۳﴾ (شرح المجلة لسلم رستم باز ۱: ۵۴ مادة: ۸۲)

بعد انکاری ہو گیا، تھانہ میں رپورٹ درج کرائی، وہاں اقرار کے بعد پھر انکاری ہو گیا بالآخر پھر تھانیدار تک بات پہنچ گئی، تھانیدار نے اس کو کہا کہ تم قرآن کی قسم اٹھا لو اس نے کہا میں طلاق کرتا ہوں اور کہا کہ میں نے اکرم (دائن) کی کوئی رقم وغیرہ قرضہ کی نہیں دینی ہے اگر دینی ہو تو مجھ پر اپنی بیوی تین شرط پر طلاق ہے، ایک بار بھی کنکریاں لے کر کہتا ہے دوسری بار بھی، پھر تھانیدار نے اسے کہا کہ بیوی کا نام لے کر طلاق کر دو، اس نے بیوی کا نام لے کر تین طلاق دیدیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے جبکہ ابھی تک اس نے بیوی کو علیحدہ نہیں کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد نعیم حقانی اٹک..... ۳۱/۳/۱۹۸۵

الجواب: اگر رسمی افسر سچا نہ ہو یعنی اس پر اکرم کی رقم وغیرہ ہو تو اس پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے ﴿۱﴾ تمام بااثر حکام اور عوام پر ضروری ہے کہ یا اس پر حلالہ کرائیں یا بیوی کو اس سے جدا کریں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

”اپنی ہمشیرہ فلاں کو شادی کر کے دی تو بیوی مثلثہ طلاق ہوگی“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ میں اگر اپنی

﴿۱﴾ قال العلامة الحداد الیمنی: (قوله واذا اضاف الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول ان دخلت الدار فانت طالق) هذا بالاتفاق لان الملك قائم فی الحال والظاهر بقاؤه الی وقت الشرط ولانه اذا علقه بالشرط صار عند وجود الشرط كالمتكلم بالطلاق فی ذلك الوقت. (الجوهرة النيرة ۲: ۱۱۰ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفی: ولا بد من سترة بينهما فی البائن لتلا یختلی بالاجنبیة ومفاده ان الحائل يمنع الخلوة المحرمة. قال ابن عابدین: ای مفاد التعلیل ان الحائل يمنع الخلوة المحرمة ويمكن ان یقال فی الاجنبیة كذلك وان لم تكن معتدته الا ان یوجد نقل بخلافه بحر. (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۶۷۵ قبیل فصل فی ثبوت النسب)

ہمشیرہ فلانہ کو مسمی فلاں کو شادی کر کے دوں تو مجھ پر اپنی بیوی مثلثہ طلاق ہوگی، تقریباً دو ماہ بعد اس نے اپنی ہمشیرہ کو اس شخص کے ساتھ شادی کر کے دے دیا، اس امر پر تین چار گواہ موجود ہیں اب شخص کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: مولانا عزیز الرحمن کو ہالہ براہ کوہ مری

الجواب: اگر معاملہ اتنا ہو اور کمی بیشی اس میں نہ ہو تو اس شخص پر اپنی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے اور اگر اس نے یہ شادی اصالتاً یا وکالتاً نہیں کی ہو تو پھر طلاق واقع نہیں ہے ﴿۲﴾۔ وہو الموفق

فلاں کو بیٹی کا رشتہ دوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق مغلظہ ہوگی“

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی سید علی نے اپنی دختر مسماة زریینہ بالغہ کا رشتہ غلام اسلم کو اجلاس عام میں ناطہ کا ایجاب و قبول کیا اس کے بعد یہی رشتہ دوسری جگہ گل اکبر کو دیدیا اور کچھ عرصہ بعد منخرف ہو کر کہا کہ اگر میں گل اکبر کو رشتہ دوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق مغلظہ ہوگی، اس کے باوجود اس نے گل اکبر کو رشتہ دے دیا، اب طلاق کے وقوع کا کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: رحمان شاہین بکڈ پوکو ہالہ مری..... ۳/۴/۱۹۷۲

الجواب: بشرط صدق مستفتی اس شخص سید علی پر اپنی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، لوجود

﴿۱﴾ قال العلامة الخالد الآتاسی: المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت الشرط.

(شرح المجلة ۱: ۲۳۲ مادة: ۸۲)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: حلف لا يزوج عبده او امته يحنث بالتوكيل والاجازة لان ذلك مضاف اليه متوقف على ارادته لملكه وولايته وكذا في ابنه وبنته الصغيرين لو لايته عليهما. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا يزوج عبده كتاب الايمان)

الشرط ﴿ ۱ ﴾ . وهو الموفق

”اگر اپنی لڑکی کو دوسری جگہ دوں تو مجھ پر اپنی بیوی تین شرط پر طلاق ہے“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی بالغ لڑکی کا نکاح لڑکی کے اختیار کے بغیر کر دے اور باقاعدہ ایجاب و قبول ہو جائے جبکہ لڑکی خبر ہو کر گھر میں کپڑے وغیرہ پھاڑ دیتی ہے اور نکاح کا سن کر روتی ہے پھر لڑکی کی طرف سے بار بار جرجے میں باوقار لوگ رخصتی کیلئے آجاتے ہیں تھوڑی مدت بعد لڑکی انکار کر دیتی ہے اس کے بعد اس کے والد نے کہا کہ اگر اس لڑکی کو میں دوسری جگہ بیاہ دوں تو مجھ پر اپنی بیوی تین شرط طلاق ہے، اب اگر یہ شخص پہلا نکاح نہ ہونے کی وجہ سے اس لڑکی کو دوسری جگہ بیاہ دے یا دوسرے شخص کو کہدے کہ میری لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرادے تو کیا مذکورہ والد پر بیوی طلاق ہوگی؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد طیب غرثین انک ۱۱ / رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ سابق نکاح فاسد اور کالعدم ہے، کما فی الہندیۃ ۱: ۲۸۷ ولا یجوز نکاح احد علی بالغہ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکراً کانت او ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردتہ بطل کذا فی السراج الوہاج ﴿ ۲ ﴾ اور عقد دوم میں والد مشورہ دے سکتا ہے لیکن بذات خود ایجاب و قبول نہیں کر سکتا لڑکی اور لڑکی کا بھائی یا ماموں وغیرہ ایجاب و قبول کر سکتے ہیں لڑکی کی اجازت سے ﴿ ۳ ﴾۔ وهو الموفق

﴿ ۱ ﴾ وفي الہندیۃ: واذا اضافہ (ای الطلاق) الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً. (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۴۲۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بکلمۃ ان)

﴿ ۲ ﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿ ۳ ﴾ قال العلامة الشامی: (قوله ولا الانکاح) ای التزویج..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

”میں اس سے نکاح کروں تو اس پر تین طلاق ہیں“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے گواہوں کے روبرو کہا کہ اگر میں اپنی منگیتر فلا نہ سے نکاح کروں تو میری طرف سے اس پر تین طلاق ہیں پھر اس نے نکاح اس عورت سے کیا، کیا اس پر تین طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ طلاق دہندہ خود اقرار نہیں کرتا البتہ یہ الفاظ اس نے گواہوں کے سامنے کہے ہیں؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: حافظ عبدالحق چودھوہاں ڈی آئی خان ۲۰/۷/۱۹۷۲

الجواب: بشرط صدق مستفتی اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، لیکن بشرطیکہ یہ یمین باقاعدہ فسخ نہ ہوئی ہو ﴿۱﴾ اور بشرطیکہ اس شخص نے قبول بالفعل کا حیلہ نہ کیا ہو ﴿۲﴾ فی الدر المختار: وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد في الملك طلقت الخ، هامش ردالمحتار ۲: ۲۹۰ ﴿۳﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) فلا یحنت به الا بمباشرتہ وهذا فی الولد الکبیر او الاجنبی لما فی المختار وشرحه حلف لا یزوج عبده او امته یحنت بالتوکیل والاجازة لان ذلك مضاف الیه متوقف علی ارادته لملکة وولایتہ، وكذا فی ابنه وبنته الصغیرین لولایتہ علیہما وفی الکبیرین لا یحنت الا بالمباشرة لعدم ولایتہ علیہما فهو كالأجنبي عنهما فيتعلق بحقیقة الفعل.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا یزوج عبده)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: ولو قال كل امرأة اتزوجها فهي طالق فتزوج فاذا حکما شافعیاً فحکم بطلان اليمين صح. (الاشباه والنظائر ۳۹۹ الفن الخامس الحیل الفصل السابع فی الطلاق)

ومثله فی الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۵۳۸ مطلب فی فسخ اليمين المضافة الى الملك

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدين: ای اذا قال كل امرأة اتزوجها طالق والحيلة فيه ما فی البحر من انه یزوجہ فضولی ویجیز بالفعل كسوق الواجب اليها الخ.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۳۷ باب التعليق)

﴿۳﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۳۲ باب التعليق)

بیوی کی زندگی میں دوسری شادی کی تو وہ دوسری بیوی طلاق ہوگی، کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ تحریر دی کہ اگر وہ اس بیوی کی زندگی میں دوسری شادی کرے گا تو وہ دوسری بیوی اس پر طلاق ہو جائے گی، کچھ زمانہ بعد اس نے دوسری شادی کر لی کیا یہ دوسری عورت اب اس پر طلاق ہوگی یا نہ؟ طلاق ہو جانے کی صورت میں اگر وہ پھر اس عورت کو بیوی بنا کر رکھے تو اس کا کیا مسئلہ ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: نور النبی جامعہ مدنیہ کیمیل پور..... ۸/۱۲/۱۹۷۳ء

الجواب: صورت مسئلہ میں وجود شرط کی وجہ سے یہ دوسری بیوی مطلقہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ بظاہر تجدید نکاح کافی ہے، بشرطیکہ شادی کے بعد شوہر کے گھر دوبارہ نکاح نہ کیا گیا ہو ورنہ تجدید کی بھی ضرورت نہیں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: اذا اضاف الطلاق الى النكاح وقع عقيب النكاح نحو ان يقول لامرأة ان تزوجتك فانت طالق او كل امرأة اتزوجها فهي طالق.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۲۰ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا)

﴿۲﴾ چونکہ یہاں اضافت طلاق تزوج اور نکاح کی طرف کی ہے لہذا نکاح ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق قبل الدخول ہوگی اور صورت مذکورہ میں تفریق طلاق کی وجہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے، کما فی الهندية: فان فرق الطلاق بانت بالاولی ولم تقع الثانية والثالثة. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۳ الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول) جس میں تجدید نکاح کافی ہوتا ہے، کما فی الهندية: اذا كان الطلاق باننا دون الثلاث فله ان يزوجه في العدة وبعد انقضائها. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۲ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به) نیز ہمارے بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ منگنی کے دن لڑکی کے والدین کے گھر نکاح کیا جاتا ہے پھر شادی کے بعد شوہر کے گھر دوبارہ نکاح کیا جاتا ہے پس اگر یہ دوبارہ نکاح کیا گیا ہو تو وہ تجدید نکاح کا قائم مقام ہو کر تجدید کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وهو الموفق..... (از مرتب)

بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرنے میں طلاق معلق کا تفصیلی مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید مشکوک آدمی تھا اس لئے شادی کے وقت اس سے اس قسم کی تحریر لی گئی تھی تحریر حسب ذیل ہے:

”میں مسماة فلانہ کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کروں گا، البتہ بصورت نہ ہونے اولاد برضا مندی والد یا برادر یا زوجہ ام، نکاح ثانی یعنی دوسری شادی کر سکوں گا، اگر صورت بالا کے بغیر دوسری شادی کروں تو دوسری جتنی شادیاں کروں مجھ پر طلاق ثلاثہ پڑ جاوے گی، اور شرعی طور پر مجھ پر حرام ہوں گی، مزید تحریر کر دیتا ہوں کہ جب بھی دوسری شادی کروں گا تو وہ مجھ پر بروئے شرع حرام ہوگی۔“

کیا زید اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے کر دوسری شادی کر سکتا ہے یا اس کی دوسری شادی بمطابق آخری قول (کہ جب بھی دوسری شادی الخ) حرام متصور ہوگی؟ بینوا تو جروا
المستفتی: بشیر احمد ایم اے دندہ شاہ بلال میانوالی..... ۱۳/۹/۱۹۷۰

الجواب: بظاہر آخری قول کی مراد بھی یہ ہے کہ مسماة فلانہ کی موجودگی میں جب بھی الخ، لہذا فلانہ کے مطلقہ ہونے کے بعد دوسری شادی میں کوئی حرج نہیں ہے ﴿۱﴾ یعنی دوسری بیوی مطلقہ نہیں ہوتی ہے مزید احتیاط کیلئے زید سے استفسار کیا جائے کہ آخری کلام سے آپ کی کیا مراد تھی تقييد مراد تھی یا اطلاق مراد تھا ﴿۲﴾

﴿۱﴾ وفي الهندية: واذا اضافه (الطلاق) الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۴۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق)

﴿۲﴾ وفي الهندية: ان من قال لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق يتعلق الطلاق بالدخول ولو قال ان دخلت الدار انت طالق يقع الطلاق للحال الا اذا قال عنيت به التعليق فحينئذ يدين فيما بينه وبين الله تعالى.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۴۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان الخ)

تو شق ثانی کی بنا پر یہ خاوند دوسری شادی کسی وقت بھی نہیں کر سکتا ہے ﴿۱﴾۔ وہو الموفق
”اگر میری شادی سنت کے مطابق نہ ہو تو بیوی کو طلاق ہے“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص یہ کہہ دے کہ ”اگر میری شادی سنت کے مطابق نہ ہو تو بیوی کو طلاق ہے“ اگر بالفرض اس کی شادی میں فائرنگ ہو یا پالنگ پر چڑھنا ہو یا نشانہ مارے یا سہرا بندی کرائے یا ڈول وغیرہ، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ بینواتوجروا
 المستفتی: زبیر جان افریدی..... ۱۲/۱۲/۱۹۹۰ء

الجواب: اگر اس شخص نے نیت اضافت کی ہو اور نکاح قبل از بناء یعنی شادی کیا ہو تو اس کی منکوحہ پر ایک طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔

تنبیہ:..... در وطنی کہ ایجاب و قبول سے بار مکرر کردہ مے شوند، بہ مرت دوم و سوم نکاح عقد خواهد شد،
 فافہم۔ وہو الموفق

جس بیوی نے سر کو دروازے سے باہر کیا ہے اس کو سہ طلاق“ گھر میں دو بیویاں تھیں کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی گھر آ رہا تھا کہ اس کی دو بیویوں میں سے ایک نے دروازے سے سر باہر کیا تھا، وہ گھر آ کر کہنے لگا کہ جس نے سر باہر کیا ہے اس کو تین طلاق ہے، گھر میں دونوں عورتیں سر باہر کرنے سے منکر ہو گئیں اب اس آدمی کیلئے ان بیویوں کے حق میں کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مفتی محمد سردار دارالعلوم ٹل..... ۲۹/۷/۱۹۸۶ء

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: كلما على التزوج نحو كلما تزوجت فانت كذا لدخولها على سبب الملك وهو غير متناه. قال ابن عابدين: (قوله لدخولها على سبب الملك) اي التزوج فكلما وجد هذا الشرط وجد ملك الثلاث فيتبعه جزاؤه بحر. (الدر المختار مع هامش رد المحتار ۲: ۵۴۳ مطلب المنعقد بكلمة كلما ايمان منعقدة للحال)

الجواب: اگر اس گھر میں صرف یہ دو عورتیں تھیں دیگر زنانہ نہ تھیں تو دونوں بیویاں اس پر حرام ہیں مطلقہ نہیں ہیں ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

ایک لڑکے کو بیٹی بہن دینے پر طلاق کی قسم کی پھر وہ اس کے ساتھ بھاگ گئی، کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی لڑکی اور خالد کی بہن ہے برادری کے اکابر نے زید اور خالد پر تحریری طور پر یہ شرط لگائی کہ اگر اس لڑکی نے اکابر برادری کی مرضی کے خلاف عارف سے نکاح کیا تو زید اور خالد دونوں پر اپنی بیویاں طلاق ثلاثہ سے حرام ہوں گی اب وہ لڑکی عارف سے نکاح پر مصر ہے اور اس کے ساتھ چلی گئی ہے، کیا اس لڑکی کا عارف کے ساتھ چلے جانے سے زید اور خالد پر بیویاں مطلقہ ہوں گی؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد اسرائیل کوہ مری راولپنڈی..... ۲۵/۱۲/۱۹۷۵

الجواب: اگر اس باپ بیٹے نے یہ تحریری قسم (طلاق معلق) ہزل یا اکراہا کی ہو تو ان پر بیویاں مطلقات نہ ہوں گی، کما یشیر الیہ ما نقلہ العلامة الشامی عن البحر: فلو اکره علی ان یکتب طلاق امراء ته فکتب لا تطلق لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة (ای حاجة التلطيق) ولا حاجة ههنا كذا فی الخانية. ردالمحتار ۲: ۵۷۹ ﴿۲﴾ اور اگر ﴿۱﴾ وفي الهندية: ولو طلق احدی نسائه الاربع ثلاثا ثم اشتبهت وانكرت كل واحدة ان تكون هي المطلقة لا يقرب واحدة منهن لانه حرمت عليه احداهن ويجوز ان تكون كل واحدة وقد قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل ما لا يباح عند الضرورة لا يجوز التحرى فيه والفروج من هذا الباب.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۶۴ قبیل الفصل الثانی فی اضافة الطلاق الی الزمان)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۲۵۷ مطلب فی الاکراه علی التوکیل بالطلاق والنکاح)

طیب خاطر سے کی ہو تو مطلقات مغالطات ہوں گی (ای بشرط الحمل) ﴿۱﴾۔ وهو الموفق
اگر ہمیشہ کو فلاں کے نکاح میں دیا تو طلاق پھر وہ لڑکی از خود اس کے ساتھ چلی گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ میرے والد نے
اگر میری ہمیشہ کو فلاں کے عقد نکاح میں دیا تو میری بیوی مجھ پر طلاق ہو اب وہ ہمیشہ از خود اس فلاں کے
ساتھ چلی گئی اور نکاح کیا گیا، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا
المستفتی: محمد روشن کوہالہ مری..... ۵/ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

الجواب: اگر الفاظ یہی ہیں کہ اگر میرے والد نے اس لڑکی کو فلاں الخ تو طلاق واقع نہیں
ہے اور اگر یہ الفاظ ہیں کہ اگر فلاں کے نکاح میں آئی تو الخ تو اس صورت میں ایک طلاق رجعی ہے ﴿۲﴾
پس عدت کے اندر اندر زبانی واپسی ہے، تجدید نکاح یا تحلیل کی ضرورت نہیں ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق
﴿۱﴾ قال العلامة المرغینانی: واذا اضافة الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته
ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق لان الملك قائم في الحال والظاهر بقاؤه الى
وقت وجود الشرط.

(هداية على صدر فتح القدير ۳: ۳۳۳ باب الايمان في الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة عبد الغني الغينمي: واذا اضاف الطلاق الى النكاح وقع الطلاق عقيب
النكاح..... واذا اضافة الى وجود شرط وقع عقيب وجود الشرط وذلك مثل ان
يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق لان الملك قائم في الحال والظاهر
بقاؤه الى وقت الشرط ويصير عند وجود الشرط كالمتكلم بالطلاق في ذلك الوقت.

(اللباب في شرح الكتاب ۲: ۱۷۴ كتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغینانی: واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان
يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض. (هداية ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

”اگر آٹھ دن کے اندر تم سے طلاق نامہ نہ لوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق ہے“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو

چند آدمیوں کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ اپنی بیٹی کے ساتھ برائی کرے اور اپنے داماد کو یہ کہا کہ اگر آٹھ دن کے اندر تم سے طلاق نامہ نہ لوں تو میری بیوی مجھ پر طلاق ہے، اب سر کے کہنے کے مطابق آٹھ دن گزر

جائیں اور داماد سے طلاق نہ لے، تو اب اس کے کہنے کا کیا بنے گا؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد رحمان سواڑگلی..... ۱۲/۴/۱۹۷۵

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس سر پر بیوی ایک طلاق رجعی سے طلاق ہوئی ہے ﴿۱﴾

جس میں زبانی مراجعت کافی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

داڑھی نہ رکھی نماز روزہ نہ رکھا تو میرا نکاح باطل و فسخ ہوگا“ خلاف ورزی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی لڑکی کا جس کی عمر دو

تین سال تھی بکر سے نکاح کر دیا نکاح سے قبل بکر سے اقرار لیا تحریری و زبانی بایں شرط کہ اگر مطابق شرع

داڑھی نہ رکھی نماز نہ پڑھی روزہ نہ رکھا تو میرا نکاح باطل ہوگا فسخ ہوگا، بکر نے یہ شرائط قبول کیں، بعد ازاں بکر

اپنے اقرار سے منحرف ہوا نہ صوم و صلاة کا پابند ہے اور نہ مطابق شرع داڑھی رکھی جبکہ منکوحہ نوافل و تہجد

﴿۱﴾ وفي الهندية: اذا اضافه (الطلاق) الى الشرط وقع عقيب الشرط.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۲۰ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغینانی: واذا طلق الرجل امراته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان

يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض.

(هداية ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

بھی قضاء نہیں کرتی، اب از روئے شرع اس اقرار کے بعد بکر کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: عبدالرؤف قریشی مسکین پور شریف مظفر گڑھ..... ۲۵/۱۱/۱۹۶۹

الجواب: چونکہ یہ لفظ کہ میرا نکاح باطل ہوگا یا فسخ ہوگا، کنایات سے ہے لہذا شرط کے تحقق کی وجہ سے اس شخص پر عورت مطلقہ ہوگی اور تجدید نکاح کافی ہوگی، لان الظاهر ارادة الطلاق، فی الدرالمختار: کنایته عند الفقهاء ما لم یوضع له واحتمله وغیره ﴿۱﴾ وفی الہندیة: ولو قال فسخت النکاح ونوی الطلاق یقع (۱: ۴۰۰) ﴿۲﴾ وفی الدرالمختار: وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لکن ان وجد فی الملک طلقت وعتق والا لا، انتھی ﴿۳﴾ قلت: هذا تعليق الطلاق بفعل الزوج وليس هذا تفویض الطلاق الی الزوجة وایضا لا یجری فیہ خیار البلوغ لان العاقد هو الاب. وهو الموفق

”اگر میں نے فلاں سے باتیں کیں تو میری بیوی طلاق ہے“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ اگر میں نے عمرو سے باتیں کیں تو میری بیوی طلاق ہے، اب زید نے عمرو سے گفتگو کی ہے زید سعودی عرب میں ہے اور اس کی بیوی افغانستان میں ہے شرعی لحاظ سے بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں، زید نے ارادہ سے رجوع بھی کیا ہے اس کی بیوی طلاق ہوئی یا نہیں اور کونسی طلاق واقع ہوئی؟ بینواتو جروا

المستفتی: عطاء محمد طائف سعود عرب..... ۳۰/۱۱/۱۹۸۵

﴿۱﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۰۱ باب الکنایات)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس فی الکنایات)

﴿۳﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۴ مطلب زوال الملک لا یبطل الیمین)

الجواب: صورت مسئلہ میں حث کی تقدیر پر یہ بیوی ایک طلاق رجعی سے مطلقہ ہوگی ﴿۱﴾ اور اس میں عدت کے اندر اندر زبانی مراجعت کافی ہوگی، اگر عدت کے اندر مراجعت نہ کی تو تجدید نکاح ضروری ہوگا، (قرآن ﴿۲﴾ حدیث ﴿۳﴾ معتبرات فقہ) ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

”اس امام کے پیچھے نماز پڑھی تو میری بیوی طلاق ہے“ میں رجوع کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی محلہ کے امام کے ساتھ رنجیدگی پیدا ہوئی اور کہا کہ اگر میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو میری بیوی طلاق ہو، ایک دفعہ یہ کہا ہے اب اس کا کیا حل ہے کیونکہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا بھی ضروری ہے اور امام کو خفہ نہیں کرنا چاہئے؟ بینواتوجروا
المستفتی: سعید الرحمن رستم مردان..... ۲۲/۳/۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾ وفي الهندية: واذا اضاف الطلاق الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۲۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق)

﴿۲﴾ قال الله تعالى: الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسريح باحسان، فان طلقها فلا جناح

عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدودا لله. (سورة البقرة آیت: ۲۲۹، ۲۳۰ رکوع: ۱۳ پارہ: ۲)

﴿۳﴾ عن ركانة بن عبد يزيد انه طلق امرأته سهيمة البتة فاخبر بذلك النبي ﷺ وقال والله

ما اردت الا واحدة فقال رسول الله ﷺ والله ما اردت الا واحدة فقال ركانة والله ما اردت

الا واحدة فردها اليه رسول الله ﷺ فطلقها الثانية في زمان عمر والثالثة في زمان عثمان

رواه ابوداؤد والترمذی وابن ماجة والدارمی الا انهم لم يذكروا الثانية والثالثة.

(مشکواة المصابيح ۲: ۳۰۶ باب الخلع والطلاق)

﴿۴﴾ قال العلامة المرغينانی: واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان

يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض لقلوله تعالى فامسكوهن بمعروف من غير

فصل. (هداية ۲: ۳۷۳ باب الرجعة)

الجواب: یہ شخص اس امام کے پیچھے نماز پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد عدت کے اندر یہ الفاظ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو مراجعت کیا اور طلاق سے واپس ہوا ﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ: الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسریح باحسان (الآیة) ﴿۲﴾ . وهو الموفق

میری اجازت کے بغیر اگر تو ماں باپ کے گھر چلی گئی تو تین طلاق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی تو مجھ پر تین طلاق کے ساتھ طلاق ہے، چنانچہ ایک ماہ بعد جب یہ شخص گھر میں موجود نہیں تھا تو اس کی بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی، اب اس مسئلہ کا کیا حکم ہے، جبکہ بیوی حاملہ بھی ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی: محمد سعید عباسی..... ۱۶/۱۲/۱۹۷۳

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے، لوجود الشرط ﴿۳﴾، اب بغیر حلالہ کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ وهو الموفق

مقررہ مدت میں میں واپس نہیں ہوا تو میرے اور منکوحہ کے درمیان نکاح فسخ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بالغ لڑکی کے ساتھ ﴿۱﴾ قال العلامة السغدی: والفاظ الرجعی عند ابی حنیفة واصحابہ اربعة احداها انت طالق وهذا منصوص..... والرجعة نوعان قولیة وفعلیة..... والرجعة القولیة ان يقول راجعتک الخ. (النتف فی الفتاویٰ ۱: ۲۰۵، ۲۰۷، الطلاق الرجعی)
﴿۲﴾ (سورة البقرة آیت: ۲۲۹، رکوع: ۱۳ پارہ: ۲)
﴿۳﴾ قال العلامة عبد الغنی الميدانی: واذا اضافه ای الطلاق الی وجود شرط وقع عقیب وجود الشرط وذلك مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق.
(اللباب فی شرح الكتاب ۲: ۱۷۴ کتاب الطلاق)

نکاح کیا لڑکا صوبہ سندھ حیدرآباد میں رہتا ہے جبکہ لڑکی گاؤں میں والدین کے پاس ہے لڑکی کے والدین نے داماد کو خطوط لکھ کر کہا کہ آ کر شادی کر لو، جب زید آ گیا تو لڑکی کے ورثاء کے ساتھ یہ شرائط طے کر لیں کہ (۱) مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ادا کروں گا۔ (۲) ایک مکان تعمیر کروں گا۔ (۳) رہائش اپنے گاؤں میں اختیار کروں گا، ان شرائط کیلئے چھ مہینے کی مدت مقرر ہوئی اور اگر کہا کہ اگر اس مقررہ مدت میں میں واپس نہیں ہوا تو میرے اور میری منکوحہ کے درمیان نکاح فسخ ہوگا، وروہ مجھ سے آزاد ہو جائے گی، اور ان کے پاس جو کچھ میرا سامان ہے وہ مجھے واپس کرے گا، ان شرائط کی تحریر بھی کی گئی نیز گواہوں کے دستخط اور انگوٹھے کے نشان لگائے گئے، اب نکاح (زید) عرصہ ڈیڑھ سال سے تکمیل شرائط کیلئے نہیں آیا اور نہ کسی خط و کتابت کا جواب دیتا ہے تو کیا مذکورہ تحریر اور شرائط موجود نہ ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ ہوگا یا نہیں؟ جبکہ آخری دو شرائط نکاح کے بعد لگائی گئی ہیں؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: شریں C/O مولوی محمد عائق سرخ ڈھیری صوابی..... ۳/۳/۱۹۷۲

الجواب: صورت مذکورہ میں اس شخص پر بیوی (منکوحہ) مطلقہ ہوئی ہے، لان المعلق عند

وجود الشرط كالمنجز ﴿۱﴾ وفي الهندية ۱: ۴۰۰ ولو قال فسخت النكاح ونوى الطلاق يقع ﴿۲﴾. وهو الموفق

”اگر فلاں کام کیا تو میری بیوی سو پتھر کے ساتھ طلاق ہو“ طلاق مغلطہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے

﴿۱﴾ قال العلامة القهستاني: والفاظ الشرط ان واذا واذا ما..... ان وجد الشرط مرة في الملك ينحل الى جزاء اي ينتهي التعليق الى وقوع الطلاق فيجری مجرى النظر.
(جامع الرموز ۱: ۵۳۲ فصل في التعليق)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۷۵ الفصل الخامس في الكنايات)

فلاں کام کیا تو مجھ پر میری بیوی سو پتھر کے ساتھ طلاق ہو، پھر زید نے وہ کام کر لیا، تو کیا زید پر تین طلاق پڑ جاتی ہیں یا ایک؟ بینواتو جروا

المستفتی: گلزار مقام سیرے..... ۱۹/۹/۱۹۷۵

الجواب: اس شخص کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور باقی لغو ہیں، وهو قول

الائمة الاربعة ﴿۱﴾ خلافا للطائفة السلفية النجدية ﴿۲﴾ ولنا روايات كثيرة مذكورة
﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة
المسلمين الى انه يقع ثلاث قال في الفتح بعد سوق الاحاديث الدالة عليه وهذا يعارض ما تقدم
واما امضاء عمر الثلاث عليهم مع عدم مخالفة الصحابة له وعلمه بانها كانت واحدة فلا يمكن
الا وقد اطلعوا في الزمان المتأخر على وجود ناسخ..... واما ثانيا فالعبرة في نقل الاجماع نقل ما
عن المجتهدين والمائة الف لا يبلغ عدة المجتهدين الفقهاء منهم اكثر من عشرين كالخلفاء
والعبادلة وزيد بن ثابت ومعاذ بن جبل وانس وابي هريرة والباقون يرجعون اليهم ويستفتون
منهم وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق
الاضلال. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۵۵ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال الشيخ البسام السلفي: وذهب جماعة من العلماء الى ان موقع الطلاق الثلاث
بكلمة واحدة..... لا يقع عليهما الا طلقة واحدة..... منهم المجد عبد السلام بن تيمية وكان
يفتى بها سرا وحفيده شيخ الاسلام ابن تيمية يجهر بها ويفتى بها في مجالسه..... ومنهم ابن
القيم الذي نصر هذا القول نصرا مؤزرا في كتابه الهدى واغاثة اللهفان فقد اطال البحث
فيها..... قال مجلس هيئة كبار العلماء: بحث مسألة الطلاق الثلاثة بلفظ واحد وبعد
الدراسة وتداول الرأي واستعراض الاقوال التي قبلت فيها ومناقشة ما على كل قول، توصل
المجلس بالاكثورية الى اختيار القول بوقوع الطلاق الثلاث بلفظ واحد ثلاثا وخالف من
اعضاء المجلس خمسة الخ. (التعليق على بلوغ المرام ۳۶۲، ۳۶۳ كتاب الطلاق)

فی مصنف عبد الرزاق ﴿۱﴾. وهو الموفق

”اگر میری بیوی بد چلن رہ چکی ہو تو طلاق ہو، یا اگر طلاق نہ دی تو“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہہ دے کہ اگر میری بیوی شادی سے قبل بد چلن رہ چکی ہو تو وہ طلاق ہے، (اس کی شہادت یا ثبوت نہ ہو اور نہ کوئی اور دلیل ہو صرف شک کی بنا پر کہہ دے) تو کیا اس سے کچھ واقع ہوتا ہے؟ جبکہ شریعت میں شک کی بنا پر اس کہی ہوئی بات کو مبہم اور غیر واضح کہا جا سکتا ہے جبکہ ساتھ اس کی بیوی پاک دامن بھی ہو؟ نیز اگر ایک شخص یہ کہہ دے کہ اگر میں نے اس کو طلاق نہ دی تو -- اور اسی طرح ادھوری بات کہہ دی، اس کا کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: امان اللہ شمشی روڈ مردان..... ۵/ صفر ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾..... ☆ عن ہارون بن عنزة عن ابيه قال كنت جالسا عند ابن عباس فاتاه رجل فقال يا ابن عباس انه طلق امراته مائة مرة وانما قلتها مرة واحدة فتبين مني بثلاث ام هي واحدة؟ فقال بانت بثلاث وعليك وزر سبعة وتسعين. (مصنف ابن ابی شیبہ ۵: ۱۳)

☆ حدثنا سعيد المقبري قال جاء رجل الى عبد الله بن عمر وانا عنده فقال يا ابا عبد الرحمن انه طلق امراته مائة مرة قال بانت منك بثلاث وسبعة وتسعون يحاسبك الله بها يوم القيامة. (مصنف عبد الرزاق ۵: ۱۳)

☆ عن الحكم ان عليا وابن مسعود وزيد بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین قالوا اذا طلق البكر ثلاثا فجمعها لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (مصنف عبد الرزاق ۶: ۳۳۶)

☆ عن عبادة بن الصامت قال طلق جدی امراته الف تطليقة فانطلق ابی الی رسول اللہ ﷺ فذكر ذلك له فقال النبي ﷺ اما اتقى الله جدك، اما ثلاث فله واما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم، ان شاء الله تعالى عذبه وان شاء غفر له.

(مصنف عبد الرزاق ۶: ۳۹۳)

الجواب: بیوی پر تہمت لگانے اور ارادہ طلاق ظاہر کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اس میں

انشاء طلاق کا لفظ نہیں ہے نہ صریح اور نہ کنایہ۔ وهو الموفق

”اگر میں پشاور کو سبق کیلئے نہیں گیا تو بیوی کو تین طلاق“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک طالب علم نے اپنے والد کو لکھا

کہ اگر میں مثلاً پشاور کو سبق کیلئے نہیں گیا تو مجھ پر اپنی بیوی تین طلاق سے مطلقہ ہوگی، اب اس طالب علم کیلئے فوراً پشاور جانا ضروری ہے یا جب بھی چلا جائے تو طلاق ختم ہوگی، نیز صرف جانے پر سبق کیلئے یہ حکم تعلق ختم

ہوگا یا وہاں کچھ مدت تک مقیم ہونا ضروری ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مفتی محمد سردار دارالعلوم عربیہ ٹیل کوہاٹ..... ۱۰/۱۱/۱۹۸۳

الجواب: اگر اس حالف نے فوراً جانے کی نیت نہ کی ہو تو قبل از موت جب بھی سبق کیلئے

جائے تو حث سے بچ جائے گا، خواہ پشاور میں اقامت کرے یا نہ کرے، ونظیرہ الحلف علی الفعل

كما فی رد المحتار ۳: ۱۸۶ فلیراجع (۱)۔ وهو الموفق

اگر زید کے گھر گیا تو ہزار روپیہ صدقہ کروں گا اگر صدقہ نہیں کیا تو بیوی طلاق ہوگی“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے قسم کھالی کہ اگر میں

زید کے گھر گیا تو ایک ہزار روپیہ خدا کے نام پر صدقہ دوں گا، اگر صدقہ نہیں کیا تو پھر میری بیوی مجھ پر طلاق

(۱) قال العلامة الحصكفي: ان رأيتہ لا ضربنه فعلى التراخي ما لو ينوا الفور..... وبعد

صفحتين..... ولو حلف ليفعلنه بربرة. قال ابن عابدين: واذا لم يفعل لا يحكم بوقوع

الحنث حتى يقع اليأس عن الفعل وذلك بموت الحالف قبل الفعل فيجب عليه ان يوصى

بالكفارة..... وهذا اذا كانت اليمين مطلقة.

(الدر المختار مع رد المحتار ۳: ۱۲۵، ۱۲۸ مطلب حلف ليفعلنه بربرة)

ہوگی، اب اگر یہ آدمی زید کے گھر میں داخل ہو جائے تو کیا یہ ایک ہزار روپیہ دے گا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے گا، اگر ایک ہزار روپیہ نہ دے اور دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو کیا پھر بھی طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مثل خان ساگر ٹھہ..... ۲۶ / جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: چونکہ اس شخص نے حث کی صورت میں ایک ہزار روپیہ نہ دینے پر طلاق معلق کی ہے لہذا اس پر حث کی صورت میں ایک ہزار روپیہ نہ دینے سے بیوی مطلقہ ہوگی ﴿۱﴾۔ وهو الموفق
والد نے کہا ”اگر تجھے شوہر کے حوالہ کیا تو مجھ پر اپنی عورت ایک دو تین اور بہن ماں ہوگی“

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی شوہر کے گھر سے والدین کے گھر آگئی اس شوہر سے بال بچے بھی ہیں لیکن جھگڑے اور فساد کی وجہ سے کچھ ناچاقی آگئی تھی، والد نے لڑکی کو کہا کہ اگر میں نے اب دوبارہ تجھے شوہر کے حوالہ کیا تو مجھ پر اپنی بیوی ایک دو تین پتھر اور ماں بہن ہوگی، اب رشتہ داروں نے اس لڑکی کو مصالحت کے بعد شوہر کے حوالہ کیا جبکہ والد اس پر راضی بھی نہیں ہے، اب الفاظ مذکورہ کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی گلفر از مدرسہ عالیہ زرگری کوہاٹ..... ۲۴ / محرم ۱۴۰۱ھ

الجواب: ان الفاظ مسطورہ سے وقوع طلاق میں تامل ہے ﴿۱﴾ البتہ احتیاط یہ ہے کہ یہ

﴿۱﴾ قال العلامة عبد الله الموصلي: فاذا علق الطلاق بشرط وقع عقبيه وانحلت اليمين وانتهد لان الفعل اذا وجد ثم الشرط فلا تبقى اليمين.

(الاختيار لتعليق المختار ۲: ۱۸۱ فصل كنايات الطلاق)

﴿۱﴾ چونکہ ایک دو تین نہ صریح ہے اور نہ کنایہ ہے بلکہ محض عداور شمارہ ہے اور جب اس کے ساتھ الفاظ طلاق ذکر نہ ہوں تو صرف نیت اور ارادہ نا کافی ہوتا ہے، قال العلامة الشامي: ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخير الرملي وغيره وكذا ما يفعله بعض سكان البوادي من امرها..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

عورت والد کی اجازت کے بغیر اور والدہ وغیرہا کی اجازت سے خاوند کے گھر جائے تو حث سے بچ جائے گا ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

”اگر میں فیصلہ سے انحراف کروں تو مجھ پر تمام حلال حرام ہوں گے“ سے طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کسی تنازعہ کی بابت جرگہ میں یہ تحریر لکھ کر دی کہ جرگہ نے جو فیصلہ کیا وہ مجھے منظور ہوگا اگر میں اس فیصلہ سے انحراف کروں تو مجھ پر تمام حلال حرام ہوں گے، اب اگر زید جرگہ کے فیصلہ سے منحرف ہو کر بھاگ جائے تو کیا زید پر طلاق بھی عائد ہوگی؟ بینوا تو جروا

المستفتی: قاضی محمد اکبر پھلواری راولپنڈی..... ۱۹۷۰ء/۵/۳

الجواب: یہ لفظ ہمارے بلاد اور ہماری زبان میں طلاق میں متعارف نہیں ہے، اسی وجہ سے غیر شادی شدہ بھی اس لفظ کو مستعمل کرتا ہے پس اس شخص یعنی زید سے پوچھا جائے کہ اس لفظ سے تیری کیا مراد ہے، صرف طلاق مراد تھی یا صرف ماکول و مشروب، یا ماکول و مشروب اور جماع وغیرہ سب مراد تھے

(بقیہ حاشیہ) بحلق شعرها لا يقع به طلاق وان نواه. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۵۳ کتاب الطلاق) البتہ بعض علماء اس میں اختلاف رکھتے ہیں کہ ان الفاظ سے یعنی صرف ایک دو تین سے بیوی مبانہ ہو جاتی ہے جس میں تجدید نکاح کافی ہو جاتی ہے، اور دوسرا لفظ ”بہن ماں“ ہوگی سے طلاق کا حکم دینا ہے بے قاعدہ امر ہے کیونکہ اس میں حرف التشبیہ نہیں ہے، كما قال الحصكفي: والا ينوشينا او حذف الكاف لغا وتعین الادنی: قال ابن عابدین: والذي في الفتح وفي انت امی لا يكون مظاهرا وينبغي ان يكون مكروها. (الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۲۲۶ باب الظهار)..... از مرتب

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ان لم تجبى بفلان او ان لم تردى ثوبى الساعة فانت طالق فجاء فلان من جانب آخر بنفسه واخذ الثوب قبل دفعها لا يحنث.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۵۶۲ قبيل باب طلاق المريض)

پس جو مراد ہوگا وہ منظور ہوگا یعنی صورت اول میں طلاق واقع ہوگی، صورت ثانیہ میں قسم ہوگی اور صورت ثالثہ میں قسم اور طلاق دونوں متحقق ہوں گی، یدل علیہ ما فی الفتح: ۴: ۲۶ والحاصل ان المعتبر فی انصراف هذه الالفاظ عربية او فارسية الى معنى بلا نية التعارف فيه فان لم يتعارف سئل عن نيته فقط ﴿۱﴾. وهو الموفق

”اگر دختر کو نہ بھیجوں تو میری بیوی طلاق بائن ہوگی“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی دختر شادی شدہ جان بوجھ کر اپنے گھر غیر آباد رکھی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ فلاں تاریخ اور فلاں وقت اپنی دختر کو سرال بھیج دوں گا، اگر نہ بھیجوں تو میری بیوی طلاق بائن ہوگی، اب اس تاریخ اور وقت پر دو دن اور گزر گئے لیکن اس نے اپنی دختر نہیں بھیجی، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی: سید اخان کوہالہ مری..... ۲۰/۳/۱۹۶۹

الجواب: اگر تین طلاق مراد نہ ہوں تو تجدید نکاح کافی ہے ﴿۲﴾ کیونکہ تحقق شرط کی وجہ سے طلاق واقع ہوئی ہے ﴿۳﴾ تحلیل کی ضرورت نہیں ہے ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتح القدير ۴: ۳۷۴ فصل فی الکفارة قبیل باب اليمين فی الدخول والسكنی)
﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: ويقع بقوله انت طالق بائن او البتة..... واحدة بائنة فی الكل لانه وصف الطلاق بما یحتمله ان لم ینو ثلاثا.
(الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۲۸۷ فرع باب الصریح)
﴿۳﴾ قال العلامة ابن نجیم: (قوله فیقع بعده) ای یقع الطلاق بعد وجود الشرط فی المسئلتین سواء کان التعليق فی الملك او مضافا الیه. (البحر الرائق ۴: ۸ باب التعليق)
﴿۴﴾ قال العلامة الموصلی: وله ان یتزوج مطلقته المبانة بدون الثلاث فی العدة وبعدها لان حل المحلیة باق اذ زواله بالثالثة ولم توجد وانما لا یجوز لغيره فی العدة تحرزا عن اشتباه الانساب. (الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۹۳ باب الرجعة)

”میں نے اپنے سسرال پر سلام کیا تو میری بیوی طلاق ہوگی“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے دو دفعہ یوں قسم کھائی کہ اگر میں نے سسرال پر سلام کیا تو میری بیوی طلاق ہوگی، اس سے کوئی طلاق واقع ہوگی؟ بینواتو جروا
المستفتی: سید اغیار شاہ..... ۱۰/۱۰/۱۹۷۵

الجواب: صرف سلام کرنے کی صورت میں دو طلاق رجعی واقع ہوں گی، كما في الهندية ۲: ۳۶۵ اذا اضافه (الطلاق) الى الشرط وقع عقيب الشرط ﴿ ۱ ﴾ وقالوا الصريح ما لم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتك الخ كما في شرح التنوير على هامش ردالمحتار ۲: ۵۹۰ ﴿ ۲ ﴾. وهو الموفق

”اگر تم سب کو قتل نہیں کیا تو مجھ پر بیوی طلاق ہو“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کو غصے کی حالت میں کہا کہ اگر میں نے تم سب کو قتل نہیں کیا تو مجھ پر میری بیوی طلاق ہو، اسی مجلس میں یہی الفاظ دوبارہ کہے، اب اگر یہ آدمی قتل نہ کرے تو عورت طلاق ہوگی یا نہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: مکرم خان صالح خانہ نوشہرہ..... ۱۰/۷/۱۹۷۲

الجواب: اس شخص پر فی الحال بیوی طلاق نہیں ہے جس وقت یہ شخص قریب الموت ہو جائے اور مر جائے تو اس وقت اس پر بیوی ایک طلاق سے مطلقہ ہو جائے گی یا جب ان اشخاص (جن کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے) میں سے ایک شخص مر جائے تو اس شخص (زید) پر بیوی ایک طلاق سے مطلقہ ہو جائے گی، جس

﴿ ۱ ﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۲۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بکلمة ان واذا)

﴿ ۲ ﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۶۵ باب الصریح)

میں زبانی رجوع کافی ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے، فی الدر المختار: ولو حلف ليفعلنه بربرة، وفي ردالمحتار ۳: ۱۸۹ واذا لم يفعل لا يحكم بوقوع الحنث حتى يقع اليأس عن الفعل وذلك بموت الحالف قبل الفعل..... او بفوت محل الفعل ﴿۱﴾. وهو الموفق

”میری بستی میں آ کر تمہیں قتل نہ کروں تو میری بیوی طلاق ہے“ تین دفعہ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید عمر کا بہنوئی ہے دونوں میں اس بات پر جھگڑا ہوا کہ زید اپنی چھوٹی لڑکی کو پیدل اپنی بستی لے جانا چاہتا ہے لیکن عمر جو کہ زید کی بیوی کا بھائی ہے انکار کرتا ہے کہ میں اس کو پیدل نہیں جانے دیتا بلکہ موٹر سائیکل پر پہنچا دوں گا، لیکن زید فوری طور پر لڑکی کو لے جانا چاہتا تھا، زید یکدم جوش میں آ کر قسم اٹھانے لگا کہ اگر تم میری بستی میں آ گئے اور میں تمہیں قتل نہ کروں تو میری بیوی طلاق ہے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے، زید چلا گیا مگر سالہ اور سسر پریشان ہو گئے، شام کو عمر کسی اور شخص کے ہمراہ زید کی بستی چلے گئے دونوں نے اکٹھا کھانا کھایا اور رات بھی وہاں گزاری، زید نے کہا کہ میں نے غصہ میں یہ الفاظ کہے تھے اب ان الفاظ کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: مولانا غلام رسول مدرسہ عربیہ نظامیہ تربت مکران..... ۱۹۸۳ء/۸/۱۱

الجواب: اگر زید کی تین دفعہ تکرار سے تین طلاق مراد نہ تھے بلکہ اصرار اور تاکید مراد تھی یا خالی

الذہن تھا، تو اس پر بیوی مطلقہ مغالطہ نہ ہوگی، کما فی ردالمحتار ۲: ۶۳۲ قبیل کنایات ﴿۲﴾ اور اگر تین طلاق مراد تھے تو بیوی مغالطہ ہوگئی ہے، اما حالا عند ارادة الفور وهو المتبادر واما عند

﴿۱﴾ (الدر المختار مع ردالمحتار ۳: ۱۴۸ مطلب حلف ليفعلنه بربرة كتاب الايمان)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: كرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين، قال ابن

عابدین: ای ووقع الكل قضاء وكذا اذا طلق اشباه ای بان لم ينو استينافا ولا تاكيدا لان

الاصل عدم التاكيد. (الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۴۹۹ فروع قبیل باب کنایات)

الموت ﴿۱﴾. وهو الموفق

”اگر حقوق زوجیت اور نان و نفقہ میں کوتاہی کروں تو تین طلاق“ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری ہمیشہ کی شادی ماموں زاد سے ہوئی ہے، شادی کے وقت اس نے لکھ کر دیا تھا کہ ”اگر میں اپنی اس بیوی کی حقوق زوجیت اور نان و نفقہ میں کوتاہی کروں تو یہ مجھ پر حرام ہوگی اور تین طلاق پر طلاق ہوگی“ شادی کے بعد لڑکا گھر سے غائب رہتا تھا جس کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور بیوی کو گھر سے نکال دیا کچھ مدت بعد برادری والوں نے مصالحت کرادی اور ہمیشہ ان کے گھر چلی گئی، کچھ مدت بعد پھر جھگڑا ہو گیا اور پھر بیوی کو گھر سے نکال دیا لیکن برادری والے پھر اتفاق کر کے بیوی کو ان کے گھر لے گئے، تیسری دفعہ اس نے پھر بیوی سے جھگڑا کر کے گھر سے نکال دیا، آٹھ مہینے ہو گئے نہ کوئی خرچہ دیتا ہے اب برادری والے پھر صلح کی بات کرتے ہیں اب طلاق اور حرام ہونے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: کبیر خان اسلام آباد..... ۲۷/ شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: اگر اس بیوی کو اس شوہر نے گھر سے نکالا ہو اور حقوق مسکنت سے محروم کیا ہو ﴿۲﴾

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ولو حلف ليفعلنه برمرة لان النكرة في الالبات تخص والواحد هو المتيقن ولو قيدها بوقت فمضى قبل الفعل حنث ان بقى الامكان والابان وقع اليأس بموته او بفوت المحل بطلت يمينه كما مر في مسألة الكوز.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۳: ۱۴۸ مطلب حلف ليفعلنه برمرة)

﴿۲﴾ وفي الهندية: تجب السكنى لها عليه في بيت خال عن اهله واهلها الا ان تختار ذلك كذا في العيني.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۵۵۶ الفصل الثاني في السكنى)

تو یہ بیوی اس خاوند پر مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ اور اگر مار پیٹ کے بعد یہ عورت بلا مرضی اور بلا اخراج خاوند کے گھر سے آئی ہو تو مطلقہ نہیں ہوئی ہے اس خاوند کے پاس رہ سکتی ہے، لعدم وجود الشرط ﴿۲﴾. وهو الموفق

”اگر فلاں فلاں کے ساتھ راضی نامہ کروں تو مجھ پر ایک طلاق دو طلاق تین طلاق الخ“

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے برادری سے کسی نجی رنجش کی بنا پر دوسرے ساتھیوں سے وعدہ کیا کہ اگر میں آپ لوگوں سے الگ ہو کر فلاں فلاں حضرات کے ساتھ کھانا پینا کروں اور لگا تار تین مرتبہ ایک ایک کنکری اٹھا کر زمین پر پھینکی کہ مجھ پر میری بیوی ایک طلاق پھر دوسری مرتبہ دوسری کنکری پھینک کر کہا کہ دو طلاق پھر تیسری مرتبہ کر کے کہا تین طلاق، میری بیوی مجھ پر طلاق ہو کہ میں آپ کو چھوڑ کر ان لوگوں سے راضی نامہ کروں تقریباً دو سال بعد پھر اسی طرح اپنے بھائی کی شادی کے موقع پر ان لوگوں کے سامنے یکے بعد دیگرے تین دفعہ کہا کہ میری بیوی مجھ پر ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہے کہ میں آپ سے الگ ہو کر فلاں فلاں کے ساتھ راضی نامہ کروں، پھر ایک سال بعد اس نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کے کہنے پر ان ساتھیوں کی رضامندی کے بغیر راضی نامہ ان ہی افراد سے کیا جن کے متعلق اس نے طلاق کی تھی لہذا کیا اس کی بیوی اس کیلئے جائز ہے؟ یا دوبارہ تجدید نکاح کرے؟ نیز جو لوگ اس کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں ان کیلئے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جو

المستفتی: الطاف حسین ملک ٹاٹا ایبٹ آباد..... ۱۹۷۵ء/۴/۱

﴿۱﴾ قال الحداد الیمنی: واذا اضاف الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول ان دخلت الدار فانک طالق هذا بالاتفاق لان الملک قائم فی الحال والظاهر بقاؤه الی وقت الشرط ولانه اذا علقه بالشرط صار عند وجود الشرط کالمتکلم بالطلاق فی ذلک الوقت. (الجوهرة النيرة ۲: ۱۱۰ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ المعلق بالشرط یجب ثبوته عند ثبوت الشرط. (شرح المجلة ۱: ۲۳۲ مادة: ۸۲)

الجواب: بہ ظاہر اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلطہ ہوئی ہے ﴿۱﴾ بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے ﴿۲﴾ تحلیل سے قبل اس کیلئے جماع حرام ہے ﴿۳﴾ اور اس کے ساتھ دیدہ دانستہ غیر ضروری تعلقات رکھنے والا بھی گنہگار ہے ﴿۴﴾۔ وہوالموفق

طلاق معلق کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کا اپنے سر کے ساتھ اختلاف پیدا ہوا کچھ عرصہ بعد سسرال کے گھر پر شادی کا پروگرام تھا، سسرال نے اسے راضی کرنے کیلئے

﴿۱﴾ قال العلامة الموصلي: فاذا علق الطلاق بشرط وقع عقبيه وانحلت اليمين وانتهت لان الفعل اذا وجدتم الشرط فلا تبقى اليمين.

(الاختيار لتعليق المختار ۲: ۱۸۱ فصل كنايات الطلاق)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

﴿۳﴾ وفي الهندية: اذا طلقها ثلاثا او واحدة بائنة وليس له الا بيت واحد فينبغي له ان يجعل بينه وبينها حجابا حتى لا تقع الخلوة بينه وبين الاجنبية.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۵۳۵ الباب الرابع عشر في الحداد)

﴿۴﴾ قال العلامة الطبرابلسي: والتعزير تأديب استصلاح وزجره عن ذنوب لم تشرع فيها

حدود ولا كفارات..... والتعزير لا يختص بفعل معين ولا قول معين فقد عزر رسول الله ﷺ

بالحجر وذلك في حق الثلاثة الذين ذكرهم الله تعالى في القرآن العظيم فهجروا خمسين

يوما لا يكلمهم احدبهم وقصتهم مشهورة في الصحاح وعزر رسول الله ﷺ بالنفي فامر

باخراج المخنثين من المدينة ونفاهم وكذلك الصحابة من بعده.

(معين الحكام ۱۹۵ فصل من الزواجر الشرعية والتعزير)

جرگہ بھیجا کہ شادی میں شرکت کرے، اس نے جرگہ واپس کر کے کہا کہ میں نے قسم بالطلاق کی ہے کہ میں سسرال والوں کے گھر نہیں جاؤں گا، جرگہ والوں نے کہا کہ یہ قسم غلط ہے قسم اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوتی ہے، طلاق پر نہیں ہوتی، یہ رواجی قسم ہے، اس نے پھر کہا کہ اگر میں نے سسرال والوں کے ساتھ غمی شادی میں شرکت کی تو مجھ پر بیوی طلاق ہو، اس نے یہ الفاظ کہے اور صبح کو شادی ہوئی، اس وقت یہ آدمی سسرال کے گھر بیمار پرسی کیلئے گیا آٹھ نو دن بعد اس نے اپنی بیوی رخصت کی کہ مجھ پر طلاق ہے، پھر اس نے گفتگو کے بعد اپنی والدہ سے کہا کہ اگر آپ کا شک ہو تو میں پھر کہتا ہوں کہ فلانہ مجھ پر تین پتھر طلاق ہے اور دوبارہ بھی اسی طرح کہا، اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد ضمیر استاد گمبخت مردان..... ۱۹۷۲ء/۷/۳۱

الجواب: بشرط صدق مستفتی اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں

ہے ﴿۱﴾ تحلیل کی کیفیت مقامی علماء سے معلوم کی جائے۔ وہوالموفق

دکانداری نہ کرنے پر طلاق معلق کر دینا جبکہ مراد شرکت دکانداری ہو، کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں یہ دکان

نہیں کروں گا اگر میں نے دکان کیا تو مجھ پر اپنی بیوی تین طلاق سے مطلقہ ہو، یہ قسم اس نے بوجہ شرکت کے کھائی ہے، کہ اگر شرکت ہو تو میں دکانداری نہیں کروں گا، اب اگر علیحدگی کے ساتھ دکانداری کا کام کرے تو

کیا طلاق واقع ہوگی؟ جبکہ وہ کہتا ہے کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی؟ بینواتوجروا

المستفتی: زاہد علی باچا حقانی..... ۱۹۸۵ء/۱۲/۱۲

﴿۱﴾ قال العلامة عبد الغنی الغینمی: واذا كان الطلاق ثلاثاً في الحرة او اثنتين في الامه ولو

قبل الدخول لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ای يطأها ثم يطلقها او

يموت عنها وتنقضى عدتها منه. (اللباب في شرح الكتاب ۲: ۱۸۳ کتاب الرجعة)

الجواب: اگر اس نے شرکت کرنے سے قسم کھائی ہے تو بلا شرکت دکان کرنے سے اس پر بیوی مطلقہ نہ ہوگی، اور اگر مطلق دکانداری سے قسم کی ہے ﴿۱﴾ تو بغیر حیلہ کے دکانداری کرنا موجب تغلیظ یعنی موجب طلاق مغلظہ ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

مشت زنی کرنے کی وجہ سے طلاق معلق ڈالے اور پھر تہنیز کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کو مشت زنی کی عادت ہے، اس سے نجات پانے کیلئے اس نے یہ کہا کہ اگر آئندہ میں نے مشت زنی کی تو ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اسے طلاق ہے، اس کے بعد اس نے شہوت سے مغلوب ہو کر تہنیز شروع کیا اور تکیہ وغیرہ سے، اب وہ طلاق کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ مشت زنی میں داخل نہیں ہے، کیونکہ اس نے صرف ہاتھ سے مشت زنی کی صورت میں طلاق کہا ہے، کیا تہنیز وغیرہ سے تین طلاق واقع ہوں گی یا بائن؟ بینوا تو جروا
المستفتی: عبدالحق شادمان لاہور..... ۱۳۰۱/۶/۲۹ھ

الجواب: یہ تہنیز وغیرہ مشت زنی نہیں ہے اگرچہ مقصد میں مشت زنی جیسی ہے اور حرام ہے ﴿۳﴾ پس اس شخص حالف پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے البتہ مشت زنی کرنے کی صورت میں اس پر بیوی

﴿۱﴾ وفي الهندية: واذا اضافه (ای الطلاق) الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفقا.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۲۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد في الملك طلقت وعتق والا لا فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار ان يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتحل اليمين فينكحها.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۵۴۵ مطلب زوال الملك لا يبطل اليمين)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: ان علة الاثم هل هي كون ذلك استمتعا بالجزء كما يفيدہ الحديث وتقيدهم كونه بالكف ويلحق به ما لو ادخل ذكره..... (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

ایک طلاق سے مطلقہ ہوگی ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مالي جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں طلاق معلق کا تفصیلی مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے چند امور لکھے کہ اگر اس کو پورا نہ کروں گا تو مجھ پر ایک ہزار روپیہ مالی جرمانہ لازم ہوگا، اور اگر مالی جرمانہ ادا نہیں کیا تو مجھ پر میری عورت طلاق ہوگی، اب اگر اس آدمی نے شروط ایفاء نہیں کئے اور نقض عہد کیا تو کیا مالی جرمانہ ادا نہ کرنے سے تین طلاق ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: غلام عباس نقوی پشاور..... ۱۶/ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

الجواب: مالی جرمانہ لینا یا دینا امور محرّمہ میں سے ہے ﴿۲﴾ لیکن باوجود حرمت کے اس کے

(بقیہ حاشیہ) بین فخذیہ مثلا حتی امنی ام هی سفح الماء وتھیج الشهوة فی غیر محلها بغیر عذر کما یفیدہ قوله واما اذا فعله لاستجلاب الشهوة الخ لم ار من صرح بشیء من ذلك والظاهر الاخیر لان فعله بید زوجته ونحوها فی سفح الماء لکن بالاستمتاع بجزء مباح کما لو انزل بتفخیز او تبطین بخلاف ما اذا کان بکفه ونحوه وعلى هذا فلو ادخل ذکره فی حائط او نحوه حتی امنی او استمنى بکفه بحائل يمنع الحرارة یأثم ایضا ویدل ایضا علی ما قلنا ما فی الزیلعی حیث استدل علی عدم حله بالکف بقوله تعالیٰ والذین هم لفروجهم حافظون، الآیة الخ. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۱۰۹ مطلب فی حکم الاستمناء بالکف)

﴿۱﴾ قال العلامة المرغینانی: واذا اضافه (ای الطلاق) الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق لان الملك قائم فی الحال والظاهر بقاؤه الی وقت وجود الشرط فیصح یمینا او ایقاعا. (هدایة ۲: ۳۶۳ باب الایمان فی الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله لا باخذ مال فی المذهب) قال فی الفتح وعن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان باخذ المال وعندهما وباقی الاثمة لا یجوز ومثله فی المعراج وظاهره ان ذلك رواية ضعيفة عن ابی یوسف قال فی الشرنبلالية..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ساتھ طلاق معلق کرنا درست اور نافذ ہے، بخلاف النذر ﴿۱﴾ اور چونکہ یہ ادائیگی مطلق ہے موقت نہیں ہے لہذا یہ عہد کنندہ آخری لمحات زندگی میں حائث ہوگا، کما فی رد المحتار ۳: ۱۸۶ واذا لم يفعل لا يحكم بوقوع الحنث حتى يقع اليأس عن الفعل ﴿۲﴾. وهو الموفق

اگر ایفون کھائی تو بیوی طلاق ہوگی، پھر ایفون سے مرکب دوا کھائی تو.....؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے

ایفون کھائی تو مجھ پر بیوی طلاق ہوگی، اچانک یہ شخص بیمار ہوا طبیب نے اسے جو دوائی دی اس میں ایفون

(بقیہ حاشیہ) ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على اخذ مال الناس فيأكلونه..... وافاد في البرازية ان معنى التعزير باخذ المال على القول به امساک شیئ من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم اليه لا ان يأخذه الحاكم لنفسه او لبيت المال كما يتوهمه الظلمة اذ لا يجوز لاحد من المسلمين اخذ مال احد بغير سبب شرعى..... وفي شرح الآثار التعزير بالمال كان في ابتداء الاسلام ثم نسخ والحاصل ان المذهب عدم التعزير باخذ المال.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۳: ۱۹۵، ۱۹۶ مطلب فی التعزير باخذ المال)

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله ان لا يكون معصية لذاته) قال في الفتح واما كون المنذور معصية يمنع انعقاد النذر فيجب ان يكون معناه اذا كان حراما لعينه او ليس فيه جهة قرينة فان المذهب ان نذر صوم يوم العيد ينعقد ويجب الوفاء بصوم يوم غيره ولو صامه خرج عن العهدة ثم قال بعد ذلك قال الطحاوي اذا اضاف النذر الى المعاصي كليله على ان اقتل فلانا كان يمينا ولزمته الكفارة بالحنث.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۳: ۷۴ مطلب فی احكام النذر)

﴿۲﴾ (رد المحتار ۳: ۱۲۸ مطلب حلف ليفعلنه برمرة كتاب الايمان)

بھی ڈالی تھی یعنی ایفون سے مرکب دوائی تھی تو اس صورت میں اس پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: صاحبزادہ اکبر دارالعلوم مردان..... ۵/رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب: اس مرکب دوائی کی خوراک میں حث نہیں ہے، الا ان یرید الحالف، ماخوذ از
ہندیہ ۲: ۸۵ و عبارتہا، سئل شیخ الاسلام الزاهد رحمۃ اللہ علیہ عن حلف لا یأکل
لحماً وحلف الآخر لا یأکل بصلاً و آخر لا یأکل فلفلاً فاتخذ محشوا جعل فیہ ہذہ
الاشیاء کلہا فاکلہا الحالفون کلہم لم یحنث احد الا صاحب الفلفل لان الفلفل لا
یؤکل الا ہکذا فانصرفت یمینہ الیہ ﴿۱﴾ . وهو الموفق

”اگر میں بیٹے کے گھر جاؤں تو بیوی طلاق ہے“ سے مراد سکونت کا گھر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں
اپنے بیٹے کے گھر جاؤں تو میری بیوی کو طلاق ہے یا اگر میرے بیٹے کی بیوی میرے گھر آگئی تو بھی میری
بیوی کو طلاق ہے، پس اگر زید اپنے گھر کو ہبہ کر کے ان کے نام منتقل کر دے، اور پھر زید کا بیٹا اپنے بیٹے (زید
کے پوتے) کو ہبہ کر دے، اب اگر زید اس گھر کو چلا جائے تو طلاق پڑ جائے گی یا نہیں؟ جبکہ زید کا بیٹا بھی
اس میں رہتا ہے اور اگر زید کی بہو زید کے رہائشی گھر جو کہ اب زید کے دو بیٹوں کے نام موہوب ہے آ جائے
تو زید کی بیوی کو طلاق ہوگی یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: روح الامین گڑھی کپورہ مردان..... ۱۲/۱۱/۱۹۸۵ء

الجواب: جو شخص یہ الفاظ بولے ”کہ زہ دفلانی کرہ لازم نو پہ ما الخ“ کہ ما کرہ
فلانکے راغے نو پہ ما الخ“ تو عرف کی بنا پر اس سے مراد سکونت کا گھر اور مکان ہوتا ہے نہ مملوکہ گھر،
ومدار الايمان على العرف، پس اس بنا پر صورت اول میں طلاق واقع نہ ہوگی، البتہ اگر اس شخص

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۲: ۸۵، ۸۶ الباب الخامس فی اليمين على الاكل والشرب وغيرهما)

(زید) نے دارمملو کہ مراد لیا ہے تو دونوں صورتوں میں طلاق واقع نہ ہوگی ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

طلاق معلق کا ایک تفصیلی مسئلہ اور متعدد استفسارات

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عبد اللہ ایک ملازم پیشہ آدمی ہے گھر آیا ہوا ہے، اس کی دو بہنیں ہیں، ہمشیرہ کی شادی کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں، کسی بات پر والد اور عبد اللہ کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی، والد نے اس سے کہا کہ میری لڑکی ہے تمہارا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس پر عبد اللہ کو غصہ آیا کہ میں بہنوں کا بڑا بھائی ہوں اگر میرا حق نہیں تو میری بیوی ایک دو تین پر طلاق ہوگی، اگر میں نے بہنوں کا پوچھا بھی: (۱) اب وہ کیا حالات ہیں جن سے طلاق واقع ہو جائے گی عبد اللہ کیلئے کیا کرنا ممنوع ہوا جبکہ دونوں بہنوں کی منگنی ہو چکی ہے؟ (۲) اگر طلاق واقع ہو جائے تو اس کا آگے کیا حل ہے؟ (۳) کیا غصے کی حالت میں اس کو یمین متصور کر کے کفارہ ہو سکتا ہے اور کیا کفارہ ہوگا؟ (۴) وقوع طلاق کی صورت میں خاوند ملازم پیشہ اور گھر سے تین مہینے باہر رہنے کی وجہ سے بیوی کا گھر میں رہنا جائز ہے؟ یا والدین کے گھر جانا پڑے گا؟ (۵) بیوی اس کی پھوپھی زاد ہے شادی سے پہلے بھی پردہ نہیں تھا کیا اب

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله الايمان مبنية عندنا على العرف) لان المتكلم انما يتكلم بالكلام العرفي اعني الالفاظ التي يراد بها معانيها التي وضعت لها في العرف كما ان العربي حال كونه بين اهل اللغة انما يتكلم بالحقائق اللغوية فوجب صرف الفاظ المتكلم الى ما عهد انه المراد بها..... نعم ما وقع مشتركاً بين اللغة والعرف تعتبر فيه اللغة على انها العرف فاما الفرع المذكور فالوجه فيه ان كان نواه في عموم قوله بيتا حنث وان لم يحظر له فلا لانصراف الكلام الى المتعارف عند اطلاق لفظ بيت فظهر ان مرادنا بانصراف الكلام الى العرف اذا لم تكن له نية وان كان له نية شيء واللفظ يحتمله انعقد اليمين باعتبارها.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۷۸ مطلب الايمان مبنية على العرف كتاب الايمان)

بیوی کو شوہر سے پردہ کرنا ہوگا؟ بینو اتوجروا

المستفتی: حوالدار کلرک رحمان گل کوئٹہ..... ۱۹۶۹ء/۵/۹

الجواب: (۱) بہنوں کی متعلق پوچھنے اور ان کے ساتھ تعلقات رکھنے سے طلاق واقع

ہوگی ﴿۱﴾ اسی وجہ سے پوچھنا اور تعلقات رکھنا اس کیلئے موجب طلاق ہے اور نہ پوچھنا اور تعلقات نہ رکھنا

گناہ ہے ﴿۲﴾۔ (۲) اس کا علاج تحلیل ہے جس کی تفصیل مقامی علماء سے معلوم کی جائے ﴿۳﴾۔

(۳) غصے کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوتی ہے ﴿۴﴾ اور چونکہ یہاں طلاق مغلظہ واقع ہوگی لہذا تحلیل

کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ (۴) بیوی کا والدین کے گھر جانا ضروری نہیں ہے اسی گھر میں بھی رہ سکتی ہے۔

(۵) جب طلاق واقع ہو جائے تو اجانب کی طرح پردہ کرنا ضروری ہے ﴿۵﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الموصلي: فاذا علق الطلاق بشرط وقع عقيبه وانحلت اليمين وانتهت.

(الاختيار لتعليق المختار ۲: ۱۸۱ فصل كنايات الطلاق)

﴿۲﴾ عن ابي ايوب رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق

ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذي يبدأ بالسلام متفق عليه.

(بلوغ المرام ۴۸۰ باب البر والصلة)

﴿۳﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا

صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۴۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

﴿۴﴾ قال العلامة ابن عابدين: والذي يظهر لي ان كلا من المدهوش والغضبان لا يلزم فيه ان

يكون بحيث لا يعلم ما يقول بل يكتفى فيه بغلبة الهذيان واختلاط الجذ بالهزل كما هو المفتى

به في السكران. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۳ مطلب في طلاق المدهوش)

﴿۵﴾ قال العلامة الحصكفي: ولا بد من ستره بينهما في البائن لئلا يختلي بالاجنبية ومفاده

ان الحائل يمنع الخلوة المحرمة..... قال ولهما ان يسكنا بعد الثلاث في بيت واحد اذا لم

يلتقيا التقاء الازواج ولم يكن فيه خوف فتنة انتهى.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۷۵ قبيل فصل في ثبوت النسب)،

اس جواب پر دوبارہ استفسار

سوال: آپ کا جواب موصول ہوا اور معاملہ کا آپ کو پورا پتہ چل گیا ہے، مزید یہ کہ:

(۱) بہنوں کے ساتھ تعلق رکھنے سے کون سی طلاق واقع ہوں گی کیونکہ آپ نے صاف نہیں بتایا ہے۔ (۲) اگر طلاق مغلظہ ہوئی جیسا کہ آپ نے لکھا ہے تو بیوی گھر میں کیسے رہ سکتی ہے، اگر اس کو دوسرے شخص سے نکاح کرنا پڑے حالانکہ آپ نے لکھا ہے کہ بیوی اس گھر میں رہ سکتی ہے کہیں جانے کی ضرورت نہیں؟ (۳) آپ نے لکھا ہے کہ اگر بیوی چاہے تو دوسرے آدمی سے نکاح کرے اگر بیوی نہ چاہے اور وہ عدت پوری ہونے کے بعد اپنے خاوند سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ (۴) چونکہ قسم کرتے وقت زیر بحث مسئلہ بہنوں کی شادی تھی یہاں کے ایک معزز عالم صاحب جو کونڈہ میں پیش امام اور خطیب ہیں انہوں نے فرمایا تھا کہ عبد اللہ کو چاہئے کہ بہنوں کی شادی کے معاملہ میں بالکل دخل نہ دے، اور جب بہنوں کی شادی ہو جائے تو پھر عبد اللہ بہنوں کے ساتھ تعلقات رکھ سکتا ہے، طلاق واقع نہ ہوگی، برائے مہربانی یہ بھی ذرا صاف کر دیں کہ اگر بہنوں کی شادی میں عبد اللہ بالکل غیر جانبدار رہے اور شادی کے بعد تعلقات رکھے تو خیر ہے کیونکہ اس کا والد صاحب اس بات پر غصہ ہوا تھا کہ تم بہنوں کی شادی کے جوابدہ نہیں ہو یہ میرا کام ہے، اور عبد اللہ بہنوں کے رشتہ سے مجبور تھا مگر غلطی سے بات نکل گئی۔ (۵) ان تعلقات نہ رکھنے میں کون کونسی باتیں شامل ہیں کیونکہ گھر میں رہتے ہوئے کئی باتیں ہو جاتی ہیں یا صرف شادی سے متعلق باتیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: حوالدار کلرک رحمان گل کونڈہ کینٹ..... ۱۷/۶/۱۹۶۹

الجواب: (۱) بہنوں کے ساتھ تعلقات رکھنے سے تین طلاق (طلاق مغلظہ) واقع ہوں گی

کیونکہ عبد اللہ نے بولا ہے ”اگر میرا حق نہیں تو میری بیوی ایک دو تین پر طلاق ہوگی اگر میں نے بہنوں کا

پوچھا بھی“ ﴿۱﴾۔ (۲) شریعت کا حکم یہ ہے کہ ایام عدت میں خاوند کے گھر سکونت ضروری ہے لیکن خاوند سے پردہ ضرور کرے گی، (فی الہدایۃ ۲: ۸۰۸) وعلى المعتدة ان تعتد فی المنزل الذی یضاف الیہا بالسکنی حال وقوع الفرقة والموت لقوله تعالیٰ: ولا تخرجوهن الایۃ..... ثم ان وقعت الفرقة بطلاق بائن او ثلث لا بد من سترة بینہما ثم لا بأس لانه معترف بالحرمة الا ان یکون فاسقا ﴿۲﴾۔ (۳) عدت پوری ہونے کے بعد اپنے خاوند کے ساتھ ہرگز نکاح نہیں کر سکتی ہے تاوقتیکہ تحلیل نہ ہوئی ہو، یعنی دوسرے خاوند کے جماع کے بعد اگر وہ چاہے طلاق دے دے اور طلاق کے بعد جب عدت گزر جائے تو پہلے خاوند کے ساتھ تجدید نکاح کرے ﴿۳﴾۔ (۴) اگر عبد اللہ کی مراد ان الفاظ سے ”اگر میں نے بہنوں کا پوچھا بھی“ صرف شادی کے متعلق امور کا پوچھنا ہو تو باقی تعلقات رکھ سکتا ہے لیکن یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جھوٹ نہ بولنا ضروری ہے کیونکہ بظاہر ان الفاظ سے تمام تعلقات اخوت کی قطع مراد ہے ﴿۴﴾۔ (۵) یہ سوال عبد اللہ سے کیا جائے کہ اس کا ان الفاظ سے کیا مراد تھی مطلق تعلقات مراد تھے یا شادی کے متعلق۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الہندیۃ: واذا اضافہ (ای الطلاق) الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۲۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بکلمۃ ان)

﴿۲﴾ (ہدایۃ ۲: ۸۰۷، ۸۰۸ قبیل باب ثبوت النسب کتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الغینمی المیدانی: واذا كان الطلاق ثلاثاً فی الحرۃ..... ولو قبل الدخول

لم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بہا ای یطأها ثم یطلقها او یموت

عنها وتنقضی عدتها منه. (اللباب فی شرح الکتاب ۲: ۱۸۳ کتاب الرجعة)

﴿۴﴾ قال العلامة الحصکفی: الایمان مبنیۃ..... عندنا علی العرف ما لم ینو ما یحتملہ اللفظ

فلا حنث فی لا یهدم الا بالنیۃ فتح.

(الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ۳: ۷۸ مطلب الایمان مبنیۃ علی العرف)

سہ بارہ استفسار

سوال: جواب موصول ہو گیا ہے لیکن ایک اشکال باقی ہے کہ شادی کے متعلق تو عبد اللہ والدین سے یا کسی بہن سے کوئی غرض نہیں رکھے گا، لیکن پھر بھی اخوت اور بھائی بہن کا رشتہ ہے اس لئے اگر بہن کو شادی پر تحفہ دینا چاہے مثلاً کپڑوں کا جوڑا بکس زیور وغیرہ؟ بینوا تو جروا
المستفتی: رحمٰن گل کلرک حوالدار کوئٹہ

الجواب: عبد اللہ براہ راست بہن کو کوئی تحفہ نہیں دے سکتا ہے، دیگر کوئی شخص اگر اس کی طرف سے (بغیر اس کے امر کے) اگر کوئی تحفہ دے دے تو عبد اللہ پر کوئی حرج نہیں ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

چہار بارہ استفسار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسئلہ آپ کو خوب معلوم ہوا ہوگا کہ اب میرے لئے بہنوں کے ساتھ تعلق رکھنا موجب طلاق مغلظ ہے لیکن بہنوں کے ساتھ رشتہ ناطہ نہ رکھنا بھی گناہ ہے اس لئے اگر میں کسی ایک بہن کیلئے ایک جوڑا کپڑے ارسال کروں تو طلاق واقع ہو جائے گی، اس لئے اب آگے میرے لئے کیا کرنا پڑے گا، تین مہینے بعد دوبارہ نکاح کرنا ہوگا یا جو حل میرے لئے مطابق شرع محمدی ہو آپ کے فیصلہ کا منتظر رہوں گا؟ بینوا تو جروا
المستفتی: رحمٰن گل حوالدار کلرک

الجواب: اگر تم نے اپنی بہن سے کوئی تعلق لینے دینے وغیرہ کا قائم کیا تو آپ کی بیوی آپ پر ﴿۱﴾ قال العلامة التمر تاشی: ويحنت بفعله و فعل ماموره في النكاح والطلاق والعناق والخلع..... والهبة والصدقة الخ.

(الدر المختار علی هامش رد المحتار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا يتزوج)

حرام ہو جائے گی ﴿۱﴾ اور عدت (تین حیض) گزرنے کے بعد بیوی اگر چاہے تو دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرے گی اور یہ شخص اس کے ساتھ جماع کرے گا، اور جماع کے بعد اگر یہ شخص چاہے تو عورت کو طلاق دے اور طلاق دینے کے بعد جب عدت گزر جائے تو عورت اگر چاہے تو آپ سے دوبارہ نکاح کرے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

”جس عورت سے میں نکاح کروں وہ مجھ پر مطلقہ ثلاثہ ہو“ کا حکم اور فضولی کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) ایک شخص نے کہا کہ جس عورت سے میں نکاح کروں تو خدا کی قسم اگر میں اس کو نزدیک ہو جاؤں تو وہ مجھ پر حرام ہو۔ (۲) یا یہ کہا کہ جو عورت میں نے کی وہ مجھ پر تین بار طلاق سے طلاق ہو، اب اگر اس آدمی کیلئے نکاح فضولی کیا جائے تو طلاق واقع ہوگی؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عبدالواسع اکبر پورہ..... ۱۹۷۵ء/۹/۷

الجواب: جب فضولی عقد نکاح کرے اور یہ شخص قبول بالفعل کرے یعنی مہر معجل دے دے وغیرہ تو طلاق کے وقوع سے بچ جائے گا، کما فی رد المحتار ۲: ۶۸۱ اذا قال کل امرأة اتزوجها طالق، والحيلة فيه ما فی البحر من انه يزوجه فضولی ويجیز بالفعل كسوق ﴿۱﴾ قال الحداد الیمنی: واذا اضاف الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان يقول ان دخلت الدار فانت طالق هذا بالاتفاق. (الجوهرة النيرة ۲: ۱۱۰ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة المرغینانی: وان كان الطلاق ثلاثا فی الحرة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره.

(هدایة ۲: ۳۷۸ فصل فیما تحل به المطلقة)

الواجب اليها او يتزوجها بعد ما وقع الطلاق عليها ﴿ ۱ ﴾ اور سوال اول کی صورت میں بھی ایلاء یا طلاق سے بچنے کا یہی حیلہ ہے اور بینونت خفیہ کی صورت میں تجدید نکاح بھی مخرج اور حیلہ ہے ، کما مر ﴿ ۲ ﴾ . وهو الموفق

عرفی کلمہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمرو کو کہا کہ اگر تو نے وضوء نہ کیا ہو تو تم پر اپنی بیوی کلمہ طلاق ہو یعنی طلاق کے ساتھ لفظ کلمہ کہا، جبکہ عمرو نے وضوء کرنے کے باوجود اس کی بات پر صرف ہاں کہا یعنی لفظ طلاق وغیرہ ذکر نہیں کیا ان الفاظ کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: روح الامین تورڈھیر صوابی..... ۱۹۹۰ء/۵/۴

الجواب: عمرو پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ یہ یمین عرفی کلمہ ہے شرعاً بایں طریقہ ہے کلمہ تزوجت امرأة فہی طالق ، کما فی الشامیة ۳: ۲۴۷ باب الصریح طبع حلبی ، انه قد اشتهر فی رساتیق شروان ان من قال جعلت کلمہ او علی کلمہ انه طلاق ثلاث معلق وهذا باطل ومن ہذیانات العوام ﴿ ۳ ﴾ انتھی . وهو الموفق

﴿ ۱ ﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۵۳۷ باب التعلیق)
﴿ ۲ ﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطاء وداوہ وذلک یكون بالایلاء مع بقاء العقد وهو غیر متعارف ویكون بالطلاق الراجع للعقد وهو قسمان بائن ورجعی لکن الرجعی لا یحرم الوطاء فتعین البائن وكونه التحق بالصریح للعرف لا ینافی وقوع البائن به فان الصریح قد یقع به البائن كتطلیقة شدیة ونحوه الخ.
(ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۵۰۴ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)
﴿ ۳ ﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۴۶۵ اول باب الصریح)

عوامی طلاق کلمہ لغو اور بے اثر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اس طرح قسم کھالی کہ ”میں طلاق کلمہ اور اللہ پر قسم کرتا ہوں اور قرآن پر قسم ہو کہ کسی شخصی تنظیم اور شخصی پالیسی کے تحت کسی تحریک میں حصہ نہیں لوں گا اور بطور نفاق اس جبہ میں شمولیت نہیں کروں گا“، یہ واقعہ ایک اتحاد کی صورت میں ہوا تھا کہ افغانی طلبہ نے بغرض اتحاد و تاکید یہ الفاظ لکھے تھے اب مخالفت کرنے سے طلاق کلمہ واقع ہوگی؟ بینوا توجروا
المستفتی: قاری غلام فاروق افغانی دارالعلوم رحمانیہ پشاور..... ۱۲/۱۰/۱۹۸۵

الجواب: صورت مسئلہ میں صرف ایک کفارہ یمن بر تقدیر حث واجب ہو جائے گا ﴿۱﴾ اور یہ طلاق کلمہ شرعی طلاق کلمہ نہیں ہے بلکہ عوامی طلاق کلمہ ہے جو کہ لغو اور بلا اثر ہے، کما فی رد المحتار ۲: ۵۹۰ باب الصریح قد اشترح فی رساتیق شروان ان من قال جعلت کلمہ او علی کلمہ انہ طلاق ثلاث معلق وهذا باطل ومن ہذیانات العوام ﴿۲﴾. وهو الموفق
”میری کلمہ طلاق ہو“ سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو فریق میں قتل کا معاملہ تھا پھر مقتول اور قاتل دونوں فریق کے درمیان فیصلہ ہو چکا تھا لیکن مقتول کی جانب سے ایک آدمی نے جب قاتل کو علیحدگی میں پایا تو قاتل پر دو فائر کئے لیکن بندوق خراب ہو کر وہ بچ گیا، پھر اس فائر کرنے والے نے قاتل سے کہا کہ میں آپ کو صرف اس شرط پر چھوڑتا ہوں کہ آپ کلمہ طلاق کر لیں، قاتل نے تین مرتبہ مٹی
﴿۱﴾ قال العلامة المرغینانی: والمنعقدة ما يحلف على امر في المستقبل ان يفعله او لا يفعله
واذا حث في ذلك لزمته الكفارة.

(هدایة ۲: ۳۵۷ کتاب الایمان)

﴿۲﴾ (رد المحتار ہامش الدر المختار ۲: ۳۶۵ اول باب الصریح)

کے ڈھیلے پھینکے اور کہا کہ میری کلما طلاق ہو، جبکہ یہ شخص قاتل کلما طلاق کچھ نہ جانتا تھا اب اس طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولوی نعیم اللہ ساوتھ وزیرستان..... ۱۹۸۳ء/۸/۸

الجواب: اس قاتل پر باقاعدہ ایک طلاق رجعی عائد ہوگی، جس میں عدت گزرنے سے قبل زبانی رجوع کافی ہے ﴿۱﴾ اور اس میں دیگر خطرات نہیں ہیں، کما فی رد المحتار ۲: ۵۹۰ باب الصریح قد اشتر فی رساتیق شروان ان من قال جعلت کلما او علی کلما انه طلاق ثلاث معلق وهذا باطل ومن هذیانات العوام انتھی ﴿۲﴾ بہر حال یہ شرعی طلاق کلما نہیں ہے بلکہ عوامی طلاق کلما ہے۔ وهو الموفق

طلاق کلما کے حث میں عمد و نسیان اور حیلہ و مخرج کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے قسم کی کہ میں یہ کام نہیں کروں گا اور اگر کیا تو جس عورت سے میں نکاح کروں وہ طلاق ہو، اس کے بعد اس سے وہ کام بھول کر صادر ہوا تو اس نے اپنے آپ کو حائض سمجھ کر دوبارہ قصد و عمد اوہ کام کر لیا، اب اس کا کیا حکم ہے کیا اس پر ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو یا مخلص کیلئے کوئی حیلہ شرعیہ ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالقادر ہزاروی

الجواب: حث میں عمد و نسیان کا ایک حکم ہے، قال صاحب الهدایة: من فعل المحلوف

﴿۱﴾ قال العلامة القهستانی: وصریحه ما استعمل فیہ دون غیرہ مثل انت طالق ومطلقة وطلقتک..... ویقع بہ ای بمثل ما ذکر طلقة رجعية لا یحتاج الی تجدید النکاح ولا رضاء المرأة الخ. (جامع الرموز ۱: ۵۵۸ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۵ اول باب الصریح)

عليه مكرها او ناسيا فهو سواء ﴿١﴾ (وهكذا في جميع كتب الفروع) ﴿٢﴾ اور حيله جو فقهاء نے كتب فروع میں ذکر کیا ہے واکتفی بعبارة الاشباه والنظائر ۴۲۰ قوله فالحيلة ان يزوجه فضولى ويجيزه بالفعل ﴿٣﴾ هذا هو المختار كما فى الزيلعى وعليه الفتوى كما فى منح الغفار نقلا عن الخانية ﴿٤﴾. وهو الموفق

الفاظ طلاق كلما میں حيله اور اجازت بالوطى کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) ایک طالب علم نے کہا کہ اگر میں اس کمرہ میں داخل ہو گیا تو مجھ پر کلمہ تازوجت طلاق ہوگی، پھر یہ طالب علم کمرہ کو داخل ہو گیا بعد ازاں یہ طالب علم کسی مفتی صاحب کے پاس تشریف لے گیا مفتی صاحب نے کہا کہ آپ فضولی کے ذریعہ نکاح کر سکتے ہیں بعد ازاں یہ طالب علم گھر آیا اور والد کو ذکر کیا کہ میں نے اس طرح طلاق ڈالی ہے اور نکاح فضولی کے بغیر چارہ نہیں ہے پھر والد نے بیٹے کیلئے نکاح فضولی کر دیا اور مسئلہ بیان کرنے کے بعد یہ بھی کہا کہ آپ میرے وکیل نہیں ہیں اور آپ کو اجازت ہے اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) ہمارے علاقہ میں نکاح فضولی کے بعد دو سال تک شادی نہیں کر سکتا اور زوج اپنی بیوی سے بھی نہیں مل سکتا، اگر کسی طریقہ سے مل جائے تو ووطی کے دوران عزل کرتا

﴿١﴾ (هدایة ۲: ۴۵۷ کتاب الايمان)

﴿٢﴾ قال العلامة الحصكفى: ولو الحالف مكرها او منخطنا او ذاهلا او ساهيا او ناسيا.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۳: ۵۳ مطلب فى الفرق بين السهو والنسيان)

﴿٣﴾ (الاشباه والنظائر ۳۹۸ الفن الخامس فى الحيل السادس فى النكاح)

﴿٤﴾ قال العلامة الشامى: هذا هو المختار كما فى التبيين وعليه اكثر المشائخ والفتوى عليه كما فى الخانية.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۳: ۱۵۰ مطلب حلف لا يتزوج فزوجه فضولى)

ہے یا منصوبہ بندی کا کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے اس کے متعلق وضاحت فرمائیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: عبدالصمد بلوچستانی..... ۱۳/۹/۱۹۸۹

الجواب: (۱) بظاہر یہ الفاظ موجب طلاق نہیں ہیں کیونکہ ان میں شرط و جزاء متحقق نہیں ہے ﴿۱﴾ اور قسم اور طلاق میں صرف نیت نا کافی ہوتی ہے، الا اذا تلفظ بهذا "اگر میں نے فلاں کام کیا تو ہر دفعہ جب میں نکاح کروں تو مجھ پر بیوی مطلقہ ہوگی، فیتلسی بما هو شاق ويحتال بما هو مسطور فی السؤال كما فی الهندية ﴿۲﴾ والشامية ﴿۳﴾. (۲) جس وقت اس شخص کو اطلاع ہو جائے کہ میرا فلاں سے عقد فضولی ہوا ہے تو اس شخص پر فی الحال اجازت دینی ضروری نہیں ہے پس جب یہ شخص اجازت بالوطی کرے تو اس کے بعد اس فلاں کو زوجہ کہنا ضرور رساں نہیں ہے، وهو واضح ﴿۴﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الشامي: قلت لكن قال في نور العين الظاهر انه لا يصح اليمين لما في البزازية من كتاب الفاظ الكفر انه قد اشتهر في رساتيق شروان ان من قال جعلت كلما او على كلما انه طلاق ثلاث معلق وهذا باطل ومن هذياناات العوام فتأمل.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۲۶۵ باب الصريح)

﴿۲﴾ وفي الهندية: اذا قال كل امرأة اتزوجها فهي طالق فزوجه فضولى واجاز بالفعل بان ساق المهر ونحوه لا تطلق بخلاف ما اذا و كل به لانتقال العبارة اليه.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۴۱۹ الفصل الثاني في تعليق الطلاق بكلمة كل وكلمة)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: اذا قال كل امرأة اتزوجها طالق والحيلة فيه ما في البحر من انه يزوجه فضولى ويجيز بالفعل كسوق الواجب اليها.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۳۷ باب التعليق)

﴿۴﴾ قال العلامة محمد امين: (قوله وبالفعل) كبعث المهر او بعضه بشرط ان يصل اليها وقيل الوصول ليس بشرط نهر وكتقبيلها بشهوة وجماعها لكن يكره تحريما لقرب نفوذ

العقد من المحرم بحر قلت فلو بعث المهر اولا لم يكره التقبيل والجماع لحصول الاجازة قبله. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۱۵۰ مطلب حلف لا يتزوج فزوجه فضولى)

طلاق کلمہ میں حیلہ اور مذہب غیر پر فتویٰ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص کہہ دے کہ اگر میں ”لو فعلت هذا الفعل الحرام فكلما تزوجت امرأة فهی علی طالق ثلاثا“ اور بعد میں وہ حرام فعل اس سے صادر ہو جائے تو کیا شرعاً اس کیلئے کوئی طریقہ نکاح کرنے کا ہے یا نہیں؟ نیز اس بارے میں مذہب غیر پر فتویٰ کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد انور حقانی کوسٹہ شہر..... ۲/ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

الجواب: جو شخص طلاق کلمہ سے قسم کرے مثل ان يقول: ان فعلت كذا فكلما تزوجت امرأة فهی علی طالق ثلاثا، تو اس کیلئے توسط فضولی کا حیلہ بہر حال جائز ہے، لما فی رد المحتار ۲: ۶۱۱ والحويلة فيه ما فی البحر من انه يزوجه فضولی ويجيز بالفعل كسوق الواجب اليها انتهى ﴿۱﴾ قلت لا يلزم القبول بالفعل في مجلس النكاح نعم يلزم الايجاب والقبول في ذلك المجلس، اور یہ شخص ضرورت کے وقت یعنی جب لو اطات، زنا، استمناء بالکف وغیرہ میں واقع ہونا متیقن یا مظنون ہو تو مذہب شوافع پر عمل کر سکتا ہے مگر مفتی عدل کے فتویٰ کے بعد، لما فی شرح التنوير علی هامش رد المحتار ۲: ۶۱۳ بل افتاء عدل ﴿۲﴾ . نوٹ: جب ایک حنفی، مذہب غیر پر بوقت ضرورت فتویٰ دے دے تو اس کو حنفی شمار کیا جائے گا، كما فی الحيلة الناجزة ﴿۳﴾ . وهو الموفق

﴿۱﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۳۷ باب التعليق)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۵۳۹ مطلب فی معنی قولهم ليس للمقلد الرجوع عن مذهبه)

﴿۳﴾ قال الشيخ اشرف علی التهانوی: مذہب غیر کو لینے کیلئے یہ شرط ہے کہ اتباع ہوئی کی بنا پر نہ ہو بلکہ ضرورت داعیہ کی وجہ سے ہو اور ضرورت وہی معتبر ہے جس کو علماء اہل بصیرت ضرورت سمجھیں و نیز یہ بھی ضروری ہے کہ فتویٰ دینے والا ایسا شخص ہو جس نے کسی ماہر استاذ سے فن کو حاصل کیا..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

معلق بالشرط طلاق کی عجیب صورت اور دوسری شادی کیلئے حیلہ اور تدبیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بوقت نکاح الفاظ ذیل تحریر کر کے دے دی، کہ فلانہ منکوحہ ام کی حین حیات میں اگر کسی دوسری عورت سے نکاح حقیقی یا غیر حقیقی، فضولی یا غیر فضولی، وکالتہ یا اصالتہ یا دلالتہ خواہ کسی طریقہ سے مذاہب اربعہ میں جائز ہو کروں تو زوجہ ثانی مسماة فلانہ کی موجودگی میں مذکورۃ الصدر وصف سے نکاح میں لاؤں تو وہ مثلثہ طلاق سے طلاق ہوگی، یعنی تین شرائط سے طلاق طلاق، طلاق ہوگی، اب وہ شخص اس بیوی کی موجودگی اور زندگی میں ہی دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے جبکہ بیوی نے بھی اجازت دی ہے، اب مذکورہ بالا تحریر کی موجودگی میں دوسری شادی کیلئے کیا طریقہ ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: قاری محمد اکبر شاہ گیلانی مری ہزارہ..... ۱۹۷۵ء/۳/۱۷

الجواب: اس شخص کیلئے بغیر اس کے کوئی تدبیر اور حیلہ نہیں ہے کہ اولاً کسی غیر مرغوبہ عورت کے ساتھ نکاح کرے تو وہ مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی اور اس کے بعد مرغوبہ عورت کے ساتھ نکاح کرے اس میں کوئی خطرہ نہ ہوگا، کیونکہ اس نے کلمایا اس کا مراد لفظ استعمال نہیں کیا ہے، کما فی الدر المختار: وفيها کلها تنحل ای تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة الا فی کلمة الخ، هامش ردالمحتار ۲: ۲۸۸ ﴿۱﴾. وهو الموفق

”تیرے بیٹے کو رشتہ دیا تو مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہے“ سے مخلص اور حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی سالی کو دوران جھگڑا (بقیہ حاشیہ) ہو اور اہل بصیرت اس کو فقہ میں مہارت تامہ حاصل ہونے پر شہادت دیتے ہو، لما قال الشامي فی عقود رسم المفتی الخ. (حیلہ ناجزہ..... ۳۳، ۳۵ مذہب غیر کو اختیار کرنے پر اشکال اور جواب) ﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۴۲ مطلب ما یکون فی حکم الشرط باب التعليق)

کہا کہ اگر میں نے تیرے بیٹے کو اپنی لڑکی کا رشتہ دیا تو مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہے، اب وہ رشتہ دینا چاہتے ہیں کیونکہ بصورت دیگر برادری میں فساد کا خطرہ ہے اس کے حل کے متعلق ایک مولوی صاحب نے کہا کہ لڑکی کا والد زید اس مجلس انعقاد نکاح میں شریک نہ ہو اور وہ لڑکی خود بالغہ ہے لہذا کسی دوسرے کو وکیل بنا دے تو اس صورت میں نکاح بھی ہو جائے گا اور والد یعنی زید یمین طلاق سے بھی بچ جائے گا، کیا از روئے شرع یہ طریقہ درست ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: صوفی محمد دین کوٹ فتح خان ۶/۹/۱۹۷۷ء

الجواب: یہ تدبیر اور حیلہ درست ہے ﴿۱﴾ اور اگر اس شخص نے بالاکلام پر زیادت نہ کی ہو تو رشتہ دینے کی صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی ﴿۲﴾ جس میں زبانی مراجعت کافی ہے، تجدید نکاح یا تحلیل کی ضرورت نہیں ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ويحنت بفعله و فعل مأموره في النكاح لا الانكاح، قال ابن عابدين: اى التزويح فلا يحنت به الا بمباشرته وهذا في الولد الكبير او الاجنبى لما فى المختار و شرحه حلف لا يزوج عبده او امته يحنت بالتوكيل والاجازة لان ذلك مضاف اليه متوقف على ارادته لملكه و ولايته و كذا فى ابنه و بنته الصغيرين لو لايته عليهما و فى الكبيرين لا يحنت الا بالمباشرة لعدم ولايته عليهما فهو كالاجنبى عنهما فيتعلق بحقيقة الفعل. (ردالمحتار مع الدر المختار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا يزوج عبده كتاب الايمان)

﴿۲﴾ قال العلامة الحداد اليمنى: واذا اضاف الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول ان دخلت الدار فانت طالق هذا بالاتفاق لان الملك قائم فى الحال والظاهر بقاؤه الى وقت الشرط ولانه اذا علقه بالشرط صار عند وجود الشرط كالمتكلم بالطلاق فى ذلك الوقت. (الجوهرة النيرة ۲: ۱۱۰ كتاب الطلاق)

﴿۳﴾ وفى الهندية: الرجعة ابقاء النكاح على ما كان مادامت فى العدة..... ان يراجعها بالقول..... وان راجعها بالفعل مثل ان يطأها او يقبلها بشهوة الخ.

(فتاوى عالمگیری ۲: ۲۶۸ الباب السادس فى الرجعة و فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

مطلقہ مغلظہ سے دوبارہ نکاح پر طلاق معلق سے نکلنے کیلئے حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو جبراً طلاق ثلاثہ دلوائی گئی، اور پھر یہ شرط بھی جبراً اس سے لگائی گئی کہ اگر تو نے دوبارہ اس عورت سے نکاح کی خواہش کی اور نکاح پر لے لی تو یہ عورت پھر تم پر طلاق ہو طلاق ثلاثہ کے ساتھ، اب ہر دو قول میں طلاق ثلاثہ ہیں اور ایک وقت اور ایک مجلس میں ہوئی ہے اور دونوں قولوں پر یہ آدمی اقرار کرتا ہے کہ مجھ پر طلاق ہے، اب شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس مشکل سے نکلنے کی کیا سبیل ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: قاری محمد خان بانڈہ پیران بفقہ مانسہرہ

الجواب: صورت مسئلہ میں اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے ﴿۱﴾ اور تحلیل کے بعد اگر اس شخص نے اس عورت کے ساتھ اصالۃ یا وکالۃ عقد نکاح کیا تو وجود شرط کی وجہ سے دوبارہ مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی ﴿۲﴾ لہذا تحلیل کے بعد کوئی فضولی یعنی ایسا شخص جس کو اس خاوند نے وکیل نہیں بنایا ہو اس کیلئے عقد نکاح کرے اور یہ شخص (خاوند) قبول بالقول نہ کرے بلکہ قبول بالجماع

﴿۱﴾ قال العلامة احمد بن محمد القدوری: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة..... لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها.
(القدوری علی صدر الباب فی شرح الكتاب ۲: ۱۸۳ کتاب الرجعة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ويحنت بفعله وفعل مأموره لم يقل وكيه لان من هذا النوع الاستقراض والتوكيل به غير صحيح في النكاح، قال العلامة الشامي: فلو حلف لا يتزوج فعقده بنفسه او وكل فعقد الوكيل حنث.

(الدر المختار مع رد المحتار ۳: ۱۲۹ مطلب حلف لا يتزوج)

وغیره کرے، صرح بهذه الحيلة في ردالمحتار ﴿١﴾ والاشباه والنظائر ﴿٢﴾ وغيره.
نوٹ:..... فسح يمين کرنے کی نسبت یہ حیلہ بہتر ہے، صرح به الشامي ﴿٣﴾. وهو الموفق

اگر میں نے اس شخص سے دوسرے اور تیسرے نکاح کے بعد بھی باتیں کیں تو
تین طلاق“ سے مخلص اور حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں نے

﴿١﴾ قال العلامة الحصكفي: حلف لا يتزوج فزوجه فضولي فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا يحنث
به يفتي خانية. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ٣: ١٥٠ مطلب حلف لا يتزوج فزوجه فضولي)
﴿٢﴾ قال العلامة ابن نجيم: حلف لا يتزوج فالحيلة ان يزوجه فضولي ويجيزه بالفعل.
(الاشباه والنظائر ٣٩٨ الفن الخامس، الحيل في النكاح)

﴿٣﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله وللحنفي تقليده الخ) اى تقليد الشافعي قال فى البحر
وللحنفي ان يرفع الامر الى شافعي يفسخ اليمين المضافة فلو قال ان تزوجت فلانة فهى طالق
ثلاثا فتزوجها فخاصمته الى قاض شافعي وادعت الطلاق فحكم بانها امراته وان الطلاق
ليس بشيى حل له ذلك الخ..... وليس للمفتي الافتاء بالرواية الضعيفة وكونها افتى بها
كثير من ائمة خوارج لا ينفي ضعفها ولذا تقدم عن الصدر انه لا يحل لاحد ان يفعل ذلك
وكذا ما تقدم عن الحلواني من انه يعلم ولا يفتي به فلو ثبتت هذه الرواية عن محمد او كانت
صحيحة لبنوا الحكم عليها ولم يحتاجوا الى بنائه على مذهب الشافعي فهذا يدل على انها
رواية شاذة كما يشير اليه كلام المجتبى المار فافهم هذا وفي البحر عن البرازية والتزوج
فعلا اولى من فسح اليمين فى زماننا وينبغى ان يجرى الى عالم ويقول له ما حلف واحتياجه الى
نكاح الفضولى فيزوجه العالم امرأة ويجيز بالفعل فلا يحنث وكذا اذا قال لجماعة لى حاجة
الى نكاح الفضولى فزوجه واحد منهم. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ٢: ٥٣٨، ٥٣٩
مطلب فى فسح اليمين المضافة الى الملك)

فلاں آدمی سے باتیں کیں تو میری عورت پر تین طلاق ہو اور اگر دوسرے اور تیسرے نکاح کے بعد بھی بات کی تو تین طلاق، اب اگر اس نے اس کے ساتھ باتیں کیں تو طلاق کے بعد حلالہ کرے گا اور پھر نکاح کرے گا اب اگر دوسرے نکاح کے بعد باتیں کیں تو کیا پہلے حلالہ سے یہ پہلی تعلیق باطل ہو گئی ہے یا نہیں؟ اگر باطل نہیں تو پھر باتیں کرنا بھی ضروری ہے کس طریقہ سے دوبارہ طلاق سے بچ سکتا ہے؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: لطف اللہ حقانی شب قدر قلعہ چارسدہ..... ۶ / رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: یہ شخص اس دوسرے نکاح کے بعد اس آدمی سے باتیں نہ کرے اور بیوی کو ایک طلاق دے دے اور جب عدت گزر جائے تو تیسری دفعہ نکاح کرے اور اس کے بعد ایک طلاق اس بیوی کو جماع اور خلوت سے قبل دے دے تو اس چہارم نکاح کے بعد یہ شخص اس آدمی سے باتیں کر سکتا ہے البتہ اس شخص کا اپنی بیوی پر ایک طلاق کا حق باقی ہے۔ وہوالموفق

تین طلاق تعلیقی سے بچنے کیلئے فقہاء کا ذکر کردہ حیلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تین بھائی ہیں ایک بوجہ گھریلو ناراضگی اپنے اسباب دوسری سرائے لے گیا، سسر اس کے پیچھے گیا اور دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ اتنے ناراض ہو گئے واپس اپنے بھائیوں کے ہاں گھر لے جاؤ، آپ تو مشترک خوشی سے زندگی گزار رہے تھے، اس نے غصہ میں یہ الفاظ کہے کہ اگر میں ساری زندگی ان بھائیوں کے ساتھ خیر و شر یعنی غمی و خوشی میں شرکت کروں اور تعلق استوار کروں تو میری بیوی ثلاثہ طلاق سے طلاق ہے، یعنی میں تا موت ساری زندگی ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھوں گا، اب صلہ رحمی کے پیش نظر اور برادرانہ چارہ جوئی کے پیش نظر اس کے علاوہ دشواری زندگی بوجہ غربت اور گھر کی نگہداشت بوقت عدم موجودگی وقت تعلق رکھنے سے چارہ نہیں ہے، اب اس کا شرعی حل کیا ہے؟ کیا اس طرح درست ہے کہ یہ شخص اپنے آپ کو حانث کرے، پھر حلالہ کیا جائے،

جبکہ بعض علماء نے یہ تدبیر بتائی ہے کہ آپ رجعی طلاق دے دیں اور عدت گزارے، اس کے بعد تعلقات استوار کرے یعنی واپس اکٹھے ہو جائیں، اور پھر تجدید نکاح کریں تو طلاق مغلط سے بھی بچ جاؤ گے اور صلہ رحمی کے گناہ سے بھی بچ جاؤ گے، کیا یہ حیلہ درست ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا عماد الدین قریشی فورٹ سنڈیمین بلوچستان..... ۸/۷/۱۹۷۹ء

الجواب: فقہاء کرام نے اس تدبیر کو اپنی عبارات میں لکھا ہے لہذا اس کو زیر عمل لایا

جائے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مقررہ تاریخ پر رقم ادا کرنے کی طلاق کی یمن کی پھر چیک کے ذریعہ بنک نے

بعد میں رقم ادا کی.....؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ فلاں تاریخ کو تمہاری اتنی رقم ادا نہ کروں تو میری بیوی تین طلاق ہوگی، مقررہ تاریخ پر زید نے عمر کو چیک دے دیا کہ اسے بینک سے کیش کرالو، عمر و اسی دن چیک لے کر بینک گیا، نیجر نے اسے کہا کہ زید کی رقم تو ہمارے پاس نہیں ہے، البتہ ہم تم کو دے دیں گے، دوسرے دن بینک میں چھٹی تھی، اس کے بعد بینک نیجر نے عمر کو مطلوبہ رقم دے دی آیا صورت مذکورہ کے مطابق زید کی منکوہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینک نیجر کی ادائیگی رقم کی صورت

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار ان يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتحل اليمين فينكحها. (الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۵۴۵ قبيل مطلب اختلاف الزوجين في وجود الشرط)

وقال العلامة ابوبكر الحداد اليميني: (قوله ولم يقع شيء) لانعدام المحلية مثل ان يقول ان دخلت الدار فانت طالق ثم يطلقها قبل دخول الدار فدخلت بعد الطلاق وانقضاء العدة ثم يستأنف العقد عليها وتدخل لا يقع شيء لانحلال اليمين. (الجوهرة النيرة ۲: ۱۱۲ كتاب الطلاق)

میں وکالت ہوئی یا کفالت یا حوالہ؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالمتمین مفتی ضلع پونچھ آزاد کشمیر..... ۱۰/۴/۱۹۷۳

الجواب: چونکہ زید نے مقررہ تاریخ کو رقم ادا نہیں کی نہ اصالتہ اور نہ وکالتہ، لہذا اس پر بیوی

مطلقہ ہوئی ہے، لان المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت الشرط كما في شرح المجلة

۵۴ وغیرہ ﴿۱﴾ اور فیجروکیل ہوتا ہے یعنی مالکان بینک کا اور ان کی طرف سے بعض لوگوں کو قرضہ دینے

کا مجاز ہوتا ہے پس بظاہر یہ معاملہ حوالہ ہے۔ وہوالموفق

﴿۱﴾ (شرح المجلة ۱: ۲۳۲ القاعدة: ۸۲)

فصل فی عد الطلاق والقاء الاحجار وغيرهما

صرف ”ایک دو تین“ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی منگنی ہوگئی، نکاح بھی ہوا، رخصتی سے قبل ناچاقی کی وجہ سے اس شخص نے صرف ایک دو تین کہا ہے، طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا مفتی سید قمر صاحب دارالعلوم سرحد پشاور..... ۱۵/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ الفاظ عد طلاق کیلئے موضوع ہیں نہ کہ انشاء طلاق کیلئے ﴿۱﴾ نیز اس میں کسی قسم کی اضافت اور حکم بھی نہیں ہے ﴿۲﴾ پس ان الفاظ کے کہنے سے طلاق واقع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ وہوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية..... وبه ظهران من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوى الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه..... وكذا ما يفعله بعض سكان البوادي من امرها بحلق شعرها لا يقع به طلاق وان نواه.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۵۳ بعيد مطلب طلاق الدور كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ اگر اس گنتی کو عرفاً طلاق سمجھا جائے اور اس میں حکم طلاق فرض کیا جائے تو پھر بھی طلاق واقع نہیں ہوگی، ہندیہ میں ہے: سئل الامام احمد القلانسی: عن من وکز امراته وقال اینک یک طلاق ثم وکزها ثانيا وقال اینک دو طلاق وکذا الثالث..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کنکریاں پھینکنے اور ایک دو تین بولنے وغیرہ کے بارے میں مفصل فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) اگر ایک خاوند اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے تین کنکریاں پھینکے۔ (۲) یا کنکریاں پھینکے اور ایک دو تین بولے۔ (۳) اور یا یہ الفاظ کہے ایک دو تین تم مجھ پر طلاق ہو اور یا یہ الفاظ بولے تم مجھ پر طلاق ہو ایک دو تین، ان صورتوں کا حکم شرعی کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: نامعلوم..... ۱۹۸۸ء/۱/۷

الجواب: واضح رہے کہ طلاق کا دارمدار لفظ پر ہے یا قائم مقام لفظ پر، کما فی ردالمحتار ۱: ۳۰۶ لان الطلاق او العتق لا يتعلق بالنية بل بالقول حتى لو نوى طلاقها او عتقها لا يصح بدون لفظ ﴿ ۱ ﴾ وفي ردالمحتار ۲: ۵۷۴ (قوله: وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية فخرج الفسوخ على ما مر. و اراد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المستبينة و اشارة الاخرس و اشارة الى العدد في قوله انت طالق هكذا ﴿ ۲ ﴾.

(بقية حاشيه) قال تطلق ثلاثا فشيخ الاسلام يقول سمي الضرب طلاقا فيبطل والامام احمد يقول سمي الطلاق فيقع.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۸۲ الفصل السابع في الطلاق بالفارسية) فنقول: وفي الصورة المذكورة لم يسم الطلاق فلا وجه للوقوع عند القلانسي ايضا، نيزان الفاظ میں اضافت بھی نہیں ہے، وقال ابن عابدين: ولكن لا بد في وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۶۷ مطلب ان الصريح لا يحتاج في وقوعه الى النية). (از مرتب)

﴿ ۱ ﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۱: ۳۲۲ فروع في النية قبيل باب صفة الصلاة)

﴿ ۲ ﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۵۳ اول كتاب الطلاق)

پس اس قاعدہ کی بنا پر کنکریاں پھینکنا ایک لغو کام ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، کما فی ردالمحتار ۲: ۵۷۴ وبہ ظہر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخیر الرملى وغيره وكذا ما يفعله بعض سكان البوادي من امرها بحلق شعرها (احلقى رأسك) لا يقع به طلاق وان نواه ﴿۱﴾. وفي ۲: ۵۹۰ فلا يقع بالقاء ثلاثة احجار اليها او بامرها بحلق شعرها وان اعتقد الالقاء والحلق طلاقا كما قدمناه ﴿۲﴾ اور اس قاعدہ کی بنا پر ایک دو تین کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ یہ لفظ نہ صریح ہے اور نہ کنایہ اور نہ اس میں نفی یا اثبات موجود ہے اور نہ اس میں زوجہ کی طرف اضافت موجود ہے۔

اور صورت ثالثہ میں ایک طلاق واقع ہوتی ہے کیونکہ اگر ”ایک دو تین“ کے لفظ سے کنکریوں کا شمار مقصود ہو تو معاملہ واضح ہے، اور اگر طلاق کا شمار مقصود ہو تو چونکہ اس کلام میں ثلاثا یا اس کے مساوی لفظ کا ذکر نہیں ہے تو بالضرورة خاوند کے منوی کا شمار مقصود ہوگا یعنی خاوند نے اس صریح لفظ سے تین طلاق دینے کا قصد اور ارادہ کیا تھا تو اس کو شمار کرتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ صریح میں یہ نیت درست نہیں ہوتی، کما فی شرح التنویر وغیرہ ﴿۳﴾، پس رکن طلاق صرف باقی ماندہ لفظ ہوگا۔

واضح رہے کہ ایک دو تین کا لفظ مابعد سے مربوط نہیں ہے، نہ مفعول مطلق ہے اور نہ مفعول بہ وغیرہ ہے، کما لا يخفى على من راجع الى المحاوره، پس اگر اس سے طلاق کا شمارہ مراد لیا جائے تو

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۳۳ بعید مطلب طلاق الدور)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۲۶۵ باب الصريح)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: ويقع بها ای بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصريح..... واحدة رجعية وان نوى خلافها من البائن او اكثر..... اولم ينو شيئا.

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۲۶۶ باب الصريح)

پھر بھی مؤثر نہیں ہے، ونظیرہ مافی ردالمحتار ۲: ۶۲۷ فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلاثا فواحدة ﴿۱﴾ کیونکہ اس صورت میں ثلاثا سے تین مراد ہیں لیکن جب جملہ سابقہ سے مربوط نہیں رہا تو لغو ہوا، نہ صریح ہے اور نہ کنایہ، تو اسی طرح جب کلام کے اول میں ہو لیکن مربوط نہ ہو تو لغو ہوگا۔ اور صورت رابعہ کا حکم بھی ثالثہ کی طرح ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

”یودوہ درے پہ ماطلاقہ“ کے متعلق استفسار پر تفصیلی جواب

سوال: ریکارڈ میں سوال موجود نہیں ہے صرف مسئلہ کی اہمیت اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب بانی و مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک رحمہ اللہ کی من جملہ تصحیح و تصویب کی وجہ سے جواب پیش کرنے پر اکتفاء کر کے شامل فتاویٰ کیا جاتا ہے۔

استفتاء نمبر ۵۹۵۷..... ۱۹۷۲ء/۳/۱۱

الجواب: محترم المقام جناب قاضی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ مسمی فلاں اور ان کے رشتہ داروں کا بیان یہ ہے کہ اس

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۹۵ مطلب الطلاق يقع بعدد قرن بہ لابه)
 ﴿۲﴾ وقد رأیت ما افادہ سیدی و شیخی و مولائی المحدث الکبیر و الفقیہ النبیل المفتی الاعظم العارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم علی هامش ردالمحتار بقلمہ حیث قال: اعلم انه اذا قال الزوج ”(پہ ماطلاقہ ئے یودوہ درے)“ مجھ پر طلاق ہو ایک دو تین، والقی ثلثة احجار فقیل انها تصیر مغلظة وقیل لا لانه يعد القاء الاحجار ظانا انه يقع به الطلاق وقیل اراد عد التطليقات، قلت: فلا يقع الطلاق بالشک مع ان العرف علی الاول ای عد القاء الاحجار.

(هذا من افادات حضرت مفتی اعظم علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۵۳ بحث ورنه لفظ مخصوص)

نے تین پتھر وغیرہ پھینک کر یہ الفاظ کہے ہیں ”یو دوہ درے پہ ما طلاقہ ده“ تو اس کے متعلق باوجود کافی تتبع کے صریح جزئیہ نہیں ملا اس وجہ سے میں نے عرف اور قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک طلاق رجعی کے وقوع کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ ”یو دوہ درے“ عد اور شمار کرنے کیلئے مستعمل ہوتے ہیں تو اگر خاوند کہے کہ ”پہ ما پہ درے شرطہ طلاقہ ده یو دوہ درے“ تو یہاں تغلیظ میں کوئی شک و شبہ نہیں خواہ طلاق کا شمار مراد ہو یا پتھر کا، لیکن جب یہ بولے ”چہ پہ ما طلاقہ ده یو دوہ درے“ یا یہ بولے ”یو دوہ درے پہ ما طلاقہ ده“ تو خاوند کی مراد اگر پتھر کا شمار ہو تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لعدم کونہ من الفاظ التطلق لا من الصریح ولا من الکنایة، اور اگر دل میں منوی تین طلاق کا شمار مراد ہو تو صریح میں یہ نیت نامقبول ہے، فی الدر المختار: ويقع بها ای بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصریح..... واحدة رجعية وان نوى خلافها من البائن او اكثر. (هامش الرد ۲: ۴۲۲) ﴿۱﴾ اور اگر ان الفاظ ”یو دوہ درے“ سے طلاق دینا مراد ہو تو یہ لفظ عد (شمارہ) کیلئے موضوع اور مستعمل ہے نہ کہ انشاء طلاق کیلئے، لہذا اس سے طلاق واقع ہونا خلاف قاعدہ امر ہوگا، ونظیرہ ما فی رد المحتار: وكذا ما يفعله بعض سكان البوادی من امرها بحلق شعرها لا يقع به الطلاق وان نواه (ای لعدم ذكره لفظ الطلاق لا صریحا ولا کنایة) (رد المحتار ۲: ۴۲۸) ﴿۲﴾ پس باقی رہا یہ لفظ ”پہ ما طلاقہ ده“ تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اس فتویٰ کے بعد میں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ (رحمہ اللہ) سے بھی مشورہ کیا آپ نے فرمایا کہ صرف تجدید نکاح کافی ہے، شاید انہوں نے اس بنا پر یہ جواب دیا ہے کہ یہ مجموعہ تین کلمات بغیر کمی و بیشی کے طلاق کیلئے مستعمل ہوتے ہیں تو مجموعہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی، لعدم کونہا صریحة، اور

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۴۶۶ باب الصریح)

﴿۲﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۵۳ کتاب الطلاق بعد مطلب طلاق الدور)

اس کے بعد صریح بھی بائن ہوگی، لہذا تجدید نکاح کافی ہوگی، یہ فتویٰ میں نے کافی تتبع کے بعد لکھا ہے اس پر میرا انشراح صدر ہے آپ اس کو مکرر تنقیدی نظر سے مطالعہ کریں اگر آپ کا انشراح صدر نہ ہو تو ہمیں غلطی سے مطلع کریں تاکہ ہم تدارک کریں۔ وہوالموفق

ایک دو تین تم ہم پر ماں بہن اور تین کنکر بھی پھینکے، کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو جنگ وجدال کی وجہ سے غصہ میں آ کر کہہ دے کہ ایک دو تین تو ہم پر ماں بہن بلا حرف تشبیہ اور یہ الفاظ کہنے کے ساتھ تین کنکر بھی پھینکے زوجہ کی طرف، لیکن صراحتہ لفظ طلاق نہیں کہا ہے، فتاویٰ دیوبند ۵: ۸ مفتی عزیز الرحمن فرماتے ہیں کہ لفظ ماں بہن اگر نیت طلاق سے بھی کہے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ہے کیونکہ یہ الفاظ نہ تو کنایات طلاق میں سے ہیں اور نہ الفاظ ظہار میں سے ہیں اور نہ ایلاء ہے، اور فرماتے ہیں کہ شامی میں ہے کہ، ویسدل علیہ ما نذکرہ عن الفتح من انه لا بد من التصريح بالارادة الخ، وفيه ايضا والذي في الفتح وفي انت امی لا یكون مظاهرا وينبغي ان یكون مکروها الخ، ومثله ان یقول لها یا بنتی او یا اختی ونحوه الخ لیکن ہم کو اشکال اس صورت میں پیدا ہوتا ہے کہ ایک دو تین کہہ کر کنکر بھی پھینک دیئے ہیں اور پٹھان لوگ اکثر طلاق کے وقت کنکر پھینکتے ہیں اور علاوہ ازیں غصہ کی جو حالت ہے یہ بھی طلاق پر دلالت کرتی ہے آپ صاحبان شرعی رائے سے آگاہ فرمائیں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: سید احمد سر ڈھیری پایاں

الجواب: لا شک فی ان المراد من هذا اللفظ عد الطلاق كانه قال: ”یو طلاق دوہ طلاقہ درے طلاقہ“ (ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق) لکن لیس فی هذه الكلمات الحکم ولا الاضافة اليها والطلاق لا يقع بدونها كما صرحوا به ويشير اليه

کلامهم ایضا کما فی ردالمحتار ۲: ۲۲۷ فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلثا فواحدہ فافہم ﴿۱﴾ وفیہ ۲: ۵۹۳ ولکن لا بد فی وقوعہ قضاء و دیانۃ من قصد اضافۃ لفظ الطلاق الیہا عالمًا بمعناہ ﴿۲﴾. وهو الموفق

”ایک دو تین چار پتھروں سے..... طلاق ہے“ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ خاوند نے خانگی جھگڑے میں غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا کہ تو ایک دو تین چار پتھروں سے جو کہ ہمارے ہاں عام عرف ہے طلاق ہے اور تو مجھ پر میری ماں اور میری بہن ہے اس سے کوئی طلاق واقع ہوئی؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا عبدالقادر رزمک شمالی وزیرستان..... ۱۹۷۳ء/۸/۴

الجواب: چونکہ عرف کی بنا پر پتھر بطور تعدا ذکر ہوتے ہیں لہذا اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے۔ وهو الموفق

ایک دو تین تجھے رکھوں تو ماں کو رکھوں“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص کسی ناچاقی وغیرہ کی بنا پر اپنی بیوی کو کہہ دے ایک دو تین تجھے رکھوں تو ماں کو رکھوں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: بابوراجہ خان راولپنڈی..... ۱۹۷۳ء/۲/۱۷

الجواب: واضح رہے کہ صرف ایک دو تین نہ صریح ہے اور نہ کنایہ ہے بلکہ عد اور شمارہ ہے اور جب الفاظ طلاق موجود نہ ہوں تو صرف نیت اور ارادہ نا کافی ہوتی ہے، قال العلامة الشامی فی

﴿۱﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۲۹۵ مطلب الطلاق یقع بعدد قرن بہ لایہ)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۲۶۷ مطلب الصریح نوعان رجعی وبائن)

ردالمحتار ۲: ۴۲۸ و کذا ما يفعله بعض سكان البوادي من امرها بحلق شعرها لا يقع به طلاق وان نواه ﴿۱﴾ البتة بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کے کہنے سے بیوی مہانتہ ہو جاتی ہے ﴿۲﴾ اور صرف تجدید نکاح کافی ہے اور واضح رہے کہ یہ الفاظ کہ ”تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں“ ظہار نہیں ہے، والذی فی الفتح وفي انت امی لا یكون مظاهرا، ردالمحتار ۲: ۵۹۲ ﴿۳﴾ اور اگر اس آخری لفظ کو تشبیہ پر محمول کیا جائے تو نیت کے موافق یہ لفظ ظہار یا طلاق بنے گا اور طلاق کی نیت کے وقت تجدید نکاح کافی ہوگی ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۵۳ کتاب الطلاق بعید مطلب طلاق الدور)
 ﴿۲﴾ قال العلامة ابن البزاز الكردي: تراسه ذكر الصدر انه لا يقع لانه لا اضمار في الفارسية والمختار الوقوع اذا نوى وقد ذكرنا عن صاحب المنظومة جريان الاضمار في الفارسية ولفظه يحتمل الطلاق وغيره فاذا نوى تعين وفي موضع آخر قال الصدر يقع وقال ابو القاسم لا وقال غيره ان في المذاكرة او الغضب يقع والا لا.

(فتاویٰ بزازیة علی هامش الہندیة ۳: ۱۷۹ مسائل الايقاع بلا قصد و اضافة)

وقال العلامة طاهر الانصاری: رجل قال لامرأته ترايكي وتراسه او قال تويكي سه، قال ابو القاسم الصفار لا يقع شيء وقال صدر الشهيد يقع اذا نوى وبه يفتى.

(خلاصة الفتاوى ۲: ۹۸ الفصل الثاني في الكنايات جنس: ۳)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۶۲۶ باب الظهار)

﴿۴﴾ قال العلامة الحصكفي: وان نوى بانتي على مثل امي او كامي وكذا لو حذف على خانية برا او ظهارة او طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لانه كناية، قال ابن عابدين: اي من كنايات الظهار والطلاق قال في البحر واذا نوى به الطلاق كان باننا كلفظ الحرام الخ.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۶۲۶ باب الظهار)

”زہ زما درتہ اجازت دے یو دوہ درے“ اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی میں ناچاتی آئی ایک دو لات مارنے کے ساتھ شوہر نے کہا کہ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ، بیوی نے جواب میں کہا کہ مجھے جانے کی اجازت دو، شوہر نے جواب میں کہا ”زہ زما درتہ اجازت دے یو دوہ درے“ پھر بھی نہیں پھینکے ہیں اور لفظ طلاق نہیں کہا ہے اور نہ ارادہ طلاق تھا، اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا سخی بادشاہ تعلیم القرآن کرک ۲۹ / جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: صورت مسئلہ میں یہ بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے ﴿۱﴾ کیونکہ اس خاوند نے عد طلاق (شمارہ) کیا ہے اور محض عدد اور عد سے طلاق واقع نہیں ہوتی، کما يفهم من مافی الشامیة ۲: ۶۲۷ فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلاثا فواحدة انتھی ﴿۲﴾ والوجه المراد من الثلاث ههنا الطلقات الثلاث لکنه لما انقطع عن الفعل بقى عددا محضا ﴿۳﴾. وهو الموفق
﴿۱﴾ یہاں شوہر نے جو پہلا جملہ استعمال کیا ہے کہ ”جاؤ میری تم کو اجازت ہے“ یہ الفاظ کنائی ہیں اور اذہبی کے مساوی ہیں اور چونکہ یہاں شوہر کی نیت طلاق کی نہیں تھی اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، قال فی الشامیة: فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان ولو قال اذہبی فتزوجی وقال لم انو الطلاق لا يقع شیئ لان معناه ان امکنک..... بحر علی ان تزوجی کنایة مثل اذہبی فیحتاج الی النیة..... ویؤیدہ ما فی الذخیرة اذہبی وتزوجی لا يقع الا بالنیة وان نوى فہی واحدة بائنة.
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۱۴ قبیل باب تفویض الطلاق)
﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۹۵ مطلب الطلاق يقع بعدد قرن به لابه)
﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: والطلاق يقع بعدد قرن به لابه نفسه عند ذکر العدد وعند عدمه الوقوع بالصیغة.

(الدرالمختار علی هامش ردالمختار ۲: ۴۹۴ مطلب الطلاق يقع بعدد قرن به)

”ایک دو تین مجھ پر بیوی طلاق ہوگی“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب نے انگلیاں گنتے ہوئے کہا ایک دو تین مجھ پر بیوی طلاق ہوگی اگر میں نے آئندہ اپنے بھائی کو کوئی نصیحت کی، کیا اس صورت میں طلاق واحد رجعی واقع ہوگی یا مغلظہ؟ بظاہر یہ مغلظہ کی صورت معلوم ہوتی ہے لیکن بعض مفتی صاحبان اس گنجائش کی بنا پر کہ خود ایک دو تین الفاظ طلاق نہیں ہیں اور لفظ طلاق منفرداً ایک ہے اس لئے طلاق رجعی کا فتویٰ دیتے ہیں، مولانا عزیز الرحمن صاحب عزیز الفتاویٰ ۲: ۶۰۵ پر یہ فرماتے ہیں کہ اگر طلاق دینے والے نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور زبان سے کچھ کہے بغیر زمین پر تین لکیریں کھینچ دیں اور ارادہ تین طلاقوں کا ہو تو مغلظہ واقع ہوگی ازراہ کرم جواب دے کر مشکور فرمادیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا عبدالقدوس صدر شعبہ اسلامیات اسلامیہ کالج پشاور..... ۱۹/۹/۱۳۰۲

الجواب: باوجود کافی تتبع کے صریح جزئیہ نہیں ملا لہذا نظر و شواہد کی بنا پر جواب لکھا جاتا ہے، وہ یہ کہ صورت مسئلہ میں ایک طلاق واقع ہوگی کیونکہ ایک دو تین عد اور شمارہ کیلئے موضوع ہے نہ کہ انشاء طلاق کیلئے، لعدم الحکم فی الاسماء المعدودة فلا یكون صریحا ولا کنایة ونظیرہ ما اذا قال لها احلقى شعرك لا يقع به طلاق وان نواه صرح به العلامة الشامی فی رد المحتار ۲: ۵۷۳ ﴿۱﴾ نیز عوام کے نزدیک یہ معروف ہے کہ وہ پتھر وغیرہ کی گنتی کو طلاق سمجھتے ہیں تو اگر اس میں حکم بھی مفروض کیا جائے تو پھر بھی طلاق واقع نہیں ہوتی، ونظیرہ ما فی الہندیة: سئل الامام احمد القلانسی رحمہ اللہ عن من وکثر امرأته وقال اینک یک طلاق ثم وکثرها ثانيا وقال اینک

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: وکذا ما یفعله بعض سكان البوادی من امرها بحلق شعرها لا يقع به طلاق وان نواه.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۷۳ بعید مطلب طلاق الدور)

دو طلاق و کذا الثالث قال تطلق ثلاثا فشیخ الاسلام يقول سمي الضرب طلاقا فيبطل والامام احمد يقول سمي الطلاق فيقع، (۱: ۴۰۸) ﴿۱﴾ قلت وفي الصورة المستولة ام يسم الطلاق فلا وجه للوقوع عند القلانسی ایضا، پس صرف ان الفاظ سے کہ ”مجھ پر طلاق ہوگا“ طلاق رجعی واقع ہوگی، وقلت واما ما نسب الی عزیز الفتاویٰ فلم اجده ومع ذلك فهو مخالف لما فی الخانية: قال انت طالق و اشار بثلاث اصابع ونوی الثلث ولم يذكر بلسانه فانها تطلق واحدة. (بحواله شامی ۲: ۶۱۶) ﴿۲﴾ هذا ما عندي ولعل عند غيري احسن منه.

نوٹ:.....تجدید نکاح کرنا بہتر ہے۔ وهو الموفق

صرف تین لکیریں کھینچنا، چلی جا کہنا وغیرہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گھر میں جھگڑا ہوا اتنے میں میرا چچا میرے صحن میں آیا اس کو دیکھتے ہی میں نے غصہ میں زمین پر تین لکیریں جلدی جلدی کھینچ لیں اس دوران میں نے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالا اس کے بعد عورت کو بولا کہ چلی جا، یہ دیکھتے ہی میرے چچا کا مطلب تھا کہ عورت گھر سے نہ جائے اور مجھے غصہ کرنے لگا، میں نے پھر کہا کہ تو میرے گھر نہیں رہ سکتی میں نے اس کو طلاق دے دی ہے، میرا چچا مجھے کہنے لگا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ اس طرح طلاق نہیں ہوتی، میں نے کہا کہ اب اس عورت کو رکھوں تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہوں، یہ تمام الفاظ اتفاقاً منہ سے نکلے ہیں طلاق کی

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۸۲ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۴۸۶ مطلب فی قول الامام ایمانی کا ایمان جبریل)

وفی الهندیة: ولو قالت لزوجها طلقنی ف اشار بثلاث اصابع و اراد بذلك ثلاث تطليقات

لا يقع ما لم يقل بلسانه.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۵۷ الفصل الاول فی الطلاق الصریح)

کوئی نیت نہیں تھی، اب ان الفاظ کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: خادم حسین..... ۲/۱۱/۱۹۷۴ء

الجواب: واضح رہے کہ تین لکیریں کھینچنا یا تین کنکریاں پھینکنا ایک لغو کام ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لعدم الرکن وهو اللفظ او ما يقوم مقامه من الخط ﴿۱﴾ اور یہ لفظ ”چلی جا“ کنایات سے ہے اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے جبکہ ارادہ طلاق سے کہا گیا ہو، وهو المصرح فی ردالمحتار ۲: ۶۳۶ (قوله قضاء) قيد به لانه لا يقع ديانة بدون النية ولو وجدت دلالة الحال ﴿۲﴾ اور یہ لفظ کہ ”میں نے اس کو طلاق دی ہے“ تعلیل اور اخبار ہے انشاء نہیں ہے، لانه ذكره تعليلا ﴿۳﴾ اور یہ لفظ کہ اب اگر اس عورت کو رکھوں تو باپ کا بیٹا نہیں ہوں طلاق نہیں ہے قسم عرفی ہے ﴿۴﴾ پس مختصر یہ کہ نیت طلاق کی صورت

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية..... و اراد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة المستبينة..... وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخير الرملي وغيره.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ كتاب الطلاق مطلب طلاق الدور)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۲ باب الكنايات)

﴿۳﴾ وفي الهندية: ولو قال لامرأته انت طالق فقال له رجل ما قلت فقال طلقتها او قال قلت هي طالق فهي واحدة في القضاء كذا في البدائع.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۵۵ مطلب اذا كرر الطلاق..... ونوى الاخبار)

وفي الشامية: لو اخبر بالطلاق كاذبا لا يقع ديانة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۶۶ مطلب من الصريح الالفاظ المصحفة)

﴿۴﴾ یہ الفاظ قسم شرعی اور حلف میں سے نہیں ہیں بلکہ عموماً لوگ اس قسم کے الفاظ بطور توثیق و تاکید یا بطور ترغیب کلام استعمال کرتے ہیں جس میں حقیقت قسم اور حلف مراد نہیں ہوتی،..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں نکاح کی تجدید کافی ہے ﴿۱﴾ بشرطیکہ سوال میں کمی بیشی نہ ہو۔ وهو الموفق

عدّ اور عد و طلاق میں فرق

سوال: محترم جناب مفتی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں نے ایک فتویٰ دیکھا جس میں آپ نے لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ قائل کا اپنی زوجہ کو یہ کہنا ایک دو تین یہ اسم عد محض بلا اضافت کے ہے پس یہ لغو ہے، بحوالہ ردالمحتار ۲: ۶۲۷ لیکن میں نے اس کو کتاب مذکور صفحہ مذکورہ میں نہیں پایا شاید اختلاف نسخہ کی وجہ سے نہ پایا ہو، ہاں میں نے ۲: ۴۹۴ میں یہ پایا ہے والطلاق یقع بعدد قرن بہ لا بہ، لکنہ لا یفی

(بقیہ حاشیہ) قال العلامة ابن عابدین: وما روى من النهی محمول علی الحلف بغير الله تعالى لا علی وجه الوثيقة كقولهم وایک و لعمری، ونحوه فی الفتح وحاصله ان اليمين بغيره تعالى تارة يحصل بها الوثيقة ای اتحاق الخصم بصدق الحالف كالتعليق بالطلاق والعتاق مما ليس فيه حرف القسم وتارة لا يحصل مثل وایک و لعمری فانه لا يلزمه بالحنث فيه شيء فلا تحصل به الوثيقة بخلاف التعليق المذكور.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۵۰ مطلب فی حکم الحلف بغيره تعالى)

اور مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے، سوال: اگر یہ کہہ دے کہ اگر میں آپ کے گھر جاؤں تو اپنے باپ سے نہیں، پھر اگر چلا جاوے تو کفارہ لازم ہے یا نہ؟ الجواب: اس میں کچھ کفارہ نہیں جانا درست ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱: ۵۷۲ کتاب الایمان)۔ از مرتب

﴿۱﴾ قال العلامة المودود الموصلي: وله ان يتزوج مطلقته المبانة بدون الثلاث في العدة وبعدها لان حل المحلية باق اذ زواله بالثالثة ولم توجد وانما لا يجوز لغيره في العدة تحرزا عن اشتباه الانساب وهو معدوم في حقه.

(الاختيار لتعليق المختار ۲: ۱۹۳ باب الرجعة)

بالمقصود فان المجرور المتصل فی لابه عائد علی صفة الطلاق لا علی العدد كما اوضحه فی ردالمحتار ومجمع الانهر، فان كان عندكم غير هذه يكفي فی الباب فعلى الرأس والعين وايضا قول القائل الموصوف "پاسه مور کره زه" (ماں کے گھر جاؤ) ليس بمنفصل بل هو متصل مثبت للاضافة بانه نسب قوله يو دوه درم اليها، وايضا ان لم يقع الطلاق باسم العدد فكيف يقع بانت واحدة مع ان الواحد داخل فى العدد ههنا ويدخل فى العدد اصله وهو الواحد، ردالمحتار ۲: ۳۹۳؟ بينواتوجروا

المستفتى: مولوى عبدالستار نوشهره..... ۳۰/۱۱/۱۹۷۵ء

الجواب: اعلم ان الكلام المعروف يو دوه درم ته په ما طلاقه نرے (ایک دو تین تم مجھ پر طلاق ہو) لا يوجب التغليظ والتحليل لان كلمة "يو دوه درم" لا تعلق لها بما بعدها من كونها مفعولا مطلقا او غيره كما لا يخفى على من تأمل ادنى تأمل بل معناها عد الشيء وتعداده من غير اضافة لفظية ولا معنوية وكذا ليست فيها معنى الانشاء والعدد المحض لا يقع به الطلاق كما فى ردالمحتار ۲: ۶۲۷ فلو قال انت طالق وسكت ثم قال ثلثا فواحدة ﴿ ۱ ﴾ اى لما فات الاتصال فبقى عددا محضا فكما لفظ الثلث لا يؤثر فكذا كلمته يو دوه درم (ایک دو تین) فافهم وللتفصيل مقام آخر.

تنبيه:..... انت واحده من الفاظ الطلاق معناه انت طالق تطليقة واحدة فيشمل على الاضافة والحكم. وهو الموفق

بلا ارادہ اپنی بیوی کو یکدم "طلاق طلاق طلاق" کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی بغیر کسی ارادہ کے

﴿ ۱ ﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۹۵ قبیل مطلب فی قبل ما بعد قبلہ رمضان)

سمجھتے ہوئے اپنی بیوی کو یکدم طلاق طلاق طلاق کہہ دیتا ہے بغیر کسی واقعہ کے، کیا اس سے طلاق پڑ پاتی ہے؟ اور کونسی؟ جبکہ تین دفعہ کہنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا؟ بینوا تو جروا
المستفتی: محمد ایوب لاہور کینٹ..... ۱۹۷۶ء/۸/۳۱

الجواب: اگر اس خاوند نے تائیس کے ارادہ سے یہ الفاظ بولے ہوں وہذا هو الظاهر اذا كان الزوج عالما باحكام الطلاق ونتيجته، تو تغلیظ کی وجہ سے بغیر تحلیل کے چارہ نہیں ہے اور اگر تاکید اور اصرار کے ارادہ سے بولے ہوں یا کوئی نیت متخضر نہ ہو تو صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، کما فی الدر المختار: کرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين، وفي ردالمحتار ۲: ۶۳۲ ای ووقع الكل قضاء وكذا اذا طلق اشباه ای بان لم ينو استينافا ولا تأكيدا لان الاصل عدم التاكيد انتهى ﴿۱﴾ قلت والفتوى على الديانة دون القضاء فافهم ﴿۲﴾. وهو الموفق

بیوی کو صرف ”ایک طلاق دو طلاق تین طلاق“ کہنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصہ کی

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۹۹ فروع قبیل باب الکنایات)

وقال العلامة الاوزجندی: رجل قال لامرأته انت طالق انت طالق انت طالق وقال عنيت بالاولى الطلاق وبالثانية والثالثة افهامها صدق ديانة وفي القضاء طلقت ثلاثا. (فتاویٰ قاضی خان علی هامش الہندیۃ ۱: ۳۶۱ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امين ابن عابدين: المراد من قولهم يدين ديانة لا قضاء انه اذا استفتى فقيها يجيبه على وفق مانوى ولكن القاضى يحكم عليه بوفق كلامه ولا يلتفت الى نيته اذا كان فيما نوى تخفيف عليه.

(تنقيح الفتاوى الحامدية ۱: ۳ فوائد بآداب المفتى)

حالت میں ایک سانس میں یہ الفاظ بولے ”ایک طلاق دو طلاق تین طلاق“ اور اس سے آگے کوئی لفظ زبان سے نہیں کہا، اس واقعہ کے بعد دو ماہ اور سات دن تک اس شخص نے اس کو طلاق مغلظہ سمجھتے ہوئے اپنی بیوی سے قطع تعلق کیا، پھر ایک مولوی صاحب نے آکر کہا کہ طلاق مغلظہ اس سے واقع نہیں ہوتی ہے، بلکہ طلاق بائن ہے، اور تجدید نکاح کرادیا، براہ مہربانی اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ یہ طلاق بائن ہے یا مغلظہ، نیز اس مولوی صاحب کا کیا حکم ہے جس نے بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولوی عبدالوحید مدرس مدرسہ ریالہ..... ۱۶/۱۲/۱۹۷۳

الجواب: بظاہر ان الفاظ سے کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوتی، لانہ عد، وتعداد الطلاق

لیس بالانشاء، ولعدم الاضافة الى المرأة لا لفظا ولا معنى ﴿۱﴾ ومحض نية الاضافة لا يفيد ﴿۲﴾ كما في الهندية ۱: ۴۰۸ رجل قال لامرأته اكر تزني مني سه طلاق مع حذف الياء لا يقع اذا قال لم انو الطلاق لانه لما حذف لم يكن مضيفا اليها، وفيها ايضا ولو قالت: طلقني فضربها وقال لها اينك طلاق لا يقع ولو قال اينك طلاق يقع ﴿۳﴾ هذا ما عندي ولعل عند غيري احسن منه. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: ان الصريح لا يحتاج الى النية ولكن لا بد في وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه ولم يصرفه الى ما يحتمله كما افاده في الفتح، وحققه في النهر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۷ مطلب ان الصريح لا يحتاج في وقوعه ديانة الى النية)

﴿۲﴾ يدل عليه ما في الشامية: فلو قال انت طالق وسكت ثم قال ثلاثا فواحدة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۹۵ مطلب الطلاق يقع بعدد قرن به لا به)

﴿۳﴾ (فتاوى عالمگیری ۱: ۳۸۲ الفصل السابع في الطلاق بالالفاظ الفارسية)

”تم کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہوا اگر تم کو رکھوں تو ماں کو رکھوں“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مختار نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک گواہ مستری فلاں جو اس کا مکان بنا رہا تھا بیان کرتا ہے کہ مختار جنگل سے لکڑیاں لے کر آیا اس کی بیوی اور والدہ میں سخت کلامی اور تکرار ہو رہی تھی، بیوی نو تعمیر مکان کی لپائی کر رہی تھی کہ مختار اس کو مارنے لگا میں اس کی والدہ اور بہن کو پکڑ کر باہر لایا اس غصہ کے دوران وہ اپنی بیوی کو بولتا ہے کہ میرے گھر سے چلی جا مگر اس نے جانے سے انکار کیا کہ میں اس طرح ہرگز نہیں جاتی اتنے میں مختار نے کہا کہ تم کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہوا اگر تم کو گھر میں رکھوں تو اپنی اس ماں کو رکھوں جو سامنے کھڑی تھی، دوسرا گواہ ایک چرواہا ہے بولتا ہے کہ میں تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر بکری چرا رہا تھا کہ ان کا آپس میں جھگڑا ہوا اور مختار نے بولا کہ تم کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہوا اگر تم کو رکھوں تو ماں کا نام پکارا کہ اس کو رکھوں، اب مختار کا بیان یہ ہے کہ میں لکڑیاں لے کر آیا میری ماں اور بیوی کے درمیان جھگڑا تھا میں نے بیوی کو مارا جس پر مستری میری والدہ اور بہن کو پکڑ کر باہر لائے اب مجھے علم نہیں کہ میں نے کون سے الفاظ استعمال کئے ہیں بعد میں لوگوں نے مجھے اس طرح بولنا شروع کیا کہ تم نے تین طلاقیں دے دی ہیں لیکن میں اپنی بیوی کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا نیز یہ بھی بیان کرتا ہے کہ دوسرا گواہ وہاں نہیں تھا اور ایک گواہ کی گواہی قبول نہیں، اب مختار کی بیوی کا بیان یہ ہے کہ میں نو تعمیر مکان کی لپائی کر رہی تھی میری اور میری ساس کے درمیان گھریلوں بات چیت پر زبانی جھگڑا تھا کہ میرے شوہر نے مجھے مارنا شروع کیا کہ تم میرے گھر سے چلی جاؤ، میں نے صاف جواب دیا کہ میں نہیں جاتی، اتنے میں فوراً اس نے یہ الفاظ کہے کہ تم کو ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، اگر تم کو رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں“ پھر میں اپنے میکے چلی آئی۔

اب سوال یہ ہے کہ صورت بالا میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ گواہوں کی کیا حیثیت ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: مولوی عبدالشکور داخلی گھمبیر لوری ہزارہ..... ۱۹۶۹ء/۱/۸

الجواب: اگر کسی مختار نے یہ طلاق غصہ کی وجہ سے بے ہوش ہو کر دیئے ہوں اور مختار کی غصہ کی وجہ سے بے ہوش مقامی لوگوں پر مخفی نہ ہو تو اس تقدیر پر کوئی طلاق واقع نہیں ہے، صرح بہ فی رد المحتار: ۲: ۵۸۷ ﴿۱﴾ اور اگر مختار کا غصہ کے وقت اس حالت کو پہنچنا ثابت اور معروف نہ ہو تو دوسرا گواہ اگر سماع اور ابصار بلا اشتباہ کی بنا پر گواہی حکم یا حاکم کے سامنے ادا کرے ﴿۲﴾ تو عورت کے مطلقہ اور مغلطہ ہونے کا فیصلہ خلاف شرع نہ ہوگا، لتحقق شهادة الاثینین ﴿۳﴾. وهو الموفق

”ایک طلاق دو طلاق تین طلاق“ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص غصہ کی حالت

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: فالذی ینبغی التعویل علیہ فی المدہوش ونحوہ اناطۃ الحکم بغلبة الخلل فی اقوالہ وافعالہ الخارجة عن عادته وكذا یقال فیمن اختل عقله لكبر او لمرض او لمصيبة فاجأته فمادام فی حال غلبة الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان كان يعلمها ويريدها لان هذه المعرفة والارادة غير معتبرة لعدم حصولها عن ادراك صحيح كما لا تعتبر من الصبي العاقل الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۳ مطلب فی طلاق المدہوش)

﴿۲﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: يلزم ان يكون الشهود قدعنا ينوا بالذات المشهود به وان يشهدوا بذلك الوجه..... والامور التي يتعذر على كثير من الناس مشاهدتها ويبقى احكامها ممر الدهور يجوز الشهادة بها بالتسامع وهي النسب والنكاح والدخول بالزوجة وولاية القاضي والموت واصل الوقف (معين القضاة والمفتيين ۲۸ الفصل الثاني في كيفية اداء الشهادة)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصكفي: ونصابها لغيرها من الحقوق..... ما لا او غيره كنكاح وطلاق..... رجلان..... او رجل وامرأتان.

(الدرالمختار على هامش ردالمختار ۲: ۴۱۳ كتاب الشهادات)

میں اپنی بیوی کو کہتا ہے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق، اور کوئی بات اس کے منہ سے نہیں نکلی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرزاق راو پنڈی..... ۱۶/ ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس شخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے یہ الفاظ عد اور شمارہ کیلئے

موضوع ہیں نہ کہ حکم اور انشاء کیلئے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

”ایک دو تین طلاق ہو“ پر نظام الفتاویٰ“ کی نقد اور حضرت مفتی صاحب کا جواب

سوال: بحضور جناب سیدی وشیحی ومولائی حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم

ام المدارس جامعہ دارالعلوم دیوبند انڈیا کے حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی صاحب مدظلہ العالی کے جدید مسائل ومعاملات کے بارے میں منتخب فتاویٰ کا مجموعہ بنام ”منتخبات نظام الفتاویٰ“ حال ہی میں شائع ہوا ہے اس میں آپ صاحبان کا ایک فتویٰ بھی شامل اشاعت ہے جس کے بارے میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی صاحب مدظلہ نے کچھ نقد کر کے اپنی جانب سے تفصیلی جواب لکھا ہے، ذیل میں ﴿۱﴾ اگر کوئی شخص صرف یہ الفاظ ادا کریں ”ایک طلاق دو طلاق تین طلاق“ تو یہ طلاق کا شمارہ ہے اس میں ہست یا نیست کا حکم نہیں لگایا گیا ہے، فلیراجع الی محاورۃ السلیمانیین۔

وقال العلامة الشامی: ان الصریح لا یحتاج الی النیة ولكن لا بد فی وقوعه قضاء و دیانۃ من قصد اضافة لفظ الطلاق الیها عالما بمعناه ولم یصرفه الی ما یحتملہ كما افاده فی الفتح. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۷ مطلب ان الصریح لا یحتاج فی وقوعه دیانۃ الی النیة)

وهكذا یشیر الیہ کلام الفقہاء ایضا کما فی الشامیة: فلو قال انت طالق وسکت ثم

قال ثلاثا فواحدة.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۹۵ مطلب الطلاق یقع بعدد قرن بہ لا بہ)

من وعن نقل کیا جاتا ہے، آپ صاحبان ملاحظہ فرما کر اپنے رائے سے نوازیں تاکہ بندہ فقیر کی تشفی ہو سکے۔

نظام الفتاویٰ صفحہ: ۲۱۹ جلد: ۲ میں عبارت یہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے یہ الفاظ کہے ایک دو تین طلاق ہو مجھ پر اپنی بیوی منکوحہ زینب سے اگر وہ میرے گھر واپس آگئی لیکن آدھ گھنٹے کے بعد زینب گھر آگئی آیا یہ طلاق مغلظہ ہوئی؟

الجواب: وباللہ التوفیق: اس میں حرمت مغلظہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے، لانہ عد الطلاق اولاً وعد الطلاق لیس بطلاق فبقی لفظ الصریح وهو یوجب الرجعة کما فی الشامی. وهو الموفق واللہ اعلم بالصواب..... مفتی محمد فرید عفی عنہ

اس جواب پر سوال:

اس میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کیا برابر ہیں؟ نیز یہ عبارت شامی صفحہ مذکورہ میں نہیں ہے، شرط مقدم او مؤخر ہونے میں مسئلہ یہی ہے؟

الجواب: جناب ایک دو تین نہ صریح ہے نہ کنایہ ہے صرف عد و طلاق ہے، نیز اس میں حکم بھی نہیں ہے اور خبر یہ محولہ کی بنا پر ایسے عدد سے طلاق واقع نہیں ہوتی، اس میں عدد کا مجھ پر طلاق ہونے سے کوئی تعلق ظرفیت یا مصدریت کا نہیں ہے، پس صرف ایک طلاق مجھ پر طلاق ہونے کی بنا پر واقع ہوگی، اس میں مدخول بہا غیر مدخول بہا کا یکساں حکم ہے۔

الجواب: از مفتی نظام الدین الاعظمی صاحب:

یہ جملہ (ایک دو تین) مختلف خطوں میں مختلف محاوروں کے مطابق بولا جاتا ہے لہذا اس خطہ میں اس خطہ کے محاورہ کے مطابق حکم ہوگا، بتقاضائے آیت کریمہ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ.

(الآیة) پس جس خطہ و دیار میں عرف عام و مشہور ہو کہ مذکورہ جملہ محض اپنی مستعدی ظاہر کرنے کیلئے اور مخاطب کو اپنے ارادہ سے آگاہ کرنے کیلئے بولتے ہیں اور اس کا تعلق اس کے بعد کے لفظ سے نہیں ہوتا تو اس خطہ میں اس سوال میں اس ذکر کردہ جملہ سے فقط ایک طلاق واقع ہونے کا حکم ہوگا۔ اور جس خطہ و دیار میں یہ عرف عام مشہور ہو کہ یہ مذکورہ جملہ (ایک دو تین) اس کے مابعد والے لفظ کے شمار کیلئے بولتے ہیں تو اس کے بعد والا لفظ محدود ہوگا اور مفہوم یہ ہوگا (ایک طلاق دو طلاق تین طلاق) پس اس خطہ و دیار میں اس سوال میں مذکورہ جملہ سے تین طلاق واقع ہو کر حرمت مغلظہ ہو جائے گی اور جس خطہ و دیار میں ان دونوں عرف میں سے کوئی عرف نہ ہو وہاں شوہر کے قول کا اعتبار ہوگا جس کو وہ تکلف بیان کرے گا لہذا یہ دونوں مذکورہ جواب ادھورے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: الاحقر نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند..... ۲۹/۵/۹۹ھ

المستفتی: محمد وہاب عفی عنہ مرتب فتاویٰ فریدیہ..... ۲۵/۷/۲۰۰۱ھ

الجواب: (۱) (ایک دو تین تم مجھ پر مطلقہ ہو) تغلیظ کے ارادہ سے یہ استعمال غلط ہے، اس سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے کیونکہ (یودوہ درے) کسی چیز کا شمارہ ہوتا ہے نہ کہ انشاء، اور اگر یہ مراد ہو کہ (ایک طلاق دو طلاق تین طلاق) تو یہ طلاق کا شمارہ ہوا لیکن اس میں حکم نہیں ہے نہ ہست نہ نیست، اور اگر آئندہ جملہ (مجھ پر مطلقہ ہو) کا خیال کیا جائے تو اس جملہ سے کوئی ربط نہیں ہے نہ مفعول مطلق کا اور نہ تمیز وغیرہ کا، یہ اپنے زعم فاسد کا شمارہ ہے، فلیراجع الی محاورۃ السلیمانیین. وهو الموفق

محمد فرید عفی عنہ

(۲) کچھ دنوں بعد حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے اس بارے میں ایک دوسرا جواب بھی

لکھا اور بندہ کو عنایت فرمایا، برائے استفادہ وہ جواب بھی یہاں لکھا جاتا ہے:

”پٹھانوں میں جو یہ دستور ہے کہ جب کوئی اپنی بیوی کو بولے (تہ طلاقہ ے یودوہ درے) تجھ کو

طلاق ہے ایک دو تین، تو اس سے طلاق مغلظہ نہیں ہوتی، کیونکہ (۱) ان الفاظ سے مراد عد یعنی شمارہ ہوتا ہے نہ کہ انشاء طلاق۔ (۲) نیز یہ اسماء معدودہ ہیں ان میں حکم ”ہے“ یا ”نہیں“ نہیں ہوتا ہے (یعنی ہست یا نیست)۔ (۳) اگر ان میں حکم مانا جائے کہ ان کا معنی (ایک طلاق ہے دو طلاق ہیں تین طلاق ہیں) تو محاورہ کی بنا پر ”پہ“ کا لفظ ضروری ہے ”تہ پہ یو طلاق طلاقہ ئے تہ پہ دوہ تہ پہ درے“ حالانکہ ”پہ“ کا لفظ نہیں ہوتا ہے۔ (۴) اور اگر یہ شخص تین طلاق کی نیت کرے اور یہ الفاظ ایک دو تین اس منوی کی تفصیل ہوں تو صریح میں تین کی نیت غیر صحیح ہے۔ وهو الموفق

کتبہ محمد فرید عفی عنہ

(۳) اس کے بعد بندہ فقیر نے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کے ذاتی نسخہ شامی پر حضرت صاحب کے ہاتھوں لکھا ہوا ایک حاشیہ دیکھا، مسئلہ کی مناسبت سے اسے یہاں نقل کرنا مناسب ہے:

”اعلم انه اذا قال الزوج ”پہ ما طلاقہ ئے یو دوہ درے“ والقی ثلاثة احجار، فقیل انها تصیر مغلظہ، وقیل لا، لانه یعد القاء الاحجار ظانا انه یقع به الطلاق، وقیل اراد عد التطليقات، قلت: فلا یقع الطلاق بالشک مع ان العرف علی الاول ای عد القاء الاحجار“۔ (هذا ما حرره الشيخ علی هامش الشامیة بقلمه)..... (از مرتب)

صرف پتھر پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں جو اکھیلتا تھا اور ایک آدمی کے پاس مزدوری بھی کیا کرتا تھا ایک دن میں نے اس سے رقم مانگی اس نے میرے ہاتھ میں تین پتھر دیئے اور کچھ نہیں بولا اور نہ میں نے کچھ بولا ہے، پھر اس نے کہا کہ یہ پتھر پھینکو اور بولو کہ میں جو انہیں کھیلوں گا، میں نے ہاتھ میں لے کر وہ پتھر پھینک دیئے اور زبانی کچھ نہیں کہا ہے، کیا اس سے طلاق واقع ہوگئی ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد اسحاق عرب امارات..... ۱۲/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

الجواب: صرف کنکریوں کے پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے طلاق کیلئے الفاظ طلاق پر تلفظ یا تحریر ضروری ہے، کما فی ردالمحتار ۲: ۵۹۰: فلا یقع بالقاء ثلاثة احجار اليها او بامرها بحلق شعرها وان اعتقد الالقاء والحلق طلاقا كما قدمناه لان ركن الطلاق اللفظ او ما يقوم مقامه مما ذكر كما مر ﴿ ۱ ﴾ . وهو الموفق

تین پتھر لیکر ایک دو تین کہنے اور لفظ طلاق نہ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ مجھے طلاق دو، بہت اصرار کے بعد شوہر نے تین پتھر لیکر عورت کو کہا، ایک دو تین، اور طلاق کا لفظ نہیں کہا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: فضل مولیٰ ۶/۲/۱۹۷۶

الجواب: صورت مسئلہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، کیونکہ یہ کلمات عد یعنی شمارہ کیلئے استعمال ہوتے ہیں دون الانشاء، والعدد المحض من دون الحکم لا یقع به الطلاق ونظيره ما فی ردالمحتار ۲: ۶۲۷ فلو قال انت طالق وسکت ثم قال ثلثا فواحدة انتهى ﴿ ۲ ﴾ فلفظ الثلث یرید به الطلاق جزما ولكن لما انقطع عن قوله انت طالق فبقی عدد محض من غیر حکم. وهو المصوب

”بیوی کے ہاتھ میں متفرق پتھر دے کر کہہ دے تو مجھ سے آزاد ہے“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی عورت کو ایک پتھر

﴿ ۱ ﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۶۵ اول باب الصریح)

﴿ ۲ ﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۹۵ مطلب الطلاق یقع بعدد قرن به لابه)

ہاتھ میں دے دے اور کہہ دے کہ ایک پھر دوسرا پھر تیسرا اور آخر میں کہہ دیا کہ تو مجھ سے آزاد ہے، یعنی تین طلاق مراد تھی، جبکہ بیوی کی بھی خواہش یہ تھی کہ میں اس سے آزاد ہو جاؤں تو یہ صورت طلاق بائن کی ہے یا مغلطہ کی؟ بینوا تو جروا

المستفتی: حافظ رحمت اللہ کنڈیاں شریف

الجواب: پتھر دینا اور پتھر شمار کرنا لغو امور ہیں اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لعدم کونہما من الفاظ الصریح والکنایات، صرح العلامة الشامی بالاول والثانی فی حکم الاول ﴿۱﴾ اور یہ الفاظ کہ تم مجھ سے آزاد ہو صریح ہے اور عرف کی رو سے وہ صریح جس سے طلاق واقع ہوتی ہے وہ بائن واقع ہوتی ہے، کما حققه العلامة الشامی فی لفظ الحرام فلیراجع الی ردالمحتار ۲: ۳۰۰ ﴿۲، ۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة محمد امین ابن عابدین: ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخیر الرملى وغيره.
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۵۳ کتاب الطلاق بحث وركنه لفظ مخصوص)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: والحاصل ان المتأخرين خالفوا المتقدمين في وقوع البائن بالحرام بلا نية حتى لا يصدق اذا قال لم انو لاجل العرف الحادث في زمان المتأخرين فيتوقف الآن وقوع البائن به على وجود العرف كما في زمانهم واما اذا تعورف استعماله في مجرد الطلاق لا بقيد كونه بائنا يتعين وقوع الرجعى به كما في فارسية سرحتك ومثله ما قدمناه في اول باب الصريح الخ. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۰۴ قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

﴿۳﴾ وقد رأيت على هامش نسخة الشامية من قلم سيدى وشيخى ومولائى المحدث الكبير والمفتى الاعظم مولانا مفتى محمد فريد دامت بركاتهم انه قد كتب وعلق على الشامية في باب الصريح مطلب سن بوش يقع به الرجعى حيث قال: اعلم ان قول السلیمانين ”پرے مرے خودہ“ ”چھوڑ دیا“ ای ترکتھا..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

”تم مجھ پر تین پتھروں سے طلاق ہو“ میں دو معنی کا احتمال ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت اپنی ساس سے جھگڑا کر رہی تھی دوران جھگڑا شوہر حاضر ہوا اور اپنی زوجہ کو مارنا شروع کر دیا اور بایں الفاظ طلاق دیئے ”تہ پہ ما پہ درے کانڑو طلاقہ ئے“ تم مجھ پر تین پتھروں سے طلاق ہو، بیوی اپنے گھر چلی گئی تقریباً مہینہ بعد شوہر نے جرم کیا اور کہا کہ میں بخلف کہتا ہوں کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے جبکہ بیوی باقاعدہ مصر ہے کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس نے مجھے طلاق دی ہے جبکہ عورت کے پاس گواہ نہیں ہیں، اب ان الفاظ سے کونسی طلاق واقع ہوئی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: فضل سبحان چارسدہ..... ۱۹۸۳ء/۸/۸

الجواب: واضح رہے کہ یہ کلام ”چہ پہ ما پہ درے کانڑو طلاقہ ئے“ (مجھ پر تین پتھروں سے طلاق ہو) دو معنی رکھتے ہیں (۱) اول یہ کہ تم مجھ پر ایسی مطلقہ ہو جیسا کہ خاوند تین کنکریاں پھینکے اور بولے یو دوہ درے تہ پہ ما طلاقہ ئے، (ایک دو تین تم مجھ پر طلاق ہو) اور اس معنی کی تقدیر پر صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ (۲) دوم یہ کہ تو مجھ پر تین طلاق سے مطلقہ ہے اور کنکریوں کو طلاق سے تعبیر کرے تو یہ شیخ الاسلام کے نزدیک باطل ہوتا ہے اور احمد قلاسی کے نزدیک تین طلاق واقع ہوتی ہیں،

(بقیہ حاشیہ) ومثله کنایة فی العربية کذا فی السليمانية لانه يستعمل شائعا فی غیر الطلاق ويراد به الطلاق عند القرائن الخارجية فالظاهر انه کنایة فی السليمانية ایضا فاذا کرره فيقع به الواحد لان البائن لا يلحق البائن ولو سلم انه صريح فالمتعارف به وقوع البائن لانهم يقصدون ذلك فافهم.

(هذا من افادات شيخی دامت برکاتهم)..... (از مرتب)

كما في الهندية ۱: ۴۰۸ الفصل السابع في الطلاق بالالفاظ الفارسية ﴿۱﴾. پس اگر صورت مسئلہ میں خاوند منکر ہے اور بیوی کے پاس شہادت نہیں ہے تو خاوند حلف اٹھائے اور زبانی مراجعت بھی کرے تاکہ متیقن پر عمل متحقق ہو۔ وهو الموفق

تین انگلیوں پر اشارہ اور ایک دفعہ طلاق کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تھانیدار نے ایک آدمی کو کہا کہ کہو کہ مجھ پر بیوی طلاق ہوگی اگر میں نے یہ کام کیا ہو، اور ساتھ ہی ہاتھ کی تین انگلیوں پر اشارہ بھی کرے اور یہ آدمی اس کی تین انگلیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے اور صرف اتنا کہے کہ مجھ پر طلاق ہو اگر میں نے یہ کام کیا ہو جبکہ حقیقت میں اس نے یہ کام کیا ہے، تو اس سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا محمد امیر بجلی گھر رام داس پشاور..... ۱۹۸۶ء/۶/۲۵

الجواب: اگر صورت مسطورہ میں اتنی (ہکذا) کا لفظ نہیں کہا گیا ہو تو حدیث کی صورت میں صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، كما في ردالمحتار ۲: ۶۱۶ باب الصريح، قوله ولو لم يقل هكذا اي بان قال انت طالق و اشار بثلاث اصابع ونوى الثلث ولم يذكر بلسانه فانها تطلق واحدة، خانية ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهندية: وفي مجموع النوازل سئل شيخ الاسلام عن ضرب امراته فقال دار طلاق (خذي الطلاق) قال لا تطلق وسئل الامام احمد القلانسي رحمه الله تعالى عن و كز امراته وقال اينك يك طلاق (هاك طلقة) ثم و كزها ثانيا وقال اينك دو طلاق (هاك طلقتين) وكذا الثالث قال تطلق ثلاثا فشيخ الاسلام يقول سمي الضرب طلاقا فيبطل والامام احمد يقول سمي الطلاق فيقع.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۸۲ الفصل السابع في الطلاق بالالفاظ الفارسية)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۸۶ بعيد مطلب في قول الامام ايمان جبريل)

ایک سوال پر دوبارہ استفسار اور دارالعلوم کراچی کا فتویٰ

سوال: محترم مفتی صاحب! اس استفتاء اور جواب کی ایک نقل دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴ کو بھی ارسال کی تھی، ان کا جواب حرف بحرف ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

الجواب: فی الدر المختار فی ایمان الفتح ما لفظه وقد عرف فی الطلاق انه لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق وقع الثلاث فتح اقره المصنف ثم رده. (بحوالہ امداد الفتاویٰ ۲: ۳۵۴) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر زید نے تین بار یہ کہا ہے کہ میری بیوی ہندہ اپنے بھائی بکر کے گھر گئی تو وہ مجھ سے طلاق ہوگی، اب ہندہ اگر اپنے بھائی بکر کے ہاں چلی گئی تو اس پر تین طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ الفاظ اسی طرح کہے ہوں جو سوال میں درج ہیں۔ واللہ اعلم

رفیع اللہ خادم

دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴..... ۳۱۴/۵۲

الجواب صحیح

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

المستفتی: محمد اختر داجل براستہ بھکر میانوالی..... ۱۶/۴/۱۹۶۹

الجواب: محترم المقام السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ فتاویٰ ہندیہ مصری ۱: ۳۶۱ ﴿۱﴾ میں

﴿۱﴾ وفي الهندية: ولو خلل الشرط فقال انت طالق ان دخلت الدار انت طالق ان دخلت الدار او قدم الشرط مالم تدخل لا يقع الطلاق فاذا دخلت وقعت ثلاث تطليقات بالاتفاق كذا في الخلاصة.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۴۳۰ الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا)

بحوالہ خلاصہ اور ردالمحتار ۲: ۷۰۹ میں یہ جزئیہ مسطور ہے اور علامہ شامی نے اس کے بعد لکھا ہے: والظاهر انہ ان نوى التاكيد دين انتهى ﴿۱﴾ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی امداد الفتاویٰ میں اس عبارت کے بعد لکھا ہے: اور اگر سائل کی کچھ اور نیت تھی تو مکرر دریافت کیا جائے ﴿۲﴾ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تغلیظ اور تخفیف کا دارمدار نیت پر ہے اگر تاکید اور اپنے اول کلام کے پختہ اور مضبوط کرنے کے ارادہ سے تکرار کیا جائے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور ہمارے تمام علاقہ میں یہ معروف ہے کہ جب طلاق وغیرہ وقفہ وقفہ کے بعد مکرر کرے تو تاکید ہی مراد ہوتی ہے لہذا ہم نے تخفیف کا فتویٰ دیا ہے اور مزید احتیاط کیلئے اس شخص (زید) کی نیت اور ارادہ کو معلوم کریں کہ اس نے تکرار تاکید کے ارادہ سے کی تھی یا تکثیر کے ارادہ سے، اور نیت کے معلوم نہ ہونے کے وقت ہم عرف کو نظر انداز نہیں کر سکتے اور تغلیظ کا فتویٰ نہیں دے سکتے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

بارہ بار طلاق کہنے میں تائیس اور تاکید کا مسئلہ اور غیر مقلدین کے فتویٰ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو ان گنت مرتبہ تقریباً بارہ بار طلاق دی ہے اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ اور اگر کوئی غیر مقلد عالم کوئی فتویٰ

- ﴿۱﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۵۵۹ فروع بعید مطلب فیما لو تعدد الاستثناء)
- ﴿۲﴾ (امداد الفتاویٰ ۲: ۳۱۱ رقم سوال: ۳۹۳ لا يلحق البائن البائن كتاب الطلاق)
- ﴿۳﴾ قال العلامة الشامي: فللمفتي اتباع عرفه الحادث في الالفاظ العرفيه وكذا في الاحكام التي بناها المجتهد على ما كان في عرف زمانه وتغير عرفه الى عرف آخر..... وفي القنية ليس للمفتي ولا للقاضي ان يحكما على ظاهر المذهب ويترك العرف..... فقد ظهر لك ان جمود المفتي او القاضي على ظاهر المنقول مع ترك العرف والقرائن الواضحة والجهل باحوال الناس يلزم منه تضييع حقوق كثيرة وظلم خلق كثيرين.
- (شرح عقود رسم المفتي ۳۸، ۳۹، ۴۰ والعرف في الشرع له اعتبار)

دے تو اس بارے میں کیا رائے ہوگی؟ بینواتو جروا

المستفتی: حاجی محمد دین حافظ آباد گجرانوالہ..... ۶/۶/۱۹۸۸ء

الجواب: جو خاوند متعدد بار بیوی کو طلاق دے دے تو اگر اس خاوند نے تاکید اور اصرار کی

نیت سے یہ تکرار کی ہو تو صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر تاسیس اور استیناف کی نیت سے یہ تکرار کی

ہو تو یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگی ﴿۱﴾ سلفیہ اور اہل حدیث کے مذہب پر عمل کرنے سے کام نہیں بنے گا ﴿۲﴾

﴿۱﴾ وفي الهندية: ولو قال لها انت طالق طالق او انت طالق انت طالق او قال قد طلقك

قد طلقك او قال انت طالق وقد طلقك تقع ثنتان اذا كانت المرأة مدخولا بها ولو قال

عنيت بالثاني الاخبار عن الاول لم يصدق في القضاء ويصدق فيما بينه وبين الله تعالى.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۵۵ الباب الثاني في ايقاع الطلاق الفصل الاول في الصريح)

﴿۲﴾ قال شيخ الاسلام الحافظ ابن تيمية: فيمن نكح عند شهود فسقة ثم طلقها ثلاثا فاراد

التخلص من الحرمة بان النكاح كان فاسدا في الاصل على مذهب الشافعي فلم يقع الطلاق

ما نصه وهذا القول يخالف اجماع المسلمين فانهم متفقون على ان من اعتقد حل الشيء

كان عليه ان يعتقد ذلك سواء وافق غرضه او خالف ومن اعتقد تحريمه كان عليه ان يعتقد

ذلك في الحالين وهؤلاء المطلقون لا يقولون بفساد النكاح بفسق الولي الا عند الطلاق

الثلاث لا عند الاستمتاع والتوارث يكونون في وقت يقلدون من يفسده وفي وقت يقلدون

من يصححه بحسب الغرض والهوى ومثل هذا لا يجوز باتفاق الامة..... وكذا من بنى على

صحة ولاية الفاسق في حال نكاحه وبنى على فساد ولايته حال طلاقه لم يجز ذلك باجماع

المسلمين ولو قال المستفتى المعين انا لم اكن اعرف ذلك وانا اليوم التزم ذلك لم يكن

من ذلك له لان ذلك يفتح باب التلاعب بالدين ويفتح الذريعة الى ان يكون التحليل

والتحريم بحسب الاهواء. (فتاوى ابن تيمية ۲: ۲۳۰)

وقال العلامة ابن عابدين: وان من يكتفى..... (بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

اور اگر یہ خاوند خالی الذہن ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی (شامی ۲: ۶۳۲ باب طلاق غیر مدخول بہا) ﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) بان یکون فتواه او عملہ موافقا لقول او وجه فی المسئلة و یعمل بما شاء من الاقوال والوجوه من غیر نظر فی الترجیح فقد جهل وخرق الاجماع..... و بعد الورقین..... واما اتباع الهوی فی الحکم والفتیا فحرام اجماعا واما الحکم والفتیا بما هو مرجوح فبخلاف الاجماع. (شرح عقود رسم المفتی ۱۰۰، ۱۰۰۳ آخر النظم)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: کرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين، قال ابن عابدين: ای ووقع الكل قضاء وكذا اذا طلق اشباه ای بان لم ينو استينافا ولا تأكيدا لان الاصل عدم التاكيد.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۹۹ فروع باب طلاق غیر المدخول بہا)

فصل فی طلاق المکره والصبی

والمجنون والسكران وغيرهم

زبردستی طلاق لکھنے لکھوانے میں جبر اور زبردستی کی نوعیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر زبردستی خاوند سے طلاق نامہ لکھوایا گیا ہو یا دستخط یا انگوٹھا چسپاں کرایا گیا ہو اور خاوند دل سے طلاق نہ دیتا ہو یعنی مجبور کیا گیا ہو تو یہ درست ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اب گزارش یہ ہے کہ طلاق کوئی کھیل تو نہیں جو خوشی سے کھیلا جاتا ہو یا کھیلا گیا ہو ایسے کام مجبوریاں ہی کراتی ہیں اس مجبوری، جبر اور زبردستی کی شریعت میں کیا تعریف ہے، براہ مہربانی زبردستی کی شرعی نوعیت سے مطلع کریں؟ بینواتوجروا

المستفتی: مسٹر محمد بشیر اختر نمک منڈی راولپنڈی..... ۱۳/رمضان ۱۳۸۸ھ

الجواب: اس جبر اور زبردستی کی شرعی نوعیت یہ ہے کہ اگر یہ خاوند طلاق نہ لکھتا ہو اور نہ لکھواتا ہو تو یہ زبردستی کرنے والا اس کو قتل کرتا ہے یا کوئی اندام کاٹتا ہے یا اس کو مجبوس اور بند کرتا ہے یا اس کو باندھتا ہے، قال فی الہندیۃ ۵: ۳۹ فالاکراہ الملجئ ہو الاکراہ بو عید تلف النفس او بو عید تلف عضو من الاعضاء والاکراہ الذی ہو غیر ملجئ ہو الاکراہ بالحبس والتفید ﴿۱﴾ اور اسی طرح جب ضرب شدید کا قوی اندیشہ ہو تو یہ بھی زبردستی ہے، صرح بہ العلامة

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۵: ۳۵ کتاب الاکراہ الفصل الاول)

الشامی ۵: ۸۳ ﴿۱﴾ . وهو الموفق

جبراً طلاق لکھنے یا لکھوانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق تحریر کر کے دی ہے کہ میں فلاں ولد فلاں بہ ہوش وحواس ختمہ بلا اکراہ و جبر اپنی زوجہ کو تین طلاق دیتا ہوں جہاں چاہے شادی کر سکتی ہے میرا کوئی عذر وحق نہیں ہے، کچھ دنوں بعد یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس لڑکے سے جبراً طلاق دلوائی گئی ہے بہر حال ہر دو طریق سے تحریر فرمائیں کہ آیا جبراً یا شراب پلا کر طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد طاہر مدرس پرائمری سکول بیروٹ مری..... ۱۹۷۲ء/۱۲/۱۷

الجواب: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ خاوند نے جبراً اور کرہاً طلاق لکھی ہے اور یا جبراً اور کرہاً شراب پلانے کے بعد طلاق لکھی ہے تو اس خاوند پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے، بدل علیہ مافی ردالمحتار ۲: ۵۷۹ وفي البحر ان المراد الاكراه على التلفظ بالطلاق فلو اكره على ان يكتب طلاق امراته فكتب لا تطلق ﴿۲﴾ وفيه ايضاً ۲: ۵۸۳ قوله: (واختلف التصحيح الخ) فصح في التحفة وغيرها عدم الوقوع وجزم في الخلاصة بالوقوع قال في الفتح والاول احسن لان موجب الوقوع عند زوال العقل ليس الا التسبب في زواله بسبب محذور وهو منتف وفي النهر عن تصحيح القدوري انه التحقيق ﴿۳﴾ . وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: وعبر في الشرنبلالية عن البرهان بقوله او ضرب يخاف منه على نفسه او عضو من اعضائه. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۸۹ كتاب الاكراه)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۵۷۷ مطلب في الاكراه على التوكيل بالطلاق)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۲۶۰ مطلب في الحشيشة والافيون والبنج)

نکاح سے پہلے اور بعد میں زبردستی طلاق لینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) کیا زبردستی طلاق ہو سکتی ہے؟ (۲) اگر کوئی منگنی میں زبردستی طلاق لے لے تو کیا حکم ہے؟ (۳) اگر کوئی آدمی کسی سے زبردستی یہ کہہ دے کہ تم پر طلاق اگر تم نے فلاں کام کیا تو کیا طلاق واقع ہوگی جبکہ وہ بدستور اس کام کو کرتا رہتا ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی: عبدالباری دامام سعودی عرب..... ۲۰/صفر ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) زبردستی سے طلاق واقع ہوتی ہے البتہ زبردستی سے تحریری طلاق بغیر نیت کے واقع نہیں ہوتی ﴿۱﴾۔ (۲) اگر منگنی کی صورت میں نکاح نہ ہوا ہو تو طلاق باطل اور لغو ہوتی ہے اور اگر نکاح ہوا ہو تو طلاق واقع ہوتی ہے ﴿۲﴾۔ (۳) اس صورت میں طلاق واقع ہوگی ﴿۳﴾ (ماخوذ از شامی و بحر و مشکوٰۃ). وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: وفي البحر ان المراد الاكراه على التلفظ بالطلاق فلو اكره على ان يكتب طلاق امراته فكتب لا تطلق لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا كذا في الخانية. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۵۷ مطلب في الاكراه على التوكيل بالطلاق)
﴿۲﴾ عن علي عن النبي ﷺ قال لا طلاق قبل نكاح ولا عتاق الا بعد ملك..... وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال: قال رسول الله ﷺ: لا نذر لابن آدم فيما لا يملك ولا عتق فيما لا يملك ولا طلاق فيما لا يملك رواه الترمذي وزاد ابو داؤد ولا بيع الا فيما يملك. (مشکوٰۃ المصابيح ۲: ۳۰۶ باب الخلع والطلاق الفصل الثاني)

وقال العلامة ابن نجيم: فلو قال لاجنبية ان زرت زيدا فانت طالق فنكحها فزارت لم تطلق لانه حين صدر لا يصح جعله ايقاعا لعدم المحل.

(البحر الرائق ۳: ۸ باب التعليق تحت قوله فلو قال لاجنبية)

﴿۳﴾ وفي الهندية: واذا اضافه (اي الطلاق) الى الشرط وقع عقبيه اتفاقا.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۲۰ الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا)

مکرہ کی طلاق بالکتابت منظور نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں جو کہ ذیل کے بیانات سے واضح

ہوتا ہے:

(۱) بیان قیوم خان: اشہد میں بیان کرتا ہوں کہ تقریباً تین ماہ قبل مجھے بیوی نے کہا کہ کیا تم میرے ساتھ برا کرو گے یعنی طلاق دو گے؟ باتیں کرتے کرتے آخر قرآن مجید پر میں نے ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں تجھے طلاق نہیں کر دوں گا، اور اس نے میری اس قسم پر اعتبار کر لیا، کچھ مدت بعد میرے سر غلام خان نے مجھ سے بالجبر طلاق لینا چاہی، اس وقت حیدر خان نے میری بیوی کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ طلاق ہونا چاہتی ہے؟ اس نے کہا کہ میں طلاق ہونا نہیں چاہتی، اس کے بعد حیدر خان نے مجھے کہا کہ آپ طلاق کریں گے میں نے کہا کہ طلاق نہیں کرتا، اس بات پر کافی تکرار کی، اس کے بعد حیدر خان چلا گیا، اس کے بعد امام خان اور اجمل نے کہا کہ طلاق کرنی ہے اور کافی تکرار ہوئی کہ میں طلاق نہیں کرتا، اس کے بعد میں گھر سے نکل گیا پھر مجھے دو آدمی واپس لے آئے اس کے بعد مجھے علم نہیں، نہ میں نے طلاق نامہ دیکھا ہے نہ مجھے دستخط کرنا یاد ہے، کس نے دستخط کرایا اور کسی نے کیا کچھ کیا مجھے معلوم نہیں..... دستخط قیوم خان

(۲) بیان گواہ عمر خان: اشہد میں بیان کرتا ہوں کہ قیوم خان کو میں نے کہا کہ غلام خان اپنی لڑکی کی طلاق مانگتا ہے تیرا کیا ارادہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ مجھے قتل کر ڈالو میں طلاق نہیں دیتا، اس رات حیدر خان بھی موجود تھے تو قیوم خان ہم سے باہر نکل گیا، اس کی غیر موجودگی میں طلاق نامہ لکھا گیا اور گواہوں کے دستخط بھی پہلے سے کر دیئے گئے، پھر قیوم خان کو تلاش کرتے رہے کافی دیر کے بعد اسے لایا گیا اور وہ بے ہوشی کی حالت میں تھا اس کی بیوی نے بہت سارے آدمیوں کو منت سماجت کی اس نے میرے پاؤں پر بھی چینی ڈالی اور کہا کہ میں طلاق لینا نہیں چاہتی اور فریاد کرتی رہی میں نے اس کے والد غلام

خان کو منت کی لیکن اس نے جواب میں کہا کہ اگر یہ مرجائے تو اس کی لاش میں یہاں سے ضرور لے جاؤں گا، عورت کی اس فریاد کے دوران قیوم خان کو لاکر ایک چھوٹے کمرہ میں لے جایا گیا، رات کا وقت تھا، اس کو کہا گیا کہ کاغذ کو دیکھا ہے اس نے کہا کہ ہاں پھر اس کو کہا گیا کہ اس پر دستخط کرو، اس نے اس پر دستخط کئے اس کے بعد اس کو وہاں سے واپس لایا گیا اور وہ بے ہوشی کی حالت میں تھا اور پھر آٹھ دس دن وہ اس بے ہوشی کی حالت میں تھا۔..... دستخط عمر خان

(۳) بیان گواہ حاجی اللہ خان: اشد میں بیان کرتا ہوں کہ طلاق نامہ پہلے تحریر کیا گیا تھا، اور قیوم خان نکلا ہوا تھا پھر اس کو باہر سے لایا گیا اور کہتا تھا کہ میں طلاق نہیں کرتا اگرچہ مجھے قتل کیا جائے اور مارا جائے، کئی مرتبہ نکل گیا تھا اور آدمی بھیج کر واپس لاتے رہے آخر میں قیوم خان نے کہا کہ طلاق کا اختیار میری عورت کو ہے وہ مختار ہے، اس کے بعد قیوم خان کے سامنے طلاق نامہ لایا گیا اور اسے کہا گیا کہ اسے دیکھ لو، تو قیوم خان نے کہا کہ بس دیکھا ہے اور ان سے دستخط لیا گیا اور زبان سے کچھ نہ کہا، جبکہ قیوم خان کی عورت کہتی رہی کہ میں خاوند کے پاس رہتی ہوں میں طلاق نہیں چاہتی ہر ایک کی منت سماجت کرتی رہی اور فریاد کرتی رہی اور اپنے والد کے پاؤں پر سر کا کپڑا ڈالتی رہی کہ مجھے مردہ سمجھو، اور اللہ کا واسطہ ڈالتی رہی اور موجود اشخاص میں ہر ایک کو منت سماجت کرتی رہی، جبکہ اس وقت قیوم خان کی حالت بے ہوشی، آنکھیں سرخ اور چہرہ بدلا ہوا تھا۔..... دستخط: حاجی اللہ خان

ان حالات میں اس طلاق نامہ اور طلاق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: قیوم خان مقام..... ۱۳۹۵/۵/۶ھ

الجواب: چونکہ صورت مسئلہ میں قیوم خان نے نہ طلاق نامہ لکھا ہے اور نہ لکھوایا ہے اور نہ دیدہ و انستہ طلاق کی نیت اور ارادہ سے دستخط کی ہے لہذا اس پر بیوی مطلقہ نہ ہوگی، لان الطلاق بالکتابہ لا يقع بالا کراه کما فی رد المحتار ۲: ۵۷۹ لو اکره علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب

لا تطلق لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا كما في الخانية، انتهى ﴿١﴾ قلت: حكم الاكراه والهزل واحد كما صرحوا به ﴿٢﴾. وهو الموفق

طلاق مکره میں مذہب غیر پر فتویٰ جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی زور آوری سے دوسرے آدمی کو قتل کی دھمکی دے کر طلاق دلوادے تو کیا طلاق مکرہ واقع ہو سکتی ہے؟ اور ضرورت کی وجہ سے اس میں مذہب غیر پر فتویٰ دینے کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: نامعلوم

الجواب: چونکہ طلاق بالاکراه میں عموم بلوی نہیں ہے لہذا صورت مسئلہ میں مذہب غیر پر فتویٰ دینا بے قاعدہ اور غلط امر ہے، فی رد المحتار: ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا (بدائع) ليدخل السكران ولو عبدا او مكرها فان طلاقه صحيح، درمختار

﴿١﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ٢: ٢٥٤ مطلب في الاكراه على التوكيل بالطلاق)
﴿٢﴾ قال العلامة الشامي: واما ما في اكراه الخانية لو اكره على ان يقر بالطلاق فاقر لا يقع كما لو اقر بالطلاق هازلا او كاذبا فقال في البحر ان مراده لعدم الوقوع في المشبه به عدمه ديانه ثم نقل عن البزازية والقنية لو اراد به الخبر عن الماضي كذبا لا يقع ديانه وان اشهد قبل ذلك لا يقع قضاء ايضا، ويمكن حمل ما في الخانية على ما اذا اشهد على انه يقر بالطلاق هازلا ثم لا يخفى ان ما مر عن الخلاصة انما هو فيما لو انشأ الطلاق هازلا وما في الخانية فيما لو اقر به هازلا فلا منافاة بينهما قال في التلويح وكما انه يبطل الاقرار بالطلاق والعتق مكرها كذلك يبطل الاقرار بهما هازلا لان الهزل دليل الكذب كالاكراه الخ.

(رد المحتار هامش الدر المختار ٢: ٢٥٩ قبيل مطلب في تعريف السكران وحكمه)

۲: ۵۷۹ ﴿۱﴾ ومسئلة جواز الافتاء بمذهب الغير عند الضرورة وعدم الجواز عند عدمها في رسالة رسم المفتي ۵۰ فليراجع ﴿۲﴾. وهو الموفق

نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ کسی کو وکیل طلاق بنا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغ لڑکے کا نکاح ایک بالغ لڑکی سے ہو گیا اب یہ لڑکی طلاق لینا چاہتی ہے اب یہ لڑکا بذات خود طلاق دے تو واقع ہوگی یا نہیں؟ یا والد کا طلاق دینا کافی ہوگا؟ بینواتو جروا

المستفتی: حافظ عبدالاکبر نریاب ہنگو..... ۱۹۸۷ء/۱/۲۴

الجواب: نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے اور نہ کسی کو وکیل بنا سکتا ہے اور نہ والد وغیرہ اس کی طرف سے خلع کر سکتا ہے، كما في الهندية ۱: ۳۷۶ ولا يقع طلاق الصبي وان كان يعقل ﴿۳﴾ وفي ردالمحتار ۲: ۵۷۹ ثم كلامه شامل لما اذا وكل به او اجازة من الفضولي نهر ﴿۴﴾ وفي الهندية ۱: ۵۲۹ اذا خالع الاب على ابنه الصغير لا يصح ولا يتوقف على اجازته ﴿۵﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۵۶ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة الشامي: وقولي لكنما القاضي به لا يقضى الخ اي لا يقضى بالضعيف من مذهبه وكذا بمذهب الغير. (شرح عقود رسم المفتي ۴۴ ولا يجوز بالضعيف العمل)

﴿۳﴾ (فتاوى عالمگیریہ ۱: ۳۵۳ فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه)

﴿۴﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۵۶ قبيل مطلب الاكراه على التوكيل بالطلاق الخ)

﴿۵﴾ (فتاوى عالمگیریہ ۱: ۵۰۴ قبيل الباب التاسع في الظهار)

نابالغ لڑکا اپنی بیوی یا اس کا والد اس کی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور بکر دو سگے بھائی ہیں زید نے دو لڑکیاں بکر کے دو نابالغ لڑکوں کو دے کر رو بروئے گواہان ایجاب و قبول ہو گیا، زید اور بکر کا ایک تنازعہ شروع ہوا بکر زید کو کہتا تھا کہ شرعی پردے کی پابندی لازمی ہے لیکن زید شہر کے اکثر معتبرین سے پردہ نہیں کرتا تھا، کسی کو اپنا بھائی کسی کو عورت کا بھائی کہہ کر گھر میں آنا جانا ہوتا تھا جبکہ بکر شرعی پردے پر قائم تھا، زید کی ایک لڑکی بالغ ہوئی اور شادی ہوئی لیکن پردے کی بات پھر درمیان میں آگئی اور ناراضگی نے طلاق کی صورت اختیار کر لی، پھر زید نے مطالبہ کیا کہ بکر میری چھوٹی لڑکی کو بھی طلاق دے لیکن بکر نے انکار کیا کہ ”الطلاق لمن باخذ بالساق“ کے مطابق میرا لڑکا ابھی نابالغ ہے طلاق نہیں دے سکتا اور نہ مجھے شرعاً حاصل ہے کہ میں طلاق دوں، جھگڑا ختم کرنے کی نیت سے اور فریق زید کی شورش پر بکر نے یہ تحریر لکھوائی کہ میرا چھوٹی لڑکی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں میں بیزار ہوں میرا لڑکا جوان ہو کر جیسے مرضی ہو وہ کرے شریعت کے آگے میرا سر خم ہے، زید اب اس تحریر کو ضد بازی کی بنیاد پر طلاق گردانتا ہے اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر دینا چاہتا ہے جبکہ بکر کہتا ہے کہ جب تک میرا لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دے تم کسی جگہ اس لڑکی کو مطابق فقہ حنفی نہیں دے سکتے، اصول فقہ و حدیث کی رو سے ان میں سے کس کی بات صحیح ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد تاج الدین امام مسجد کنجور کیمبل پور..... ۱۰/۱۰/۱۹۶۹ء

الجواب: بکر کے بیٹے کے بغیر کوئی شخص اس لڑکی کو طلاق نہیں دے سکتا اور بکر کا لڑکا بھی اس

وقت طلاق دینے کا مختار ہے جب وہ بالغ ہو جائے اس سے پہلے طلاق دینا نامنتظر ہے، قال رسول

اللہ ﷺ: الطلاق لمن اخذ بالساق، رواہ ابن ماجہ ﴿۱﴾ وفي الہندیۃ ۱: ۳۷۶ یقع

﴿۱﴾ الطلاق لمن اخذ بالساق رواہ ابن ماجہ: رواہ عن ابن عباس من طریق فیہا ابن لہیعۃ رواہ الدارقطنی

ایضا من غیرہا کما فی الفتح ومراد تقویۃ الحدیث لان ابن لہیعۃ متکلم فیہ فقد اختلف المحدثون فی

جرحہ وتوثیقہ. (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۲۶۲ قبیل مطلب فی طلاق المندھوش)

طلاق كل زوج اذا كان بالغاً عاقلاً وفيها ايضاً لا يقع طلاق الصبى وان كان يعقل انتهى ﴿١﴾ قلت: والاب ليس بزواج. وهو الموفق

صحت طلاق كيلئے شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے بخلاف بیوی کے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ لڑکا کس عمر میں طلاق دے سکتا

ہے؟ نیز بیوی کی بلوغت طلاق کیلئے شرط ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: صوبیدار عبدالکریم میٹکوره سوات

الجواب: صحت طلاق کیلئے خاوند کا بالغ ہونا شرط ہے، کما فی شرح التنویر: ويقع

طلاق كل زوج بالغ عاقل (هامش ردالمحتار ۲: ۵۷۹) ﴿٢﴾ وفى الهندية: ولا يقع طلاق الصبى (۱: ۳۷۶) ﴿٣﴾ اور بلوغ احتلام یا پندرہ سال پورے ہونے سے معلوم کیا جائے گا ﴿٤﴾ واضح رہے کہ صحت طلاق کیلئے بیوی کی بلوغت شرط نہیں ہے۔ وهو الموفق

بالغ شوہر کا نابالغہ کو قبل الدخول ایک طلاق دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا بالغ ہے اور لڑکی کم سن

﴿١﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۵۳ فصل فیمن يقع طلاقه وفیمن لا يقع طلاقه)

﴿٢﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۵۶ کتاب الطلاق)

﴿٣﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۵۳ فصل فیمن يقع طلاقه وفیمن لا يقع طلاقه)

﴿٤﴾ قال العلامة الحصكفی: بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هو الانزال والجارية بالاحتلام والحیض والحبل ولم يذكر الانزال صریحاً لانه قلما يعلم منها فان لم يوجد فيهما شئى فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا وادنى مدته له اثنتا عشرة سنة وهو المختار كما فى احكام الصغار.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۵: ۱۰۷ فصل بلوغ الغلام بالاحتلام)

بچی ہے اور اس نے اس لڑکی کو نکاح پر لیا ہے لڑکے نے غصہ کی حالت میں ایک طلاق کا لفظ منہ سے نکالا ہے اپنے رشتہ داروں کے ہاں یا ہم عمر لڑکوں کے سامنے، اس بالغ کا اس لفظ سے اس نابالغہ پر کونسی طلاق پڑ جاتی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: خلیل الرحمن..... ۶/۵/۷۷۳

الجواب: اگر یہ لڑکی غیر شادی شدہ ہو تو بینونت کی وجہ سے تجدید نکاح ضروری ہے ﴿۱﴾ اور اگر شادی شدہ ہو اور اس کے ساتھ مجامعت یا خلوت ہو چکی ہو تو مراجعت کافی ہے، جبکہ ایام عدت باقی ہوں ﴿۲﴾ ورنہ تجدید نکاح ضروری ہوگی ﴿۳﴾ صرح بہ فی الہندیۃ وردالمحتار. وهوالموفق

مدہوش اور مغلوب العقل کی طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے مدہوشی اور مغلوب العقل ہونے کی حالت میں بیوی کو دو مرتبہ کہا ہے کہ تو طلاق ہے، طلاق دیتے وقت چند گواہ بھی موجود تھے جنہوں نے حلفا کہا ہے کہ اس نے مدہوشی کی کیفیت میں طلاق دی ہے اب صورت مسئلہ میں طلاق رجعی واقع ہوگی یا بائن؟ نیز اس مدہوشی کی حالت میں تین طلاق دینے کا کیا حکم ہے؟ کتب احناف میں معتوہ کی

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: وان فرق بوصف او خبر او جمل بعطف او غیرہ بانت بالاولی لا الی عدۃ.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۹۴ باب طلاق غیر المدخول بہا)

﴿۲﴾ وفی الہندیۃ: الرجعة ابقاء النکاح علی ما کان ما دامت فی العدة کذا فی التبین. (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۴۶۸ الباب السادس فی الرجعة وفی ما تحل الخ)

﴿۳﴾ قال العلامة المرغینانی: واذا کان الطلاق باننا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها لان حل المحلیۃ باق.

(هدایۃ ۲: ۳۷۸ باب الرجعة کتاب الطلاق)

طلاق کو غیر موثر قرار دیا گیا ہے مذکورہ صورت میں اس آدمی کی کیفیت معتوہ کی سی تھی؟ بینوا بسند
الکتاب توجروا من اللہ یوم الحساب
المستفتی: قاضی محمد مشتاق مانسہرہ

الجواب: اگر اس خاوند کا مدہوش ہونا معروف یا مبرہن ہو تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی خواہ دو
ہوں یا تین، کما فی رد المحتار ۲: ۵۸۷ فلیراجع ﴿۱﴾ اور غیر مدہوش کی دو دفعہ طلاق بولنے
سے دو طلاق رجعی واقع ہوتی ہیں ﴿۲﴾ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: الطلاق مرتان فامساک
بمعروف او تسریح باحسان (الآیة) ﴿۳﴾ لیکن بشرطیکہ اس سے قبل کوئی طلاق (اس بیوی کو) نہ
دی ہو۔ وهو الموفق

مدہوش اور پاگل کی طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی چند ظاہری عادات
واطوار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجبوظ الحواس ہے جبکہ وہ باقاعدگی سے مزدوری کرتا ہے، چند دن پہلے اس نے
اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دے دی اور اس کا بار بار اعادہ کیا، حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیا کہ اگر میں اپنی بیوی کو
دوبارہ بیوی کی طرح بساؤں تو اپنی ماں کے ساتھ رشتہ زوجیت کے مترادف ہوگا، باوجود طلاق کے وہ بدستور
﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: وسئل نظما فیمن طلق زوجته ثلاثا فی مجلس القاضی وهو
مغتاض مدہوش فاجاب نظما ایضا بان الدهش من اقسام الجنون فلا یقع واذا کان یعتاده بان
عرف منه الدهش مرة یصدق بلا برهان.

(رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۴۶۳ مطلب فی طلاق المدہوش)

﴿۲﴾ قال العلامة الزیلعی: کقولہ انت طالق انت طالق فیقع رجعیتان اذا کانت مدخولا بہا.

(تبیین الحقائق شرح کنز ۲: ۱۹۹ کتاب الطلاق)

﴿۳﴾ (سورة البقرة آیت: ۲۲۹ پارہ: ۲ رکوع: ۱۳)

بیوی کے ساتھ رہتا ہے، اگر ڈاکٹری معائنہ کے بعد اس کی دماغی خرابی کا پتہ چل جائے تو پھر اس کا کیا حکم ہے اور اگر دماغی توازن صحیح ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: شبیر حسین شاہ ہوتر تیزھی مری راولپنڈی..... ۲۷/شوال ۱۳۹۹ھ

الجواب: اگر یہ شخص مدہوش یا پاگل نہ ہو ﴿۱﴾ تو اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی

ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

فساد عقل کے وقت طلاق لکھنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے

اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے بعد میں اس سے دریافت کیا گیا کہ اگر واقعی تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہو تو تحریر لکھو، اس نے کہا صحیح ہے، ایک بولنے والے نے اس کو مضمون بتایا اور اس نے لکھا، یعنی لکھنے والا وہ خود ہے اور بولنے والا اور آدمی ہے کہ مضمون بول رہا ہے اور وہ لکھ رہا ہے، مضمون یہ ہے:

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله والمجنون) قال في التلويح الجنون اختلال القوة المميزة بين الامور الحسنة والقبیحة المدرکة للعواقب بان لا تظهر آثارها وتتعلل افعالها اما لنقصان جبل عليه دماغه في اصل الخلقة واما لخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط او آفة..... (قوله والمدهوش)..... في القاموس قال بعده او ذهب عقله من ذهل او وله بل اقتصر على هذا في المصباح فقال دهش دهشا..... ذهب عقله حياء او خوفا وهذا هو المراد هنا ولذا جعله في البحر داخلا في المجنون الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۲، ۴۶۳ قبیل مطلب فی طلاق المدهوش)

﴿۲﴾ قال العلامة المودود الموصلي: (ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ مستيقظ) لقوله عليه السلام: كل طلاق واقع الا طلاق الصبی والمعتوه (اخرجه الترمذی) وفي رواية "الطلاق الصبی والمجنون" ولا يقع طلاق الصبی والمجنون لما روينا ولانهما عديما العقل والتميز والاهلية بهما. (الاختیار لتعلیل المختار ۲: ۱۶۲ کتاب الطلاق)

”میں نے اپنی بیوی مسماة فلانہ کو طلاق ثلاثہ دیدی ہے وہ مجھ سے مہر کا مطالبہ نہ کرے اور میں اس کے جہیز کے سامان کے ساتھ چھیڑ نہ کروں گا۔“

یہ طلاق صرف ایک ہی تحریر میں ہے اور ایک ہی وقت میں تحریر کی گئی ہے، البتہ ایک بات یہ ہے کہ یہ آدمی دماغی خرابی کی وجہ سے سولہ دن ایک بڑے ہسپتال میں داخل رہا ہے اور علاج پر تقریباً تین سو روپیہ صرف کر چکا ہے، اور ہسپتال کا سرٹیفکیٹ بھی اس کے پاس ہے، کیا یہ طلاق ہو سکتی ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا الطاف الرحمن ماڑی شرقی ٹوٹیاں ہزارہ..... ۱۰/محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: اگر اس شخص نے فساد عقل کے وقت طلاق دیے ہوں یا لکھے ہوں تو بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے ورنہ مطلقہ مغلظہ ہوگی، فی الدر المختار: والمجنون والمعتهوہ والمغمی علیہ والمدہوش مختصراً (ہامش ردالمحتار ۱: ۵۸۶) ﴿۱﴾. وهو الموفق

مدہوشی اور غضب کی حالت میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے جس نوشی کی جس سے شرعی نشہ نہیں ہوتا، لیکن طبیعت میں حدث اور عدم تحمل کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اسی حالت میں وہ گھر آیا جہاں بیوی سے روپیہ پیسہ کے معاملہ میں اس کا جھگڑا ہو گیا جس سے وہ سخت مشغل ہو گیا اور دماغ چکرا گیا، اس وارفتگی کی حالت میں اس نے گھر کے سامان کو نذر آتش کیا، اور اول حلول واپس تباہی بلا قصد بکنے لگا، اسی حالت میں اس نے بیوی کو تین طلاقیں زبانی بھی دیں اور ایک شخص کے کہنے پر تحریراً بھی تین طلاقیں دیں، جب اس کے ہوش ٹھکانے لگے تو اس کو بتایا گیا کہ تم نے گھر کا سامان بھی جلا دیا ہے اور بیوی کو طلاق بھی دے چکے ہو، اب زید کو اتنا شعور ہے کہ اس نے بیوی کو بھی کچھ کہا ہے اور دوسری حرکتیں بھی کی ہیں، لیکن جو کچھ ہوا ہے عالم مدہوشی میں ہوا ہے کیا اس سے طلاق ثلاثہ واقع ہوگئی ہیں؟

نوٹ:..... چرس نوشی کا تذکرہ سوال میں اس لئے ضروری ہے کہ یہ ایک امر واقعہ ہے اگر سوال میں اس کا تذکرہ نہ ہو تو کچھ لوگ اس کو طلاق سکران بنا رہے ہیں اس لئے سوال نامکمل رہے گا، ورنہ اصل مسئلہ تو مدہوش و غضبان کا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: سید فقیر ملک پشاور

الجواب: بشرط صدق زید کی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ یہ الفاظ زید سے اختلال عقل کے

وقت صادر ہوئے ہیں، فی ردالمحتار ۲: ۵۸۷: فالذی ینبغی التعویل علیہ فی المدہوش ونحوہ اناطۃ الحکم بغلبۃ الخلل فی اقوالہ و افعالہ الخارجۃ عن عادته و کذا یقال فیمن اختل عقلہ لکبر او لمرض او لمصیبة فاجأته فما دام فی حال غلبۃ الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقوالہ وان کان یعلمها ویریدها لان هذه المعرفة والارادة غیر معتبرة لعدم حصولها عن ادراک صحیح ﴿۱﴾. وهو الموفق

مار پڑنے کی وجہ سے بے ہوش ہو کر ”طلاق دے دی“ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے والدہ کو برا بھلا کہا

اور والدہ کی وجہ سے بیوی کو بھی دو تین تھپڑ مارے اور اپنے والد کو بھی گالیاں دیں والد نے غصہ ہو کر لاٹھی سے دو دفعہ اس کو مارا، پہلی لاٹھی اس کی شہہ رگ پر لگی وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا، تیسرے آدمی نے آ کر اسے اٹھا کر بٹھالیا، اس کی زبان سے تین چار دفعہ طلاق دے دی کے الفاظ نکلے، جو کہ والدین نے سنے اور دوسروں نے بھی، بعد میں لوگوں نے اسے کہا کہ تم نے کیوں بلا وجہ بیوی کو طلاق دے دی، وہ کہنے لگا کہ مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں کہ میں نے کیا کہا ہے وہ حلفیہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر بھی کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں، ترغیب اور تخویف کے تمام طریقے اپنائے گئے لیکن وہ پھر بھی کہتا ہے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں نے کیا کہا ہے،

﴿۱﴾ (ردالمحتار ہامش الدرالمختار ۲: ۴۶۳ مطلب فی طلاق المدہوش)

والدین کہتے ہیں کہ ہاں اس نے طلاق کے الفاظ کہے ہیں اور یہ خدا ہی جانتا ہے کہ بے ہوش تھا یا نہیں، البتہ اس کی رنگت زرد پڑی ہوئی تھی، نیز مقامی طور پر جب اس کے حالات معلوم کئے گئے کہ وہ کیسا آدمی ہے کہ بددیانت، جھوٹا اور معاملات میں کیسا ہے تو علاقہ کے معزز لوگ اس کی صفائی پیش کرتے ہیں کہ نیک آدمی ہے لہذا طلاق واقع ہوئی یا نہ؟ بینو اتوجروا

المستفتی: محمد اقبال کنز العلوم مظفر گڑھ..... ۳/۹/۱۹۷۵ء

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس شخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے ﴿۱﴾ لکونہ مغمیٰ

علیہ وعلیٰ انہ ترک الاضافة الی الزوجة ﴿۲﴾ فلیراجع الی ردالمحتار ۲: ۵۸۶ ﴿۳﴾ والہندیة ۱: ۳۰۸ ﴿۴﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الہندیة: ولو زال عقله بالضرب او ضرب هو علی رأسه حتی زال عقله وطلق لا يقع طلاقہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۵۳ فصل فیمن يقع طلاقہ الخ)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امین: ان الصریح لا یحتاج الی النیة ولكن لا بد فی وقوعہ قضاء ودیانة من قصد اضافة لفظ الطلاق الیہا عالما بمعناہ ولم یصرفہ الی ما یحتملہ.

(ردالمحتار ہامش الدرالمختار ۲: ۳۶۷ مطلب ان الصریح لا یحتاج فی وقوعہ الخ)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله المغمیٰ علیہ ای المغشی) قال فی التحریر الاغماء آفة فی القلب او الدماغ تعطل القوى المدركة والمحرکة عن افعالها مع بقاء العقل مغلوبا..... وهو فوق النوم فلزمہ مالزمہ.

(ردالمحتار ہامش الدرالمختار ۲: ۳۶۳ قبیل مطلب فی طلاق المدہوش)

﴿۴﴾ وفي الہندیة: ولا يقع طلاق الصبی والمجنون والنائم والمبرسم والمغمیٰ علیہ والمدہوش ہکذا فی فتح القدير.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۵۳ فصل فیمن يقع طلاقہ وفیمن لا يقع طلاقہ)

مسحور شخص کی طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی کچھ مدت بعد زید نے کہا کہ مجھ پر بعض انسی شیطانوں نے طلاق دینے پر جبر کیا، اور خوف قتل کی وجہ سے میں نے طلاق دی تھی اور علاوہ ازیں مجھ پر سحر بھی کیا گیا تھا جس کی وجہ سے میرا عقل و ہوش اڑ گیا تھا وہ اس طرح کہ ہمارے دروازے کے نیچے سے کچھ تعویذات دریافت ہوئے جس میں سوئی، انسانی بال، مرغی کے ناخن، کنگھی اور کچھ مٹی کاغذ وغیرہ میں تھے اس سحر کی وجہ سے میں بالکل معتوہ بن گیا تھا اور ہمووم و غمووم مجھ پر حاوی تھے اس دوران مجھ سے یہی طلاق کے الفاظ صادر ہوئے تھے، تو کیا مسحور اور مجنون کا ایک حکم ہے؟ اور اس صورت میں اس طلاق کا کیا مسئلہ ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: مولانا بہادر خان C/O امام خواجہ اسرار الدین کریم پورہ پشاور..... ۲۷/شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: ہمارے نزدیک طلاق مکرہ واقع ہوتی ہے، فی الدر المختار: ويقع طلاق كل زوج ولو عبدا او مكرها فان طلاقه صحيح ﴿ ۱ ﴾ واما المسحور فان كان هو مغلوب العقل بحيث اختل اكثر كلامه او كل كلامه فلا يقع طلاقه، قال العلامة الشامي: فالذي ينبغي التعويل عليه في المدهوش ونحوه اناطة الحكم بغلبة الخلل في اقواله و افعاله الخارجة عن عادته وكذا يقال في من اختل عقله لكبر او لمرض او لمصيبة فاجاته فما دام في حال غلبة الخلل في الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان كان يعلمها ويريدها الخ ﴿ ۲ ﴾ وهو موفق

﴿ ۱ ﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۵۶ كتاب الطلاق)

﴿ ۲ ﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۶۳ مطلب في طلاق المدهوش)

وسوسہ اور وہم میں مبتلا آدمی کی طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک سودائی (وسواسی وہمی) آدمی کو ایک آسان کام پیش آئے اور کہا کہ اگر میں یہ کام نہ کروں تو مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہے، اب اسے اس کے کہنے نہ کہنے کا شک ہے، طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: ارشد علی خان مردان..... ۱۸/ شعبان ۱۴۱۰ھ

الجواب: جو شخص وسواس اور وہم کی بیماری میں مبتلا ہو ﴿۱﴾ اور غیر ارادی طور سے یا مشکوک طور سے اس کی زبان سے طلاق کے الفاظ سرزد ہو جائیں تو اس پر طلاق عائد نہیں ہوتی ﴿۲﴾۔ وہوالموفق
وسوسہ کی صورت میں کہنا کہ ”بیوی پر منحوس الفاظ“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی نے کہا کہ میں نے فلاں گھر جانا ہے، تو میں کہتا ہوں کہ اگر گئی تو اس پر منحوس الفاظ، پھر جب اس کی والدہ کہتی ہے کہ اس نے
﴿۱﴾ عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ ﷺ ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورھا ما لم تعمل به او تتکلم متفق علیہ. قال الملا علی قاری: الخواطر ان كانت تدعو الی الرذائل فھی وسوسة..... ما وسوست صدورھا ای ما خطر فی قلوبھم من الخواطر الرديئة..... (مالم تعمل به) ای ما دام لم يتعلق به العمل ان كان فعليا، (او تتکلم به) ای ما لم يتکلم به ان كان قوليا کذا فی الازھار الخ.

(مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ ۱: ۲۳۸ باب فی الوسوسة)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصکفی: علم انه حلف ولم یدر بطلاق او غیره لغا کما لو شک اطلق ام لا ولو شک اطلق واحدة او اکثر بنی علی الاقل.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۴۹۲ قبیل باب طلاق غیر المدخول بہا)

جانا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر گئی تو اس پر منحوس الفاظ، اب ان الفاظ کہنے میں مجھے آواز کا پتہ نہیں مگر منہ اور زبان ہلتی ہے پھر اس دوران میرے دماغ میں خلل پڑ جاتا ہے کہ آواز نکلی ہے یا نہیں تو میں اس طرح منہ اور زبان ہلاتا ہوں اور کئی دفعہ دہرانے کی نیت نہیں کرتا، وغیرہ وغیرہ، میں چونکہ وہم کی بیماری کا مریض ہوں اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: ماسٹر محمد حسین چکوال جہلم

الجواب صورت مسؤلہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، لعدم الرکن وهو اللفظ ولکون

الزوج موسوسا ﴿۱﴾ فلیراجع الی ردالمحتار ۲: ۵۷۸ ﴿۲﴾ و ۲: ۵۸۷ ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تجاوز عنی امتی ما وسوست به صدورہا ما لم تعمل به او تتکلم متفق علیہ. قال الملا علی بن سلطان محمد القاری: (مالم تعمل به) ای مادام لم يتعلق به العمل ان کان فعلیا (او تتکلم) به ای مالم يتکلم به ان کان قولیا کذا فی الازہار.

(مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ ۱: ۲۳۸ باب فی الوسوسۃ)

وقال العلامة ابن عابدین: وعن الليث لا يجوز طلاق الموسوس قال یعنی المغلوب

فی عقله وعن الحاکم هو المصاب فی عقله اذا تکلم يتکلم بغير نظام کذا فی المغرب.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۱۲ باب المرتد)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی

الطلاق من صریح او کنایة فخرج الفسوخ علی ما مر واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الكتابة

المستبينة. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۵۳ کتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة محمد امین: وعرفه فی التحریر بما یثبت حکمه الشرعی بلا نية واراد

بها اللفظ او ما يقوم مقامه..... لان رکن الطلاق اللفظ او ما يقوم مقامه مما ذکر کما مر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۵ باب الصریح)

مرض سرسام میں دی گئی طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو سرسام کا مرض لاحق ہوا ہے بعض اوقات اس پر دیوانوں کی سی حرکات کی کیفیت آ جاتی ہے بے ہودہ اور بے ربط باتیں کرتا رہتا ہے کیا اس شخص کی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: گل زمین بنوں..... ۱۹۷۸ء/۳/۲۹

الجواب: اگر یہ مرض اختلال عقل کی حد تک پہنچا ہو ﴿۱﴾ اور اس صورت میں یعنی اختلال عقل کے وقت اس سے طلاق صادر ہوئی ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی، فی شرح التنویر: والمبرسم من البرسام بالكسر علة كالجنون ﴿۲﴾ البتہ متوازن کلام کرنے والے کو مجنون قرار دینا ناقابل تسلیم ہے۔ وهو الموفق

مائیخو لیا میں مبتلا شخص کی طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو حافظ قرآن اور حکیم حاذق ہے عرصہ ڈیڑھ سال سے بلا وجہ اس پر خوف و ہراس کا غلبہ ہے اور ہر شخص کو مشکوک خیال کرتا ہے کہ شاید یہ مخالف ہے اس سے میری جان کو خطرہ ہے حالانکہ کسی شخص سے ذاتی مخالفت نہیں لیکن یہ احساسات ہر وقت دماغ پر مسلط رہتے ہیں، کسی رشتہ دار پر اعتماد نہیں کرتا، اس کی ساس بیمار تھی جب اس نے دیکھا تو

﴿۱﴾ قال الجغمینی: السرسام..... دموی و صفر اوی، اما الدموی فعلامته حمرة الوجه وعظم النبض و حمرة لون البول واختلاط العقل والسهر..... واما الصفر اوی فعلامته صفرة الوجه وسواد اللسان و حدة النبض و نارية البول و الحمی الحادة و شدة العطش و اختلاط العقل و السهر و الهذیان. (قانونچہ (طب) ۱۲۰ الفصل الثانی فی السرسام)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۶۲ قبیل مطلب فی طلاق المدہوش)

کہنا شروع کیا کہ یہ بیمار نہیں بلکہ اپنی لڑکی مجھ سے چھڑانے کا منصوبہ بنا رکھا ہے حالانکہ مرض اتنا شدید تھا کہ اس مرض میں فوت ہوگئی پھر بیوی کے متعلق یہ کہنا شروع کیا کہ مجھ سے طلاق لینا چاہتی ہے حالانکہ بیس سال میں ان میں سے کسی کو طلاق کا تصور تک بھی نہیں رہا ہے بالآخر اس شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دے دی کچھ دنوں بعد طلاق مغلظہ دے دی، شخص مذکور کا اصرار ہے کہ میں اس گاؤں سے کسی اور جگہ منتقل ہو جاؤں کیونکہ گاؤں والے لوگ اس کے مخالف ہیں حالانکہ یہ خاندان عرصہ پینتالیس سال سے اس گاؤں میں رہائش پذیر ہے اور گاؤں کے تمام لوگ اس کو دل و جان سے چاہتے ہیں اس دوران میں اس شخص نے نماز پڑھانی (امامت) بھی چھوڑ دی مگر خود اپنی نماز باقاعدہ پڑھتا ہے بلکہ جمعہ میں تقریر بھی کرتا ہے اور لوگوں سے کلام بھی صحیح کرتا ہے مگر اس کے باوجود دشمنوں سے جان کا خطرہ محسوس کرتا ہے جب دشمن کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو صرف یہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ کیفیات کی روشنی میں طلاق نافذ ہوگی یا نہیں جبکہ ڈاکٹر نے اسے مجنون قرار دیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی عبدالغفور قاضی محمد حمید فضلی مانسہرہ ہزارہ

الجواب: بلاشک مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے ﴿۱﴾ لیکن باوجود متوازن کلام کرنے والے شخص کو مجنون قرار دینا ناقابل تسلیم ہے ﴿۲﴾ البتہ یہ شخص مایخولیا اور سودا میں گرفتار معلوم ہوتا ہے لیکن

﴿۱﴾ قال العلامة صدر الشريعة: لا طلاق صبی ومجنون ونائم.

(شرح الوقایة ۲: ۱۷۱ باب ایقاع الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: الجنون اختلال القوة المميزة بين الامور الحسنة والقبیحة المدركة للعواقب بان لا تظهر آثارها وتتعلل افعالها اما لنقصان جبل عليه دماغه فی اصل الخلقة واما لخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط او آفة واما لاستیلاء الشیطان علیه والقاء الخیالات الفاسدة الیه بحيث یفرح ویفرع من غیر ما یصلح سببا.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۶۲ قبیل مطلب فی طلاق المدہوش)

مانجو لیا کو جنون میں داخل کرنا مطلقاً غیر صحیح ہے ﴿۱﴾ لہذا یہ طلاق نافذ ہے۔ وهو الموفق

حالت نیند میں طلاق دینا معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نیند کے دوران باتیں کرتا ہے ایک دفعہ اس نے نیند کے دوران (جب کہ وہ گہرا سویا ہوا تھا) اچانک باتیں شروع کیں اور کہنے لگا کہ فلاں (بیوی) کو طلاق طلاق طلاق ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: سید کمال صنوبر کلے مردان..... ۱۹۷۷ء/۳/۲۶

الجواب: نیند کی حالت میں طلاق کے الفاظ بولنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جس طرح کہ دوسری باتیں لغو ہوتی ہے طلاق بھی لغو ہوگی، فی الدر المختار: والنائم لانتفاء الارادة ﴿۲﴾. وهو الموفق

نشہ، غصہ اور جبر کی صورت میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ (۱) نشہ کی حالت میں طلاق کا کیا حکم
﴿۱﴾ ڈاکٹر کیپٹن اختر از لکھتے ہیں: مالی خولیا کا مریض بالکل مے نیا کے مریض کی ضد ہوتا ہے چپکا پڑا رہتا ہے بہت کم باتیں کرتا ہے کھانا پینا بھی کم کر دیتا ہے یا بعض اوقات بالکل ہی چھوڑ دیتا ہے بھوک ختم ہو جاتی ہے، بھوک پیاس، رفع حاجت، نہانے دھونے یا کپڑے بدلنے کا دنوں تک خیال نہیں آتا سست پڑا رہتا ہے پریشانی کی باتیں کرتا ہے اور بات بات پر رونے لگتا ہے اپنے آپ کو گنہگار سمجھتا ہے اور خود کشی پر آمادہ رہتا ہے، مے نیا اور ڈی پریشن (مالی خولیا) دراصل ایک ہی مرض کی دو حالتیں ہیں جو کہ آپس میں بدلتی رہتی ہیں یہ بیماری ایک سائی کوسز کی قسم ہے جسے مینک ڈیسپر یوسائی کوسز کہا جاتا ہے۔ (ایلو پتھک پریکٹس آف میڈیسن ۳۱۳ مالی خولیا یعنی ڈی پریشن)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۲۶۳ مطلب فی طلاق المدھوش)

ہے؟ (۲) غصہ کی حالت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ (۳) جبری طور پر طلاق لینے کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولانا شوکت علی اسماعیلہ مردان..... ۲۹/صفر ۱۴۰۲ھ

الجواب: (۱) نشہ کی حالت میں طلاق واقع اور نافذ ہے تغلیظاً (شامیہ) ﴿۱﴾۔ (۲) غیر معمولی غصہ کی حالت میں (جبکہ اس شخص کا اس حالت میں تمام یا اکثر کلام بے ہودہ ہو جاتا ہے اور یا غیر ارادی طور سے اس کے زبان سے کلام صادر ہوتا ہو) طلاق واقع نہیں ہوتی (شامی) ﴿۲﴾۔ (۳) جبری طور سے طلاق واقع اور نافذ ہوتی ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی بازار سے گاؤں آیا اور جس پی پی لی، دریں اثنا پڑوس کی ایک عورت اور مردان کے گھر لوٹتی مانگنے آئے گھر کی عورت نے لوٹتی دے ﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: او سکران ولو بنبید او حشیش او افیون او بنج زجرأ به یفتی.
(الدرالمختار علی هامش ردالمختار ۲: ۳۶۰ مطلب فی تعریف السكران وحکمہ)
﴿۲﴾ قال العلامة الشامی: فالذی ینبغی التعویل علیہ فی المدھوش ونحوہ اناطۃ الحکم بغلبۃ الخلل فی اقوالہ و افعالہ الخارجة عن عادته وكذا یقال فیمن اختل عقله لكبر او لمرض او لمصیبة فاجآته فما دام فی حال غلبۃ الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقوالہ وان كان یعلمها ویریدها لان هذه المعرفة والارادة غیر معتبرة لعدم حصولها عن ادراك صحیح كما لا تعتبر من الصبی العاقل.

(ردالمختار هامش الدرالمختار ۲: ۳۶۳ مطلب فی طلاق المدھوش)

﴿۳﴾ وفي الهندية: يقع طلاق كل زوج اذا كان بالغاً عاقلاً سواء كان حراً او عبداً طائعاً او مكرهاً كذا في الجوهرة النيرة.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۵۳ فصل فیمن يقع طلاقه وفیمن لا يقع طلاقه)

دی اس وقت باہر سے آنے والے آدمی نشے نے میں دھت ہو کر اپنی عورت کو خوب مارا کیونکہ دوسری عورت کے ساتھ گھر سے باہر مرد کو دیکھ کر اسے خیال آیا کہ شاید وہ اس کی بیوی سے خراب تعلقات رکھتے ہیں، بیوی کو مارنے کے بعد طلاق دے دی اس کے بعد گھر سے اس آدمی کے پاس چلا گیا جو دوسری عورت کے ساتھ لوٹتی مانگنے ان کے گھر سے باہر کھڑا تھا، اسے کہا چونکہ تمہارے میری بیوی کے ساتھ خراب تعلقات تھے اس لئے میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، لہذا اسے اپنے گھر لاؤ اور مجھے اس کے بدلے میں اپنی بہن دے دو، بعد میں جب چرس کا نشہ جاتا رہا تو اس نے قرآن اٹھا کر لوگوں کو کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے جب کہ موقع پر جب وہ طلاق دے رہا تھا اس آدمی کی بیوی کی ماں موجود تھی جو کہ وہ خود بھی گواہ ہے کہ میری بیٹی کو طلاق دی ہے، اب عرض یہ ہے کہ کیا نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ مسئلہ مذکورہ کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد رفیق..... ۲۰/۲/۱۹۷۳

الجواب: بظاہر اس شخص پر بیوی مطلقہ ہوئی ہے، لما فی الدر المختار: او سکران ولو

بنبید او حشیش الخ ﴿۱﴾ وبمعناه فی جمیع الفتاویٰ ﴿۲﴾. وهو الموفق

نشہ کی حالت میں ”تجھے چھوڑا ہے“ تین دفعہ کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص چرس کو بطور نشہ پیتا ہے

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۲۵۹ مطلب فی تعریف السكران و حکمہ)

﴿۲﴾ وفی الہندیۃ: وطلاق السكران واقع اذا سکر من الخمر او النبید وهو مذهب اصحابنا کذا فی المحيط..... ومن سکر من البنج يقع طلاقه ويحد لفشو هذا الفعل بين الناس وعليه الفتوى في زماننا كذا في جواهر الاخلاطی.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۵۳ فصل فیمن يقع طلاق فیمن لا يقع طلاقہ)

حسب عادت چرس پی لی جس کی وجہ سے اس کے دماغ پر برا اثر ہو اس نے آ کر نوکر کو بھی مارا پٹیا، جب گھر گیا تو بیوی کے ساتھ جھگڑا شروع کیا مارا بھی، والدہ نے آ کر چھڑانے کی کوشش کی اسے بھی مارا اس وقت گھر میں صرف عورتیں موجود تھیں، اب عورتیں کہتی ہیں کہ اس نے بیوی کو تین دفعہ کہا کہ تجھے چھوڑا ہے چھوڑا ہے چھوڑا ہے جبکہ یہ شخص قسمیہ کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: الطاف حسن خان..... ۱۳۰۴ھ/۱۱/۹

الجواب: صورت مسئلہ میں تجدید نکاح کافی ہے، کیونکہ ”چھوڑا ہے“ محاورہ میں طلاق اور غیر

طلاق دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، فیکون من الکنایات ویكون الواقع به بائنا والاصل ان البائن لا یلحق البائن ﴿۱﴾ و حکم البائن الواحد تجدید النکاح ﴿۲﴾ اور اگر اس لفظ کو صریح مانا جائے تو چونکہ اہل عرف اس کو قطع نکاح اور بینونت کے ارادہ سے بولتے ہیں لہذا اس صریح سے بھی بائن واقع ہوگی، کما حققه العلامة الشامی فی ردالمحتار ۲: ۶۳۹ فی اوائل الکنایات ﴿۳، ۴﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: وعلى المشهور لا یلحق البائن البائن. (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۱۰ باب الکنایات)

﴿۲﴾ قال فی شرح التنویر: ینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع ومنع غیره فیها لاشتباه النسب. (شرح التنویر علی هامش ردالمحتار ۲: ۵۸۲ مطلب فی العقد علی المبانة)

﴿۳﴾ قال العلامة محمد امین: او حلال الله علیه حرام لا حاجة الى النية وهو الصحيح المفتی به للعرف وانه يقع به البائن لانه المتعارف ثم فرق بينه وبين سرحتك فان سرحتك كناية لكنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح فاذا قال رها كردم ای سرحتك يقع به الرجعی مع ان اصله كناية ایضا..... والحاصل ان المتأخرین خالفوا المتقدمین فی وقوع البائن بالحرام بلا نية حتى لا یصدق اذا قال لم انو لاجل العرف الحادث فی زمان المتأخرین فیتوقف الآن وقوع البائن به علی وجود العرف كما فی زمانهم واما اذا تعورف استعماله فی مجرد الطلاق لا بقید كونه بائنا یتعین وقوع الرجعی به كما فی فارسیة سرحتك..... وكونه التحقق بالصریح للعرف لا ینافی وقوع البائن به فان الصریح قد يقع به البائن كتطبيقه شديدة الخ. (فتاوی شامیة ۲: ۵۰۲ قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا)

﴿۴﴾ وقد رأیت علی هامش نسخة الشامیة حیث كتب..... (بقیه حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نشہ کی حالت میں طلاق اور بیوی کا تین طلاق کا دعویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے چرس پی کر نشہ کی حالت میں گھر آ کر سوتیلی ماں سے جھگڑا کیا، اسی دوران اس کی بیوی آگئی بیوی کے بیان کے مطابق اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میرے والد کے گھر آگئی تو مجھ پر تین شرطوں سے طلاق ہے، مرد کا بیان یہ ہے کہ میں نے شرطیں یاد نہیں کی ہیں بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ اگر تو میرے والد کے گھر چلی گئی تو مجھ پر طلاق ہے، اب چونکہ بیوی والد کے گھر چلی گئی محملہ کے لوگ جھگڑا سن کر آگئے تھے وہ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے تین دفعہ سے بھی زائد کہے ہیں اب بیوی اور شوہر کے بیان میں فرق ہے اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالحی..... ۱۹۷۳ء/۳/۲۵

الجواب: اگر بیوی کو جزوی طور سے یاد ہو کہ خاوند نے تین طلاقیں دی ہیں تو اس کیلئے

خاوند کے پاس رہنا جائز نہیں ہے، کما یدل علیہ ما فی الہندیۃ ۵: ۶۳۳ ﴿۱﴾ لان طلاق (بقیہ حاشیہ) سیدی و شیخی و مولائی المحدث الکبیر والفقہ النبیل المفتی الاعظم العارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم بقلمہ: فقال: اعلم ان قول السلیمانین (پٹھان) ”پرے مے خودہ“ ای ترکھا ومثلہ کنایۃ فی العربیۃ کذا فی السلیمانیۃ لانه یتعمل شاعرا فی غیر الطلاق ویراد به الطلاق عند القرائن الخارجیۃ فالظاهر انه کنایۃ فی السلیمانیۃ ایضا فاذا کرره فیقع به الواحد لان البائن لا یلحق البائن ولو سلم انه صریح فالمتعارف به وقوع البائن لانهم یقصدون ذلك فافهم. (من افادات حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم) ﴿۱﴾ وفی الہندیۃ: وكذلك ان سمعت انه طلقها ثلاثا وجحد الزوج ذلك وحلف فردھا علیہ القاضی لم یسعھا المقام معہ وینبغی لها ان تفتدی بما لها او تهرب منه وان لم تقدر علی ذلك قتلته. (فتاویٰ عالمگیریۃ ۵: ۳۱۳ الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات)

السكران واقع ﴿۱﴾. وهو الموفق

نشہ کی حالت میں طلاق اور عد و طلاق میں شک کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے نشہ کی حالت میں عورت کو طلاق دے دی، دو آدمی اس کے مسلوب العقل ہونے کی گواہی دیتے ہیں پھر اس نے نشہ کرنا چھوڑ دیا دو سال بعد اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: امیر محمد ہرنائی بلوچستان..... ۱۹/۷/۱۹۷۹

الجواب: نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے، کما فی طلاق شرح التنویر ﴿۲﴾ وغیرہ ﴿۳﴾ البتہ عد میں شک کی وجہ سے تغلیظ کا حکم نافذ نہ ہوگا، ایک طلاق واقع ہوگی، کما فی الہندیۃ ۱: ۳۶۳ اذا شک فی انہ طلق واحدة او ثلثا فہی واحدة حتی یتیقن او یکون اکبر ظنہ علی خلافہ ﴿۴﴾. وهو الموفق

بیوی کو تین طلاق تعلقتی دیئے پھر نشہ کی حالت میں طلاق کا اقرار کیا اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیوی کو دو دن پہلے کہا ﴿۱﴾ قال العلامة ابن الہمام: وطلاق السكران واقع.
(فتح القدير ۳: ۳۲۵ فصل ويقع طلاق كل زوج الخ)
﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: او سكران ولو بنبيذ او حشيش او افیون او بنج زجرا به يفتى.
(الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۴۶۰ مطلب فی تعريف السكران)
﴿۳﴾ وفي الہندیۃ: ومن سكر من البنج يقع طلاقه ويحد لفسو هذا الفعل بين الناس وعلیه الفتوى فی زماننا کذا فی جواهر الاخلاطی.
(فتاوی عالمگیری ۱: ۳۵۳ فصل فیمن يقع طلاقه وفیمن لا يقع)
﴿۴﴾ (فتاوی عالمگیری ۱: ۳۶۳ مطلب اذا شک انه مطلق واحدة او ثلاثا)

تھا کہ اگر تو خاموش نہ ہوئی تو میں تم کو تین طلاق سے چھوڑ دوں گا، اس کے بعد میری بیوی رونے لگی اتنے میں میری بڑی بہن حویلی میں داخل ہوئی، میں گھر سے نکل گیا جب شام کو گھر آیا بیوی گھر میں نہ تھی، اس وقت میں نشہ میں تھا، اس کے بعد مجھے مولوی صاحب کے پاس لے جایا گیا حالت نشہ میں، میں نے مولوی صاحب کو بیان دیا جس پر مولوی صاحب نے تین طلاق مغلظہ کا حکم جاری کیا اب میں حلفیہ بیان دے رہا ہوں کہ میں نے صرف بالا کلمات استعمال کئے تھے کیا اس سے واقعی طلاق مغلظہ پڑ گئی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: ابوالخیر عبدالقدوس خطیب جامع مسجد ڈی آئی خان..... ۹/رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس خاوند پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے کیونکہ اس نے تعلق بالشرط کی ہے، تجیز نہیں کی ہے، والاصل ان المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت شرطه لا قبله ﴿۱﴾ والاقرار بالطلاق وبالاطلاق، فان الاول راجع قضاء وديانة عند الشامي والثاني يعتبر قضاء لا ديانة كما صرحوا به في الاقرار بالطلاق هاذلا او كاذبا ﴿۲﴾ فالظاهر ان السكر لا يفوق الهزل فافهم ولا تعجل في الرد والقبول فاني لم اجد التصريح به. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الآتاسي: المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت الشرط.

(شرح المجلة للآتاسي ۱: ۲۳۲ ما ۵۵: ۸۲)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امين: (قوله او هازلا) اي فيقع قضاء وديانة كما يذكره الشارح وبه صرح في الخلاصة معللا بانه مكابر باللفظ فيستحق التغليظ وكذا في البزازية واما ما في اكراه الخانية لو اكره على ان يقر بالطلاق فاقر لا يقع كما لو اقر بالطلاق هازلا او كاذبا فقال في البحر ان مراده لعدم الوقوع في المشبه به عدمه ديانة ثم نقل عن البزازية والقنية لو اراد به الخبر عن الماضي كذبا لا يقع ديانة وان اشهد قبل ذلك لا يقع قضاء ايضا، ويمكن حمل ما في الخانية على ما اذا اشهد على انه يقر بالطلاق هازل.....(بقية حاشيه اگلے صفحہ پر)

(بقية حاشيه) اثم لا يخفى ان ما مر عن الخلاصة انما هو فيما لو انشأ الطلاق هازلا وما فى الخانية فيما لو اقربه هازلا فلا مناقاة بينهما قال فى التلويح وكما انه يبطل الاقرار بالطلاق والعتاق مكرها كذلك يبطل الاقرار بهما هازلا لان الهزل دليل الكذب كالاكراه حتى لو اجاز ذلك لم يجز لان الاجازة انما تلحق سببا منعقدا يحتتمل الصحة والبطالان و بالاجازة لا يصير الكذب صدقا وهذا بخلاف انشاء الطلاق والعتاق ونحوهما مما لا يحتتمل الفسخ فانه لا اثر فيه للهزل.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ٢: ٣٥٩ قبيل مطلب فى تعريف السكران وحكمه)

باب ما لا يقع به الطلاق

معصیت سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ مشہور ہے کہ جب کوئی عورت صرف ایک آدھا گانا بھی گا دے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: عبد الحمید ہائی سکول لدھاوزیرستان..... ۲۴/شعبان ۱۳۹۵ھ

الجواب: معصیت سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا، والمسئلة من

الواضحات ﴿۱﴾. وهو الموفق

”اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں“ یہ انشاء طلاق نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پردیس میں ہے اس نے اپنے والد کو لکھا کہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہوں لیکن والد نے طلاق کی یہ بات بہو کو نہیں بتائی، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: حاجی فضل شاہ کرم ایجنسی..... ۶/۹/۱۹۷۶

﴿۱﴾ قال العلامة محمد عبد العزيز الفرھاری: ان الكبيرة التي هي غير الكفر لا تخرج العبد المؤمن من الايمان لبقاء التصديق الذي هو حقيقة الايمان..... ان حقيقة الايمان هو التصديق القلبي فلا يخرج العبد المؤمن عن الاتصاف به الا بما ينافيه وهو التكذيب.

(النبراس شرح شرح العقائد ۲۲۶ بحث الكبيرة لا تخرج عن الايمان)

الجواب: یہ الفاظ انشاء طلاق کے الفاظ نہیں ہیں ﴿۱﴾ اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی خواہ زوجہ کو پہنچائے جائیں یا نہ پہنچائے جائیں۔ وهو الموفق

بیوی کو زرد کو ب کرنے اور غیر محرم کے ساتھ اکیلی چھوڑنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کی شادی کے تقریباً چھ ماہ ہو گئے ہیں دونوں کے درمیان فساد اور ناچاقی شروع ہو گئی، ایک دن شوہر نے اپنی بیوی کو بہت زیادہ مارا پھر اس پر بھی بس نہیں کیا بلکہ ہمہ روز زرد کو ب کرتا رہا، ایک دن ایک غیر محرم آدمی کو بلا کر اکیلے اندر اپنی بیوی کے ہمراہ چھوڑا، اس نے بھی اس کی بیوی کو مارا اور اس کے کپڑے اتار کر اس کی بے حرمتی کی، کیا اس قسم حالات سے طلاق واقع نہیں ہوتی کہ غیر محرم کے ساتھ اکیلی چھوڑی؟ بینواتوجروا
المستفتی: صوفی قائم دین راولپنڈی..... ۱۳/۲/۱۹۷۳

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ خاوند ظالم اور بے غیرت ہے ﴿۲﴾ اس کیلئے ضروری ہے کہ

اساک بالمعروف یا تسریح بالاحسان کرے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وركنه لفظ مخصوص، قال ابن عابدین: هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية..... و اراد اللفظ ولو حكما.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ۲: ۳۵۳ کتاب الطلاق)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله يا قرطبان مرادف ديوث) قال الزيلعي هو الذي يرى مع امراته او محرمة رجلا فيدعه خاليا بها وقيل هو المتسبب للجمع بين اثنين لمعنى غير ممدوح وقيل هو الذي يبعث امراته مع غلام بالغ او مع مزارعه الى الضيعة او يأذن لهما بالدخول عليها في غيبته. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۲۰۲ قبيل فروع باب التعزير)

﴿۳﴾ قال الله تبارك وتعالى: الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان.

(سورة البقرة پارہ: ۲ رکوع: ۱۳ آیت: ۲۲۹)

طلاق رجعی میں عدت گزرنے کے بعد طلاق واقع نہیں ہوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی عدت ختم ہونے کے بعد اس کے ساتھ نکاح کر لیا، عرصہ بعد دوران گفتگو اس کی بیوی کے منہ سے نکلا کہ فلاں بزرگ میرا خدا ہے، اس کہنے کے چھ مہینے بعد زید نے احتیاطاً تجدید نکاح کر لیا، حالات اچھے نہ ہونے کی وجہ سے زید نے اس کو دوبارہ طلاق رجعی دے دی لڑکی ماں کے گھر چلی گئی اور عدت بھی گزر گئی، اس کے بعد لڑکی والوں نے جب دوبارہ نکاح کا تقاضا کیا تو زید نے ان کے اس مطالبہ پر اس لڑکی کو تین طلاقیں اور دے دیں، اب لڑکی والے کہتے ہیں کہ یہ تین طلاق عدت کے بعد واقع ہوئی ہیں اس لئے یہ لغو ہو گئیں، زید کی بیوی مغلظہ نہیں ہوئی ہے، لڑکے والے کہتے ہیں کہ دور رجعی طلاق پہلے پڑ گئیں تھیں اور مزید پڑ گئیں، اس لئے نکاح بغیر حلالہ کے جائز نہیں ہوگا، اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد عبداللہ ادارہ تعلیم القرآن باغ محلہ جہلم شہر..... ۱۹۷۰ء/۳/۴

الجواب: بشرط صدق یہ عورت مطلقہ مغلظہ نہیں ہے کیونکہ یہ تین طلاق جو کہ یکمشت دی گئیں ہیں عدت کے گزرنے کی وجہ سے نامنظور ہیں، لہذا صورت مسئلہ میں بیوی کی رضامندی سے تجدید نکاح جائز اور کافی ہے، لانہ یشرط لصحة النکاح او العدة فقط، قال فی الدر المختار مع ردالمحتار: ومحلہ المنکوحۃ ای ولو معتدة عن طلاق رجعی الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق

زوجہ کو خوف زدہ کرنے کیلئے طلاق کا نوٹس لکھوانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے گھریلو ناچاقی کی وجہ سے زوجہ کو خوف زدہ کرنے کیلئے فوری طور پر کچھری جا کر عرائض نوٹس کو کہا کہ میری زوجہ کو طلاق کا نوٹس لکھ دو،

﴿۱﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۴۵۲ مطلب طلاق الدور)

عرائض نویس نے نوٹس طلاق سے بار شرع محمدی لکھ دیا، فی الوقت زید نے بھی بغیر پڑھے نوٹس پر دستخط کر دیئے، زید نے حالت حمل میں نوٹس دیا، اس کے بعد دوسرا نوٹس نہیں دیا ہے، کیا زید میعاد کے اندر رجوع کر سکتا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: غلام جان کیمبل پور..... ۱۹۸۳ء/۱۰/۹

الجواب: اگر خاوند نے یہ الفاظ ”طلاق سے بار شرع محمدی“ نہ لکھے ہوں نہ لکھوائے ہوں اور نہ اس نے اس تحریر کو پڑھا ہو اور یا شوہر کا یہ زعم اور خیال ہو کہ بیوی کی وصولی کے بعد یہ طلاق موثر ہوں گے، تو ان صورتوں میں یہ خاوند عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے، ونظیرہ مافی الہندیة: ۳: ۶۶۹ رجل قال لغيره طلق امرأتی فطلقها الوکیل ثلاثا فان كان الزوج نوى الثلاث يقع الثلاث والا لم يقع شیء فی قول ابی حنیفة وفی قول صاحبیه تقع واحدة ﴿۱﴾. وهو الموفق

طلاق نامہ لکھواتے وقت ارادہ طلاق تبدیل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کر لیا اس غرض سے کچھری چلا گیا اور شامپ نویس کو طلاق نامہ لکھنے کا کہا، اس نے لکھنا شروع کر دیا مگر اس وقت اس کا ارادہ تبدیل ہو اور خط دیکھنے سے منہ پھیر دیا، بہر حال اس نے طلاق ثلاثہ لکھ دیئے اس نے شامپ نویس کو کہا کہ میں ایسا نہیں کرتا، شامپ نویس نے اسے کہا کہ دستخط کرو اور جب تک یہ بیوی کو وصول نہ ہو طلاق واقع نہیں ہوتی اس نے دستخط کر دی، کیا طلاق ثلاثہ واقع ہوئی ہیں جبکہ بیوی کو یہ نہیں دیا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: گل شمروز چترال..... ۱۹۸۶ء/۸/۱۱

الجواب: صورت مسئلہ میں تجدید نکاح کافی ہے کیونکہ اس خاوند نے طلاق لکھواتے وقت

طلاق دینے کا ارادہ منقطع کیا تھا، نیز اس نے اپنے زعم میں طلاق کے موثر ہونے کو بیوی کو وصول ہونے پر موقوف کیا تھا۔ وهو الموفق

بیوی کا یہ کہنا کہ تیری بیوی نہیں ہوں موجب طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ خاوند بیوی کو کہہ دے کہ مجھے یہ چیز دے دو بیوی انکار کرے، خاوند پیار کے لہجے میں کہے کہ کیا تو میری پیاری بیوی نہیں؟ بیوی کہہ دے کہ پیاری تو چھوڑ تیری بیوی نہیں ہوں، اس سے کونسی طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینوا توجروا
المستفتی: عزیز الرحمن رابع سعودی عرب..... ۵/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: بیوی کا یہ کلام (خوش طبعی کے طور سے) کہ میں تیری بیوی نہیں ہوں ضرر رسان نہیں ہے اگرچہ یہ کلام جھوٹ ہے یا ہزل، اگر ارادہ طلاق سے کہے تب بھی طلاق نہیں ہے، لحديث الطلاق لمن اخذ بالساق (ابن ماجة) ﴿۱﴾. وهو الموفق

شک کی صورت میں تعلیق طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ نے ایک کام کرنے کا مکمل ارادہ کیا تھا مگر نا کام ہوا، اب شک میں ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ میں نے اس کے ساتھ یہ کہا ہو کہ اگر یہ کام مکمل نہ کیا تو مجھ پر بیوی طلاق ہے کیا شک کے ساتھ طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا
المستفتی: الف، س، ع، گوجر گڑھی مردان..... ۱۶/رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: شک کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے (حموی) ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (سنن ابن ماجة ۱۵۱ باب طلاق العبد)

﴿۲﴾ قال العلامة الحموی: فحلفه باطل ای فلا شیء علیہ قیل اما الطلاق والعناق فانهما لا یقعان بالشک. (غمز عیون البصائر علی الاشباہ ۱: ۱۹۸ القاعدة الثالثة)

شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اس کلام میں مشکوک ہے کہ میں نے انت طالق یا طلقہا پر تلفظ کیا ہے یا نہیں، جیسا کہ آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے ذہن میں کسی واقعہ کا تصور آجائے پھر اس کو خطرہ آجائے کہ ایسا نہ ہو کہ میں نے اس واقعہ پر تلفظ کیا ہو اور اس کو نماز فاسد ہونے کا خطرہ آجائے، اور اس آدمی کو یہ شک نماز میں عارض ہو یا بغیر نماز کے، اب طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولانا عبدالرشید حقانی ڈیرہ اسماعیل خان

الجواب: چونکہ نکاح یقیناً موجود ہے لیکن طلاق میں شک واقع ہوا ہے لہذا اس امر مشکوک سے امر متیقن زائل نہ ہوگا ﴿۱﴾ قال فی الاشباہ والنظائر القاعدة الثالثة: القين لا يزول بالشك ﴿۲﴾. وهو الموفق

باپ نابالغ بیٹے کی بیوی کو طلاق نہیں کر سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر باپ اپنے نابالغ بیٹے کی طرف سے اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو یہ طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ جس طرح نکاح میں نابالغ اولاد کیلئے باپ کی ولایت صحیح ہوتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالودود معلم دینیات پائمال شریف ہزارہ..... ۲۰/۸/۱۹۷۲

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: ومنها شك هل طلق ام لا؟ لم يقع، شك انه طلق واحدة او اكثر؟ بنى على الاقل كما ذكره الاسي جابى.

(الاشباہ والنظائر ۶۴ قاعدة من شك هل فعل ام لا)

﴿۲﴾ الاشباہ والنظائر فى الفقه الحنفى ۶۰ القاعدة الثالثة)

الجواب: باپ بیٹے کی بیوی کو نہ طلاق دے سکتا ہے اور نہ بیٹے کی طرف سے خلع کر سکتا ہے،
 لحديث ابن ماجة: الطلاق لمن اخذ بالساق ﴿١﴾ قال الشامي: كناية عن ملك
 المتعة ﴿٢﴾ في الهنديه ١: ٥٢٩ باب الخلع: اذا خالع الاب على ابنه الصغير لا يصح
 ولا يتوقف على اجازته وفيها: خلع الصبي باطل ﴿٣﴾. وهو الموفق

”مجھ پر حلال دنیا حرام ہے“ کہنے سے طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے افسر کو تحریر کر دیا
 کہ میں فلاں تاریخ کو گھر آؤں گا اگر نہ آؤں تو مجھ پر حلال دنیا حرام ہے اس تحریر پر تحریر کنندہ اور دو گواہوں
 کے دستخط ہیں لیکن مقررہ تاریخ تک شخص مذکور گھر نہیں گیا بلکہ اس وقت تک نہیں گیا، کیا مذکورہ شخص پر بیوی
 مطلقہ ہوگی؟ حالانکہ اس شخص کا لکھتے وقت یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ”حلال دنیا حرام ہے“ سے بھی طلاق
 واقع ہوتی ہے اب اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد فاروق خطیب ملکوٹ مری..... ۱۳/۶/۸۸

الجواب: چونکہ ایمان (قسم) کا دار مدار عرف پر ہوتا ہے اور ہمارے دیار کے عرف میں یہ لفظ جماع
 کے متعلق معروف نہیں ہے اور یہ حالف بھی جماع کے متعلق خالی الذہن تھا، لہذا اس حالف پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی
 ہے نہ قضاء اور نہ دیانۃ، والتفصیل فی کتاب ایمان رد المحتار ۳: ۸۹ ﴿٢﴾. وهو الموفق

﴿١﴾ (سنن ابن ماجة ١٥١ باب طلاق العبد)

﴿٢﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ٢: ٢٦٢ قبیل مطلب فی طلاق المدہوش)

﴿٣﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ١: ٥٠٢ قبیل الباب التاسع فی الظہار)

﴿٤﴾ قال العلامة ابن عابدين: قال في الهداية: ولو قال كل حل على حرام فهو على الطعام
 والشراب الا ان ينوي غير ذلك والقياس ان يحنث..... (بقية حاشيه اگلے صفحہ پر)

اپنی لڑکی کو گالی گلوچ کرنے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اپنی لڑکی کو بے ہودہ گالیاں نکالنا حتیٰ کہ یہ کہہ دینا کہ میں تیرے ساتھ زنا کروں اس سے طلاق تو واقع نہیں ہوتی؟ بینواتوجروا
المستفتی: اسماعیل شاہ مرزا کیمیل پور

الجواب: یہ گالی گلوچ حرام ہے ﴿۱﴾ نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وهو الموفق

ایک لکھنؤ کے دوران شوہر کا نام غلط بتانے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لکھنؤ کے دوران ووٹ پول کرتے وقت ایک عورت اپنے خاوند کا دوسرا نام لے لے، یعنی جھوٹ بولے جبکہ اس کا خاوند دوسرا آدمی ہے تو اس سے نکاح میں کوئی فرق آتا ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: بادشاہ نور ناظم جمعیت علماء

(بقیہ حاشیہ) كما فرغ لانه باشر فعلا مباحا وهو التنفس ونحوه وهذا قول زفر وجه الاستحسان ان المقصود وهو البر لا يحصل مع اعتبار العموم فينصرف الى الطعام والشراب للعرف فانه يستعمل فيما يتناول عادة ولا يتناول المرأة الا بالنيه لاسقاط اعتبار العموم واذا نواها كان ايلاء ولا يصرف اليمين عن المأكول والمشروب وهذا كله جواب ظاهر الرواية الخ. (رد المحتار هامش الدر المختار ۳: ۱۷ مطلب كل حل على حرام)

﴿۱﴾ عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق، قال النووي: السب في اللغة الشتم والتكلم في عرض الانسان بما يعيبه والفسق في اللغة الخروج والمراد به في الشرع الخروج عن الطاعة، واما معنى الحديث فسب المسلم بغير حق حرام باجماع الامة وفاعله فاسق كما اخبر به النبي ﷺ.

(مسلم شريف مع شرحه النووي ۱: ۵۸ باب سباب المسلم فسوق)

الجواب: جھوٹ بولنے سے ﴿۱﴾ نکاح پر اثر نہیں پڑتا ہے۔ وهو الموفق

صرف خیال و تصور کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک آدمی صرف خیال اور تصور

میں یہ تلفظ کرے کہ جب میں اس لڑکی سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق ہو، یا میں اسے طلاق کروں گا، اب

والد نے وہ لڑکی اس کیلئے نکاح میں لائی، تو وہ تصور اور خیال والی بات کا کیا حکم ہوگا؟ بینواتوجروا

المستفتی: فریق اللہ عرف حبیب اللہ..... ۳/۵/۱۹۷۳

الجواب: صرف تصور اور نیت سے نہ کسی قسم کی طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ تعلیق درست

ہے ﴿۲﴾ ردالمحتار ۱: ۲۰۶ ﴿۳﴾. وهو الموفق

طلاق میں جھوٹ دھوکہ اور ہزل کا فرق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی دو بیویاں ہیں دونوں آپس

﴿۱﴾ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: آية المنافق ثلاث اذا حدث
كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان.

(مشکوٰۃ المصابیح ۱: ۱۸ کتاب الایمان فی الکبائر)

﴿۲﴾ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ تجاوز عن امتی ما
وسوست به صدورھا ما لم تعمل به او تتکلم بها، متفق علیہ.

(مشکوٰۃ المصابیح ۱: ۱۸ باب الوسوسة الفصل الاول)

﴿۳﴾ قال العلامة الحصکفی: بلفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق..... و رکنہ لفظ

مخصوص، قال ابن عابدین: هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة.....
واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الكتابة.

(الدر المختار مع ردالمحتار ۲: ۲۵۳ کتاب الطلاق)

میں اکثر لڑتی جھگڑتی ہیں، ایک بار زید نے ایک بیوی کو خاموش کرنے کیلئے یہ ڈرامہ رچایا کہ دوسری بیوی کا حقیقی نام ترک کر کے فرضی نام لکھ کر ایک تحریر بصورت طلاق نامہ تیار کی، اول الذکر بیوی کو کہا کہ دیکھو میں نے دوسری کو فارغ کر دیا ہے دوسری بیوی اس پر مطمئن ہو گئی، اب زید شک میں ہے کہ میں نے نہ تو اپنی منکوحہ کو طلاق دی ہے اور نہ ارادہ تھا، اور نہ اصلی نام لکھا ہے، اس صورت میں یہ بیوی طلاق ہوئی یا نہ؟ بینواتوجروا
المستفتی: محمود الحسن شنکیاری ماہنامہ ۱۰ / رمضان ۱۴۰۹ھ

الجواب: زید کا یہ کلام جھوٹ، دھوکہ یا تدبیر ہے ہزل نہیں ہے، حکایت ہے انشاء نہیں ہے، لہذا زید پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے نہ اول نہ دوم ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

”دخراً طلاقاً زویہ“ گالی ہے طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے غصہ کی حالت میں اپنے بیٹے کو کہا ”دخراً طلاقاً زویہ“ یعنی گدھے طلاق کے بچے، ان کلمات سے زید پر طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: فضل مولا بابوزئی مردان ۱۹ / ۷ / ۱۹۷۲

﴿۱﴾ وفي الهندية ولو قال امرأته الحبشية طالق ولا نية له في طلاق امرأته وامرأته ليست بحبشية لا يقع عليها وعلى هذا اذا سمى بغير اسمها ولا نية له في طلاق امرأته فان نوى طلاق امرأته في هذه الوجوه طلقت امرأته كذا في الذخيرة.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۵۸ الباب الثاني في ايقاع الطلاق الفصل الاول)

وقال العلامة ابن نجيم: لو قال امرأته الحبشية طالق وامرأته ليست بحبشية لا يقع..... وفي المحيط الاصل انه متى وجدت النسبة وغير اسمها بغيره لا يقع لان التعريف لا يحصل بالتسمية متى بدل اسمها لان بذلك الاسم تكون امرأة اجنبية.

(البحر الرائق ۳: ۲۷۳ باب طلاق الصريح)

الجواب: چونکہ یہ لفظ (سب) گالی کیلئے استعمال ہوتا ہے نہ کہ انشاء طلاق کیلئے، لعدم الاضافة الى المرأة، لهذا الشخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے ﴿۱﴾ والدلیل علی السب ان هذا اللفظ يستعمله الايم ايضا، فافهم. وهو الموفق

مختلف احتمالات کی وجہ سے طلاق کا حکم لگانا بے قاعدہ امر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اپنے گھر کے زیورات بڑی احتیاط سے اپنی تحویل میں رکھتا ہے پھر وہی زیورات گم کر دکھاتا ہے اس کے گھٹیا اخلاق اور گھناؤنے کردار و سیرت کی بنا پر برادری سمیت گاؤں کے سب لوگ اس گمشدگی کے واقعہ کو اس شخص کا کھلا فریب قرار دیتے ہیں وہ بصد ہے کہ زیورات گم شدہ ہیں، جبکہ لوگ ماننے کیلئے تیار نہیں تو وہ اپنی صفائی ان الفاظ سے کرتا ہے کہ ”اگر میرے زیورات گم نہ ہو چکے ہوں تو مجھ پر اپنی بیویاں ہر سہ طلاق کے ساتھ حرام ہیں یا مجھے اس کا کوئی علم ہو یا میں نے خود کسی اور کے حوالے کئے ہوں“ حلف اٹھانے کے بعد وہ اپنی دونوں بیویوں کو بغیر کسی ثبوت کے مجرم قرار دے دیتا ہے، بیویاں حلف اٹھانے کیلئے تیار ہیں لیکن وہ حلف لینے کی بجائے بدستور انہیں ملزم بنائے رکھے ہے، چند دنوں بعد اس کی دوسری (نئی) بیوی کے ساتھ معمولی بات پر تنازعہ ہو جاتا ہے، غصہ میں وہ دونوں کو بالکل خالی ہاتھ گھر سے نکال دیتا ہے اور وہ اپنے اپنے میکے چلی جاتی ہیں اس کے بعد اس شخص نے اپنی ایک بیوی کے نام نوٹس جاری کیا جس میں الزام لگایا ہے کہ تم میری عدم موجودگی میں گھر سے زیورات اور نقدی اٹھا کر والدین کے پاس چلی گئی ہو، نوٹس ملنے پر

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: والكنایات ثلاث ما یحتمل الرد او ما یصلح للسب اولاً ولا، قال ابن عابدین: (قوله خلیة) ای خالیة اما عن النكاح او عن الخیر ای فهو علی الاول جواب وعلی الثانی سب و شتم ومثله ما یأتی.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۵۰۲، ۵۰۳ باب الكنایات)

تمام سامان کے ساتھ واپس گھر آ جاؤ ورنہ میں دیوانی دعویٰ دائر کروں گا اس پر اس شخص کا نشان اٹکوٹھا اور عرائض نویس کے دستخط اور مہر بھی مثبت ہے، نوٹس میں زیورات کا اندراج ہے جو اس کے بقول اس سے پہلے گم ہو گئے تھے دوسری طرف وہ دونوں بیویوں کو طلاق دے کر یہ اعلان کرتا ہے کہ زیورات گم ہو چکے ہیں اور آج زبانی طور پر رٹ لگائے ہوئے ہے کہ بیوی کے پاس ہیں یعنی تحریری طور پر گمشدہ زیورات کی موجودگی (اپنے گھر میں) تسلیم کر کے دوبارہ بیوی کے سر تھوپ دیتا ہے، حالانکہ بیوی کو اس نے دھکے دے کر خالی ہاتھ گھر سے نکال دیا تھا تو اس تضاد بیانی کی وجہ سے اس کی طلاق واقع ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: غلام رسول کاجوڈیرہ اسماعیل خان..... ۲۵/۸/۱۹۷۵

الجواب: چونکہ طلاق اٹھانے کے بعد زیورات کے پانے کا احتمال موجود ہے نیز دیگر زیورات بنانے کا احتمال بھی موجود ہے اور دروغ بیانی (جیسا کہ عام طور سے نوٹسوں میں کیا جاتا ہے) کا بھی احتمال موجود ہے لہذا ان احتمالات کی موجودگی میں بیویوں کا مطلقہ ہونا بے قاعدہ امر ہے ﴿۱﴾۔

وهو الموفق

”فلاں کی تقریر سنوں تو بیوی کو طلاق“ پھر ٹیپ ریکارڈ سے سننے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کہا کہ اگر فلاں کی تقریر سنوں تو میری بیوی کو طلاق، پھر اس نے اچانک ٹیپ ریکارڈ لگا دی تو اس میں اس شخص کی تقریر تھی اور کچھ الفاظ سن کر فوراً اسے بند کر دیا، کیا طلاق واقع ہوگئی؟ بینواتو جروا

المستفتی: احمد علی حقانی جنوبی وزیرستان..... ۱۳/۹/۱۹۸۷

﴿۱﴾ صدق الزوج فی الشرط کی صورت میں یہ احتمالات مفید اور کذب کی صورت میں بے سود ہیں۔

(سیف اللہ حقانی)

الجواب: یہ شخص حائث نہ ہوگا کیونکہ اس نے تقریر نہیں سنی ہے بلکہ تقریر کا عکس سنا ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

”داکار ما او کزو نوزہ بہ طلاقیم“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص کہہ دے جیسا کہ عام رواج ہے ”جہ کہ دا کار ما او کزو نوزہ بہ طلاقیم“ یعنی اگر میں نے یہ کام کیا تو میں طلاق ہوں گا، تو کیا وہ کام کرنے کے بعد طلاق واقع ہوتی ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی: مولانا سراج الدین حقانی خطیب سفید مسجد بدر شہ نو شہرہ..... ۶/۳/۱۹۸۳ء

الجواب: اس شخص پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے عرف میں یہ الفاظ سب (گالی) کے طور پر استعمال ہوتے ہیں نہ کہ انشاء طلاق کے ارادہ سے ﴿۲﴾ نیز اس میں اضافت بھی موجود نہیں ہے ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: ولو حلف لا يتكلم..... ولو كتب اليه كتابا او ارسل اليه رسولا لا يحنث لانه لا يسمي كلاما عرفا..... واعلم ان الكلام لا يكون الا باللسان فلا يكون بالاشارة ولا بالكتابة والاشارة والاقرار والاشارة تكون بالكتابة لا بالاشارة والايماء والاظهار والافشاء والاعلام يكون بالاشارة ايضا الخ.

(البحر الرائق ۴: ۳۳۳ باب اليمين في الاكل والشرب واللبس والكلام)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجيم لو قال لها يا مطلقة ان لم يكن لها زوج طلقها قبله او كان لها زوج لكن مات وقع الطلاق عليها وان كان لها زوج طلقها قبله ان لم ينو الاخبار طلقت، وان نوى به الاخبار صدق ديانة وقضاء على الصحيح ولو نوى به الشتم دين.

(الاشباه والنظائر ۵۱ التاسع بيان محل النية)

﴿۳﴾ قال العلامة ابن عابدين: ان الصريح لا يحتاج..... (بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

اپنی بیوی کی بجائے دوسری کسی عورت کا نام لے کر طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا نکاح صاحبزادگئی سے ہوا پھر برادری میں اختلاف کی وجہ سے بعض نے اسے مجبور کیا کہ اس لڑکی کو طلاق دو، سخت مجبوری کی وجہ سے اس نے یہ حیلہ اپنایا کہ اس کی بیوی کی بہن کا نام نواب زادگئی ہے اس نے انہیں کہا کہ اس کی بیوی کا نام کیا ہے؟ اس وقت لڑکی کے رشتہ دار موجود نہیں تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کا نام نہیں آتا تھا، تو رشتہ داروں نے اس سے پوچھا کہ تمہاری بیوی کا کیا نام ہے؟ اس نے نواب زادگئی قصدا کہا، انہوں نے اسے طلاق دینے کا مطالبہ کیا تو اس شخص نے کہا میں نے نواب زادگئی کو چھوڑا ہے تین دفعہ کہا، تو کیا اس کے اس غلط نام لینے سے طلاق واقع ہوگی جبکہ اپنی بیوی صاحبزادگئی کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولوی محمد امین مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام قائد آباد سرگودھا..... ۱۹۷۷ء

الجواب: صورت مسئلہ میں اس خاوند پر بیوی مطلقہ نہیں ہوئی ہے، كما في الهندية

۱: ۳۸۲ قال امرأته عمرة بنت صبيح طالق وامرأته عمرة بن حفص ولانية له لا تطلق امرأته (الى ان قال) ولو قال امرأته الحبشية طالق ولانية له في طلاق امرأته وامرأته ليست بحبشية (بقيه حاشيه) الى النية ولكن لا بد في وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه ولم يصرفه الى ما يحتمله كما افاده في الفتح وحققه في النهر.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۶۷ مطلب ان الصريح يحتاج في وقوعه ديانة الى النية) وفي الهندية: وفي الفتاوى رجل قال لامرأته اكرتوزن منى سه طلاق (ان كنت امرأتى طالق ثلاثا) مع حذف الياء لا يقع اذا قال لم انو الطلاق لانه لما حذف لم يكن مضيفا اليها.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۸۲ الفصل السابع في الطلاق بالفارسية)

لا يقع عليها وعلى هذا اذا سمي بغير اسمها ولا نية له في طلاق امراته ﴿ ۱ ﴾ . وهو الموفق

اپنی بیوی کے متعلق بیٹے کو یہ کہنا کہ ”یہ میری بیوی ہے یا تمہاری“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے لڑکے کو جو اس کے پہلے خاوند سے تھا سے کہا کہ ”یہ میری بیوی ہے یا تمہاری“ یعنی اس کی حقیقی والدہ کو بیوی کی نسبت سے اسے منسوب کیا، کیا اس بات سے حرمت واقع ہوتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد فاضل ہزارہ..... ۳/۹/۱۹۷۷ھ

الجواب: یہ جاہلانہ کلام ہے اس سے آدمی گنہگار ہوتا ہے لیکن طلاق اور حرمت واقع نہیں ہوتی

ہے۔ وهو الموفق

بغیر اضافت اور حکم کے ”سات طلاق“ کہنا لغو ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے کہا کہ ”سات

طلاق“ یعنی صرف یہی کہہ دیا اور کچھ نہیں کہا ہے بعد میں کہا کہ قسم ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: طالب جان حقانی..... یکم ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

الجواب: اس میں نہ اضافت الی الترویجہ موجود ہے اور نہ حکم، پس یہ لفظ لغو ہے ﴿ ۲ ﴾۔ وهو الموفق

﴿ ۱ ﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۵۸ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل الاول)

﴿ ۲ ﴾ قال العلامة الحصکفی: صریحہ مال لم يستعمل الا فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة قيد بخطابها لانه لو قال ان خرجت يقع الطلاق او لا تخرجي الا باذني فاني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة اليها، قال ابن عابدين: لتركه الاضافة ای المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وكذا الاشارة نحو هذه طالق.

(الدر المختار مع رد المختار ۲: ۲۶۶ باب الصريح)

”امے طلاق دی کہ نئے او خورو“ یعنی طلاق ہے اگر کھالیا“ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگوں کے پاس مہمان آتے ہیں میزبان نے ان کیلئے بھیڑ ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ایک مہمان نے کہا کہ ہم یہ بھیڑ نہیں کھائیں گے اور الفاظ طلاق اسی طرح پشتو میں استعمال کئے ”امے طلاق دی کہ نئے او خورو“ یعنی طلاق ہے اگر کھالیا، اس صورت میں اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا محمد ہاشم حقانی..... ۲۷/ دسمبر ۱۹۸۷ء

الجواب: بظاہر یہ لفظ لغو ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ اس میں طلاق کی اضافت زوجہ کو نہ لفظ موجود ہے اور نہ معنی، اول تو ظاہر ہے ﴿ا﴾ اور دوم اس لئے کہ یہ الفاظ غیر شادی شدہ لوگ بھی استعمال کرتے ہیں۔ وهو الموفق

بیوی کو ماں کی غلیظ گالیاں دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بیوی کو ماں کی غلیظ گالیاں دیتا ہے کیا اس سے نکاح پر طلاق وغیرہ کا اثر پڑتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: فضل رازق امان کوٹ پشاور..... ۲/۱/۱۹۷۶ء

الجواب: چونکہ ماں کی غلیظ گالیاں الفاظ طلاق سے نہیں ہیں نہ صریح ہیں اور نہ کنایہ ہیں، لہذا

﴿ا﴾ قال العلامة الحصکفی: لو قال ان خرجت يقع الطلاق او لا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الاضافة اليها. قال ابن عابدين: ای المعنوية فانها الشرط.

(الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۶۶ قبیل مطلب من الصریح الالفاظ المصحفة)

اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله ما لم يستعمل الا فيه) ای غالباً كما يفیده
كلام البحر وعرفه فی التحریر بما یثبت حكمه الشرعی بلا نية و اراد بما اللفظ او
ما يقوم مقامه من الكتابة المستبينة او الاشارة المفهومة..... لان ركن الطلاق
اللفظ او ما يقوم مقامه.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۴۶۵ باب الصریح)

باب القضاء ودعوى الطلاق والنكاح

عورت طلاق ثلاثہ کا دعویٰ کرے اور شوہر منکر ہو اس کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا بیان ہے کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاق بیک وقت دے دی جبکہ واقعہ کی گواہی اس عورت کا پندرہ سالہ بیٹا دیتا ہے کہ میرے والد نے طلاق دیئے ہیں اور تین طلاق اکٹھی دیدی ہیں، جبکہ خاوند منکر ہے اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہیں بلکہ میں نے کہا ہے کہ میں تیرے والد کو بلا کر اس کے سامنے تجھے طلاق دوں گا اور فارغ کروں گا، علاوہ ازیں یہ خاوند بات کا کچا ہے جھوٹ بھی بولتا ہے اپنی بات پر قائم نہیں رہتا جبکہ بیوی نیک چلن اور بات کی پکی اور سچی عورت ہے، لہذا اس طلاق کا حکم واضح فرما کر ممنون فرمائیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: عبدالحق جامع مسجد حاجیہ ابيٹ آباد..... ۲۱/شوال ۱۴۰۲ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ عورت اس خاوند پر حرام ہوئی ہے اس عورت اور اس کے اولیاء پر ضروری ہے کہ اس خاوند کو جماع وغیرہ پر قدرت نہ دیویں، كما في الهدية ۵: ۲۴۶ و كذلك ان سمعت انه طلقها ثلاثا و جحد الزوج ذلك و حلف فردها عليه القاضي لم يسعها المقام معه وينبغي لها ان تفتدى لها بمالها او تهرب منه وان لم تقدر على ذلك قتلته الخ ﴿١﴾. وهو موفق

عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور زوج طلاق رجعی کا مدعی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سہمی زید نے اپنی بیوی ہندہ کو

﴿١﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۵: ۳۱۳ الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات)

طلاق دی ہے عمر حلفیہ گواہی دیتا ہے کہ زید نے تین طلاق دی ہیں اور بکریہ گواہی دیتا ہے کہ زید نے طلاق رجعی دی ہے، زید خود بھی کہتا ہے کہ میں نے طلاق رجعی دی ہے اور ہندہ کہتی ہے کہ مجھے تین طلاق سے طلاق کیا ہے، اب فیصلہ کس طرح ہوگا؟ بینواتوجروا

المستفتی: فضل واحد..... ۸/۵/۱۹۷۷

الجواب: صورت مسئلہ میں اگر بیوی نے تین طلاق بذات خود سنی ہوں تو یہ بیوی اس خاوند کیلئے حلال نہیں ہو سکتی ہے اگرچہ خاوند مکمل نصاب شہادت پیش کرے، وفی الہندیۃ: ۵: ۳۴۶
و كذلك ان سمعت انه طلقها ثلاثا و جحد الزوج ذلك و حلف فردھا علیہ القاضي لم یسعھا المقام معہ ﴿۱﴾ انتھی بقدر الضرورة و اما شهادة بینة الزوج فھی علی النفی فتكون ردأ ﴿۲﴾. وهو الموفق

خاوند تین طلاق دے کر منکر ہو جائے اور بیوی قسم کرے طلاق پر.....؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی عورت کو تین طلاق دے دے اور پھر منکر ہو جائے اور عورت قسم کرے کہ اس نے مجھے تین طلاق دی ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: شوکت علی اسماعیلہ مردان..... ۲۷/۹/۱۹۸۳

الجواب: اگر واقعی طلاق ثلاثہ دی ہو تو پھر اس آدمی کیلئے یہ عورت رکھنا یا عورت کیلئے اس

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۵: ۳۱۳ قبیل الباب الثانی فی العمل بغالب الرأی)
﴿۲﴾ وفی الہندیۃ: شاهد ان شهدا علی رجل بقول او بفعل یلزمه بذلك اجارة او كتابة او بیع او قصاص او مال او طلاق او عتاق فی موضع و صفاه او فی یوم سمیاه فاقام المشهود علیہ بینة انه لم یکن فی ذلك الموضع او لا فی ذلك الیوم فی الموضع الذی و صفاه لم تقبل منه البینة علی ذلك. (فتاویٰ عالمگیریہ ۳: ۵۱۲ الباب التاسع فی الشهادة علی النفی)

خاوند کے پاس وقت گزارنا جائز ہے ﴿۱﴾ ہاں اگر حلالہ کرے تو جائز ہوگا ﴿۲﴾۔

نوٹ:..... یہ عورت اس خاوند سے بھاگ سکتی ہے ﴿۳﴾۔ وہوالموفق

میاں بیوی کا طلاق کی تعداد میں اختلاف کی صورت میں فیصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کہتی ہے کہ مجھے میرے

شوہر نے دو دفعہ طلاق تو کچھ عرصہ قبل دی تھی پھر اس کے بعد یک دم تین طلاقیں دے دیں، گویا کل پانچ

طلاقیں دی ہیں، اس کے جواب میں لڑکا پہلی دو دفعہ کا اقرار کرتا ہے مگر اس نے جن کلمات پر تلفظ کا اقرار کیا

ہے اس کو وہ طلاق کے الفاظ سمجھتا ہی نہیں، اس کے خیال میں وہ محض دھمکی تھی یا مستقبل میں طلاق دینے کا

ارادہ ہے اور بعد میں دو دفعہ طلاق کہنا مانتا ہے، تیسری طلاق کا وہ اقرار نہیں کرتا، لڑکی کے والد کو اس واقعہ کا

﴿۱﴾ وفي الهندية: واما حكم (الطلاق) فوقع الفرقة بانقضاء العدة في الرجعي وبدونه في

البائن وزوال حل المناكحة متى تم ثلاثا كذا في محيط السرخسي.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۲۸ کتاب الطلاق الباب الاول)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا

صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۳ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به)

﴿۳﴾ وفي الهندية: وكذلك ان سمعت انه طلقها ثلاثا وجحد الزوج ذلك وحلف فردها

عليه القاضى لم يسعها المقام معه وينبغي لها ان تفتدى بمالها او تهرب منه وان لم تقدر على

ذلك قتلته واذا هربت منه لم يسعها ان تعتد وتزوج بزواج آخر قال شمس الائمة

السرخسي رحمه الله تعالى ما ذكر انها اذا هربت ليس لها ان تعتد وتزوج بزواج آخر

جواب القضاء اما فيما بينها وبين الله تعالى فلها ان تتزوج بزواج آخر بعد ما اعتدت كذا في

المحيط. (فتاوى عالمگیری ۵: ۳۱۳ الفصل الثاني في العمل بخبر الواحد في المعاملات)

علم ہوا چونکہ وہ پابند صوم و صلاۃ اور دین دار آدمی ہے وہ کہتا ہے کہ طبعاً تو مجھے یہی پسند ہے کہ نکاح نہ ٹوٹے اور یہ رشتہ قائم رہے لیکن شریعت کا حکم اگر کچھ اور ہے تو میں اسے تسلیم کروں گا، لہذا اس نے دونوں کے بیانات خود ان سے لکھوائے اور ایک عالم دین کے حوالہ کر دیئے کہ ان بیانات کی روشنی میں آپ فیصلہ کر کے شرعی حکم واضح فرمائیں کہ آیا حرمت مغلظہ ثابت ہوتی ہے یا طلاق رجعی ہے؟

تفریق کے بعد بہت سے مفاسد ہیں اور نکاح بر حال خود رہنے میں لڑکی کا اصرار ہے کہ مجھے جب خود یقین ہے میں نے خود اپنے کانوں سے پانچ دفعہ طلاق کے یہی الفاظ سنے ہیں اور میں قسم کھا کر کہتی ہو مجھے تفسیر قرآن اور بہشتی زیور سے اب مسئلہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ میرے لئے اس کے پاس رہنا حرام ہے، تو میں کیسے ایسے مرد کے ہاں بیوی بن کر رہوں، اس صورت حال میں آپ کی خدمت میں یہ استفتاء روانہ کیا جا رہا ہے آپ دونوں کے ملفوف بیان غور سے ملاحظہ کر کے ان کے متعلق شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

(۱) لڑکے کے وہ الفاظ جو دو دفعہ پہلے کہے گئے تھے ”طلاق لے لو“ کیا موجب طلاق ہیں۔

(۲) لڑکی پوچھتی ہے کہ اگر گواہ نہیں تو کیا خود اس کی تحریر سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس نے مجھے دو

مرتبہ طلاق تو پہلے دی ہے اور بعد کے دو مرتبہ کا بھی وہ اقرار کر رہا ہے تو میں پانچ دفعہ کی کہتی ہوں اور وہ چار دفعہ کو مان رہا ہے اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) اگر وہ دو دفعہ پر قسم کھاتا ہے تو میں تین مرتبہ بلکہ پانچ مرتبہ پر قسم کھانے کیلئے تیار ہوں۔

(۴) وہ عالم دین اس بارہ میں کیا فیصلہ صادر کرے تاکہ لڑکی کے والد کو وہ بات بتلا دی جائے اور

وہ لڑکی کو اس پر آمادہ کر کے عمل کرادے خواہ وہ فصل ہو یا وصل؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: نام معلوم.....

الجواب: اگر چار والا واقعہ سابقہ واقعے سے بمقدار عدت گزرنے کے بعد ہوا ہو تو یہ عورت

اس خاوند کو بغیر تحلیل کے واپس ہو سکتی ہے، بشرطیکہ رجعت قولی یا عملی موجود نہ ہوئی ہو، لان کلمة ”جا“

یتکلم بها عادة لا على نية الطلاق، وکلمة "طلاق" لے لو يقع بها الطلاق كما في الهندية ۴۰۸: ۱ ولو قال لها خذى طلاقك يقع من غير نية ﴿۱﴾ اور اگر چاروالا واقعہ عدت گزرنے سے قبل یارجعت کے بعد ہوا ہو تو خاوند کو قسم دی جائے گی، لکونہ منکراً، اور قسم کرنے کی صورت میں فیصلہ بظاہر خاوند کے حق میں ہوگا، لیکن فتویٰ کی رو سے یہ عورت آزاد ہوگی، كما في الهندية ۳۴۶: ۵ وکذلك ان سمعت انه طلقها ثلاثا ووجد الزوج ذلك وحلف فردها عليه القاضي لم يسعها المقام معه وينبغي لها ان تفتدى بمالها او تهرب منه وان لم تقدر على ذلك قتلته واذا هربت منه لم يسعها ان تعتد وتتزوج بزواج آخر قال شمس الائمة السرخسى ما ذكر انها اذا هربت ليس لها ان تعتد وتتزوج بزواج آخر جواب القضاء اما فيما بينها وبين الله تعالى فلها ان تتزوج بزواج آخر بعد ما اعتدت كذا في المحيط ﴿۲﴾. وهو الموفق

شوہر طلاق دینے کے باوجود انکار کرے اور بیوی اقرار تو.....؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہرم نے بحالت جھگڑا مجھے یکے بعد دیگرے دو دفعہ کہا ہے کہ تجھے تین طلاقوں سے طلاق کیا ہے، شوہر نے جواب میں کہا کہ زوجہ ام کا دعویٰ غلط اور جھوٹ ہے درمیان میں کوئی شہادت نہیں ہے، بنا بریں شوہر کو حلف دلائی گئی، شوہر نے حلفیہ کہا کہ میں نے مدعیہ کے بیان کردہ الفاظ سے طلاق وغیرہ کوئی نہیں دی، اندر میں حالت مدعیہ اپنے بیان پر مصر ہے تو اس صورت میں وہ اپنے خاوند کے پاس رہ سکتی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد عبدالحی ماہرہ ڈی آئی خان..... ۳۰/۳/۱۹۷۵

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۸۳ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۵: ۳۱۳ قبیل الباب الثانی فی العمل بغالب الراى کتاب الکراہیة)

الجواب: اگر اس زوجہ کو اس تغلیظ کا جزم اور یقین ہو اور خاوند منکر ہو تو اگر یہ عورت خلع یا فرار پر قدرت نہ رکھتی ہو تو حاکم یا محکم کے پاس مرافعہ کیا جائے پس اگر خاوند نے حلف لیا تو اس تقدیر پر اس عورت کیلئے اس خاوند کے پاس رہنے میں گناہ نہ ہوگا، کما فی الدر المختار: ترفع الامر للقاضی فان حلف ولا بینة فالائم علیه وان قتلته فلا شیء علیها، وفی رد المحتار ۲: ۷۲۸ وینبغی تقييده بما اذا لم تقدر على الافتداء او الهرب ﴿۱﴾. وهو الموفق

اگر گواہ عادل ہوں تو طلاق سے انکار غیر معتبر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے ہمارے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جبکہ شوہر منکر ہے اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینوات و جروا
المستفتی: پرویز احمد گوجر خان پنڈی..... ۱۹۸۵ء/۶/۲۶

الجواب: اگر دونوں گواہ عادل ہوں تو خاوند کا انکار غیر معتبر اور طلاق واقع ہوگی، کما فی الدر المختار ۳: ۵۱۵ ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق وو كالة الخ رجلان الخ اور رجل وامرأتان ﴿۲﴾. وهو الموفق

طلاق میں مختلف اور مضطرب شہادت اور الفاظ طلاق میں اختلاف کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیوی کو بہ اجازت خود اس کے والدین کے گھر بھیجا، آٹھ ماہ بعد اس کو لینے کیلئے گیا، ساس کو میں نے کہا کہ لڑکی کو میرے ساتھ روانہ کر دو، اس پر ہمارے درمیان تلخ کلامی ہوئی، اس اثناء میں شدت غضب کی حالت میں میرے منہ سے

﴿۱﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۵۹۰، ۵۹۱ قبیل باب الايلاء)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۳: ۲۱۳ کتاب الشهادات)

تین مرتبہ یہ الفاظ نکلے، کہ اگر تم اس کو میرے ساتھ نہ بھیجوگی تو میں طلاق دوں گا، الفاظ تو یاد ہیں البتہ قصد وارادہ نہ تھا، میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا مگر یہ الفاظ میرے منہ سے نکلے، ڈھائی ماہ بعد سرال نے طلاق ہونے کا دعویٰ کیا، میں نے رد کیا کہ میں نے مستقبل کے الفاظ بولے ہیں پھر میرے سر نے دریافت کیا چونکہ وہ اس مجلس میں نہیں تھا کہ اس داماد نے کیا کہا تھا، عورتوں نے مندرجہ ذیل شہادتیں دی ہیں، ایک زنا نہ نے کہا کہ خدا حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان دیتی ہوں کہ اس نے گھر سے نکلتے وقت صرف طلاق کا لفظ تین مرتبہ کہا ہے اس سے پہلے یا بعد میں کچھ نہیں کہا، دوسری نے یہ شہادت دی کہ اس نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے ہیں میں طلاق دیتا ہوں، دو مرتبہ بیٹھ کر اور ایک مرتبہ کھڑے ہو کر، ایک لڑکے نے یہ گواہی دی کہ ایک مرتبہ چار پائی پر بیٹھے ہوئے اور دو مرتبہ کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے طلاق دی، منور نے کہا کہ تقریباً رات گیارہ بجے وقفہ وقفہ کے بعد تین مرتبہ یہ الفاظ استعمال کئے کہ میں نے طلاق دی، اب جبکہ گواہوں کے بیانات بھی مختلف ہیں نیز یہ بھی یقین ہے کہ یہ پانچ مرد و عورتیں جو گواہ ہیں ہمارے اور ان کے درمیان دنیاوی عداوت بھی ہے، یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان زبانی لڑائیاں بھی ہوئی ہیں اس صورت میں طلاق کے وقوع کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عبدالرشید حیدر آباد سندھ..... ۶/۱۹۷۶ء/۸/۲۴

الجواب: صورت مسئلہ میں یہ بیوی مطلقہ مغلظہ نہیں ہے کیونکہ اختلاف اور اضطراب کی وجہ

سے یہ شہادت کا عدم اور ناقابل سماعت ہوگی ﴿۱﴾ البتہ اگر بیوی نے بذات خود طلاق کے الفاظ (یعنی

﴿۱﴾ قال العلامة ابن الشحنة: وفي المنبع الموافقة كما تشترط بين الشهادة والدعوى فكذلك تشترط بين شهادة الشاهدين فيما يشترط فيه العدد حتى لو وقع الاختلاف بين شهادتهما لم تقبل شهادتهما وهذا لان اختلافهما اختلاف بين الدعوى والشهادة.

(لسان الحکام الملحقہ بمعین الحکام ۲۴۷ نوع فی الاختلاف فی الشهادة)

طلاق ہے طلاق ہوگی وغیرہ) سنے ہوں تو اس کیلئے اس خاوند کے پاس رہنا حرام ہے، کما فی الہندیۃ ۳۴۶: ۵ وکذلک ان سمعت انه طلقها ثلاثا ووجد الزوج ذلک وحلف فردھا علیہ القاضی لم یسعھا المقام معہ وینبغی لھا ان تفتدی بمالھا او تهرب منه وان لم تقدر علی ذک قتلته ﴿۱﴾. وهو الموفق

طلاق میں مدعیہ مطلقہ کے گواہ منظور اور ناکح منکر کے نام منظور ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کے پاس روپے نہیں تھے صرف اعتبار جمانے کیلئے یہ الفاظ دہرائے کہ اگر میں کل اس وقت تک روپیہ نہ دوں تو مجھ پر بیوی طلاق ہے تین دفعہ یہ الفاظ دہرائے اور اس واقعہ کے گواہ موجود ہیں اب وہ آدمی انکار کر رہا ہے اب ان کا فیصلہ کس طرح ہو سکتا ہے کس کے گواہ معتبر ہوں گے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: عتیق اللہ..... ۱۳۹۱/۶/۳ھ

الجواب: صورت مسئلہ میں منکوحہ مدعیہ طلاق ثلاثہ ہے اور ناکح منکر ہے پس مدعیہ کے گواہ

منظور ہیں، لان البینه للمدعی والیمین علی من انکر ﴿۲﴾ اور ناکح کے گواہ نام منظور ہیں لانہا ﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۵: ۳۱۳ الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات) ﴿۲﴾ قال الشیخ محمد خالد الآتاسی: البینه علی المدعی والیمین علی من انکر..... وهذه القاعدة بعینها لفظ حدیث مشہور تعلقته الائمة بالقبول، منقول فی شرح العنایة بهذا اللفظ، وفی روایة: البینه علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ وفی روایة مسلم واحمد: لو اعطی الناس بدعواہم لا دعی ناس دماء رجال واماوالم لکن البینه علی المدعی الخ.

(شرح المجلة ۱: ۲۱۳ مادة: ۷۶)

شهادة على النفي، كما في ردالمحتار ۳: ۳۸۸ ﴿۱﴾ وغيره فليراجع. هو الموفق

طلاق میں پانچ گواہوں کے بیان میں اختلاف کی صورت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بہن کہا اور طلاق دی، اس پر گواہ موجود ہیں، ایک گواہ سے عدد بھول گیا ہے اور دو کہتے ہیں کہ تین دفعہ بہن اور طلاق بولا ہے اور باقی دو گواہ بولتے ہیں کہ صرف دو دفعہ بولا ہے، اب اس صورت میں طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: غلام جیلانی ناظم مدرسہ تدریس القرآن فتح جنگ..... ۱۸/۷/۱۹۷۳

الجواب: واضح رہے کہ صورت مسئلہ میں اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی ہے، اس کیلئے زبانی مراجعت کافی ہے، البتہ ایک خاص وجہ سے تجدید نکاح کرنا بہتر ہے، والدلیل علی المرام ان اطلاق الاخت علی الزوجة وان كان يكره لكن لا يقع به الطلاق لما في الدرالمختار ۲: ۳۹ والا ينوشينا او حذف الكاف لغا وتعین الادنی ای البر ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه انتھی ﴿۲﴾ وراجع الی ردالمحتار، وكذا الشاهد الواحد لا يخبر عن العدد والاثنان يخبران عن التغليظ وآخران عن غير التغليظ ای عن طلقتين فتهاوتت البينتان لما في الدرالمختار ۳: ۶۲ ولو شهد احدهما بالف والآخر بالفين او ﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدين: (قوله لم تقبل) ای عندهما لانها قامت علی النفی..... وحاصله انه لا يفصل فی النفی بین ان يحيط به علم الشاهد فتقبل الشهادة به او لا فلا بل لا تقبل علی النفی مطلقا نعم تقبل علی النفی فی الشروط حتی لو قال لعبدہ ان لم تدخل الدار اليوم فانت حر فشهدا انه لم يدخلها قبلت ويقضى بعقده كما فی المبسوط. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۱۳۷ باب اليمين فی البيع مطلب شهادة النفی لا تقبل فی الشروط)

﴿۲﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۶۲۶ باب الظهار)

مأة ومأتين او طلقة و طلقتين او ثلاث ردت لاختلاف المعنيين، انتھی ﴿۱﴾ پس چونکہ یہ چار گواہ دو طلاق پر متفق ہیں اور تیسری میں مختلف ہیں لہذا یہ دو واقع ہوں گی اور چونکہ یہ دونوں صریح ہیں لہذا عدت کے اندر رجوع درست ہوگا۔ وهو الموفق

محکم کے پاس باقاعدہ ثبوت لے جانے کے بغیر بیوی مطلقہ نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنی بیوی کو پڑوس کے گھروں میں جانے سے ممانعت کرتا رہا، بیوی کی اس حرکت سے باز نہ آنے پر ہمارے درمیان تنازعہ پیدا ہوا، میرے سسرال کی خواہش ہے کہ میری بیوی مجھ سے علیحدہ ہو کر دوسرے قبیلہ میں عقد کر کے دیں، رات کے وقت ہمارا بحث و مباحثہ اور تکرار جاری تھی حتیٰ کہ مجھ پر دباؤ ڈالا گیا بلکہ قتل کی دھمکی دی گئی کہ اپنی بیوی کو پڑوس کے گھروں میں جانے سے نہ روکا جائے، چنانچہ میں نے صرف یہ کہا کہ یہ میری کوئی ماں یا بہن نہیں ہے میں ہرگز اس کو پڑوس میں نہیں جانے دوں گا لڑکی کے والدین کے طرفداروں کے علاوہ دوسرے افراد بھی موقع پر موجود تھے، صبح کے وقت ان افراد میں سے ایک نے چار اور افراد لے کر جمع کئے اور ان کے روبرو یہی کہانی بیان کی تو کفارہ لگایا گیا میں نے ادا کیا، اب بیوی کے والدین اور طرفداری کرنے والے چند آدمی میرے خلاف بیان کر رہے ہیں کہ میں نے بیک وقت طلاق ثلاثہ کہا ہے اور بیوی کو خود مجھ سے علیحدہ کر رہے ہیں، اب آپ وضاحت فرمائیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: بشیر روشن کوہالہ ہری پور ہزارہ..... ۸/۳/۱۹۷۵

الجواب: حسب بیان مستفتی اس خاوند پر نہ کوئی کفارہ واجب ہے اور نہ بیوی طلاق ہوئی ہے

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۴: ۳۳۳ باب الاختلاف فی الشهادة)

البتہ محکم کے پاس باقاعدہ ثبوت لانے کے بعد بیوی مطلقہ ہوگی ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

طلاق مغلظہ اور اس پر شہادت کی موجودگی میں زوجیت کا دعویٰ مردود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو طلاق ثلاثہ دے کر علیحدہ کر دیا اور اس کے گواہ بھی موجود ہیں عورت نے عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ شادی کر لی جس کے بطن سے سات بچے پیدا ہوئے، آج بیس سال بعد وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی تھی اور منکوحہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ بیس سال تک وہ خاموش رہا، کیا دو گواہوں کے سامنے زبانی طلاق ہو جاتی ہے؟ کیا بیس سال گزرنے کے بعد وہ یہ حق رکھتا ہے کہ محض عناد کی وجہ سے وہ اپنی سابقہ بیوی کو بدنام کرے؟ بینواتو جروا

المستفتی: نام معلوم..... ۱۹۷۳ء/۲/۱۳

الجواب: بشرط صدق مستفتی اس شخص پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہوئی ہے اور شہادت طلاق کے موجودگی میں اس کا دعویٰ مردود کیا جائے گا ﴿۲﴾ فی الدر المختار: ورنہ لفظ مخصوص حال عن الاستثناء (ہامش رد المحتار ۲: ۵۷۴) ﴿۳﴾. وهو الموفق

بعد الوفات طلاق کی خبر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد ماجد نے ایک شادی

﴿۱﴾ وفي الهندية: وشرط فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال كالنكاح والطلاق. (فتاوى عالمگیری ۳: ۲۵۱ کتاب الشهادات الباب الاول)

﴿۲﴾ قال العلامة الحصكفي: ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق وو كالة..... رجلان..... او رجل وامرأتان. (الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۲۱۳ کتاب الشهادات)

﴿۳﴾ (الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۲۵۳ کتاب الطلاق)

کر کے پھر دوسری شادی کر لی، دوسری شادی سے کچھ اولاد تھی جس میں بڑا بھائی بھی تھا، بڑے بھائی نے والد کو تیسری شادی سے منع کرنا چاہا کہ تیسری شادی نہ کریں لیکن باپ نے تیسری شادی کر لی، جس سے کچھ اولاد پیدا ہوئی، اب والد صاحب وفات پا گئے ہیں مال موروثہ کی تقسیم کا مسئلہ ہے، اب بڑا بھائی کہتا ہے کہ مال متروکہ میں تیسری شادی کی اولاد کا حصہ نہیں ہے کیونکہ جب والد صاحب تیسری شادی کرنے لگے تو میرے منع کرنے کی وجہ سے اس نے کہا تھا کہ اگر میں تیسری شادی کر لوں تو وہ مجھ پر طلاق ہوگی، لیکن اس کے باوجود فعل حرام کا مرتکب ہوا لہذا وہ اولاد جو تیسری شادی سے ہے ان کا اس میں کوئی حق نہیں ہے، اور بڑا بھائی مزید برآں یہ بھی کہتا ہے کہ مجھے یہ حق ہے کہ میں اس کا اظہار کروں ورنہ عند اللہ میں مجرم ہوں گا، کیا یہ دعویٰ (بڑے بھائی کا) صحیح ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عبدالستار بلوچستان..... ۱۹۷۷ء/۱۰/۲۶

الجواب: جب مدعی اور گواہ تاحین وفات ساکت رہیں ﴿۱﴾ تو فسق نیز تہمت کی وجہ سے ان کی خبر واجب القبول نہیں ہوگی ﴿۲﴾ خصوصاً جبکہ تین الفاظ سے تین طلاق دینے اور حسب العرف تجدید ﴿۱﴾ قال الشيخ الافغانی: والدعوی تندفع بمرور الزمان ایضا اذا كان الترك بلا عذر من کون المدعی غائباً او صبیاً او مجنوناً و لیس لهما ولی او کون المدعی علیہ امیراً جائراً یخاف منه الخ.

(معین القضاء و المفتیین ۲۴ الفصل الخامس فی دفع الدعوی)

﴿۲﴾ قال العلامة الطرابلسی: ومنه ما حکاه عن شرح الزیادات: مات عن امرأة وورثة فشهد الشهود انه كان اقر بحرمتها حال صحته ولم يشهدوا بذلك حال حياته لا تقبل اذا كانت هذه المرأة مع هذا الرجل وسکوته لانهم فسقوا و شهادة الفاسق لا تقبل.

(معین الحکام ۷۲ فصل حد العدالة الخ)

نکاح کا احتمال ﴿۱﴾ اور تحلیل ﴿۲﴾ یا قبول بالفعل ﴿۳﴾ یا امام محمد کے قول پر عمل کرنے کا احتمال موجود ہے ﴿۴﴾۔ وهو الموفق

نکاح کے ثبوت کیلئے نکاح خواں کی بجائے دوسرے امام کی گواہی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا نکاح تقریباً دس سال ہو گئے ہیں ایک آدمی کے ساتھ ہوا تھا حقوق زوجیت ادا کرتے تھے، اب یہ عورت ایک دوسرے آدمی کے ساتھ بھاگ گئی اور حکومت میں دعویٰ کیا کہ میرا نکاح اس سابق شخص کے ساتھ نہیں ہوا ہے، اب وہ امام ﴿۱﴾ قال العلامة ابن نجيم: ولو كرر لفظ الطلاق فان قصد الاستئناف وقع الكل او التاكيد فواحدة ديانة والكل قضاء وكذا اذا اطلق. (الاشباه والنظائر ۵: قبيل القاعدة الثالثة) چونکہ ہمارے عرف میں تکرار طلاق تاکید کیلئے ہوتی ہے اور بغیر نیت کے حسب العرف بھی تاکید مراد لی جائے گی، اسلئے اس صورت میں ہمارے شیخ دامت برکاتہم طلاق رجعی کا حکم فرماتے ہیں جبکہ بعض علماء اس تکرار کو بائن پر محمول کرتے ہیں اس لئے تجدید نکاح کا بھی فرماتے ہیں (فليراجع الى فصل عد الطلاق والقاء الاحجار من هذه الفتاوى)

﴿۲﴾ مثلاً طلاق مغلظہ دی ہو اور پھر حلالہ کے بعد دوبارہ اس کے نکاح میں آئی ہو، كما في الهداية: وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. (الهداية ۲: ۳۹۹ باب الرجعة كتاب الطلاق)

﴿۳﴾ قال العلامة الشامي: اذا قال كل امرأة اتزوجها طالق والحيلة فيه ما في البحر من انه يزوجه فضولي ويجيز بالفعل كسوق الواجب اليها.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۵۳۷ مطلب فسخ اليمين المضافة الى الملك)

﴿۴﴾ قال العلامة الحصكفي: وفي المجتبى عن محمد في المضافة لا يقع وبه ائمة خوارج انتهى وهو قول الشافعي وللحنفي تقليده بفسخ قاض بل محكم بل افتاء عدل وبفتوتين في حادثتين وهذا يعلم ولا يفتى به بزانية. (الدرالمختار على هامش ردالمختار ۲: ۵۳۸، ۵۳۹ مطلب في فسخ اليمين المضافة الى الملك)

جس نے نکاح پڑھا ہے حکومت میں دعویٰ نہیں کرتا کیونکہ مدعی علیہ اور امام ایک قوم کا ہے، اب اگر اس امام کی بجائے دوسرا امام نکاح کرنے کی گواہی دے تو یہ حیلہ بنانا کیسا ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: نظام الدین احاطہ مدنیہ دارالعلوم حقانیہ

الجواب: اگر عرف سے معلوم ہو کہ یہ خاوند وغیرہ مقدمہ جیتنے کے بعد اس عورت کو قتل کریں گے تو اس امام دوم کیلئے قتل کا سبب بننا اشد ہے نسبت زنا کاری پر مطلع ہونے سے، کیونکہ یہ امام دوم اس زنا کا سبب نہیں بنا ہے۔ وہوالموفق

شوہر کو طلاق پر مجبور کرنے کی وجوہات اور خنثی مشکل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیوی اپنے خاوند کو کس وقت طلاق دینے پر مجبور کر سکتی ہے؟ نیز خنثی مشکل فاعل یا مفعول بن سکتا ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: تختہ خان سعودی عرب ۲/ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

الجواب: خاوند کو ما سوائے ظہار ﴿۱﴾ لعان ﴿۲﴾ اور عنیت ﴿۳﴾ کے دیگر صورتوں میں طلاق دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے، اور خنثی مشکل نہ فاعل ہو سکتا ہے اور نہ مفعول یعنی نہ خاوند اور نہ بیوی
﴿۱﴾ وفي الهندية: المظاهر اذا لم يكفر ورفع امره الى القاضي يحبسہ القاضي حتى يكفر او يطلق كذا في الظهيرية. (فتاوى عالمگیری ۱: ۵۰۷ الباب التاسع في الظهار)
﴿۲﴾ وفي الهندية: اذا التعنا فرق الحاكم بينهما ولا تقع الفرقة حتى يقضى بالفرقة على الزوج فيفارقها بالطلاق فان امتنع فرق القاضي بينهما.
(فتاوى عالمگیری ۱: ۵۱۶ الباب الحادى عشر فى اللعان)
﴿۳﴾ وفي الهندية: ان اختارت الفرقة امر القاضي ان يطلقها طليقة بائنة فان ابى فرق بينهما هكذا ذكر محمد رحمه الله فى الاصل كذا فى التبيين والفرقة تطليقة بائنة كذا فى الكافى.
(فتاوى عالمگیری ۱: ۵۲۳ الباب الثانى عشر فى العين)

(ردالمحتار) ﴿۱﴾. وهو الموفق

شوہر نے طلاق معلق دی تھی سات سال بعد عورت نے انکار کیا اب کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خاوند اپنی بیوی کو کہہ دے کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو تجھے تین طلاق ہیں وہ عورت چلی گئی، اب سات سال بعد عورت کہتی ہے کہ مجھے شوہر نے اجازت دی تھی تب میں گئی، اور شوہر کہہ دے کہ مجھے صحیح طور پر یاد نہیں کہ میں نے اجازت دی تھی یا نہیں؟ اب شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا تو جو رو

المستفتی: دتی خان..... ۱۷/ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: صورت مسئلہ میں اگر اس عورت نے شہادت عادلہ سے اجازت ثابت کی تو مطلقہ مغلطہ نہیں ہے، اگر عورت کے پاس شہادت عادلہ بابت اجازت زوج نہ ہو ﴿۲﴾ اور خاوند کو اجازت دینے اور نہ دینے کے متعلق معلومات نہ ہوں تو صرف شک کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی البتہ اگر خاوند اجازت دینے سے انکار علی وجہ الجزم کر رہا ہو تو اس خاوند کو قسم دی جائے اور اگر قسم سے انکار کیا

﴿۱﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله فخرج الذكر والخنثى المشكل) ای ان یراد العقد علیہما لا یفید ملک استمتاع الرجل بہما لعدم محلیتہما لہ وکذا علی الخنثی لامرأة او لمثله ففي البحر عن الزیلعی فی کتاب الخنثی لو زوجہ ابوہ او مولاه امرأة او رجلا لا یحکم بصحته حتی یتبین حالہ انه رجل او امرأة فاذا ظهر انه خلاف ما زوج به تبین ان العقد کان صحیحا والافباطل لعدم مصادفة المحل وکذا اذا زوج خنثی من خنثی آخر لا یحکم بصحة النکاح حتی یظهر ان احدهما ذکر و الآخر انثی.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۲۸۱ کتاب النکاح)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وشرط فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال كالنکاح والطلاق. (فتاویٰ عالمگیری ۳: ۲۵۱ کتاب الشهادات الباب الاول)

تویبوی مطلقہ مغلظہ نہ ہوگی اور اگر قسم کی تویبوی مطلقہ مغلظہ ہوگی ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

خيار بلوغ کی وجہ سے تنسیخ نکاح کی صورت میں صحیح فیصلہ کی صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا نکاح شرعی طور پر ایک لڑکی کے ساتھ ہوا، جبکہ لڑکی نابالغہ تھی اور یہ کام اس کی ماں کی سرپرستی میں ہوا، پھر اس کی ماں وفات پائی اور بھائی اس کا سرپرست بن گیا، لڑکی کے بلوغ کے پانچ سال بعد کسی کی شرارت پر اس لڑکی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں نے سن بلوغ میں ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور نکاح فسخ کیا ہے، قاضی کے سامنے فیصلہ پیش ہوا، قاضی صاحب نے اس لڑکی سے اس دعویٰ پر گواہ طلب کئے وہ گواہ پیش نہ کر سکی، قاضی صاحب نے اس سے رو بہ پردہ حلف اٹھایا، یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ وہی لڑکی تھی یا دیگر، پھر قاضی صاحب نے زوج سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کیا کیونکہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ بلوغ کے وقت اس لڑکی نے سکوت اختیار کیا تھا اور اس بات پر گواہ بھی موجود ہیں، اب سوال یہ ہے کہ قاضی کا یہ فیصلہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

المستفتی: محمد اسحاق میاں مایا رتیمر گرہ دیر..... ۱۹/ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب: اس قاضی کا یہ فیصلہ غلط ہے کیونکہ عورت کو اس وقت قسم دی جاتی ہے جبکہ اصل نکاح کے رد اور سکوت میں اختلاف ہو، زوج کہتا ہو کہ تم نے نکاح کے رد سے سکوت کیا ہے اور عورت بالغہ کہتی ہو کہ میں نے رد کیا ہے اور یہی مسئلہ بحر الرائق ۳: ۱۷۱ میں مسطور ہے ﴿۲﴾ لیکن یہاں خيار بلوغ کی وجہ سے

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: فان اختلفا في وجود الشرط اى ثبوته ليعم العدمى فالقول له مع اليمين..... الا اذا برهنت فان البينة تقبل على الشرط وان كان نفيا كان لم تجب صهرتى الليلة فامرأتى كذا فشهد انها لم تجنه قبلت وصلقت. (الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۵۴۵، ۵۴۶ مطلب اختلاف الزوجين في وجود الشرط)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن نجيم: اى لو قال الزوج بلغك النكاح فسكت وقال رددت ولا بينة لهما ولم يكن دخل بها فالقول قولها الخ. (البحر الرائق ۳: ۱۱۷ باب الاولياء والاكفاء)

رد اور سکوت کا مسئلہ ہے جس میں عورت فسخ کی مدعیہ ہے اور خاوند منکر ہے لہذا گواہ عورت کے منظور ہوں گے اور قسم خاوند کو دی جائے گی، (فی الہندیۃ ۱: ۳۰۴) ولو وقع الاختلاف فی خيار البلوغ فقالت المرأة اخترت نفسي ورددت النکاح کما بلغت، وقال الزوج بل سکت وسقط خيارک فالقول قول الزوج کذا فی المحيط انتہی ﴿۱﴾، لہذا قاضی مذکور نے دو واضح غلطیاں کی ہیں۔ وهو الموفق

شرعی نکاح ہو چکا ہے شوہر منکر ہے اس صورت میں عدالتی ڈگری کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا شرعی نکاح رو برو گواہان ہو چکا ہے لیکن زید جس کا نکاح اس عورت کے ساتھ ہوا ہے نے عدالت میں حلفاً بیان دیا ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ نہیں ہوا ہے، عدالت نے بھی حکم جاری کیا ہے کہ یہ عورت زید کی بیوی نہیں ہے کیا شرعی نکاح قائم ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عبدالعزیز کالا باغ ہزارہ..... ۱۷/ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

الجواب: اگر نکاح کے وقت یہ عورت نابالغہ تھی یا بالغہ ہونے کی صورت میں والد نے اس عورت کی مرضی سے نکاح کیا تھا تو اس عدالتی کارروائی کے بعد بھی یہ نکاح قانونی طور سے تو کالعدم لیکن شرعی طور سے لازم اور نافذ ہے، لعدم وجود رافع النکاح. وهو الموفق

بلاقاعدہ عدالتی طلاق قانونی ہو سکتی ہے شرعی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنی بیٹی جو کہ کم عمر اور نابالغہ تھی، امیر گل کو نکاح پر دی تھی جبکہ نہ میری لڑکی اس نکاح پر راضی تھی اور نہ لڑکا اس وقت بالغ تھا، بادل

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۶ الباب الرابع فی الاولیاء)،

ناخواستہ اس وقت نکاح ہو گیا، پھر لڑکے نے دوسری شادی کی، بعد میں میں نے لڑکے کے والدین سے کہا کہ میری لڑکی کی شادی کر لو، لیکن وہ نہ شادی کرنے پر تیار تھے اور نہ طلاق دینے پر، پھر میں نے فیملی کورٹ کو رجوع کیا، عدالت میں لڑکا حاضر ہو کر میری لڑکی کے ساتھ شادی کرنے پر تیار تھا اور راضی تھا لیکن لڑکی راضی نہیں تھی پھر عدالت نے فیصلہ سنا دیا کہ چونکہ لڑکی راضی نہیں ہے اس لئے عدالت نے طلاق دے دی ہے، از روئے شرع اس طلاق کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: پیر غلام درہ پیزو بنوں..... ۱۹۹۰ء/۸/۸

الجواب: اگر یہ لڑکا شادی کرنا چاہتا تھا اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر تھا یعنی مستقل کمرہ اور نفقہ دے سکتا تھا تو یہ عدالتی طلاق صرف عدالتی اور قانونی طلاق ہوگی نہ کہ اسلامی اور شرعی طلاق ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

ارتداد اور الفاظ کفریہ کے بعد بلا طلاق دوسرے شوہر سے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسلمان شادی شدہ عورت نے لفظیہ اقرار کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) خدا کا بیٹا ہے اور دل سے اس کی تصدیق کی اور ﴿۱﴾ قال الشيخ شمس الحق الافغانى: حکم القاضى على خلاف النص كالحكم بحل متروك التسمية عمداً او على خلاف السنة المشهورة كالحكم بتحليل المطلقة ثلاثاً بمجرد عقد المحلل بلا دخول او على خلاف الاجماع كالحكم بصحة نكاح المتعة باطل ولكل قاض نقضه اذا رفع اليه..... الخطاء الذى قضى به القاضى اما ان يختلف الفقهاء فى كونه خطأ او لا يختلفوا الثانى يرجع عنه ويرده لا محالة..... الثانية اذا قضى ثم ظهر له خطأه فى القضاء بان ظهر ان الشهود كانوا عبيدا او محدودين فى قذف ينقض قضائه الثالثة اذا قضى بخلاف مذهبه على طبق ما مر سابقا.

(معين القضاة والمفتيين ۶۸، ۷۰ اقسام القضاء وما يرد منها وما لا يرد)

اس پر اپنا عقیدہ جمایا چونکہ یہ عقیدہ رکھنے سے وہ مرتد ہوئی اور وہ اپنا شہر چھوڑ کر دوسرے شہر چلی گئی، اور وہاں دوبارہ مسلمان ہوئی اور وہاں مسلمان ہونے کے بعد دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کیا، تو اب ان دونوں میاں بیوی کا جماع وغیرہ جائز ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عبدالرب حیدر آباد سندھ..... ۲۹/۹/۱۹۷۹

الجواب: بنا بر قول مفتی بہ (وہو قول مشائخ بلخ) یہ عورت پہلے خاوند کے نکاح میں

ہے ﴿۱﴾ اس دوسرے خاوند کیلئے اس عورت کے ساتھ جماع وغیرہ کرنا حرام ہے، جیسا کہ پہلے خاوند کیلئے تجدید نکاح سے قبل استمتاع حرام ہے، والتفصیل فی الحیلة الناجزة ۱۵۸ ﴿۲﴾.....

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: لو ارتدت لمجئ الفرقة منها..... وتجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجر الہا بمہر یسیر..... وافتی مشایخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا و تیسیرا لا سیمما التی تقع فی مکفر ثم تنکر قال فی النہر والافتاء بهذا اولی من الافتاء بما فی النوادر. (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۳۲۶ باب نکاح الکافر)

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: حاصل یہ ہے کہ اگر عورت مرتد ہو جائے تو اس کے نکاح کے بارہ میں حنفیہ کے تین قول ہوئے، ایک یہ کہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے لیکن بعد تجدید اسلام اس کو تجدید نکاح پر مجبور کیا جائے گا اور کسی دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہ دیا جائے گا، وهو ظاہر الروایة، دوسرا یہ کہ نکاح فسخ ہی نہ ہوگا بلکہ وہ دونوں بدستور زن و شوہر ہی رہیں گے، تیسرا یہ کہ عورت کو کنیز بنا کر رکھا جائے گا۔

ان تینوں اقوال میں اگرچہ کچھ اختلاف ہے لیکن اتنی بات پر تینوں متفق ہیں کہ عورت کو کسی طرح یہ حق نہ دیا جائے گا کہ وہ اپنے پہلے خاوند کے نکاح سے علیحدہ ہو کر دوسری جگہ نکاح کر لے، اس میں یہ بات متفق علیہ ہو گئی کہ عورت کو دوسری جگہ نکاح کا ہرگز اختیار نہ ہوگا، اب ہندوستان میں بحالت موجودہ اس متفق علیہ پر عمل کرنا غیر ممکن ہے..... اور نوادر کی روایت پر عمل کرنا تو ظاہر الروایت سے بھی زیادہ مشکل بلکہ بحالت موجودہ غیر ممکن ہے اس لئے اب بجز اس کے کہ مشائخ بلخ و سمرقند کے قول کو اختیار کر کے اسی پر فتویٰ دیا جائے کوئی چارہ نہ رہا۔

مشائخ بلخ کے قول کے موافق جبکہ بقاء نکاح کا فتویٰ دیا جائے تو ساتھ ہی..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کفایت ۱۶۷ ﴿۱﴾. وهو الموفق

مرتب اور کافر بننے والے کا نکاح خود بخود ختم ہو جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ انیس سال ہوئے ہیں کہ میری شادی ایک شخص سے ہوئی ہے اس وقت میرے دو بچے ہیں میرا خاوند عرصہ آٹھ سال سے مجھے اسلامی رکنیت سے منع کرتا ہے حتیٰ کہ نماز، روزہ، تلاوت کلام پاک اور کلمہ شریف نہیں پڑھنے دیتا، اگر میری زبان سے کلمہ نکلتا ہے تو مجھے مارتا پینتا ہے، میں نے ایک دفعہ تلاوت کلام پاک شروع کی تو قرآن کو پھینک دیا، میں چپکے چوری نماز پڑھ رہی تھی تو دیکھ کر مجھے اتنا مارا کہ بے ہوش ہو گئی، رمضان شریف میں نے

(بقیہ حاشیہ) اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ تجدید اسلام کے قبل شوہر کیلئے اس مرتدہ سے استمتاع یعنی جماع اور اس کے دوائی مثلاً تقبیل و لمس بالشہوة وغیرہ کو جائز نہ کہا جائے کیونکہ آیت کریمہ لا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن سے کافر عورتوں کے ساتھ نکاح اور استمتاع کا حرام ہونا ظاہر ہے اور اس پر اجماع بھی ہے،..... اس مجموعہ سے خلاصہ اس فتویٰ کا یہ حاصل ہوا کہ عورت بدستور سابق اسی خاوند کے قبضہ اور نکاح میں رہے گی کسی دوسرے شخص سے ہرگز نکاح جائز نہیں لیکن جب تک تجدید اسلام کر کے تجدید نکاح نہ کر لے اس وقت تک اس کے ساتھ جماع اور دوائی جماع کو جائز نہ کہا جاوے گا۔

(حیلہ ناجزہ ۱۸۲ تا ۱۸۵ حکم ارتداد زوجہ)

﴿۱﴾ قال المفتی الاعظم مولانا کفایت اللہ الدہلوی: مرتد ہو جانے سے پہلے نکاح جاتا رہا لیکن مسلمان ہو کر کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی بلکہ قاضی مجاز جبراً پہلے خاوند کے ساتھ اس کا نکاح کر دے گا، وارتداد احدہما فسخ عاجل فللموطوءة کل مہرہا ولغیرہا نصفہ لو ارتد، ولاشیئ لو ارتدت وتجب علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرالہا بمہر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی والوالجیة (در مختار مختصراً).

(کفایت المفتی ۶: ۱۳۹ چوتھا باب مرتدہ اور مرتد)

نماز شروع کی تو اس نے دن کو میرا روزہ توڑوانے کی کوشش کی بلکہ میرے ہاتھ کی روٹی بھی نہیں کھائی، میرا شوہر نہ غسل جنابت کرتا ہے نہ مجھے کرنے دیتا ہے نہ وہ اسلام کا قائل ہے میں نے یہ تمام روواں چیئر مین پیپلز پارٹی حلقہ کراں کو بیان کی، اس نے کہا کہ اس بارے میں علماء سے مشورہ کرنا لازمی ہے، انہوں نے میرا یہ بیان قلمبند کر کے کہا کہ مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک والے جو فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا، وہ ہم سب کا بڑا مذہبی پیشوا ہے تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے کیا میرا نکاح اس شخص کے ساتھ رہ سکتا ہے؟ بینو اتوجروا
المستفتی: شاہ زبیر کراں..... ۲۵/۶/۱۹۷۳

الجواب: بشرط صدق وثبوت اس شخص کا نکاح باطل اور کالعدم ہے اس کی بیوی عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾ کیونکہ یہ شخص اہانت قرآن اور انکار شریعت وغیرہ کی وجہ سے کافر اور مرتد ہوا ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

محمد فرید عثمی عنہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ..... عاجل بلا قضاء، قال ابن عابدین: اى بلا توقف على قضاء القاضى وكذا بلا توقف على مضى عدة فى المدخول بها..... وافاد وجوب العدة سواء ارتد او ارتدت بالحیض او بالاشهر لو صغيرة او آيسة او بوضع الحمل كما فى البحر. (الدر المختار على هامش ردالمحتار ۲: ۲۲۵ باب نكاح الكافر)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: ان الشارع جعل بعض المعاصى امارة على عدم وجود التصديق كالهزل المذكور وكما لو سجد لصنم او وضع مصحفا فى قاذورة فانه يكفر وان كان مصدقا لان ذلك فى حكم التكذيب..... فان فعل ذلك استخفاف واستهان تقبالدين فهو امارة عدم التصديق ولذا قال فى المسایرة وبالجملة فقد ضم الى التصديق بالقلب او باللسان فى تحقيق الايمان امور الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقا كترك السجود لصنم وقتل نبى والاستخفاف به وبالمصحف والكعبة وكذا مخالفة او انكار ما اجمع عليه بعد العلم به لان ذلك دليل على ان التصديق مفقود. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۳۱۰ باب المرتد)

فصل فی تنسیخ النکاح

موجودہ عدالتوں کے تنسیخ نکاح کے فیصلے اگر باقاعدہ ہوں تسلیم کریں گے ورنہ نہیں

سوال: محترمی و مکرمی جناب مولانا مفتی محمد فرید صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ صاحبان کی خیریت نیک مطلوب ہے اور دعاؤں کی خصوصی اپیل ہے، دیگر یہ ایک مسئلہ مجھے درپیش ہے کہ موجودہ گورنمنٹ شریعت کے یمن و یسار سے لاعلمی کے باوجود تنسیخ نکاح کے فیصلے کرتی ہے، گوجرانوالہ کے مفتی اور ہمارے مدرسہ کے مہتمم صاحب تنسیخ نکاح کو نافذ سمجھتے ہیں، سنا ہے کہ مولانا خیر محمد صاحب مرحوم و مغفور بھی اس کے حق میں تھے، لیکن مجھے اس میں تشفی حاصل نہیں، حج اگرچہ مسلمان بھی ہو لیکن نہ تو متعنت کا مفہوم سمجھتے ہیں نہ تحقیق کرتے ہیں بلکہ اکثر اوقات زوج کے حاضر نہ ہونے سے یک طرفہ فیصلہ کرتے ہیں جو کہ قضاء علی الغائب ہے، حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے الحیلۃ الناجزہ میں جن شرائط کا ذکر کیا ہے میری نظر میں مسئلہ مسئلہ میں مفقود ہیں امید ہے حضرت والا جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ وهو الموفق

المرسل: امان اللہ گوجرانوالہ..... ۱۰/۳/۱۹۷۳

الجواب: محترم المقام مولانا امان اللہ صاحب وفقہ اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضیٰ
 وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کے بعد واضح رہے کہ میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں اللہ کریم
 آپ کو خیریت سے رکھے، اور علم دین کی خدمت سے نوازے، آمین
 محترم! آپ کو شاید معلوم ہوگا کہ علماء کی کوششوں سے یہ بعض مسائل قانون میں داخل کئے گئے تھے،
 لیکن ان اہل ہوئی نے ان مسائل میں ترمیمات کئے ہیں پس ہم ان کے فیصلہ کو جب کہ باقاعدہ ہونا

کریں گے ورنہ مسترد کریں گے ﴿۱﴾ یہ حکام اپنے خیال میں ان مسائل کو محمدؐ نانا (شریعت) سمجھتے ہیں۔ فقط
محمد فرید عثمی عنہ..... دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ابتدائی عدالت اور عدالت بالا کے متضاد فیصلوں کی صورت میں تنسیخ نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے ابتدائی عدالت میں شوہر کے نام تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا، ابتدائی عدالت نے شوہر کو طلب کیا، شوہر نے بیان دیا کہ بیوی کو میں نان و نفقہ دیتا ہوں اور آباد کرنا چاہتا ہوں عورت نے تنسیخ نکاح کے دعویٰ میں اظہار کیا کہ چار سال سے مجھے شوہر نے کوئی نان و نفقہ نہیں دیا اور نہ حقوق زوجیت ادا کئے ہیں، ابتدائی عدالت نے عورت کا دعویٰ تنسیخ نکاح خارج کر دیا اور شوہر کے حق میں فیصلہ صادر کیا، عدالت بالا میں عورت کی اپیل پر بغیر شوہر کے بیانات لئے گئے، عدالت بالا نے تنسیخ نکاح کا حکم صادر کیا اور عدالت ابتدائی یعنی ماتحت کا فیصلہ مسترد کر دیا، کیا شرعیہ تنسیخ نکاح درست ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: خواجہ عبدالمجید مانسہرہ ہزارہ

الجواب: اگر مقدمہ دائر کرنے سے پہلے یہ شوہر نہ بیوی کو آزاد کرتا تھا اور نہ باقاعدہ آباد کرتا تھا اور حاکم کے سامنے ابھی آباد کرنے کو تیار ہوتا ہے تو اس شوہر سے کیا بعید ہے کہ یہ بات صرف دفع الوقتی وغیرہ کیلئے کرتا ہو، لہذا اس تنسیخ کے عدم نفاذ کے متعلق ہم فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ وہوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة بدر الدین الشہیر بابن قاضی سماونہ: قضایا القضاة ثلاثة اقسام الاول: حکمہ بخلاف نص واجماع وهذا باطل فنکل من القضاة نقضه اذا رفع اليه وليس لاحد ان يجيزه، الثاني: حکمہ فيما اختلف فيه فهو ينفذ وليس لاحد نقضه، الثالث: حکمہ بشئ يتعين فيه الخلاف بعد الحكم ان يكون الخلاف في نفس الحكم فقليل نفذ وقيل يوقف على امضاء آخر فلو امضاه يصير كان القاضي الثاني حكم في مختلف فيه فليس للثالث نقضه فلو ابطله الثاني بطل وليس لاحد ان يجيزه الخ. (جامع الفصولين ۱: ۲۲ قبيل توکیل ابن القاضي وما يتصل به)

جھوٹی شہادتوں سے تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں ایک پیش امام (ناخواندہ) نے اپنی لڑکی ایک شخص کو عقد نکاح کر کے دے دی، یہ شوہر باشعور اور تندرست آدمی ہے قومی لحاظ سے بھی کفو اور عورت بھی تین چار سال سے اس کے پاس آباد رہی، ناچاقی کی بنا پر اس پیش امام نے اپنی لڑکی کو ورغلا کر اور گھر لے جا کر عرصہ بعد عدالت میں خاوند کے خلاف دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کیا، جھوٹی شہادتیں قائم کر کے فیصلہ خاوند کے خلاف کیا گیا، کیا جج کی طلاق سے لڑکی طلاق ہو سکتی ہے؟ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: احمد عبدالرحمن صدیقی ناظم انجمن خدام القرآن نوشہرہ..... ۱۹/۵/۱۹۶۹ء

الجواب: جن وجوہات کی بنا پر مسلمان حاکم فسخ نکاح (طلاق) کا مجاز ہے اگر بالفرض وہ وجوہات جھوٹی شہادت سے ثابت کی گئی ہیں تب بھی یہ فسخ اور طلاق صحیح ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنا مشروع ہے، کیونکہ حاکم عالم الغیب نہیں ہوتا ہے، مدعی علیہ کیلئے ضروری تھا کہ وہ جرح کر لیتا، فی الدر المختار: ولو قضی بطلاقها بشهادة الزور مع علمها بذلك نفذ وحل لها التزوج بآخر بعد العدة (وفی رد المحتار ۲: ۴۰۴) قوله وبقولهما یفتی قال الکمال وقول الامام اوجه واستدل له بدلالة الاجماع الخ ﴿۱﴾. وهو الموفق

بے قاعدہ تنسیخ نکاح شرعاً مسترد اور اس میں معاونت وغیرہ حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ اور زید کا نکاح حالت بلوغ میں ہوا تھا ان کے والدین بھی مجلس نکاح میں موجود تھے شاہدین نکاح اور نکاح پڑھانے والا امام مسجد بھی

﴿۱﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۱۹ قبیل باب الولی)

موجود ہے اور رجسٹر میں بھی فارموں پر دستخطوں سمیت سب کچھ موجود ہے کچھ زمانہ بعد دونوں کے والدین میں ناچاقی سی پیدا ہوگئی، تو ہندہ کے والد نے دوسرے شخص کو ساتھ ملا کر لڑکی کی طرف سے عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا، اس سے قبل زید کا والد کئی جرگے ہندہ کے والد کو کر چکا تھا، کہ رشتہ رخصتی کر کے دے دیں، لیکن ہندہ کا والد پہلے ٹال مٹول کرتا رہا بعد ازاں صاف منکر ہو گیا اور پھر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا، عدالت میں نکاح خوان اور گواہوں نے لڑکی کے بالغ ہونے اور سب کچھ تقاضے پوری ہونے اور نکاح کے تمام ہونے کی گواہی دے دی اور زید نے عدالت میں بار بار کہا کہ وہ لڑکی کو آباد کرنا چاہتا ہے لیکن ان سب کچھ کے باوجود عدالت نے فسخ نکاح کا فیصلہ لڑکی یعنی ہندہ کے حق میں کر دیا اور نکاح ثانی کی اجازت دے دی، کیا از روئے شرع یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے؟ اور نکاح ثانی کر سکتی ہے؟ اور نکاح ثانی پڑھانے والے اور گواہ بننے والوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: عبدالرؤف قریشی گڑھی حبیب اللہ خان..... ۱۹۷۲ء/۱۲/۷

الجواب: جب خاوند بیوی کو باقاعدہ آباد کرنے کیلئے تیار تھا تو یہ فسخ شرعاً مسترد ہوگا، لانه فسخ من

غیر ضرورۃ ﴿۱﴾ اور نکاح ثانی اور اس میں شہادت اور معاونت وغیرہ حرام ہوں گے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

بلاوجہ شرعی تنسیخ نکاح کی ڈگری وغیرہ شرعاً قبول نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بیوہ عورت نے خاوند کی

﴿۱﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: الخطاء الذی قضی به القاضی اما ان یختلف الفقهاء فی کونه خطاءً اولا یختلفوا، الثانی یرجع عنه ویرده لا محالة والاول یمضیه اذا کان بعد دعوی صحیحہ وشهادة مستقیمہ.

(معین القضاة والمفتیین ۷۰ الفصل الثامن فی رجوع القاضی عن حکمہ)

﴿۲﴾ قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (الآیة).

(سورة المائدة آیت: ۲ رکوع: ۱ پارہ: ۶)

وفات کے دو سال بعد دیور خود سے نکاح بطریق شرع پڑھایا اور تین روز خاوند کے ساتھ گزارنے کے بعد مذکورہ عورت کے والد نے بوجہ لالچ اپنی لڑکی کو ورغلا کر نکاح بالجبر کا دعویٰ کیا، سیشن جج کی عدالت میں مقدمہ جھوٹا ثابت ہو کر فیصلہ سنایا گیا کہ بعد از تحقیق ثابت ہو گیا کہ مذکورہ بیوہ کا والد کمینہ اخلاق والا ہے اور یہ سب کچھ لالچ کی خاطر کیا ہے اور یہ نکاح رضا و رغبت کی وجہ سے درست ہے اور مدعی کا جھوٹا دعویٰ خارج کیا جاتا ہے، اس کے بعد مذکورہ عورت کے والد نے جو نیر سول عدالت میں تنسیخ کا دعویٰ کیا اور اسی عدالت نے سیشن جج کے فیصلہ کے خلاف خلع کی ڈگری دے کر مقدمہ خارج کیا، اس تنسیخ کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: فرمان الدین و دیگر مشران جلی صوابی..... ۲۰/ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: اگر یہ امر تسلیم شدہ یا شہادت شرعیہ سے ثابت شدہ ہو کہ اس بیوہ نے اس دیور سے برضا و رغبت نکاح کیا ہے تو یہ نکاح لازم اور ناقابل فسخ ہے، لوجود رکن النکاح و شرائطہ ﴿۱﴾. وهو الموفق

نابالغہ کے خیار بلوغ اور ڈی سی کی جانب سے طلاق نامہ دینے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغ لڑکی کو والد صاحب نے نکاح شرعی پردے دیا، اس لڑکی نے اسی وقت نکاح سے انکار کر دیا، پھر یہ مقدمہ ڈی سی صاحب کو ہاٹ کے سامنے پیش ہوا اور لڑکا لڑکی بھی موجود ہوئے، جناب ڈی سی صاحب نے اس آدمی کے سامنے طلاق نامہ دے دیا جبکہ خود خاوند موجود تھا، اب یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور انکار نابالغہ لڑکی قوی ہے یا غیر قوی؟ بینواتو جروا

المستفتی: مولانا محبت خان مندوری ضلع کوہاٹ..... ۲۱/۱/۱۹۶۹

﴿۱﴾ قال العلامة الحصکفی: نفد نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی..... وله ای للولی اذا کان عصبۃ..... الاعتراض فی غیر الکف، قال ابن عابدین:: (فیفسخه القاضی) فلا تثبت هذه الفرقة الا بالقضاء لانه مجتهد فيه وکل من الخصمین يتثبت بدلیل فلا ينقطع النکاح الا بفعل القاضی. (الدر المختار مع رد المحتار ۲: ۳۲۲ باب الولی)

الجواب: چونکہ نکاح والد نے عقد کیا ہے لہذا یہ لڑکی اس عقد اور نکاح کو فسخ نہیں کر سکتی ہے، نہ بلوغ کے وقت اور نہ قبل از بلوغ ﴿۱﴾ اور چونکہ حاکم نے صرف نکاح کے سامنے طلاق نامہ دیا ہے نہ کہ نکاح نے طلاق دی ہے لہذا یہ فسخ نکاح کیلئے ناکافی ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

باقاعدہ آباد کرنے والے شوہر کو تنسیخ نکاح کی ڈگری دینا شرعاً کالعدم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوثر بی بی کی شادی رشید خان سے ہوئی تھی، حسب رواج ایک دن خاوند کے گھر میں رہ کر والدین کے گھر چلی گئی، چھ ماہ بعد اس نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا چونکہ رشید خان باہر ملک گیا تھا اور اس عورت نے یہ کہا تھا کہ میں خاوند کی عدم موجودگی میں والدین کے گھر رہوں گی اور کچھ نان و نفقہ نہیں لوں گی لیکن اس کے باوجود اپنے بھائی کو تنسیخ نکاح کی پیروی کیلئے مقرر کیا، کیس شروع ہوا دوران مقدمہ رشید خان خود عدالت حاضر ہوا اور یہ بیان دیا کہ وہ مال واپسی یعنی مہر یا کسی بھی صورت میں بیوی کو مطلقہ نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ اس کو ہر صورت میں آباد کرے گا، جبکہ عدالت نے طلاق خلع کی ڈگری دے دی، کیا یہ طلاق واقع ہو سکتی ہے اور نکاح فسخ ہوا ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالرشید گوجر خان راولپنڈی..... ۵/ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾ وفي الهندية: فان زوجهما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما وان زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام على النكاح وان شاء فسخ.
(فتاوى عالمگیری ۱: ۲۸۵ الباب الرابع في الاولياء)

﴿۲﴾ وفي الهندية: وكذلك كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق اذا لم يقر انه كتابه كذا في المحيط.

(فتاوى عالمگیری ۱: ۳۷۹ قبيل الفصل السابع في الطلاق بالفارسية)

الجواب: جس بیوی کو خاوند باقاعدہ آباد کرتا ہو اور آباد کر سکتا ہو تو وہ تنسیخ نکاح کا حقدار نہیں ہے اور اس کو تنسیخ نکاح کی ڈگری دینا شرعاً کالعدم ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مجبور عورت تنسیخ نکاح مسلمان حج سے کرا سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ کا نکاح صابر خان سے پاکستان میں ہوا اور اس سے ایک لڑکی سالمہ پیدا ہو گئی جس کا نام سالمہ پاسپورٹ میں درج کیا گیا، صابر خان نے انگلینڈ سے اپنی بیوی ہندہ کے نام طلاق لکھ کر بھیج دی، ہندہ نے عدت کے بعد حسین خان سے شادی کر لی، اور یہ بچی ان کے پاس پرورش پاتی رہی، جب جوان ہو گئی تو اس کی شادی انگلینڈ میں ثار علی کے ساتھ بقاعدہ شرعی ہو گئی، ایجاب و قبول عالم دین کے سامنے ہوا، مگر وہاں کے قانونی اعتبار سے نکاح رجسٹرڈ نہیں کیا گیا خاوند کا خیال تھا کہ یہ والد کی اکلوتی بیٹی ہے لہذا بہت دولت کے ساتھ آئے گی، اسی اثنا میں صابر خان نے کہا کہ یہ میری بیٹی نہیں ہے اور تاح کے خیالات میں تبدیلی شروع ہوئی کہ دولت تو اب نہیں ملے گی لہذا خاوند نے اب اس کو بیگم بنانے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ یہ میری بیوی ہی نہیں نکاح ہوا ہی نہیں ہے، دریں اثنا ثار علی سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اور تین ماہ بعد وہ مر گیا، اب یہ لڑکا ان ازدواجی تعلقات سے منکر ہے، اور طلاق دے کر فارغ بھی نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ پہلے پانچ ہزار پونڈ دے دو تو ہم فارغ کریں گے، جبکہ لڑکی والے اس رقم سے معذور ہیں اب لڑکی اس چکر میں ہے لہذا اگر خلاصی کی کوئی صورت ہو تو لکھ کر ممنون فرماویں؟ بینواتوجروا

المستفتی: ایک بندہ مسلم برمنگھم انگلینڈ..... ۲۷/۲ محرم ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ولا يفرق بينهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ايفائه لو غابا حقها ولو موسرا وجوزه الشافعي باعسار الزوج وبتضررها بغيبته ولو قضى به حنفي لم ينفذ. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۱۲۷ مطلب في فسخ النكاح بالعجز عن النفقة)

الجواب: صورت مسئلہ میں یہ مجبور عورت مسلمان حج کے ذریعہ سے طلاق (تنسیخ نکاح)

حاصل کر سکتی ہے، اور عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے (حیلہ ناجزہ) ﴿۱﴾۔ وہوالموفق

تنسیخ نکاح بظاہر خلع بالا کراہ اور حقیقت میں طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عدالت نے فیصلہ تنسیخ نکاح صادر

کیا ہے کیا اس سے عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ اگر طلاق واقع ہوتی ہے تو اس

کی کیا صورت ہے؟ خلع یا کوئی دوسری صورت؟ اس بارے میں فیصلہ صادر فرمائیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: قاری محمد انور گلوالہ سرگودھا..... ۱۵/۹/۱۹۷۹

الجواب: جو خاوند بیوی کو نہ باقاعدہ آباد کرتا ہے اور نہ آزاد کرتا ہے، پس یہ مظلوم عورت تنسیخ

نکاح کی مستحقہ ہے اور یہ تنسیخ نکاح جائز اور نافذ ہے ﴿۲﴾ اور یہ تنسیخ بظاہر خلع بالا کراہ ہے اور درحقیقت

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: اور صورت تفریق (زوجہ متعنت) کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے۔ (حیلہ ناجزہ ۷۴ حکم زوجہ متعنت)

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے..... صورت تفریق یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق بائن ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

جہاں قاضی نہ ہو وہاں علماء کی جمعیت ضرورت کی وجہ سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کی دو عورتیں ہیں ایک عورت کی کچھ نہ کچھ ادائے حقوق کرتا ہے لیکن دوسری کو اپنی جگہ پر ایسا ہی چھوڑ رکھا ہے حقوق شرعی وغیرہ ادا نہیں کرتا اور نہ نان و نفقہ کا بندوبست کرتا ہے اور یہ جگہ ایسا آزاد علاقہ ہے کہ وہاں پر کوئی قاضی وغیرہ نہیں ہے کہ وہ اس عورت کو آزاد کرالے اور حال یہ ہے کہ شوہر بھی طلاق نہیں دیتا، پس اگر یہ عورت اس حالت میں بغیر طلاق کے شوہر سے جدا ہو جائے اور دوسری شادی کرے کہ شوہر کسی کی بات نہیں سنتا ہے تو کیا اس عورت کیلئے یہ کام کرنا جائز ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: حافظ شیر عالم دوآبہ ہنگو کوہاٹ..... ۶/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: اگر تفحص و تحقیق کے بعد یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شوہر ظالم ہے نہ اس عورت کو باقاعدہ آزاد کرتا ہے اور نہ آباد کرتا ہے تو چند بااثر علماء کی جمعیت اس تحقیق کے بعد اس عورت کو طلاق کر سکتی ہے اور یہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور ضرورت کے وقت احناف کے (بقیہ حاشیہ) کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔

(الحیلة الناجزہ ۷۴ حکم زوجہ متعنت)

﴿۱﴾ وفي الهندية: ان اختارت الفرقة امر القاضی ان يطلقها طليقة بائنة فان ابى فرق بينهما هكذا ذكر محمد رحمه الله تعالى في الاصل كذا في التبيين والفرقة تطليقة بائنة كذا في الكافي.

(فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۵۲۴ الباب الثانی عشر فی العین)

نزدیک اس پر عمل کرنا جائز ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

باقاعدہ تحقیق کے بعد قاضی کا یکطرفہ تنسیخ نکاح کا فیصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم نے اپنی بہن کا نکاح رفیق خان سے کر لیا تھا جب شادی کا وقت آتا ہے تو وہ ایک دو دن پہلے بھاگ جاتا ہے کافی پریشانی ہے، ہمیشہ کی عمر بھی پچیس سال ہے ماں باپ کے گھر پر ہے ساڑھے پانچ سال نکاح میں ہو گئے اور رفیق خان یہی روپوشی اختیار کرتا ہے لہذا ہمیشہ نے عدالت میں درخواست دے کر تنسیخ نکاح کروالیا تو کیا شوہر کی روپوشی کے باوجود یہ ٹیٹوفکیٹ حاصل کرنا عدالت سے درست ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: حامد شیر شیلڈ بلاک اٹک..... ۱۶/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب: جب خاوند دیدہ دانستہ روپوش ہو جائے تو باقاعدہ تحقیق کے بعد حج غائبانہ فیصلہ

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: اور جس جگہ مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ لے جانے کا قانون اختیار نہ ہو یا مسلمان حاکم قواعد شرعیہ کے مطابق فیصلہ نہ کرتا ہو تو اس صورت میں فقہ حنفی کے مطابق تو عورت کی علیحدگی کیلئے بغیر خاوند کی طلاق وغیرہ کے کوئی صورت نہیں اور حتی الوسع لازم ہے کہ خلع وغیرہ کی کوشش کرے لیکن اگر خاوند کسی طرح نہ مانے یا بوجہ مجنون یا لاپتہ ہونے کے اس سے خلع وغیرہ ممکن نہ ہو اور عورت کو صبر کی ہمت نہ ہو تو مجبوراً مذہب مالکیہ کے مطابق دیندار مسلمانوں کی پنچایت میں معاملہ پیش کرنے کی گنجائش ہے لیکن مالکیہ کے مذہب قاضی وغیرہ نہ ہونے کی حالت میں یہ صورت بھی جائز ہے کہ محلہ کے دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت جن کا عددم از کم تین ہو پنچایت کرے اور واقعہ کی تحقیق کر کے شریعت کے موافق حکم کر دے تو یہ بھی قضائے قاضی کے قائم مقام ہو جاتا ہے، صرح بذلك العلامة الصالح التونسي مفتی المالکیة فی المسجد النبوی بالمدينة المنورة فی فتواہ الملحقہ بهذه الرسالة فی الروایة السابعة عشر، اور ضرورت شدیدہ اور ابتلائے عام کے وقت حنفیہ کے نزدیک دوسرے ائمہ کے مذہب کو اختیار کر کے اس پر فتویٰ دینا بھی جائز ہے الخ۔ (الحیلة الناجزة ۳۴ تفریق زوجین بحکم حاکم)

(یک طرفہ فیصلہ) کرنے کا مجاز ہوتا ہے، کذا فی قضاء ردالمحتار عن جامع الفصولین ﴿۱﴾. وهو الموفق

بلاوجہ تنسیخ نکاح کرانا غیر معتبر اور امور دینیہ کی پامالی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر عورت شوہر سے کسی بات پر

خفہ ہو کر گھر چلی جائے اور پھر تنسیخ نکاح کرایا جائے، کیا اس تنسیخ کا کوئی اعتبار ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی: چوہدری صفدر راولپنڈی..... ۲/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: اگر خاوندیہ بیوی نہ آباد کرتا ہے اور نہ باحسن طریقہ آزاد کرتا ہے تو بعد از تحقیق

مسلمان حج کا تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرنا قابل قبول ہوگا، اور بعد از عدت اس عورت کیلئے دوسری

جگہ نکاح درست ہوگا (حیلہ ناجزہ) ﴿۲﴾ اور اگر خاوند بیوی کو آباد کرتا ہے یا باحسن طریقہ آزاد کرتا ہے تو

پھر اس تنسیخ کا شرعاً اعتبار نہ ہوگا، اور دوسری جگہ نکاح درست نہ ہوگا اور دینی امور کی پامالی کی مترادف

﴿۱﴾ قال العلامة الشامی: لکن فی الخامس من جامع الفصولین عن الخانیة: غاب المدعی

علیہ بعد ما برهن علیہ او غاب الوکیل بعد قبول البینة قبل التعديل او مات الوکیل ثم عدلت

تلک البینة لا یحکم بها وقال ابو یوسف یحکم وهذا ارفق بالناس. (ردالمحتار هامش

الدرالمختار ۴: ۳۷۳ مطلب فی القضاء علی الغائب)

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت

میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے

پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا

جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت

پر عمل نہ کرے تو قاضی یا جو شرعاً اس کے قائم مقام ہو اس کی بیوی پر طلاق واقع کر دے، اس میں کسی مدت کے

انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔

(الحیلة الناجزہ ۱۶۳ المرقومات للمظلومات حکم متعنت فی النفقة)

ہوگا ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

تعنت فی النفقہ کی وجہ سے مذہب غیر پر فتویٰ اور قضاء علی الغائب کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ ہندہ کو اس کے شوہر نے چار سال تک غیر آباد رکھا اور کھانے کیلئے نہ نان و نفقہ دیا نہ معاف کرایا اور نہ اس عرصہ کے اندر خبر گیری کی، ہندہ کے اقرباء و رشتہ داروں نے شوہر کو کافی سمجھایا اور کافی خطوط ارسال کئے کہ ہندہ کو آباد کر دو ورنہ خرچہ کا دعویٰ دائر کیا جائے گا، لیکن شوہر نے کوئی پرواہ نہیں کی، آخر ہندہ کے باپ نے شوہر کے باپ مسمیٰ بکر کی طرف کئی خطوط ارسال کئے اور ایک رجسٹری بھیجی کہ میری لڑکی کا کوئی انتظام کریں ورنہ میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کروں گا، چنانچہ مجبوراً عدالت سول جج مسلمان کی عدالت میں ہندہ نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا عدالت نے کئی دفعہ سمن رجسٹریاں بنا کر شوہر کو اپنے والدین کے پاس رہتا تھا بھیجیں باوجود علم ہونے رجسٹریوں کے روپوش ہو جاتا اور اس کا باپ خالد لکھوادیتا کہ فلاں چک میں رہتا ہے لہذا واپس جائے، اخبار میں نوٹس جاری کرایا گیا لیکن حاضر عدالت نہ ہوا، بالآخر شوہر کے باپ کو رجسٹری بھیجی گئی کہ تم لڑکے کو حاضر عدالت کرو یا تم حاضر عدالت ہو کر مقدمہ کی پیروی کرو وگرنہ دونوں میں سے کوئی بھی حاضر عدالت نہ ہوا، آخر عدالت نے شوہر کی عدم موجودگی میں طلاق کا حکم دیا، کیا شرعاً بھی یہ طلاق واقع ہوتی ہے؟ کیا شرعی تقاضے بتقاضائے فقہ حنفی اس میں پورے ہیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: محبوب الہی ساہیوال..... ۳۱/۵/۱۹۷۰

الجواب: صورت مذکورہ میں یہ عورت مطلقہ ہوئی ہے عدت کے گزرنے کے بعد دوسری جگہ

﴿۱﴾ قال العلامة ابن قاضي سماونه: حكم القاضي بخلاف نص واجماع وهذا باطل فلكل

من القضاة نقضه اذا ارفع اليه وليس لاحد ان يجيزه.

(جامع الفصولين ۲۴ الفصل الثاني في القضاء في المجتهد فيه)

نکاح کر سکتی ہے بشرطیکہ اس عورت کے نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو یعنی نہ خود کر سکتی ہو اور نہ کوئی اور ذمہ لیتا ہو اور یا نفقہ کا انتظام ممکن ہو لیکن بغیر خاوند کے عصمت (وقوع زنا) کا ڈر موجود ہو، دلیل اس کی یہ ہے کہ تعنت فی النفقہ کی وجہ سے امام مالک کے نزدیک فسخ نکاح جائز ہے ﴿۱﴾ اور احناف کے نزدیک مذہب غیر پر قضاء اور فتویٰ ضرورت کے وقت جائز ہے، صرح بہ فی ردالمحتار فی مواضع منها (۳: ۲۵۶) ﴿۲﴾ اور قضاء علی الغائب بھی عند الضرورت جائز ہے، قال العلامة الشامی فی

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: زوجہ معنت کو اول تو لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ معنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے، اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے،..... اور دوسری یہ کہ شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو اور صورت تفریق یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جائے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا جو شرعاً اس کے قائم مقام ہو اس کی بیوی پر طلاق واقع کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔ (الحیلة الناجزة ۱۶۳ حکم زوجہ متعنت فی النفقة المرقومات للمظلومات)

﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: (قوله خلافا لمالك)..... لقول القهستاني لو افتى به في موضع الضرورة لا بأس به على ما اظن قلت ونظير هذه المسئلة عدة ممتدة الطهر التي بلغت برؤية الدم ثلاثة ايام..... وعند مالك تنقضي عدتها بتسعة اشهر وقد قال في البرازية الفتوى في زماننا على قول مالك وقال الزاهدي كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة واعترضه في النهر وغيره بانه لا داعي الى الافتاء بمذهب الغير لا مكان الترافع الى مالكي يحكم بمذهبه وعلى ذلك مشي ابن وهبان في منظومته هناك لكن قدمنا ان الكلام عند تحقق الضرورة حيث لم يوجد مالكي يحكم به. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۳۶۲ مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود)

ردالمحتار ۳: ۲۳۹ فالظاهر عندی ان يتأمل فی الوقائع ويحتاط ويلا حظ الحرج والضرورات فيفتي بحسبها جواز او فساد الخ ﴿ ۱ ﴾ . وهو الموفق

باقاعدہ آبادی کی صورت میں طلاق دیئے بغیر تنسیخ نکاح کی ڈگری کارگر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ایک دوست کی بیٹی کی شادی پانچ سال قبل پاکستان میں ہوئی تھی شادی کے بعد میاں بیوی میں جھگڑا ہوا اور لڑکی ہالینڈ والدین کے ہاں آگئی، یہاں سے لاہور کورٹ میں بذریعہ وکیل طلاق کا مطالبہ ہوا وہ کیس اب بھی چل رہا ہے، لڑکی چار سال سے ہالینڈ میں ہے یہاں اس کا بچہ بھی پیدا ہوا اب یہ لڑکی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی ہے لیکن اسے طلاق نہیں ملی ہے، کیا شرعاً اس کیلئے جواز کی گنجائش ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد طارق خان ہالینڈ..... ۱۹۸۴ء/۱۱/۱۲

الجواب: اگر اس عورت کے خاوند نے اس عورت کو باقاعدہ آباد کر رکھا تھا حقوق میں کسی کمی کا مرتکب نہیں ہوا تھا تو پھر اس کے باوجود عورت اور خاوند کے درمیان ناچاقی آنے کی صورت میں خاوند کی طرف سے باقاعدہ طلاق کے بغیر عورت آزاد نہیں ہو سکتی، اور ایسی صورت میں عدالت سے تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنے سے بھی عورت آزاد نہیں ہوتی ﴿ ۲ ﴾ پس صورت مذکورہ میں حالات مسطورہ کے مطابق

﴿ ۱ ﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۳۷۷ قبیل مطلب فی القضاء علی المسخر)

﴿ ۲ ﴾ قال الشيخ شمس الحق الافغانى: حکم القاضى على خلاف النص كالحکم بحل متروک التسمية عمدا او على خلاف السنة المشهورة كالحکم بتحليل المطلقة ثلاثا بمجرد عقد المحلل بلا دخول او على خلاف الاجماع كالحکم بصحة نکاح المتعة باطل ولكل قاض نقضه اذا رفع اليه.

(معین القضاء والمفتیین ۶۸ الفصل السادس فی اقسام القضاء)

یہ عورت تا حال آزاد نہیں ہے اس کے خاوند سے رابطہ قائم کر کے طلاق دلوانے سے عورت آزاد ہو جائے گی ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مجبور عورت اولاً مصالحت ثانیاً خلع اور آخر میں تنسیخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جو چند بچوں کی ماں ہے خاوند اس کو ابھی گھر میں نہیں رہنے دیتا ہے اور گھر سے نکالا ہے جس کی تقریباً دو سال سے زائد مدت ہو گئی ہے کہ والدین کے گھر میں ہے اور شوہر نان و نفقہ بھی نہیں دیتا ہے اس کا کیا حل ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: محمد فرید عباسی مری..... ۱۲/۱۰/۱۹۷۸

الجواب: اولاً ان زوجین کے درمیان مصالحت کی کوشش کی جائے، ثانیاً خلع پر راضی کیا جائے اور اگر یہ دونوں امور ناممکن ہو تو پھر کسی مسلمان حاکم یا مسلمان نیک اور صلحاء کی جماعت کی وساطت سے تنسیخ نکاح کی جائے (از حیلہ ناجزہ) ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: اور جس جگہ مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ لے جانے کا قانون اختیار نہ ہو یا مسلمان حاکم قواعد شرعیہ کے مطابق فیصلہ نہ کرتا ہو تو اس صورت میں فقہ حنفی کے مطابق تو عورت کی علیحدگی کیلئے بغیر خاوند کی طلاق وغیرہ کے کوئی صورت نہیں اور حتی الوسع لازم ہے کہ خلع وغیرہ کی کوشش کرے۔ (الحیلۃ الناجزہ ۳۴ جماعت مسلمین کا حکم)

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: زونہ محنت کو اول تو لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ محنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں..... صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم یا ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صرف مہر نہ دینے کی وجہ سے تنسیخ نکاح نہیں ہو سکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے عدالت حاضرہ میں مہر کا دعویٰ کیا کہ مجھے شوہر مہر دے دے، شوہر عدالت میں حاضر نہ ہوا عدالت نے تنسیخ نکاح کر دیا، کیا یہ عورت اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولوی دوآخانہ اندرون مہربان گیٹ بنوں..... ۱۹۸۵ء/۸/۲۹

الجواب: بظاہر یہ تنسیخ نکاح قانونی تنسیخ ہے نہ کہ اسلامی، نکاح کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ ہر علت سے ختم کیا جاسکتا ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

شوہر کا ارادہ قتل اور نفقہ نہ دینے کی صورت میں تنسیخ یا خلع کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا، زید کے ساتھ وقت گزارا لیکن بلوغ تک نہیں پہنچی تھی، ایک دن زید نے ماں کے گھر لے جانے کے بہانے راستہ میں اس کو قتل کرنے کے ارادہ سے بندوق چلائی اور بھاگا، عورت زخمی ہوئی اور باپ کے گھر رہ گئی علاج کر کے پندرہ سال گزارے اور شوہر نے اس مدت میں نہیں پوچھا، تو اس عمل سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟

(بقیہ حاشیہ) تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔ (الحیلة الناجزہ ۷۴ حکم زوجہ متعنت)

﴿۱﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: الاعسار بالصداق یوجب التخییر اذا لم یدخل بها وبہ قال الشافعی و مالک، وقال ابو حنیفة هو غریم من الغرما لا یفرق بینہما، واما الاعسار بالنفقة فقال مالک و الشافعی و احمد یفرق بینہما وقال ابو حنیفة لا، کما فی بدایة المجتہد.

(معین القضاة و المفتیین ۸۹ الفصل الرابع عشر فی زوجة المفقود و المجنون و غیرہ)

اور دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو خلاصی کی کیا صورت ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی: خائستہ رحمن..... ۲۰/۴/۱۹۷۴

الجواب: قتل اور ارادہ قتل اور نفقہ نہ دینا تمام کے تمام حرام اور ناجائز ہیں لیکن اس سے بیوی
مطلقہ نہیں ہوتی ہے ﴿۱﴾ لہذا طلاق یا خلع یا مسلمان حاکم کے تنسیخ نکاح سے قبل یہ بیوی دوسری جگہ نکاح
نہیں کر سکتی ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

عجز عن النفقة وغيره کی وجہ سے پنچایت کا فیصلہ تنسیخ نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تنسیخ نکاح مندرجہ ذیل بیانات کی
روشنی میں ہوئی ہے کیا شرعیاً تسلیم ہے؟ بیانات یہ ہیں:

بیان مدعیہ:..... منکہ مسماة فلانة ولد فلان قوم فلان تحصیل بھکر میانوالی دعویٰ کرتی ہوں کہ عرصہ تین چار سال
سے جوان ہو چکی ہوں مسمی فلان ولد فلان سے میرے والد نے میرا نکاح کر دیا تھا، وہ بوقت نکاح اور اب
بھی نابالغ ہے حقوق زوجیت اور شادی کرنے کی مذکور میں صلاحیت نہیں ہے وہ خود اور نہ اس کا باپ آئندہ
شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، میرے نان و نفقہ اور ضروریات زندگی کا خرچہ دینے سے بھی لڑکے کا والد لڑکا
انکاری ہے میں خود بھی زندگی کی ضروریات کی متکفل نہیں ہو سکتی کیونکہ میرا والد فوت ہو چکا ہے لہذا پنچایت
میں جو گیارہ افراد پر مشتمل ہے استدعا کرتی ہوں کہ نکاح اور اس کا باپ میرے نان و نفقہ کا قطعاً انتظام
نہیں کرتے مجبوراً پنچایت مذکور کو حکم تسلیم کرتی ہوں کہ میرا نکاح فسخ کر دیں۔

دستخط و نشان انگوٹھا

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: وركنه لفظ مخصوص خال عن الاستثناء طلاقة الخ.

(الدر المختار على هامش رد المحتار ۲: ۴۵۳ كتاب الطلاق)

﴿۲﴾ وفي الهندية: لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذا في السراج

الوہاج. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۰ القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير)

بیان والد مدعا علیہ: مسماة فلانة نے مجھ پر اور میرے نابالغ لڑکے مسمی فلاں پر جو دعویٰ کیا ہے پنچایت مذکور نے لفظ بلفظ مجھے سنایا ہے مسماة فلانة کا دعویٰ بالکل صحیح ہے میں اپنے نابالغ لڑکے کی نہ شادی کرا سکتا ہوں اور نہ نان و نفقہ کا (تا حد بلوغ لڑکا) بوجھ اٹھا سکتا ہوں نہ لڑکا خود نان و نفقہ کا کفیل ہو سکتا ہے لہذا فسخ نکاح کا پنچایت جو فیصلہ کرے وہ مجھے بحیثیت متولی منظور ہے۔

دستخط باپ و ولی لڑکا

المستفتی: شیر عباس اعوان کلور کوٹ میانوالی ۳۰/۳/۱۹۷۰ء

الجواب: چونکہ شوافع اور حنابلہ وغیرہم کے نزدیک عجز عن النفقة کی وجہ سے فسخ نکاح صحیح ہے اور فقہاء احناف نے ضرورت شدیدہ کے وقت مذہب غیر پر فتویٰ دینے کو جائز قرار دیا ہے ﴿۱﴾ لہذا اگر اس عورت کے نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو اور نہ کوئی ذمہ لیتا ہو تو اس صورت میں مسلمان حج کے ذریعہ سے فسخ نکاح کا فیصلہ حاصل کرنا جائز ہے، یعنی حاکم تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کرے کہ میں نے تیرا نکاح فسخ کیا صرف اختیار اور مرضی پر نہ چھوڑے اور یہ بھی جائز ہے کہ مقامی بااثر علماء اور غیر علماء (چیسر مین و ممبران) تحقیق کے بعد اگر متفقہ یہ فیصلہ کریں کہ ہم نے اس نکاح کو فسخ کیا تو یہ بھی کافی ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشيخ شمس الحق الافغانى: طريق تطليق زوجة المفقود او الغائب الذى تعذر الارسال اليه او ارسل اليه فتعاند لعدم النفقة فان الزوجة تثبت بشاهدين ان فلانا زوجها وغاب عنها ولم يترك لها نفقة ولا وكيلا بها ولا اسقطتها عنه وتحلف على ذلك فيقول الحاكم فسخت النكاح او طلقتك منه او يامرها بذلك ثم يحكم به وهذا بعد التلوم بنحو شهر او باجتهاده عند المالكية او فورا او متراخيا عند الحنابلة.

(معين القضاة والمفتيين ۸۹ الفصل الرابع عشر فى زوجة المفقود وغيره)

﴿۲﴾ قال الشاه اشرف على التهانوى: زوجة صحت كواول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عورت مجبوری کی وجہ سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی جو عیسائی مذہب رکھتی تھی جس کا نام مارگریٹ تھا وہ لڑکی جو ان ہو کر مسلمان ہو گئی اور ایک مسلمان شخص سے نکاح کر کے اس کا نام بشیرہ بی بی رکھا گیا، خاوند کے پاس چار سال رہی، چار سال بعد خاوند نے اسے گھر سے نکالا ہے نہ نان و نفقہ دیتا ہے اور نہ کوئی تعلق رکھتا ہے تقریباً دو چار دفعہ بطور جبر کہ امام صاحب اور دو چار آدمی اس کے پاس گئے کہ اپنی عورت بشیرہ بی بی کو اپنے پاس رکھو اور یا خرچہ دیا کرو، جبکہ شوہر کہتا ہے کہ نہ اس کو گھر میں چھوڑتا ہوں اور نہ خرچہ دیتا ہوں اور نہ اسے طلاق دیتا ہوں اب اس مسئلہ کا شرعی حل کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد اکبر اسلام آباد

الجواب: یہ لڑکی مسلمان حاکم یا بااثر جمعیت مسلمانان جس میں اکثریت علماء کی ہو، کے ذریعہ سے فسخ نکاح حاصل کر سکتی ہے اور ڈگری کے بعد جب عدت گزر جائے تو دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

(ہکذا فی الحیلة الناجزة) ﴿۱﴾ . وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے..... اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا جو شرعاً اس کے قائم مقام ہو اس کی بیوی پر طلاق کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔ (الحیلة الناجزة ۱۶۴ حکم زوجہ متعنت فی النفقة)

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مجبور عورت باقاعدہ مسلمان حج کے ذریعے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا لیکن گیارہ سال تک خاوند نے تعلقات منقطع رکھے اور پھر دوسرا نکاح کر لیا اب قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مجبور عورت کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: حاجی محمد اسلم پنڈی گھیپ انک..... ۹/۱/۱۹۹۱

الجواب: جس عورت کو خاوند نہ باقاعدہ آباد کرتا ہو اور نہ باقاعدہ آزاد کرتا ہو تو ایسی مجبور عورت بذریعہ مسلمان حج تنسیخ نکاح کر سکتی ہے اور عدت گزر جانے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے
(والتفصیل فی الحیلة الناجزة) ﴿۱﴾. وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو، ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔ (الحیلة الناجزة ۷۳ حکم زوجہ متعنت)

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلوغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے..... دوسری صورت یہ کہ اگرچہ انتظام ہو سکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلا معصیت کا قوی اندیشہ ہو اور صورت تفریق یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غلط تنسیخ نکاح کے بعد دوسری شادی کی وجہ سے طعن اور بائیکاٹ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قریباً ۱۹۳۹ء میں زینب کا خاوند قتل عمد کے جرم میں عمر قید سزا کا لاپانی ہوا، مسماۃ مذکورہ نے سول جج کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر لیا، جج نے یکطرفہ کارروائی کے تحت نکاح فسخ کیا اور عورت نے نکاح ثانی کر لیا، علماء کرام نے اس تنسیخ کو ناجائز سمجھا اور نئے خاوند مثلاً زید سے بائیکاٹ کا حکم کر دیا بلکہ بعض علماء نے اپنے فتویٰ میں زید کی تکفیر بھی کی (کہ حرام کو حلال سمجھتا ہے) چند ماہ ہوئے کہ زید مر گیا، اور عام لوگ علماء کے بائیکاٹ کی وجہ سے بہت کم تعداد میں جنازہ میں شریک ہوئے اور حال یہ ہے کہ زید نے حین حیات زوج اول کی رہائی کے بعد اندرون خانہ ہر چند کوشش کی کہ وہ خلع کرے یا طلاق علی الممال دے لیکن وہ نہ مانا، اس کی وفات کے بعد اسی عورت کے لڑکوں نے بھی کوشش کی مگر وہ بھند ہی ہے اب دریافت طلب یہ ہے کہ مسماۃ مذکورہ پر طعن کرنا، اس سے بائیکاٹ کرنا، اس کی موت کی صورت میں عوام کا اس کے جنازہ میں شرکت نہ کرنا کرانا وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جو روا

المستفتی: مولانا عبدالسلام مدرسہ اشاعت القرآن حضور..... ۳/ شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: واضح رہے کہ عصمت کے خوف کی صورت میں مسلمان حاکم کا تنسیخ نکاح نافذ اور منظور

ہوتا ہے ﴿۱﴾ نیز واضح رہے کہ بلا ضرورت تنسیخ نکاح نامنظور ہوتا ہے، مگر پھر بھی زوج ثانی کی وفات کی وجہ (بقیہ حاشیہ) اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں للروایۃ الثالثة والعشرين من الفتویٰ للعلامة سعید بن صدیق. (الحیلة الناجزة ۷۴ حکم زوجہ متعنت)

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے، اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے یعنی نہ تو کوئی شخص عورت کے خرچ..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سے اصرار گناہ ختم ہو جاتا ہے اور ہر گناہ کے بعد توبہ منظور ہے، لما فی الحدیث: التائب من الذنب کمن لا ذنب له (الحدیث) ﴿۱﴾ پس بہر حال صورت مسئلہ میں بائیکاٹ ختم کرنا چاہئے۔ وہو الموفق

رسم سورہ میں نابالغ لڑکیاں دینے کی صورت میں حق تنسیخ نکاح و خیار بلوغ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو قبیلوں میں تنازعہ تھا درمیان میں جھگڑے ہوئے اور اس جھگڑے میں..... خیل کے کچھ افراد زخمی ہو گئے کچھ دنوں بعد صلح ہوئی اور صلح میں یہ طے پایا کہ..... خیل دس ہزار روپیہ اور دو لڑکیاں دے دیں انہوں نے ایسا کیا جبکہ لڑکیوں کا شوہر نامعلوم تھا مہر کا ذکر بھی نہیں ہوا والدین اس پر ہرگز راضی نہیں تھے، کچھ عرصہ بعد فیصلہ میں خلل پیدا ہوا..... خیل نے تین لڑکیاں اور دے دیں، یہاں بھی لڑکیوں کے والدین حاضر نہ تھے بعد وہ مطلع ہو کر سخت پریشان ہوئے ان کے مہر اگرچہ مقرر کئے گئے مگر ان کے خاوند بھی نامعلوم تھے، یہ بھی ذہن میں رہے کہ یہ سب لڑکیاں نابالغ تھیں اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ لڑکیاں تنسیخ نکاح کر سکتی ہیں یا نہیں؟ جبکہ یہ بھی اندیشہ ہے کہ بعد البلوغ یہ لڑکیاں دوسروں کے ساتھ بھاگ جائیں؟ براہ کرم جلد از جلد اس مسئلہ کی وضاحت روانہ فرمائیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: پیر عبدالرزاق مالی باغ کوئٹہ بلوچستان..... ۱۹۸۴ء/۵/۱۹

الجواب: صورت مسئلہ میں یہ لڑکیاں خیار بلوغ کی وجہ سے باقاعدہ تنسیخ نکاح کر سکتی ہیں،

لان العاقد ہنا غیر الاب والجد ﴿۲﴾ ر علی تقدیر کون الاب عاقد ا کونہ معروف ا
(بقیہ حاشیہ) کا بندوبست کرتا ہو اور نہ خود قدرت کسب رکھتی ہو اور دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے کہ اگرچہ سہولت یا بدقت خرچ کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو۔ (حیلہ ناجزہ ۲۳ حکم زوجہ معتنت)

﴿۱﴾ (رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ المصابیح ۱: ۲۰۶ باب الاستغفار والتوبۃ)
﴿۲﴾ وفی الہندیۃ: وان زوجها غیر الاب والجد فلکل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ وهذا عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ ویشرط فیہ القضاء. (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۲۸۵ الباب الرابع فی الاولیاء)

بسوء الاختيار مانع من لزوم النكاح ﴿١﴾ وواعلم ان انكار الآباء على نكاح بناتهم الغير
البالغات يفسخ به النكاح الموقوف ﴿٢﴾. وهو الموفق

بلوغ کے بعد حج کا تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سہمی زید نے اپنی بہن نابالغہ ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا، بکر کے والد عمر نے اپنی بیٹی زینب کا نکاح خالد کے ساتھ جو زید کا چھوٹا بھائی ہے سے کر دیا، یعنی نکاح تبادله و شغار ہو گیا، اب ہندہ نابالغہ اور چھوٹی ہے جس کی رخصتی نہیں ہوئی اور دوسری جانب زینب یعنی عمر کی لڑکی جو بالغہ تھی اس کی رخصتی ہو گئی تھی، پھر چند سالوں کے بعد عمر نے اپنی بیٹی زینب کو ورغلا یا اور خاوند کے گھر رہنے سے انکاری کر دیا زینب نے خاوند کے گھر کو چھوڑ دیا اور والد کے پاس رہنے لگی، کافی مدت بعد تنسیخ نکاح کر دیا اور خالد کی جانب سے حج نے زینب کو طلاق دی اور بکر کی بیوی ہندہ کو حج نے طلاق دی، اس تنسیخ نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: گل منان کرک ۱۹۹۰ء / ۷ / ۲۴

الجواب: اگر یہ خاوند اس بیوی کو آباد کرتا تھا اور کر سکتا تھا تو مسلمان حج کی یہ تنسیخ نکاح صرف

﴿١﴾ قال العلامة الشامي: والحاصل ان المانع هو كون الاب مشهورا بسوء الاختيار قبل العقد فاذا لم يكن مشهورا بذلك ثم تزوج بنته من فاسق صح وان تحقق بذلك انه سي الاختيار واشتهر به عند الناس فلو زوج بنتا اخرى من فاسق لم يصح الثاني لانه كان مشهورا بسوء الاختيار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبله.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۳۰ باب الولی)

﴿٢﴾ قال العلامة ابن عابدين: (والا الخ) ای وان لم يستورا فی الدرجة وقد رضی الابد فلاقرب الاعتراض بحر عن الفتح وغيره.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۲۳ باب الولی)

قانونی تنسیخ ہے شرعی نہیں ﴿۱﴾ اور اگر اس نابالغہ منکوحہ نے علم بلوغ کے بعد متصل اس نکاح پر ناراضگی کا اظہار کیا ہو تو حاکم اس کا تنسیخ نکاح کر سکتا ہے ورنہ نہیں کر سکتا ﴿۲﴾۔ وہوالموفق

سعی الاختیار دادا اور عدالت کے یکطرفہ تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دادا نے اپنی پوتی کی منگنی بوقت پیدائش ہی کر دی لیکن لڑکی کا باپ راضی نہیں تھا، تین سال تک منگنی برقرار رہی اور پھر لڑکی کا والد فوت ہوا، والد کی وفات کے بعد فریقین میں جھگڑے شروع ہو گئے، دادا نے جہاں منگنی پر دی تھی اس نے انکار کر دیا اور فوراً پوتی کا نکاح اپنے نواسے سے کر دیا تاکہ عام و خاص کو پتہ چل جائے کہ منگنی ختم ہو گئی ہے نواسہ بوقت نکاح بالغ تھا لڑکی نابالغ تھی، لڑکی کی طرف سے دادا نے ایجاب و قبول کیا، ابھی لڑکی (پوتی) نابالغ تھی کہ اسی نواسے کا نکاح دادا نے ایک دوسری لڑکی سے کر دیا جو اس پوتے کی منگنی تھی، اب مسئلہ یہ ہے کہ نابالغ لڑکی کا نکاح اس کا والد یا دادا کرائے تو اسے خیار بلوغ نہیں ہوتا، الا یہ کہ باپ دادا کا سعی الاختیار ہونا ثابت ہو جائے، تو کیا اس صورت میں کہ نابالغ پوتی کا نکاح نواسے سے کر دیا، پھر تھوڑے عرصہ کے بعد پوتے کی منگنی سے نکاح کرایا کیا پوتی کے ساتھ زیادتی نہ ہوئی اگر وہ سعی الاختیار نہ ہوتا تو ایسا کیوں کرتا کہ وہ رشتہ پوتی کیلئے بہتر نہیں تھا مزید تفصیل یہ کہ لڑکی نے مجبور ہو کر عدالت کا رخ کیا، وہ عدالت میں حاضر نہ ہوا عدالت نے ڈیڑھ سال بعد یک طرفہ فیصلہ لڑکی کے حق میں کرایا، اب ان حالات کے پیش نظر لڑکی خیار

﴿۱﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: حکم القاضی علی خلاف النص..... او علی خلاف السنة المشہورة..... او علی خلاف الاجماع..... باطل ولکل قاض نقضه اذا رفع الیہ.

(معین القضاة والمفتیین ۶۸ الفصل السادس فی اقسام القضاء وما یرد منها)

﴿۲﴾ قال الحصکفی: ولكن لهما ای لصغیر وصغيرة خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد..... بشرط القضاء للفسخ.

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۲ باب الولی)

بلوغ حاصل کر سکتی ہے اور عدالتی فیصلہ شرعاً جائز ہے؟ بینو اتوجروا

المستفتی: مشتاق احمد سنگھوئی، جہلم..... ۱۳/۱۰/۱۹۷۲

الجواب: اگر یہ شخص (زوج) اس لڑکی کو نہ باقاعدہ آباد کرتا تھا اور نہ باقاعدہ آزاد کرتا تھا اور اسی بنا پر حاکم مسلمان نے فسخ نکاح (طلاق) کا فیصلہ کیا ہو تو شرعاً یہ لڑکی آزاد ہوئی ہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾ اور اگر یہ تنسیخ اختیار بلوغ کی بنا پر ہوئی ہو تو دادا کی سی اختیار کے غیر معروف ہونے کی وجہ سے نامنظور ہوگی کیونکہ نہ نوا سے کے ساتھ نکاح عقد کرنے میں کوئی سوء الاختیار موجود ہے اور نہ کسی سابق نکاح میں سوء الاختیار معلوم ہے، فی رد المحتار ۲: ۴۱۸: والحاصل ان المانع هو كون الاب مشهورا بسوء الاختيار قبل العقد فاذا لم يكن مشهورا بذلك ثم زوج بنته من فاسق صح الخ ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الحيلة الناجزة: زوجة متعت كواول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے..... اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا جو شرعاً اس کے قائم مقام ہو اس کی بیوی پر طلاق واقع کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں۔

(الحيلة الناجزة ۱۶۳ المرقومات للمظلومات حکم زوجہ متعت فی النفقة)

﴿۲﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۳۰ قبیل مطلب مهم هل للعصبة تزويج باب

(الولی)

باپ کے وکیل کے کئے ہوئے نکاح کی وجہ سے لڑکی کو اختیار بلوغ اور تنسیخ کا حق حاصل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک ناحق قتل کیس میں گرفتار ہوا جس میں چار واقعی قاتل اور زید ویسے ہی بدنام تھا، بالآخر ملزموں کے ورثاء مقتول کے وارثان کے ساتھ صلح کرنے لگے، اور صلح میں قاتلین کے ورثاء تین لڑکیوں کے رشتے اور چار ہزار روپیہ دینے پر رضامند ہوئے، تین شیر خوار لڑکیوں کے عقد نکاح کر کے دے دیئے گئے مسمیٰ زید کی لڑکی کا عقد اس پینتیس سالہ آدمی سے ہوا جو کہ مقتول کا بھائی اور لوفریط آدمی تھا زید کی اجازت سے عقد کر دیا گیا بعد میں پانچوں ملزموں کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا، چار ہزار روپیہ تو ثالث نے دینے سے انکار کر دیا کہ تم نے دھوکہ کیا ہے لہذا ورثاء مقتول حقدار نہیں لیکن عقد تو پہلے ہو چکے تھے اب دس پندرہ سال بعد زید کی لڑکی جوان ہوئی تو اس نے اپنے عقد کی تنسیخ کا اعلان کیا، اب شرعی طور پر مسئلہ چاہئے کہ باپ جبکہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھا اور دشمن گھرانے میں شیر خوار لڑکی کا عقد کیا اس پر مستزاد یہ کہ ایک لوفریط اور عمر میں اتنی بڑی تضاد کے باوجود محض اپنے آپ کو بری کرانے کیلئے جبکہ اس مظلومہ لڑکی کو وہاں ذلت و خواری ہی نصیب ہوگی کیا شرعیاً یہ عقد درست ہو سکتا ہے؟ کیا اب یہ لڑکی دوسری جگہ عقد کر کے زندگی گزارنے کی مجاز ہے؟ کیا والد پر اس صورت میں سوء الاختیار کا مسئلہ جاری نہیں ہوتا؟ بینوا تو جروا

المستفتی: خدا بخش سرگودھا..... ۱۹۶۹ء/۹/۲۷

الجواب: چونکہ یہ عقد باپ کے وکیل نے کیا ہے اور باپ نے خود نہیں کیا ہے لہذا اختیار بلوغ کی وجہ سے حاکم (مسلمان) اس نکاح کی تنسیخ کر سکتا ہے اور اس کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، فی الدر المختار: وان كان المزوج غيرهما ای غیر الاب وجدہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب..... لا یصح النکاح من غیر کفو..... وبمهر المثل صح، ولكن لهما ای

لصغير وصغيرة خيار الفسخ ولو بعد الدخول بشرط القضاء للفسخ انتهى
مختصراً ﴿١﴾ وهكذا في كتب الفروع.

نوٹ:..... چونکہ یہ نکاح دفع فتنہ کیلئے ہے لہذا اس کی وجہ سے والد سنی الاختیار نہیں بنتا

ہے ﴿٢﴾۔ وهو الموفق

عاقلة بالغہ کے نکاح میں والدین کی عدم موجودگی کی بنا پر عدالت کی تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر لڑکی اور اس کے والدین

وقریبی رشتہ داروں کی رضامندی اور گواہوں کی موجودگی میں بحکم والد جرگہ کو نکاح کرنے کی اجازت کے باوجود اگر اب والدین یہ اعتراض کریں کہ یہ نکاح ہماری عدم موجودگی میں ہوا ہے تو کیا اسی وجہ سے عدالت عالیہ کو تنسیخ نکاح کا شرعی لحاظ سے حق پہنچتا ہے؟ جبکہ گواہوں کے روبرو دو کنال اراضی بعبوض مہر

﴿١﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۲: ۳۳۱، ۳۳۲ مطلب مهم هل للعصبة تزويج الصغير امرأة غير كف له)

﴿٢﴾ قال العلامة ابن عابدين: ان المانع هو كون الاب مشهورا بسوء الاختيار قبل العقد فاذا لم يكن مشهورا بذلك ثم زوج بنته من فاسق صح وان تحقق بذلك انه سبي الاختيار واشتهر به عند الناس فلو زوج بنتا اخرى من فاسق لم يصح الثاني لانه كان مشهورا بسوء الاختيار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبله..... قلت ومقتضى التعليل ان السكران او المعروف بسوء الاختيار لوزوجها من كف بمهر المثل صح لعدم الضرر المحض ومعنى قوله والظاهر من حال الصاحي انه يتأمل اي انه لو فور شفقتة بالابوة لا يزوج بنته من غير كف او بغبن فاحش الا لمصلحة تزيد على هذا الضرر كعلمه بحسن العشرة معها وقلة الاذى ونحو ذلك الخ. (ردالمحتار هامش الدر المختار ۲: ۳۳۰، ۳۳۱ قبيل مطلب مهم هل للعصبة تزويج الصغير)

بھی مقرر کی گئی تھی، نیز لڑکی کی عمر کاغذی اور ڈاکٹری دونوں لحاظ سے تقریباً اٹھارہ سال تھی؟ بینواتوجروا
المستفتی: مولوی محمد روشن کوکاروی..... ۱۹۷۳ء

الجواب: عاقلہ بالغہ کا اپنی مرضی سے نکاح کرنا نافذ اور لازم ناقابل تنسیخ ہے اگرچہ والدین

راضی نہ ہوں، فی الہندیۃ ۱: ۳۰۵ نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف
رحمہما اللہ تعالیٰ کذا فی التبیین ﴿۱﴾ و فی الہدایۃ ۲: ۲۹۳ و ینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ
البالغۃ برضاہا وان لم یعقد علیہا ولی الخ ﴿۲﴾ والمسئلۃ واضحۃ. وهو الموفق

صغیرہ کے والد کا فسخ نکاح کے اختیار کے بارے میں حیلہ ناجزہ کی عبارت کی وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیلۃ الناجزہ ۱۴۸ پر

خزانۃ المفتیین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ”صغیرہ کے باپ کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے جب کہ اس کو
معلوم ہو جائے کہ وہ نان نفقہ اور مہر معجل دینے سے قاصر ہے یا اس کو یعنی باپ کو اس کا گمان ہو جائے کہ وہ
قاصر ہوگا نان نفقہ اور معجل سے“، اب اس فسخ کرانے کیلئے باپ از روئے شرع کونسا طریقہ اختیار کرے گا
جواب سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا حافظ گل رحیم جامع مسجد اڈہ ضلع صوابی..... ۱۹۸۳ء/۵/۵

الجواب: اس کا مقصد یہ ہے کہ والد حاکم یا جماعت علماء کی وساطت سے نکاح باقاعدہ فسخ کر

سکتا ہے، بذات خود نہیں کر سکتا ﴿۳﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیری۱: ۲۸۷ الباب الرابع فی الاولیاء)

﴿۲﴾ (ہدایہ ۲: ۲۹۳ باب فی الاولیاء۔ الاکفاء)

﴿۳﴾ ☆ و فی الہندیۃ: ولا یكون التفريق بذلك الا عند القاضي اما بدون فسخ القاضي فلا

ینفسخ النکاح بینہما وتكون هذه فرقة بغير طلاق حتی..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

والدین کا نابالغین کا کیا ہوا نکاح ناقابل فسخ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغ لڑکی کا نکاح اس کا والد ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ کرے، لڑکی اور لڑکے کی جانب سے ایجاب و قبول دونوں کے والدین کریں، اب دونوں کے والدین چاہتے ہیں کہ یہ نکاح باقی نہ رہے، لڑکا اور لڑکی ابھی تک نابالغ ہیں کیا اس صورت میں لڑکے کے والد کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے نابالغ لڑکے کی طرف سے اس نابالغ لڑکی کو طلاق دے یا فسخ کر دے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرحیم پیش امام مسجد میاں خانی مایا مردان..... ۱۹۷۳ء/۳/۲۶

الجواب: یہ نکاح ناقابل فسخ ہے، فی الہندیۃ (۱: ۳۷۶) لا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل ﴿۱﴾ و فیہا ایضا (۱: ۵۲۹) اذا خالع الاب علی ابنہ الصغیر لا یصح ولا یتوقف علی اجازتہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان ﴿۲﴾ و فی ردالمحتار (۲: ۵۸۵) قوله الطلاق لمن اخذ بالساق کنایۃ عن ملک المتعۃ انتھی ﴿۳﴾ ولا ملک للاب، فافہم۔ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ) لو لم یکن الزوج دخل بها فلا شیء لها من المهر۔ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۲۹۲ الباب الخامس فی الکفاء)

☆ و فی الحیلۃ الناجزہ: ان سب صورتوں میں عورت کی رہائی کیلئے شرعی صورتیں جدا جدا ہیں جن کو بالتفصیل لکھا جائے گا لیکن ان سب میں یہ بات مشترک ہے کہ اس رہائی میں عورت یا اس کے اولیاء خود مختار نہیں بلکہ قضائے قاضی شرط ہے یعنی ضروری ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی کی عدالت میں دائر کرے اور قاضی باقاعدہ شرعی تحقیق کے بعد تفریق وغیرہ کا حکم کرے۔ (حیلہ ناجزہ ۱۲۸ مقدمہ فسخ نکاح)

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۳۵۳ فصل فیمن یقع طلاقہ و فیمن لا یقع طلاقہ)

﴿۲﴾ (فتاویٰ عالمگیریۃ ۱: ۵۰۴ قبیل الباب التاسع فی الظہار)

﴿۳﴾ (ردالمحتار ہامش الدر المختار ۲: ۲۶۲ قبیل مطلب فی طلاق المدہوش)

مہر کی عدم ادائیگی کی وجہ سے عورت کو تنسیخ نکاح کا حق حاصل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت شوہر کے پاس آباد رہی اور مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا، اور اس کی ادائیگی بھی نہیں ہوئی، عورت نے دعویٰ کیا کہ مجھے مہر دیا جائے یا دوسری جگہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے، وہ عرصہ چھ سال سے اپنے ماں باپ کے گھر غیر آباد ہے ایسی عورت کیلئے دوسرے نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد احمد..... ۲/۳/۱۹۷۴

الجواب: چونکہ یہ مہر معجل نہیں ہے، لہذا طلاق یا موت سے قبل خاوند پر ادا کرنا ضروری نہیں ہے، لما فی الہندیۃ ۱: ۳۳۹ وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وهو الطلاق او الموت ﴿۱﴾ پس اس عورت کیلئے مہر کی وجہ سے تنسیخ نکاح کا حق حاصل نہیں ہے۔ وهو الموفق

نکاح کے وقت ”عدالت میں بلا خلع فسخ نکاح“ کی شرط رکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور شامپ میں لکھا کہ اگر ہمارے درمیان ناچاقی ہوئی تو رجوع بعدالت کر کے زینب بلا خلع فسخ نکاح کا حق رکھے گی، اب بلا ناچاقی کے مسماۃ زینب نے رجوع بعدالت کر کے فسخ نکاح کا حکم لے لیا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مقبول الرحمن ہزارہ..... ۲۹/۱۲/۱۹۷۵

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۱: ۳۱۸ الفصل الحادی عشر فی منع المرأة نفسها بمهرها الخ)

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ تنسیخ بلا وجہ ہونے کی وجہ سے شرعاً درست نہیں ہے ﴿۱﴾۔ وهو المق

نماز جنازہ سے منکر اور آوارہ شوہر سے نکاح فسخ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری شادی فلاں ولد فلاں سے ہوئی، اس نے اور اس کے گھر والوں نے میرے ساتھ ناروا سلوک شروع کیا، جب میں نماز پڑھتی تو وہ مجھ سے کہتا کہ میں کمیونسٹ ہوں میرے سامنے نماز نہ پڑھ، میرے لطن سے ہسپتال میں مردہ بچہ پیدا ہوا میں نے کہا کہ مردہ بچہ کا جنازہ نہیں ہے پھر اس نے کہا کہ میں کمیونسٹ ہوں میرے سامنے نماز جنازوں کا ذکر نہ کرو، علاوہ ازیں میرا شوہر رات کو الگ کمرہ میں آوارہ غنڈے لوگوں کے ساتھ قوم لوط کے فعل میں مصروف ہوتا ہے، ان حالات میں میرا نکاح اس کے ساتھ برقرار ہے یا خود بخود ختم ہوا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مسماة..... سٹیلا یٹ ٹاؤن راولپنڈی..... ۱۷/ شعبان ۱۴۱۰ھ

الجواب: اگر یہ خاوندانکاری نہ ہو تو آپ کا اس سے نکاح ختم ہوا ہے ﴿۲﴾ (البتہ قانونی

خطرات سے بچنے کیلئے حاکم کے پاس مرافعہ ضروری ہے)۔ وهو الموفق

بے غیرت شوہر کے پاس رہنا حرام اور بھاگنا ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بدکردار شخص ہے اور اپنی

﴿۱﴾ قال الشيخ سليم رستم باز: المعلق بالشرط يجب ثبوته عند ثبوت الشرط ای اذا علق بالشرط يلزم ثبوت المعلق به مثلاً اذا قال لآخر انا ضامن مالك اذا سرقه فلان فمتى ثبت الشرط ای السرقة يثبت المعلق به ای الضمان.

(شرح المجلة لرستم باز ۱: ۵۴ المادة: ۸۲).

﴿۲﴾ وفي الهندية: ارتد احد الزوجين عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق في الحال قبل الدخول وبعده. (فتاوى عالمگیریة ۱: ۳۳۹ الباب العاشر في نکاح الکفار)

عورت سے جبراً کرنا ہے عورت نے کافی منت سماجت کی کہ خدا سے ڈرو مجھے اس ذلت کا رزق نہیں چاہئے مجھے عذاب الہی سے بچاؤ، مگر وہ خاوند ایک بات بھی نہیں مانتا ہے، شوہر کا کوئی حلال کاروبار نہیں ہے اور نہ کوئی مزدوری کرتا ہے عورت اس بے غیرت اور ذلیل شوہر سے بھاگ کر ایک رشتہ دار کے گھر بیٹھی ہے اب یہ عورت کسی شریف انسان سے شادی کرنا چاہتی ہے جبکہ شوہر بے غیرت طلاق نہیں دیتا ہے تو کیا ایسے خاوند (جو عورت کو چلاتا ہے بد چلنی پر مجبور کرتا ہے) کے ساتھ اس عورت کا نکاح باقی ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: عزیز خان خیبر بازار پشاور..... ۱۹۷۷ء/۸/۳۰

الجواب: اس عورت کیلئے اس خاوند کے پاس رہنا حرام ہے اور اس خاوند سے بھاگنا ضروری ہے اور یہ کہ عورت بغیر طلاق کے یا بغیر تنسیخ نکاح کے دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی ہے گناہ اور زنا سے نکاح نہیں ٹوٹتا ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشيخ عزيز الرحمن الديوبندی: جب کہ وہ شخص ایسا شریر النفس اور ظالم اور بدکار ہے (یعنی بد فعلی اور کسب کرانے پر مجبور کرتا ہے) جو کہ سوال میں مذکور ہے اور سائلہ کو معصیت پر مجبور کرتا ہے تو بحالت مذکورہ اس کے پاس نہ رہنا چاہئے، اور شریعت مجبور نہیں کرتی ایسے ظالم و فاسق کے ساتھ رہنے پر البتہ بدون اس کے طلاق دینے کے نکاح کے ٹوٹنے اور دوسرے نکاح کی جواز کی کوئی صورت نہیں ہے پس جس طرح ہو بذریعہ حکام وغیرہ کے اس پر زور ڈال کر اور جبر کر کے اس سے طلاق دلوائی جائے بعد طلاق کے اور بعد عدت گزارنے کے دوسرا نکاح درست ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰: ۲۳۹ باب سیزدہم نامرد مجنون وغیرہ کے احکام)

فصل فی تفریق زوجة مفقود الخبر والمجنون وغيره

مفقود الخبر کی بیوی کیلئے تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عرصہ چار سال سات ماہ سے مفقود ہے کافی تلاش کے بعد ابھی تک اس کا کوئی پتہ نہیں چلا، اور سب رشتہ دار مایوس ہو چکے ہیں، مفقود کا ایک بیٹا اور نو جوان بیوی بھی ہے، اب بیوی نے مطالبہ کیا ہے کہ یا میرے شوہر کو دریافت کرو، یا میں اپنے اختیار سے دوسرا خاوند کرنا چاہتی ہوں مفقود کے رشتہ دار بھی تنگ آئے ہیں اور بیوی بھی ان کو تنگ کرتی ہے لہذا اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عصمت اللہ ناوگئی..... ۲۸/۱/۱۹۷۵

الجواب: اگر یہ عورت نفقہ کا انتظام نہیں کر سکتی، یا عصمت پر خائفہ ہو تو مسلمان حاکم (نج) کے ذریعہ تنسیخ نکاح کر سکتی ہے، بایں طور کہ مسلمان حاکم باقاعدہ تفتیش کے بعد اس کو کم از کم ایک سال مزید انتظار کا حکم دے دے اور یہ بھی ظاہر کرے کہ اس مزید مدت میں مایوسی کی صورت میں (سال گزرنے کے بعد) عدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے اور یہ ظاہر کرے کہ نکاح کو میں نے تنسیخ کیا ہے، والتفصیل فی

الحيلة الناجزة ﴿۱﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة اشرف على التهانوى: زوجة مفقود کیلئے چار سال کے مزید انتظار کا حکم اس صورت میں تو بالاتفاق ضروری ہے جبکہ عورت اتنی مدت تک صبر و تحمل اور عفت کے ساتھ گزار سکے لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یعنی عورت اندیشہ ابتلاء ظاہر کرے اور اس نے ایک عرصہ دراز تک مفقود کا..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

زوجہ مفقود الخیر کے فسخ نکاح میں شرائط کی رعایت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کا نکاح ماموں زاد کے ساتھ ہوا تھا شادی کمسنی میں ہوئی تھی وہ لڑکا پھر سسرال کے ہاں، ہا کرتا تھا کچھ عرصہ کے بعد اپنی منکوحہ بیوی کی ہمشیرہ کو اغوا کر کے لے گیا لیکن وہ لڑکی راستہ میں پکڑی گئی اور واپس آگئی کچھ عرصہ بعد وہ لڑکا واپس آیا کہ میری بیوی کو میرے ساتھ بھیجوا اگر نہیں تو مجھ سے اپنی لڑکی کا فیصلہ کرالو، تو لڑکی کے والدین نے کہا کہ ہمیں تمہارے ساتھ فیصلہ کی ضرورت نہیں ہم نے عدالت سے فیصلہ کرالیا ہے، فیصلہ اس طرح ہوا تھا کہ لڑکی والوں نے چیرمین یونین کونسل کو درخواست دی کہ ہماری لڑکی عرصہ سے غیر آباد ہے اور اس کا خاوند کہیں گم ہوا ہے، چیرمین نے قاضی صاحب کو فیصلہ کرنے کا لکھا قاضی صاحب نے لڑکے کو تلاش کرنے کا کہا اور اگر تلاش کے بعد لڑکا نہ ملا تو عدالت سے نکاح فسخ کرالیا جائے، کچھ عرصہ بعد لڑکی والے قاضی صاحب کے پاس گئے کہ لڑکا ہم نے تلاش کیا لیکن نہیں ملا، قاضی صاحب نے عدالت کو لکھا کہ لڑکا اتنے عرصہ سے گم ہے اس لئے نکاح فسخ کیا جائے، عدالت نے نکاح فسخ کر دیا اب چونکہ میں رجسٹرار نکاح ہوں وہ میرے پاس آئے کہ نکاح رجسٹرڈ کرو، میں نے کہا کہ میں اس مسئلہ کو نہیں مانتا اس لئے میں نکاح کی مجلس میں نہیں آتا اور نہ نکاح رجسٹرڈ کرتا ہوں اور نکاح محلہ کے امام نے باندھ لیا، اب محلہ کے لوگ کہتے ہیں کہ

(بقیہ حاشیہ) انتظار کرنے کے بعد مجبور ہو کر اس حالت میں درخواست دی ہو جبکہ صبر سے عاجز ہو گئی تو اس صورت میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کے موافق چار سال کی میعاد میں تخفیف کر دی جاوے کیونکہ جب عورت کے ابتلاء کا شدید اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک کم از کم ایک سال صبر کے بعد تفریق جائز ہے..... لیکن جہاں قرآن قویہ سے اندیشہ قوی ابتلاء بالزنا کا ہو تو ایک سال کے قول پر بھی حاکم کو حکم کر دینے کی گنجائش ہے مگر معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے بہانہ تلاش نہ کیا جاوے۔

(الحیلة الناجزہ ۱۷۱ اندیشہ ابتلاء کے وقت ایک مزید وسعت)

اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، کیونکہ نکاح فسخ نہیں ہوا ہے جب تک شوہر طلاق نہ دے، پھر یونین کونسل کی طرف سے مجھے حکم ملا کہ نکاح رجسٹرڈ کرو، میں نے نکاح رجسٹرڈ کیا، کیا میرے اوپر کوئی شرعی جرم عائد ہوتا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: حافظ محمد امین کیمپور..... ۲۰/۷/۱۹۷۳ء

الجواب: واضح رہے کہ اولایہ لڑکا مفقود نہیں ہے ثانیاً اس فسخ میں شرائط کی رعایت بھی نہیں کی گئی ہے، مثلاً کم از کم ایک سال مزید انتظار کرنا ﴿۱﴾ لہذا لڑکی والوں پر ضروری ہے کہ اس لڑکے کو خلع پر راضی کریں اس سے قبل نکاح میں کسی قسم کی اعانت کرنا اگرچہ قانونی طور پر جائز ہے لیکن اسلامی اصولوں کی بنا پر ناجائز ہے اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی جائے۔ وہوالموفق

زوجہ مفقود الخبر میں قضاء قاضی یا جماعت علماء ضروری ہے فتویٰ پر اکتفاء کافی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عرصہ دس سال سے محنت و مزدوری کیلئے گھر سے نکلا ہے اور آج تک واپس نہیں آیا، پاکستان کے گوشہ گوشہ میں اس کی بہتیری تلاش کی گئی ﴿۱﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: المفقود غائب لم تدر حیاته ولا موتہ کما فی البحر و هو حی فی حق نفسه لا تتزوج امراته..... عن ابی حنیفة ان مدة الفقد مفوض الی رأی القاضی فی حکم بما ادى الیه اجتهاده فیقسم مالہ حیثند بین الاحیاء من ورثته فتاویٰ انقروی و اختار الزیلعی تفویضه للامام قال فی الفتح فای وقت رأی المصلحة حکم بموتہ قال فی النهر و فی الینابیع قیل یفوض الی رأی القاضی ولا تقدیر فیہ فی ظاہر الروایة کذا فی ردالمحتار..... و تعتد زوجة المفقود بعد مضي اربع سنين عند مالک و هو مذهب الشافعی القديم..... قال القهستانی لو افتی بقول مالک فی موضع الضرورة لا بأس به علی ما اظن (من المحل المذبور).

(معین القضاة و المفتیین ۸۸ الفصل الرابع عشر فی زوجة مفقود)

مگر پتہ نہیں ملا، اس کی جائیداد پر بھی دوسرے وارث قابض ہیں عورت جو ان العمر ہے خواہشات نفسانی اور نان و نفقہ سے مجبور ہے ارتکاب حرام کا احتمال غالب ہے کیا شرعاً اس کی کوئی سبیل ہو سکتی ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: تا معلوم..... ۱۹۶۸ء/۱۱/۲۲

الجواب: بتوفیق الملک الوہاب ہو اعلم بالصواب: شرعاً اول سے اختلاف بین الائمة المجتہدین واقع ہے، مذہب حنفیہ میں کوئی سبیل نہیں جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس کی مؤید حدیث شریف ہے مگر محدثین کے نزدیک اس کی سند ضعیف ہے جو کہ ہدایہ کے حاشیہ پر مفصل تشریح کی گئی ہے اور مدت ستر اور نوے سال ہے، مسلک امام مالک پر فتویٰ حاصل کر سکتے ہیں کہ بعد حکم قاضی عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر کے نجات حاصل کر سکتی ہے، ہدایہ ۲: ۶۰۲ وقال مالک اذا مضى اربع سنين يفرق القاضى بينه وبين امراته تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاءت لان عمر هكذا قضى فى الذى استهواه الجن بالمدينة وكفى به اماما الخ، اور امام مالک رحمہ اللہ سے طاؤس روایت کرتے ہیں، ان عمر بن الخطاب قال ايما امرأة فقدت زوجها فلم تدر اين هو فانها تنظر اربع سنين ثم تعتد اربعة اشهر وعشرا ثم تحل للازواج، اور محمد بن عبد الباقي اس کی شرح میں لکھتے ہیں: وروى نحوه عن عثمان وعلى قيل واجمع الصحابة عليه ولم يعلم لهم مخالف فى عصرهم وعليه جماعة من التابعين، امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر یہ فتویٰ ضرورہ جائز ہے، جامع الرموز ۳۶۸ میں ہے: وقال مالک والاوزاعى الى اربع سنين فينكح عرسه بعدها كما فى النظم فلو افتى به فى موضع الضرورة، ينبغى ان لا بأس به على ما اظن، اور رد المحتار حاشیہ در مختار میں ہے: ذكر ابن وهبان فى منظومة انه لو افتى بقول مالک فى موضع الضرورة يجوز، اور فتاویٰ عبدالحی ۱: ۱۳۹ میں فتویٰ دیا گیا ہے مفقود الخبر کی موت پر موجب مسلک امام مالک کی بنا بریں اختلاف بین الصحابة والتابعين وبين الائمة المجتہدین

کے پایا گیا ہے تو بصورت مجبوری مطابق قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ صورت میں تفتیشات عرصہ اور پھر گم ہونے کی شہادت پر جائز ہے کہ دوسرا شوہر نکاح حاصل کرے، فیصلہ شرعی کے سوا نکاح ہرگز جائز نہ ہوگا، مزید براں حکومت اسلامی۔ فقط

کتبہ:..... محمد مرتضیٰ مولیا..... ۲۲/۱۱/۶۸

الجواب صحیح: لانه جاز الافتاء عند الضرورة بمذهب مالک وغيره صرح به العلامة الشامي وغيره ﴿١﴾ لكن لا بد من قضاء القاضي المسلم او حكم جماعة العلماء وعامة المسلمين، ولا يصح الاكتفاء بالافتاء وتفصيل المسئلة مسطور في الحيلة الناجزة فليراجع اليها ﴿٢﴾. وهو الموفق..... محمد فرید عفی عنہ

﴿١﴾ قال العلامة ابن عابدين: لقول القهستاني لو افتى به في موضع الضرورة لا بأس به على ما اظن..... وقد قال في البرازية الفتوى في زماننا على قول مالک وقال الزاهدي كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة..... لكن قدمنا ان الكلام عند تحقق الضرورة حيث لم يوجد مالکی يحكم به.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۶۲ کتاب المفقود)

﴿٢﴾ وفي الحيلة الناجزة: زوجة مفقود كيلي مالكيه کے نزدیک مفقود کی زوجیت سے علیحدہ ہونے کی دارالاسلام میں تو یہ صورت ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں مرافعہ کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا..... کما فی المنتقى للباجي المالکی..... اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود واپتہ ہونا ثابت کرے بعد ازاں قاضی خود بھی مفقود کی تفتیش و تلاش کرے..... زوجہ مفقود کسی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہونے میں خود مختار نہیں بلکہ ہر حال میں قضاء قاضی شرط ہے..... اور اگر مسلمان حاکم موجود نہ ہو..... تو پھر مذہب مالکیہ کے موافق دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت پنچایت کر کے حسب بیان مذکور تحقیق کرے اور تحقیق کامل کے بعد فیصلہ صادر کر دے تو یہ فیصلہ بھی قضائے قاضی کے حکم میں ہو جاوے گا الخ۔

(الحيلة الناجزة ۶۲، ۶۵ حکم زوجہ مفقود)

افغان جنگ میں مفقود مجاہدین کی بیویوں کے نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو مجاہدین محاذ جنگ افغانستان میں محاصرہ میں آ کر یا شہید ہو کر چھ سات سال سے مفقود ہیں اور ان کی بیویاں گھروں میں موجود ہیں کیا یہ بیویاں دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمود حقانی افغانستان..... ۱۳/۲/۱۹۸۷

الجواب: ان ازواج کی زوجات ضرورت کے وقت (یعنی خوف زنا یا احتیاج نفقہ) مسلمان حاکم یا بااثر علماء کی جماعت کی وساطت سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہیں ﴿۱﴾ وھو مذهب مالک و جاز علیہ الفتویٰ کما فی ردالمحتار باب المفقود ﴿۲﴾. وھو الموفق

جہاد افغانستان میں مفقود الخیر مجاہدین کی بیویوں کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین در حق مجاہدین افغانستان کہ در صفوف جنگ با کفار از ﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: اگر عورت اندیشہ ابتلاء ظاہر کرے اور اس نے ایک عرصہ دراز تک مفقود کا انتظار کرنے کے بعد مجبور ہو کر اس حالت میں درخواست دی ہو جبکہ صبر سے عاجز ہو گئی تو اس صورت میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کے موافق چار سال کی میعاد میں تخفیف کر دی جاوے کیونکہ جب عورت کے ابتلاء کا شدید اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک کم از کم ایک سال صبر کے بعد تفریق جائز ہے، کما فی الروایة الثانية من فتویٰ العلامة الفہاشم..... جہاں قرآن قویہ سے اندیشہ قوی ابتلاء بالزنا کا ہو تو ایک سال کے قول پر بھی حاکم کو حکم کر دینے کی گنجائش ہے۔ (الحیلة الناجزة ۱۷۱ فائدہ)

﴿۲﴾ قال العلامة الشامی: وقال فی الدر المنتقى لیس باولی لقول القہستانی لو افتی بہ فی موضع الضرورة لا بأس به علی ما اظن..... وقد قال فی البزازیة الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک وقال الزاہدی کان بعض اصحابنا یفتون بہ للضرورة الخ.

(ردالمحتار ہامش الدر المختار ۳: ۳۶۲ مطلب فی الافتاء بمذہب مالک فی المفقود)

معرکہ مفقود ہو گئے ہیں اور ابھی تک موت و حیات کی حالت معلوم نہیں ہے اور غالب یہ ہے کہ وہ بیویوں کے ظلم کی وجہ سے وفات پا چکے ہیں اب ان کی بیویوں کے نکاح کا کیا مسئلہ ہے؟ بینواتو جروا
المستفتی: سید رسول مجاہد اکوڑہ مہاجر کیمپ..... ۱۹۸۵ء/۷/۹

الجواب: دریں صورت بعد از حکم حاکم بہ موت ایں مفقود، بریں مفقود احکام میت جاری

خواہند شد، کما فی ردالمحتار ۳: ۲۵۷ و مقتضاه انہ یجتهد و یحکم القرائن الظاہرة
الدالة علی موته الخ ﴿۱﴾. و هو الموفق

سقوط مشرقی پاکستان کے وقت مفقود ازواج کی بیویوں کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سقوط مشرقی پاکستان کے وقت جو فوجی وہاں لاپتہ ہو چکے ہیں اب چونکہ تمام قیدی واپس ہوئے ہیں اور ان لاپتہ فوجیوں کے ناموں کو حکومت پاکستان نے شہداء کے فہرست میں درج کیا ہے اور ان کے پسماندگان کو پنشن جاری کئے ہیں ان مفقود الخیر ازواج کی بیویاں نکاح ثانی کر سکتی ہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: محمد سعید شاہ شکر علی خیل کرک..... ۱۹۷۵ء/۱۰/۱۲

الجواب: یہ بیوگان مسلمان حاکم یا چند با اثر علماء کے ذریعہ سے فسخ نکاح (حکم بالموت)

حاصل کر سکتی ہیں جبکہ یہ حکم دہندگان باقاعدہ تلاش کرنے کے بعد فیصلہ کریں، یدل علیہ ما فی ردالمحتار ۳: ۳۳۱ و مقتضاه انہ یجتهد و یحکم بالقرائن الظاہرة الدالة علی موته و علی هذا یتنی ما فی جامع الفتاویٰ حیث قال و اذا فقد فی المہلکة فموتہ غالب فی حکم بہ کما اذا فقد وقت الملاقاة مع العدو، قال العلامة الشامی لکن لا ینحی انہ

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۶۳ مطلب الافتاء بمذہب مالک فی زوجة
المفقود)

لا بد من مضي مدة طويلة حتى يغلب على الظن موته لا بمجرد فقدہ عند ملاقات العدو الخ ﴿۱﴾ اور اسی حکم کے بعد عدت وقات گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے ﴿۲﴾۔ وهو الموفق

مفقود الخبر کی زوجہ کیلئے مسلمان حاکم کے ذریعہ حکم بالموت حاصل کرنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کی پچھلی جنگ میں لاپتہ ہو چکا ہے اس سے پہلے وہ باقاعدگی سے کبھی کبھی گھر آتا جاتا تھا اور خطوط بھی بھیجتا تھا یہاں سے اس کی تلاش میں لوگ بھی گئے مگر وہاں ویرانی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا، اب ایسی جنگ میں جس میں عام مغربی پاکستان کے لوگوں کا قتل و مقاتلہ ہو، اس صورت میں یہ بیوی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: گل عظیم جہلم..... ۲۱/۱/۱۹۷۵

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۳۶۲ کتاب المفقود)

﴿۲﴾ قال العلامة شمس الحق الافغانی: عن ابی حنیفة ان مدة الفقد مفوض الی رأی القاضی فی حکم بما ادى الیه اجتهاده فیقسم ماله حينئذ بین الاحیاء من ورثته فتاویٰ انقروية، واختار الزیلعی تفویضه للامام قال فی الفتح فای وقت رأی المصلحة حکم بموته قال فی النهر وفي الینا بیع قیل يفوض الی رأی القاضی ولا تقدير فيه فی ظاهر الرواية کذا فی ردالمحتار..... وتعتد زوجة المفقود بعد مضي اربع سنين عند مالک وهو مذهب الشافعی القديم..... وعند احمد ان كان يغلب على حاله الهلاك کمن فقد فی الصفيين او فی مرکب قد انکسر او خرج لحاجة قريبة فلم يرجع فهذا بعد اربع سنين يقسم ماله وتعتد زوجته بخلاف ما اذا لم يغلب كالمسافر لتجارة او سياحة فانه يفوض الی رأی الحاکم فی رواية..... قال القهستاني لو افتی بقول مالک فی موضع الضرورة لا بأس به على ما اظن (من المحل المزبور).

(معین القضاة والمفتیین ۸۸ الفصل الرابع عشر فی زوجة المفقود)

الجواب: صورت مسئلہ میں مسلمان حاکم کے حکم بالموت یا حکم طلاق سے قبل یہ منکوحہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی ہے، لان هذا المفقود لم يبلغ سبعين سنة وما فقد في المهلكة كما اذا فقد في وقت الملاقات مع العدو وقال العلامة الشامي في حقه: لا يخفى انه لا بد من مضي مدة طويلة حتى يغلب عن الظن موته لا بمجرد فقدہ عند ملاقات العدو او سفر البحر ونحوه (ردالمحتار ۳: ۴۵۸) ﴿۱﴾ واما تطبيق الحاكم فبناء على الافتاء بمذهب الامام مالك عند الضرورة ﴿۲﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۶۳ كتاب المفقود)

﴿۲﴾ قال العلامة محمد امين: لقول القهستاني لو افتى به في موضع الضرورة لا بأس به على ما اظن..... وقد قال في البزازية الفتوى في زماننا على قول مالك وقال الزاهدي كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة..... لكن قلنا ان الكلام عند تحقق الضرورة حيث لم يوجد مالكي يحكم به. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ۳: ۳۶۲ كتاب المفقود مطلب الافتاء بمذهب مالك)

☆ وقال العلامة عبد الحى اللىكنوى: عمل کرده شود (بر مذهب امام مالك) في جامع الرموز: وقال مالك والاوزاعى الى اربع سنين فينكح عرسه بعده كما في النظم فلو افتى به في موضع الضرورة ينبغي ان لا بأس به كما اظن انتهى، وفي تعاليق الانوار على الدرالمختار: نعم مذهب مالك والقديم من مذهب الشافعي تقديره باربع سنين لكن في حق عرسه لا غير فينكح بعدها كما في النظم فلو افتى به في موضع الضرورة ينبغي ان لا بأس به على ما اظن كما في القهستاني، انتهى، وفي حسب المفتين: قول مالك معمول به في هذه المسئلة وهو احد قولى الشافعي ولو افتى الحنفى فذلك يجوز فتواه لان عمر رضى الله عنه قضى هكذا في الذى استهوته الجن بالمدينة وكفى به اماما ولانه منع حقها بالغيبة فيفرق القاضى بينهما بمضى هذه المدة اعتبارا بالايلاء في العدد وبالعتة في السنة عملا بالشبهين انتهى.

(مجموعه الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى ۳: ۴۳۷ كتاب المفقود)

مفقود الخیر زوج کے بارے میں مسلمان حاکم کے فیصلہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی چار سال سے لاپتہ ہے اس آدمی کی بیوی بچے بھی ہیں کافی کوشش کے باوجود لاپتہ ہے اب عورت کہتی ہے کہ میں نے دوسرے مرد سے شادی کرنی ہے مقامی علماء نے ڈیڑھ سال اور انتظار کرنے کا کہا ہے مگر عورت کہتی ہے کہ میں نے نکاح کرنا ہے، کیا اس صورت میں کوئی شرعی جواز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی نورالحق باڑہ پشاور..... ۱۸/شعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ عورت حکومت کے پاس مرافعہ کرے اور حکومت باقاعدہ تفتیش کے بعد جب مایوس ہو جائے تو اس عورت کو کم از کم ایک سال مزید انتظار کا حکم دے دے اور یا حالاً تنسیخ نکاح کرے صورت اولیٰ میں ایک سال ختم ہونے کے بعد عدت وقات گزارے اور اور صورت ثانی میں عدت طلاق گزارے اور دوسری جگہ عقد نکاح کرے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: زوجہ مفقود کیلئے مالکیہ کے نزدیک مفقود کی زوجیت سے علیحدہ ہونے کی دارالاسلام میں تو یہ صورت ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں مرافعہ کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا..... اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود و لاپتہ ہونا ثابت کرے بعد ازاں قاضی خود بھی مفقود کی تفتیش و تلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو عورت کو چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے پھر اگر ان چار سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے تو مفقود کو اس چار سال کی مدت ختم ہونے پر مردہ تصور کیا جاوے گا، اور نیز ان چار سال کے ختم ہونے کے بعد چار ماہ دس دن عدت وقات گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا..... فائدہ: لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یعنی عورت اندیشہ ابتلاء ظاہر کرے اور اس نے ایک عرصہ دراز تک مفقود کا انتظار کرنے کے بعد مجبور ہو کر اس حالت میں درخواست دی ہو جبکہ صبر سے عاجز ہوگئی تو اس صورت میں اس کی بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کے موافق چار سال کی میعاد میں تخفیف کر دی جاوے کیونکہ جب عورت کے ابتلاء کا شدید اندیشہ ہو تو ان کے نزدیک..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مفقود الخبر کے بارے میں ظاہر الروایت اور مذہب مالکی پر فتویٰ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا شوہر کہیں گم ہو گیا ہے اس عورت کے نکاح کے بارے میں ہمارے مذہب کا مفتی بہ قول کون سا ہے؟ اور اس مسئلہ میں مذہب امام مالک کا اختیار کرنا کیسا ہے یعنی ان کے مذہب پر فتویٰ دینا ضروری ہے یا بوقت ضرورت اس پر فتویٰ دیا جائے گا؟ اس مسئلہ مدلل لکھیں مہربانی ہوگی؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا عبدالقادر بندر روڈ پشین بازار کوئٹہ..... ۱۹۷۷ء/۸/۲۰

الجواب: محترم المقام دامت برکاتکم! السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ آپ ان سوالات کے تفصیلی جوابات حیلہ ناجزہ میں ملاحظہ کریں ﴿۱﴾ مختصر طور پر میں بھی کچھ لکھوں گا، وہو ہذا کہ مفقود کے متعلق ظاہر الروایت موت الاقران ہے، کما فی شرح التنویر فی باب المفقود بل یوقف قسطہ الی موت اقرانہ فی بلدہ علی المذہب ﴿۲﴾ الی آخر کلامہ، اگر تعین مدت کرنی ہو تو ستر سال (یوم پیدائش سے) ارنج ہے بنسبت دیگر اقوال کے، کما فی ردالمحتار: وقدرہ ابن الہمام بسبعین للحديث لانها نهاية هذا الغالب ﴿۳﴾، اور ضرورت کے وقت یعنی جبکہ بیوی کے (بقیہ حاشیہ) کم از کم ایک سال صبر کے بعد تفریق جائز ہے اگر تفریق اس قاعدہ کے موافق کی جائے تو اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ تفریق طلاق رجعی ہوگی اور اس صورت میں زوجہ مفقود کو بجائے عدت وفات کے عدت طلاق تین حیض گزارنے ہوں گے۔

(الحیلة الناجزة ۶۲، ۷۱ حکم زوجہ مفقود)

﴿۱﴾ (الحیلة الناجزة ۱۵۶ زوجہ مفقود کا حکم)

﴿۲﴾ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ۳: ۳۶۲ مطلب الافتاء بمذہب مالک فی زوجة المفقود)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۳۶۳ مطلب الافتاء بمذہب مالک باب المفقود)

نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو یا بغیر خاوند کے گناہ میں ابتلاء کا ظن غالب ہو تو مذہب غیر پر فتویٰ دینا جائز ہے،
وفی ردالمحتار: وقال الزاهدی كان بعض اصحابنا یفتون به للضرورة الخ ﴿۱﴾
(۳: ۳۳۰) اور فتویٰ دینے کے بعد اس کو مذہب حنفی کہا جائے گا فافہم ﴿۲﴾. وهو الموفق

مفقود الخیر کی زوجہ کیلئے انتظار کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مفقود الخیر کی زوجہ کتنی مدت تک
دوسرے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی؟ بینواتوجروا

المستفتی: گل محمد خان سرانے نورنگ..... ۳/۵/۱۹۷۴

الجواب: کم از کم ستر سال عمر تک پہنچنے کا انتظار ضروری ہے ﴿۳﴾ یا موافق مذہب امام

﴿۱﴾ (فتاویٰ شامیہ ۳: ۳۶۳ مطلب فی الافتاء بمذہب مالک باب المفقود)
﴿۲﴾ وفی البشری لارباب الفتوی: لما كان الافتاء علیه عند الضرورة من اصول الحنفیة
كان الحکم المبنى علیه مذہب الحنفیة ایضا لا بتناء ه علی قواعدهم كما صرح به العلامة
الشامی فی عقود رسم المفتی فیما اذا خالف فیہ الاصحاب امامهم الاعظم.
(البشری لارباب الفتوی ۳: الفصل السادس الافتاء بالقول المرجوح وبمذہب غیرہ)
﴿۳﴾ قال العلامة الشامی: (قوله علی المذہب) وقيل يقدر بتسعين سنة بتقديم التاء من حين
ولادته واختاره فی الكنز وهو الارفق هداية وعلیه الفتوی ذخیره وقيل بمائة وقيل بمائة
وعشرين واختار المتأخرون ستين سنة واختار ابن الهمام سبعين لقوله علیه الصلاة والسلام
اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین فكانت المنتهی غالباً و ذکر فی شرح الوہبانیة انه
حکاه فی الینابیع عن بعضهم قال فی البحر والعجب کیف یختارون خلاف ظاهر المذہب
مع انه واجب الاتباع علی مقلد ابی حنیفة واجاب فی النهر بان التفحص عن موت الاقران
غیر ممکن او فیہ حرج فعن هذا اختاروا تقدیره بالسن الخ.
(ردالمحتار هامش الدر المختار ۳: ۳۶۲ کتاب المفقود)

مالک رحمہ اللہ حکم بالموت حاصل کیا جائے، و التفصیل فی الحیلة الناجزة ﴿۱﴾ . و هو الموفق

دوسری جگہ نکاح کے بعد مفقود الخمر کی واپسی کی صورت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص تقریباً آٹھ سال مفقود

الخمر رہا، اس اثنا میں اس کی بیوی نے دوسرا خاوند اختیار کر لیا، حالانکہ پہلے شوہر نے بیوی کیلئے کافی اخراجات چھوڑے تھے اب وہ شخص اچانک گھر آیا اور بیوی کو دوسرے شخص کے عقد میں پایا، وہ بال بچہ دار بھی ہے

ایسے شخص کے حق میں شرعی فیصلہ کس طرح ہوگا؟ بینوا تو جروا

المستفتی: مولانا عزیز الرحمن خطیب کوہالہ..... ۱۹۷۵ء/۱/۲۲

الجواب: صورت مسئلہ میں یہ بیوی پہلے خاوند کو حوالہ کی جائے گی، اور اگر دوسرے خاوند

سے اولاد پیدا ہوئی ہو تو یہ اولاد دوسرے خاوند سے ثابت النسب ہوگی پہلے خاوند کیلئے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے البتہ دوسرے خاوند کے جماع وغیرہ کی وجہ سے عدت گزارنی واجب ہوگی (و التفصیل فی

الحیلة الناجزة ۱۰۴ تا ۱۰۷) ﴿۲﴾ . و هو الموفق

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: زوجہ مفقود کیلئے مالکیہ کے نزدیک مفقود کی زوجیت سے علیحدہ

ہونے کی ۱۰۷ الاسلام میں تو یہ صورت ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں مرافعہ کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا..... اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود دولا پتہ ہونا ثابت کرے

بعد ازاں قاضی خود بھی مفقود کی تفتیش و تلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو عورت کو چار سال تک

مزید انتظار کا حکم کرے پھر اگر ان چار سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے تو مفقود کو اس چار سال کی مدت ختم ہونے

پر مردہ تصور کیا جاوے گا اور نیز ان چار سال کے ختم ہونے کے بعد چار ماہ دس دن عدت وقات گزار کر عورت کو

دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا الخ۔ (الحیلة الناجزة ۶۲ حکم زوجہ مفقود)

﴿۲﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مذہب اس بارے میں یہ ہے کہ اگر

مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آ جائے تو اس کی عورت ہر حال میں اس کو..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غائب شوہر کا واپس آنا اور بیوی کی دوسری شادی اور طلاق و نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی شادی شدہ بارہ سال تک لاپتہ تھا اس کی بیوی نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا ہے بارہ سال بعد وہ واپس آ گیا اب اس کی بیوی کی طلاق یا نکاح کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: بشیر خٹک کوہاٹ شہر..... ۱۴/ رمضان ۱۴۱۰ھ

(بقیہ حاشیہ) ملے کی خواہ عدت وفات کے اندر آ جاوے یا بعد انقضائے عدت اور خواہ نکاح ثانی اور خلوت و صحبت کے بعد آئے یا پہلے، کما صرح به شمس الائمة فی المبسوط حیث قال وقد صح رجوعه (یعنی عمر رضی اللہ عنہ) عنہ الی قول علی رضی اللہ عنہ فانہ (ای علیا رضی اللہ عنہ) کان یقول ترد الی زوجها الاول ویفرق بینہا و بین الآخر ولہا المہر بما استحل من فرجہا ولا یقربہا الاول حتی تنقضی عدتہا من الآخر وبہذا کان یاخذ ابراہیم فیقول قول علی رضی اللہ عنہ احب الی من قول عمر رضی اللہ عنہ وبہ ناخذ ایضا (۱۱: ۳۷) وفی میزان الشعرانی ۲: ۱۲۳ ومن ذلک قول ابی حنیفہ ان المفقود اذا قدم بعد ان تزوجت زوجته بعد التربص یبطل العقد وہی للاول وان کان الثانی وطنہا فعلیہ مہر المثل وتعد من الثانی ثم ترد الی الاول، اور حنفی کیلئے غیر حنفیہ کے مذہب پر فتویٰ دینا سخت ضرورت کی وقت جائز ہے جیسے تا جیل زوجہ مفقود وغیرہ کی صورتیں لیکن واپسی مفقود کی صورت میں دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی ضرورت داعی نہیں (وقال فی ذیلہ: وما فی العالمگیریۃ ۳: ۱۷۶ عن التاتارخانیۃ فان عاد زوجها بعد مضي المدة فهو احق بها وان تزوجت فلا سبیل لہ علیہا الخ فلا یعول علیہ فی مقابله تصریح المبسوط واللہ اعلم)..... اس اولاد کا نسب دوسرے خاوند سے ثابت ہوگا، کما صرح به العلامة الشامی فی رد المحتار (باب المفقود ۳: ۳۶۱) والیہ ذهب المالکیۃ ایضا کما صرح به فی مہر وایۃ الثالثة والثلاثین من فتویٰ العلامة الصالح المالکی الملحقہ بآخر الكتاب
(الحیلة الناجزة ۲۸، ۱۷۱ واپسی مفقود کے احکام)

الجواب: اگر اس عورت نے تنسیخ نکاح کے بعد دوسری شادی کی ہو تو یہ عورت اس دوسرے خاوند کے پاس رہے گی، اور اگر تنسیخ نکاح کے بغیر دوسری شادی کی ہو تو اول خاوند کی مرضی ہے طلاق دے دے یا واپس لے جائے۔

نوٹ:..... عدت کا خیال رکھنا ضروری ہے ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

مفقود اور متعنت فی النفقة کی وجہ سے تنسیخ نکاح کی صورت میں شوہر کے واپسی کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جو کہ اپنے خاوند سے

پندرہ سال تک الگ رہ جائے، اور اس خاوند نے اس مدت میں اسے کوئی خرچ وغیرہ نہیں دیا ہو، پندرہ سال ﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: اگر غائب حکم بالطلاق کے بعد آجائے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عدت کے اندر اندر واپس آجائے اور باقاعدہ خرچ وغیرہ دینے پر آمادہ ہو تو اس صورت میں تو اس کو رجعت کا حق ہے اگر رجعت کر لے گا تو صحیح ہو جاوے گی اور رجعت نہ کرے تو عدت کے بعد اس کے نکاح سے بالکل الگ ہو جاوے گی۔

دوسری صورت یہ کہ عدت ختم ہو چکنے کے بعد واپس آیا ہو سو اس میں تفصیل ہے کہ اگر اس نے عورت کے دعویٰ کے خلاف کوئی بات ثابت کر دی مثلاً یہ کہ میں نے اس کو پیشگی خرچ دیا تھا یا یہ کہ وہاں سے بھیجتا رہتا تھا یا یہ کہ عورت نے نفقہ معاف کر دیا تھا تب تو اس کو ہر حال میں عورت مل جاوے گی یعنی خواہ وہ عورت عدت کے بعد نکاح ثانی بھی کر چکی ہو حتیٰ کہ اگر شوہر ثانی سے اولاد بھی ہو تب بھی شوہر اول ہی کا نکاح باقی سمجھا جاوے گا، اور شوہر ثانی کا نکاح اب باطل قرار دیا جاوے گا اور اگر خاوند نے عورت کے دعویٰ کے خلاف کوئی بات ثابت نہ کی تو عورت اس کو نہ ملے گی کیونکہ عدت ختم ہونے کے بعد رجعت کا حق نہیں رہتا، وهذا کله مصرح فی الروایة الرابعة عشر والسادسة عشر. اور دوسری صورت کی پہلی شق میں جو شوہر اول کو عورت ملے گی اس کو نہ تجدید نکاح کی ضرورت ہے نہ تجدید مہر کی، البتہ شوہر ثانی سے خلوت صحیح ہو چکی ہو تو عدت واجب ہے یعنی عدت گزرنے سے پیشتر شوہر اول کو جماع اور اس کے دوائی کا ارتکاب جائز نہیں۔

(الحیلة الناجزة ۷۸، ۷۹ حکم زوجہ غائب غیر مفقود)

بعد اس عورت نے کسی دوسرے شخص سے شادی کر لی، اب پندرہ سال بعد وہ سابقہ شوہر اس عورت کو لینے کیلئے آجائے تو کیا وہ سابقہ شوہر اس عورت کا حقدار ہے؟ بینوا تو جو روا
المستفتی: نثار اللہ بقلم خود

الجواب: اگر مسلمان حاکم نے اس غائب کا نکاح تمتعت فی النفقة (بیوی کو نان نفقہ نہ دینے) کی وجہ سے فسخ کیا ہو تو یہ عورت دوسرے خاوند کے پاس رہے گی ﴿۱﴾ اور اگر حاکم نے یہ فسخ مفقود اور لاپتہ ہونے کی وجہ سے کیا ہو تو یہ عورت پہلے خاوند کو واپس کی جائے گی، دوسرے خاوند کیلئے طلاق دینے اور پہلے خاوند سے تجدید نکاح کی کوئی ضرورت نہیں ہے، البتہ پہلا خاوند عدت گزرنے کے بعد جماع کرے گا، اس سے پہلے جماع کرنا جائز نہیں ہے ﴿۲﴾ والتفصیل فی الحیلة الناجزة ۱۰۴ . وهو الموفق

مفقود والخبر کی موت کے بارے میں ایک شخص کی خبر پر اعتماد کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی جان احمد غالباً دو سال سے مفقود ہے اس کے ساتھ ماموں گل احمد بھی تھا، چند دن وہ ان سے غائب ہو گیا تھا بعد میں کسی نے بتایا کہ ﴿۱﴾ قال العلامة اشرف علی التھانوی: صححت اگر اپنی حرکت سے اس وقت باز آئے جبکہ حاکم اس کی زوجہ پر طلاق واقع کر چکے اور عدت بھی گزر چکے تو اب اس کا کوئی اختیار زوجہ پر نہیں رہتا الخ۔
(الهیلة الناجزة ۷۴ حکم زوجہ متعنت)

﴿۲﴾ قال العلامة التھانوی: لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آ جاوے تو اس کی عورت ہر حال میں اسی کو ملے گی خواہ عدت وفات کے اندر آ جاوے یا بعد انقضائے عدت اور خواہ نکاح ثانی اور خلوت وصحبت کے بعد آئے یا پہلے، کما صرح به شمس الانمة فی المبسوط..... الخ.

(الهیلة الناجزة ۶۸ واپسی مفقود کے احکام)

فلاں شخص مر گیا ہے جب وہ وہاں حاضر ہوا تو پولیس والے جمع تھے اور اس کو اپنی تحویل میں لے لیا اور وہ مرا تھا پھر وہ کہتا ہے کہ میں چونکہ وہاں بیمار تھا اسلئے تین مہینے کے بعد ان کی ہمشیرہ کو اطلاع دے دی کہ جان احمد مر گیا ہے اب سوال یہ ہے کہ اس کی بیوی پر زنا میں وقوع کا شدید خطرہ ہے اور نان و نفقہ والا بھی کوئی نہیں ہے تو اس عورت کیلئے نکاح ثانی کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالرحمن حقانی لنڈیوہ بنوں..... ۱۵/محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: اس بیوی کیلئے اس شخص کی خبر پر اعتماد کرنا جائز ہے، فی الہندیۃ ۵: ۳۳۶ اذا غاب الرجل عن امرأته فأتاها مسلم عدل فاخبرها ان زوجها طلقها ثلثا او مات عنها فلها ان تعتد وتتزوج بزواج آخر وان كان المنخبر فاسقا تتحري ثم اذا اخبرها عدل مسلم انه مات زوجها انما تعتمد على خبره اذا قال عاينته ميتا او قال شهدت جنازته اما اذا قال اخبرني منخبر لا تعتمد على خبره ﴿۱﴾.

یہ جواب اس تقدیر پر ہے کہ اس شخص گل احمد نے موت کا مشاہدہ کیا ہو یا جنازہ میں شریک ہوا ہو اور اگر نہ مشاہدہ کیا ہو اور نہ جنازہ میں شریک ہوا ہو اور یا پولیس وغیرہ معین اور معتمد اشخاص سے سنا ہو کہ فلاں مر گیا ہے تو اس پر بھی اعتماد درست ہے، لما فی رد المحتار عن جامع الفصولین: ولو سمع من هذا لرجل آخر له ان له ان يشهد لانه من باب الدين فيثبت بخبر الواحد (رد المحتار ۲: ۸۳۷). وهو الموفق

پندرہ سال سے روپوش شوہر کی بیوی کیلئے تنسیخ نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خاتون اپنے شوہر

﴿۱﴾ (فتاویٰ عالمگیریہ ۵: ۳۱۲ الفصل الثانی فی العمل بخبر الواحد فی المعاملات)

کے نکاح میں ہے اور مہر کی کچھ رقم بھی ادا کی ہے، شادی کے بعد چند مہینے گزار کر روپوش ہو گئے بعد میں پتہ چلا کہ وہ کراچی میں ہے اور دوسری شادی کر لی ہے، کراچی میں رہتے ہوئے اسے پندرہ سال گزر گئے، اب زوجہ اول مطالبہ کرتی ہے کہ یا میرا شوہر مجھے طلاق دے دے یا میرے ساتھ زندگی گزارے، اس عورت نے عدالت میں مقدمہ درج کیا ہے، حکومت کی بار بار اطلاع اور اخباری اشتہارات کے باوجود شوہر حاضر نہیں ہوتا، اب بیوی کیلئے شرعی فتویٰ کے مطابق کیا عمل کرنا چاہئے تاکہ یہ معاملہ حل ہو سکے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا محمد یوسف قریشی جامعہ اشرفیہ پشاور..... ۱۹۸۵ء/۷/۲۲

الجواب: جس بیوی کو خاوند نہ باقاعدہ آباد کرتا ہے اور نہ آزاد، تو ایسی مجبور عورت مسلمان حاکم کے ذریعہ تنسیخ نکاح کر سکتی ہے، یعنی جبکہ اس کے نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو اور یا بغیر شوہر کے عصمت پر ڈرتی ہو (ماخوذ از حیلہ ناجزہ) ﴿۱﴾۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامة اشرف علی التھانوی: زوجہ معصت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے..... سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے..... اور دوسری صورت کہ اگرچہ بسہولت یا بدقت خرچ کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو، اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے..... و بعد صفحاتین..... (زوجہ غائب غیر مفقود) اولاً قاضی کے پاس مقدمہ پیش کر کے گواہوں سے..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مفقود الخبر آوارہ شخص کی بیوی کیلئے دوسری جگہ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک آوارہ اور سیاہ کردار والا انسان ہے، ایک لڑکی کو اغوا کر کے روپوش ہو گیا ہے، عرصہ آٹھ سال سے اس کا کوئی پتہ نہیں کہ زندہ یا مردہ یا کہاں ہے، ورثاء نے کافی کوشش کی مگر کوئی پتہ نہ لگ سکا، اب اس زید کی منکوحہ آٹھ سال سے بے یار و مددگار بیٹھی ہے اور جوان ہے، کیا اس کیلئے اب دوسری جگہ شادی کرنا جائز ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: عبدالرحمن..... ۱۳/۷/۱۹۷۴

الجواب: مسلمان حاکم کے حکم بالموت یا تنسیخ نکاح سے قبل اس عورت کے ساتھ کسی کا نکاح کرنا مشروع نہیں ہے ﴿۱﴾ قال الله تبارک وتعالیٰ: والمحصنت من النساء
(الآیة) ﴿۲﴾. وهو الموفق

شوہر کا کسی دور وطن میں بیوی کو بسانے اور پھر وہاں جانے سے انکار وغیرہ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمر کو اپنی بیٹی اس شرط کے ساتھ نکاح پر دے دی کہ عمر لڑکی کو اپنے وطن نہیں لے جائے گا بلکہ زید کے وطن میں رہے گا، عمر نے شرط (بقیہ حاشیہ) اس غائب کے ساتھ اپنا نکاح ہونا ثابت کرے پھر یہ ثابت کرے کہ وہ مجھ کو نفقہ دے کر نہیں گیا اور نہ وہاں سے اس نے میرے لئے نفقہ بھیجا نہ یہاں کوئی انتظام کیا اور نہ میں نے نفقہ معاف کیا،..... قاضی اس شخص کے پاس حکم بھیجے کہ یا تو خود حاضر ہو کر اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو یا اس کو بلا لویا وہیں سے کوئی انتظام کرو ورنہ اس کو طلاق دے دو اور اگر تم ان باتوں میں سے کوئی بات نہ کی تو پھر ہم خود دونوں میں تفریق کر دیں گے الخ۔ (الحیلة الناجزة ۷۳، ۷۷ حکم زوجہ متعنت و حکم زوجہ غائب غیر مفقود)

﴿۱﴾ (الحیلة الناجزة ۵۹ حکم زوجہ مفقود)

﴿۲﴾ (سورة النساء آیت: ۲۴ پارہ: ۵ رکوع: ۱)

منظور کر کے نکاح کر لیا، کچھ مدت بعد ایک فرزند بھی پیدا ہوا، بعد ازاں ایک دن عمر اپنے وطن بدخشان چلا گیا اور غائب ہوا، پھر ایک دن ایک خط کے ذریعے اپنی بیوی کو بدخشان آنے کا کہا، لیکن والدین نے بدخشان جانے سے منع کیا اگر چہ وہ چاہتی تھی کہ بدخشان چلی جائے، اسی دوران سات سال گزر گئے، بندہ عارض وطن بدخشان چلا گیا تو وہاں معلوم ہوا کہ عمر نے دو بیویاں نکاح میں لی ہیں اور اس بات پر مقرر ہے کہ زید کی بیٹی بھی میری بیوی ہے، بندہ نے کہا کہ زید کے وطن کو جاؤ مگر عمر نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جاتا اور نہ طلاق دیتا ہوں وہ میری بیوی ہے اور یہاں رہے تو میں اس کے تمام اخراجات کا ذمہ دار ہوں اگر باپ کے گھر رہتی ہے تو صحیح ہے خرچہ دوں گا لیکن طلاق کسی صورت نہیں دوں گا اب زید کے وطن کے بعض مولویوں نے دوسرے مذہب پر فتویٰ دیا ہے کہ یہ لڑکی دوسرے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے اگر چہ عمر طلاق نہ دے صحیح مسئلہ کیا ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: لعل بادشاہ مہمند..... ۳۰/۵/۱۹۷۲

الجواب: زید کا یہ شرط لگانا بے سود ہے کیونکہ اس شرط کے عدم ایفاء سے نکاح کو نقصان نہیں پہنچتا ہے، فی الدر المختار: وما یصح ولا یبطل بالشرط الفاسد القرض والهبة والصدقة والنکاح، (ہامش ردالمحتار ۴: ۲۲۸) ﴿۱﴾ قلت: هذا الشرط فاسد عندنا یخالف قوله تعالیٰ: اسکنوہن من حیث سکنتم ﴿۲﴾ خلافاً للامام احمد والامام البخاری ﴿۳﴾ ﴿۱﴾ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار ۴: ۲۵۴ کتاب البیوع، ما یبطل بالشرط الفاسد ولا یصح تعلیقہ بہ)

﴿۲﴾ (سورة الطلاق پارہ: ۲۸ آیت: ۶)

﴿۳﴾ وفي المنہاج: اعلم! ان الشرائط ثلثة اقسام، الاول ما یكون مقتضى النکاح كالنفقة وهو مقبول، والثانی ما یكون معارضا للوحی وهو..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وافتى فقهاءنا بمذهب الغير عند الضرورة والظاهر انه لا ضرورة ههنا لرضاء الزوجة بالذهاب الى بدخشان ﴿١﴾. وهو الموفق

(بقية حاشيه) مردود لحديث البخارى كل شرط ليس فى كتاب الله فهو باطل، والثالث ما لا يكون كذلك فيلزم عند الاشتراط، قوله وشرط لها ان لا يخرجها من مصرها: فيلزم الايفاء به لحديث الباب ولما ذكره البخارى عن عمر رضى الله عنه ووصله سعيد بن منصور وابن ابى شيبة، مقاطع الحقوق عند الشروط، اى ايها الزوج كان لك حق الاخراج شرعا ولكن لما قبلت عند العقد شرطها بعدم الاخراج فقطعت حقك، وقال فقهاءنا لا يلزم الايفاء بهذا الشرط لانه معارض بقوله تعالى: اسكنوهن من حيث سكنتم، وهو عبارة فى المطلقات ودلالة فى المنكوحات، ولما ذكره الترمذى وغيره عن على رضى الله عنه، والجواب عن حديث الباب واضح لانه شرط معارض بالقرآن، والجواب عن اثر عمر ان ابن وهب روى عن عمر انه وضع الشرط وقال: المرأة مع زوجها، قال ابو عبيد تضادت الروايات عن عمر فى هذا، فبقى اثر على بلا معارض فيكون اولنى بالعمل وهى رواية عن مالك والشافعى ايضا (فائدة) قال الله تعالى: ﴿ولا تضاروهن لتضيقوا عليهن﴾ فلا بد للقاضى والمفتى من ان يجتهد حتى يعلم المفسد من المصلح.

(منهاج السنن شرح سنن الترمذى ٢: ٢٤٦ باب فى الشرط عند عقدة النكاح)

﴿١﴾ قال العلامة الشامى: واختار فى الفصول قول القاضى فيفتى بما يقع عنده من المضارة وعدمها لان المفتى انما يفتى بحسب ما يقع عنده من المصلحة، فقوله فيفتى الخ صريح فى انه لم يجزم بقول الفقيه ولا بقول القاضى وانما جزم بتفويض ذلك الى المفتى المسئول عن الحادثة وانه لا ينبغى طرد الافتاء بواحد من القولين على الاطلاق فقد يكون الزوج غير مامون عليها يريد نقلها من بين اهلها ليؤذيها او يأخذ مالها بل نقل بعضهم ان رجلا سافر بزوجه وادعى انها امته وباعها فمن علم منه المفتى شيئا من ذلك لا يحل له ان يفتيه بظاهر الرواية لانا نعلم يقينا ان الامام لم يقل بالجواز فى..... (بقية حاشيه اگلے صفحہ پر)

دیوانہ اور عمر قید والے شخص کی بیوی کے تفسیح نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا خاوند دیوانہ اور پاگل ہو تو وہ اپنی عورت کو کس طرح طلاق دے گا کہ شریعت میں وہ درست ہو، نیز ایک عورت کا خاوند تقریباً بیس سال قید ہو جائے تو اس کی بیوی طلاق حاصل کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی: ملک ممتاز پشاور..... ۱۷/ رمضان ۱۳۹۹ھ

الجواب: دیوانہ طلاق دینے کا اہل نہیں ہے ﴿۱﴾ البتہ بعض صورتوں میں دیوانہ کی بیوی مسلمان حاکم کے ذریعہ تفسیح نکاح کر سکتی ہے ﴿۲﴾.....

(بقیہ حاشیہ) مثل هذه الصورة والحاصل انه لم يوجد الضرر الذي علل به القائل بخلافه بل وجد الضرر للزوج دونها فنعلم يقينا ايضا ان من افتى بخلاف ظاهر الرواية لا يقول بالجواز في مثل هذه الصورة الا ترى ان من ذهب بزوجه للحج فقام بها في مكة مدة ثم حج وامتنعت من السفر معه الى بلده هل يقول احد بمنعه عن السفر بها وبتركها وحدها تفعل ما ارادت فتعين تفويض الامر الى المفتي وليس هذا خاصا بهذه المسئلة الخ.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۹۱ مطلب في السفر بالزوجة)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: لا يقع طلاق..... والمجنون والصبي الخ. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۳۶۲ قبيل مطلب في طلاق المدهوش)

﴿۲﴾ ☆ قال الشاه اشرف على التهانوي: اصل اس بارہ میں یہ ہے کہ وہ جنون جس کی وجہ سے عورت کو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خیار فسخ حاصل ہو سکتا ہے اس کی حد بیان کرنے میں مختلف الفاظ مذکور ہیں مبسوط کے الفاظ یہ ہیں لا تطيق المقام معه، اور کتاب الآثار میں يخاف عليها قتله مذکور ہے ان دونوں میں تطيق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جو مجنون ایزاء پہنچایا کرتا ہو اس کے متعلق عادت غالبہ سے اکثر یہ بھی اندیشہ ہو جاتا ہے کہ شاید قتل کر بیٹھے خلاصہ یہ ہوا کہ جس مجنون سے ناقابل برداشت ایزاء پہنچتی ہو اس کا یہ حکم ہے الخ۔

(الحيلة الناجزة ۵۲ حکم زوجہ مجنون)..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

..... اسی طرح عمر قید آدمی کی بیوی بھی ﴿۱﴾ (حیلہ ناجزہ) . وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ)..... ☆ قال الشيخ شمس الحق الافغانى: زوجة المجنون اذا كانت لا تطيق المقام معه فلها خيار الفسخ كالعنة عند محمد كما فى كتاب الآثار لمحمد فى باب الرجل يتزوج وبه العيب، ان كان الجنون حادثا وان كان قديما او به مرض لا يرجى برئه كالجذب فلها الخيار ان شاءت رضيت وان شاءت رفعت الامر الى الحاكم حتى يفرق بينهما كذا فى المضمرة وفى الهندية عن الحاوى القدسى وبه ناخذ .

(معين القضاة والمفتيين ۸۹ الفصل الرابع عشر فى زوجة المفقود)

﴿۱﴾ حیلہ ناجزہ میں ہے: زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں..... دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے کہ اگر چہ بسہولت یا بدقت خرچ کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہے اور تفریق کی صورت یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے..... اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں آتی، اسی زوجہ متعنت کے ساتھ جدید اضافہ کے طور پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا فتویٰ ملحق کیا گیا ہے، آپ فرماتے ہیں: اصل بات یہ ہے کہ غائب غیر مفقود کے فسخ نکاح کا مسئلہ مذہب مالکیہ سے لیا گیا ہے مگر بعضے قیود و شرائط احتیاطاً بڑھائی گئی ہیں اور آخر میں لکھتے ہیں بناء علیہ خیال یہی ہے کہ صورت مذکورہ میں فسخ نکاح شرعاً صحیح و درست اور نافذ ہو گیا ہے۔

(حیلہ ناجزہ ۷۳ حکم زوجہ متعنت، وفتویٰ دربارہ بیس سالہ قیدی)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں تیس سالہ قیدی کے بارے میں مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب لکھتے ہیں: اصل مذہب حنفیہ کا اس صورت میں یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور بدون طلاق دینے شوہر کے، نکاح ثانی کرنا عورت کو درست نہیں ہے، كما فى الدر المختار: ولا يفرق بينهما بعجزه عنها ولا بعدم ايفائه لو غابا حقها الخ در مختار، لیکن بعض دیگر آئمہ ایسی صورت فسخ نکاح..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مجنون کی منکوحہ خوف زنا و عدم نفقہ وغیرہ کی وجہ سے تنسیخ نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت ایک شخص کے نکاح میں ہے اور عرصہ دس سال سے زائد ہو گئے ہوں گے کہ وہ پاگل ہے اس پاگل کے والدین اس کی عورت کو نان و نفقہ نہیں دے سکتے، لڑکی دس سال سے والدین کے گھر میں ہے، اس کے والدین بھی غریب ہیں عورت بھی جوان ہے اب اس عورت کیلئے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کی شرعی اجازت کس طرح ہوگی؟ بینواتو جروا

المستفتی: ماسٹر عنایت علی نوشہرہ..... ۲۸/۶/۱۹۷۲

(بقیہ حاشیہ) کو جائز فرماتے ہیں اور حنفی کو بضرورت اس پر عمل کرنا درست ہے، اور احوط یہ ہے کہ جس کا مذہب تفریق اور فسخ نکاح کا ہے اس سے فسخ کرا لیوے، قال فی الدر المختار: وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ حکمہ نعم لو امر شافعیاً فقضی بہ نفذ اذا لم یرتش الامر والمأمور، بحر در مختار، اور شامی میں ہے: والحاصل ان عند الشافعی اذا اعسر الزوج بالنفقة فلها الفسخ وكذا اذا غاب وتعذر تحصيلها منه علی ما اختاره كثيرون منهم لكن الاصح المعتمد عندهم ان لا فسخ ما دام موسراً، (شامی) وفيه بعد اسطر قال فی غرر الافکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً لمن مذهبہ التفریق بینہما اذا كان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق لان رفع الحاجة الدائمة لا یتیسر بالاستدانة اذا لظاهر انها لا تجد من یقرضها وغنی الزوج ما لا امر متوهم فالتفریق ضروری اذا طلبته وان كان غائباً..... پس ظاہر ہے کہ روایات اس بارے میں نہایت مختلف اور مضطرب ہیں لیکن موقع ضرورت میں حنفی کو گنجائش ہے کہ تفریق کرا دے اور عدت کے بعد جواز نکاح ثانی کا فتویٰ دے دے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰: ۲۳۰ کتاب الطلاق سوال: ۹۴۹)

الجواب: یہ عورت ان وجوہات کی وجہ سے (یعنی خوف زنا اور عدم انتظام نفقہ) ﴿۱﴾ بذریعہ مسلمان حاکم فسخ نکاح حاصل کر سکتی ہے، اور فسخ کے بعد باقاعدہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، کذا فی الحيلة الناجزة ﴿۲﴾. وهو الموفق

شوہر پر جنون طاری ہونے کی وجہ سے تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص شادی کے بعد پاگل ہو گیا اور عرصہ پانچ سال سے دماغی توازن خراب ہے، اور بظاہر اس کے صحیح ہونے کی توقع نہیں ہے، تو کیا اس کی بیوی بذریعہ عدالت تنسیخ نکاح کر سکتی ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: فضل الرحمن..... ۱۹/۵/۱۹۷۳

﴿۱﴾ قال العلامة اشرف على التهانوى: سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے یعنی نہ تو کوئی شخص خرچ کا بندوبست کرتا ہو اور نہ خود عورت حفظ و آبرو کے ساتھ کسب معاش پر قدرت رکھتی ہو اور دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے..... شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو۔

(حیلہ ناجزہ ۷۳ حکم زوجہ متعنت)

﴿۲﴾ قال الشاه اشرف على التهانوى: صورت تفریق کی یہ ہے کہ زوجہ مجنون قاضی کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے قاضی واقعہ کی تحقیق کر کے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کیلئے ایک سال کی مہلت دے دے اور بعد اختتام سال اگر زوجہ پھر درخواست کرے اور شوہر کا مرض جنون ہنوز موجود ہو تو عورت کو اختیار دے دیا جاوے اس پر اگر عورت اسی مجلس تخییر میں فرقت طلب کرے تو قاضی تفریق کر دے، کما مر فی الجواب الاول من العالمگیریة.

(الحيلة الناجزة ۵۴ حکم زوجہ مجنون)

الجواب: اگر جنون حادث ہونے کے بعد، بیوی نے نہ رضا مند ہونے پر تصریح کی ہو اور نہ جماع وغیرہ پر قدرت دی ہو تو اس صورت میں یہ عورت مسلمان حاکم کے ذریعہ طلاق حاصل کر سکتی ہے بشرطیکہ یہ جنون خطرناک ہو، ناقابل برداشت ایذا کا شدید خطرہ ہو، پس یہ عورت حاکم کے پاس مرافعہ کرے گی حاکم علاج کیلئے مزید ایک سال کا موقع دے گا پس اگر صحت یاب نہ ہو تو بیوی کو اختیار دے گا اور بیوی اس مجلس میں نکاح ختم کرے گی اور واضح رہے کہ اگر بیوی کے نان و نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو تو اس صورت میں بھی مسلمان حاکم طلاق دے سکتا ہے اور تنسیخ نکاح کر سکتا ہے، بشرطیکہ جنون کے حادث ہونے سے قبل یعنی نکاح کے وقت یہ شخص تنگ دست نہ تھا، والتفصیل فی الحيلة الناجزة ﴿۱﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشاه اشرف على التهانوى: عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ سخیین کے نزدیک تو جنون شوہر کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل نہیں لیکن امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو یہ حق حاصل ہے کہ قاضی کے یہاں درخواست دے کر تفریق کا مطالبہ کرے اور اپنے آپ کو مجنون کی زوجیت سے علیحدہ کرالے بشرطیکہ جنون اس درجہ کا ہو کہ اس کے ساتھ رہنا قدرت سے خارج ہو مثلاً اس سے قتل کا اندیشہ ہو..... خلاصہ یہ ہوا کہ جس مجنون سے ناقابل برداشت ایذا پہنچتی ہو اس کا یہ حکم ہے..... صورت تفریق یہ ہے کہ زوجہ مجنون قاضی کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے، قاضی واقعہ کی تحقیق کر کے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کیلئے ایک سال کی مہلت دے دے..... ان میں سے اکثر شرائط اختیار زوجہ مجنون کیلئے بھی ہیں جن کا اجمال یہ ہے: (۱) نکاح سے پہلے عورت کو خاوند کے مجنون ہونے کا علم نہ ہو۔ (۲) نکاح کے بعد علم ہونے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو۔ (۳) جب مہلت کا سال گزر جانے کے بعد دوبارہ درخواست پر قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اسی مجلس میں فرقت اختیار کر لے..... فائدہ: زوجہ مجنون کے فسخ نکاح کیلئے جو شرائط اوپر مذکور ہوئے ہیں اگر وہ شرائط کسی جگہ موجود نہ ہوں تو بنا بر جنون تفریق نہیں ہو سکتی لیکن اگر یہ مجنون کوئی ذریعہ آمدنی نہ رکھتا ہو اور زوجہ کیلئے اپنے نفقہ کی کوئی دوسری سبیل بھی نہیں تو ایسی صورت میں مفتی کیلئے عورت کے اضطراب کی پوری تحقیق ہو جانے اور چند علماء سے مشورہ کے بعد اس فتویٰ کی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کی بنا پر عدم نفقہ کی وجہ سے قاضی یا اس کا قائم مقام ان دونوں میں تفریق کر دے..... جن میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جنون کی وجہ سے تنسیخ نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک دماغی مریض نے ڈاکٹروں کے مشورہ سے شادی کی لیکن اس بیماری نے مزید شدت اختیار کر لی اب اس کی بیوی اس شخص کے نکاح میں رہنا نہیں چاہتی کیونکہ یہ عورت جوان ہے بغیر خاوند کے رہنے میں عصمت پر خائفہ ہے نان و نفقہ کا بھی انتظام نہیں ہے اس دماغی مریض شخص کے دو بچے ہیں ایک لڑکا گیارہ سال کا ہے دوسری لڑکی آٹھ سال کی ہے، آٹھ سال سے اس عورت کے ساتھ کوئی ہمبستری نہیں ہوئی ہے بلکہ خاوند سے موت کا خطرہ ہے حتیٰ کہ موت کے خطرہ کے پیش نظر ہم نے اسے ایک الگ کوارٹر میں بیڑی لگا کر رکھا ہے شرعی حل کیا ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: سید رحمن تھانہ منی پشاور..... ۱۳/۷/۱۹۸۵ء

الجواب: اگر اس دیوانگی نے شدت اختیار کی ہو عورت اس سے ہلاکت کا خطرہ رکھتی ہو اور اس عورت پر بغیر خاوند کے عصمت کا خوف ہو اور یا یہ عورت اخراجات کی نہ خود طاقت رکھتی ہو اور نہ دوسرا کوئی شخص کفالت کا بوجھ اٹھاتا ہو تو ان وجوہات کی وجہ سے یہ مجبور عورت تنسیخ نکاح کر سکتی ہے ﴿۱﴾۔

نوٹ: اگر یہ دیوانہ صاحب جائیداد ہو تو صرف وجہ اول سے بھی تنسیخ نکاح کر سکتی ہے۔ وہوالموفق

(بقیہ حاشیہ) عدم نفقہ کی وجہ سے نسخ نکاح کا حکم اس وقت دیا جاسکتا ہے جبکہ عقد نکاح سے پہلے اس کو خاوند کے فقیر و نادار ہونے کا علم نہ ہو ورنہ اگر ناداری کا علم ہوتے ہوئے عقد نکاح کیا گیا ہے تو بوجہ عدم نفقہ کے اس کو مطالبہ تفریق کا حق نہ ہوگا الخ۔

(الحيلة الناجزة ۵۲: ۵۸ تا حکم زوجہ مجنون)

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التھانوی: امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو یہ حق حاصل ہے کہ قاضی کے یہاں درخواست دے کر تفریق کا مطالبہ کرے اور اپنے آپ کو مجنون کی زوجیت سے علیحدہ کرا لے بشرطیکہ جنون اس درجہ کا ہو کہ اس کے ساتھ رہنا قدرت سے خارج ہو مثلاً اس سے قتل کا اندیشہ ہو، اصل اس بارہ میں یہ ہے کہ وہ جنون جس کی وجہ سے عورت کو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خیال نسخ حاصل..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جنون کی وجہ سے امام محمد اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک فسخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر شوہر پاگل ہو جائے تو زوجہ کی درخواست پر ان کے درمیان تفریق ہو سکتی ہے؟ یہ جواب لکھا گیا ہے کہ اگر جنون حادث ہو جائے تو عنین کی طرح ایک سال مہلت دی جائے گی اس کے بعد اگر صحت نہ پائی تو زوجہ کو اختیار ہے اور اگر جنون مطبق ہو تو نکاح فی الفور فسخ کیا جاسکتا ہے، مہلت دینے کی حاجت نہیں ہے، فی المجمع البرکات ان کان بالزوج جنون او جذام او برص فلا خيار لها وقال محمد لها الخيار دفعا للضرر عنها كما في الجب والعنة كذا في الكافي، قال محمد ان كان الجنون حادثا يوما يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأ وان كان مطبقا فهو كالجب وبه نأخذ كذا في فتاوى العالمگیریة ناقلا من الحاوی (از مجموعة الفتاوى ۲: ۸۶) لو كان احدهما مجنونا فانه لا يؤخر الى عقله في الجب والعنة لعدم الفائدة، ويفرق بينهما للحال، باب العین بحر الرائق جلد چهارم صفحہ ۱۲۳، وقد كتبنا في القواعد الفقهية من مذهب الحنفية ان القاضی لو قضی برد احد الزوجین بعيب نفذ قضاءه، از بحر الرائق ۳: ۱۲۷، اگر یہ جواب صحیح نہ ہو تو مفصل جواب سے نوازیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: عبدالمالک مہندا یجنسی

(بقیہ حاشیہ) ہو سکتا ہے اس کی حد بیان کرنے میں مختلف الفاظ مذکور ہیں مبسوط کے الفاظ یہ ہیں: لا تطیق المقام معه، اور کتاب الآثار میں: یخاف علیہا قتلہ، مذکور ہے، ان دونوں میں تطیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جو مجنون ایذا پہنچایا کرتا ہو اس کے متعلق عادت غالبہ سے اکثر یہ بھی اندیشہ ہو جاتا ہے کہ شاید قتل کر بیٹھے خلاصہ یہ ہوا کہ جس مجنون سے ناقابل برداشت ایذا پہنچتی ہو اس کا یہ حکم ہے۔

(الحيلة الناجزة ۵۲ حکم زوجہ مجنون)

الجواب: جو جنون نکاح سے پہلے موجود ہو اس کی وجہ سے نسخ نکاح امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے، اور جو جنون نکاح کے بعد حادث ہوا ہو تو اس کی وجہ سے مالکیہ کے نزدیک نسخ نکاح جائز ہے، بشرطیکہ زوجہ نے اس جنون کے موجب نسخ ہونے کے علم کے بعد اس خاوند کو اپنے اختیار اور ارادہ سے قدرت علی الجماع والدواعی نہ دی ہو، ورنہ اس عورت کو حق نسخ حاصل نہیں ہوگا، جیسا کہ زبانی رضا کے وقت یہ اختیار حاصل نہیں ہے، واجازہ الفقہاء عند الضرورة والتفصیل فی الحيلة الناجزة

۹۵ ﴿۱﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ (الحيلة الناجزة ۵۱ حکم زوجہ مجنون) (قد مر مراراً)



محکمہ عالیہ قضاء ریاست سوات کا متفقہ فیصلہ

الحکم المحمود فی مسئلة المفقود

سوال: بحضور عالی مفتی اعظم شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ہمارے دادا مولانا فضل سبحان صاحب (کا کاجی) رحمہ اللہ اور مولانا فضل الرحمن صاحب (لالاجی) رحمہ اللہ کے ذاتی کتب خانہ میں مسئلہ مفقود کے بارے میں علماء وقضاة سوات کا متفقہ فیصلہ اور فتویٰ بنام (الحکم المحمود فی مسئلة المفقود) کا یہ قلمی نسخہ موجود ہے کیا یہ مسئلہ اور فیصلہ صحیح اور قابل عمل ہے، مسئلہ کی فوٹو کافی ملفوف ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى، اما بعد فاقول: اعلیٰ حضرت میاں گل عبدالودود صاحب بادشاہ صاحب ریاست سوات خلد اللہ ملکہ کا اپنی ریاست کے علماء سے مفقود الزوج عورت کے بارہ میں مذہب مالکی پر فتویٰ طلب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جو ضروریات اور اسباب جو علماء مالکیہ نے اس مسئلہ میں فتویٰ اور عمل کا سبب بنائے ہیں یعنی مفقود کی بیوی کو مفقود سے علیحدہ کرنے کیلئے بعد از میعاد چار سال وہ اسباب یہ ہیں:

(۱) شوہر سے واجب نفقہ کا نہ ملنا (۲) شوہر کا حق واجبہ ادا نہ کرنا (۳) اور شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ نہ رہنا ساتھ اس کے کہ اس میں مفاسد کثیرہ ہیں (۴) ضروری مسکن کا مہیا نہ کرنا (۵) اور ان حقوق کے فوت ہونے کی وجہ سے عورت کا زنا میں مبتلا ہونا وغیرہ۔

یہی اسباب ہیں جس نے مختلف اوطان اور ممالک میں علمائے احناف کو مذہب غیر پر فتویٰ دینے کیلئے مجبور کیا ہے، مثلاً ان علماء احناف میں سے ایک صاحب جامع الرموز ہے، دوسرا ابن عابدین صاحب

فتاویٰ شامیہ ہے تیسرا صاحب بزازیہ ہے، چوتھا مولانا محمد عبدالحی صاحب ہے، صاحب مجموعۃ الفتاویٰ، اور اسی طرح بہت علماء ہیں جیسے علماء دارالعلوم دیوبند، علماء مظاہر العلوم سہارنپور وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ واقعات اس قسم عورتوں کے ہیں کہ ان کے شوہران کو چھوڑ کر کہیں گئے ہیں اور یہ بلا نفقہ، بلا مسکن، بلا شوہر، زنا میں مبتلا، حقوق شرعیہ سے محروم، بے آسرا اور شوہروں کے آنے کے ناامیدی کے ساتھ اپنے اوطان میں زندگی بسر کر رہی ہیں حکومت سوات کو پیش تھے، تو حکومت اس فساد عظیم کے ازالہ اور رفع دفع پر مجبور ہوئی، اور اس فساد کا دفاع مذہب مالکی پر فتویٰ کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا اس لئے علماء ریاست سوات صانہا اللہ عن الافات نے خاص اس مسئلہ مفقود میں وقت کی مجبوری کی وجہ سے مذہب مالکی پر عمل اور فتویٰ دیا، جو مندرجہ ذیل شروط کے ساتھ مشروط ہے جو علماء مالکیہ نے معتبر مانے ہیں۔

(۱) عورت کیلئے مرافعہ الی القاضی یا قائم مقام قاضی کو (۲) اس عورت کا اس مفقود کے ساتھ نکاح شرعی کا اثبات (۳) اس مفقود کا شہادت شرعی کے ساتھ مفقودیت کا اثبات (۴) قاضی کا خود اس مفقود کے حال اور تحقیق پتہ کی طلب (۵) قاضی کیلئے ناامیدی اور مایوسی کے بعد عورت کیلئے چار سال کا مزید انتظار (۶) چار سال گزرنے کے بعد اگر مفقود کی معلومات نہ ہو سکیں تو یہ مفقود مردہ متصور ہوگا اور قاضی اس عورت کو عدت و فوات گزارنے کا حکم کرے گا، مدت عدت گزارنے کے بعد اس عورت کو اختیار ہوگا کہ نکاح ثانی کرتی ہے یا صبر اختیار کرتی ہے اور اگر نکاح ثانی کرتی ہے تو اس کیلئے حکم قاضی شرط ہے (۷) چار سال کی مدت کی ابتداء قاضی کو مرافعہ کرنے اور قاضی کا اس مفقود کی حالت اور پتہ تلاش کرنے کے بعد سے ہوگی۔

مزید تاکید یہ ہے کہ قاضی صرف عورت اور اس کے اولیاء کے بیان پر اکتفاء نہیں کرے گا، بلکہ خود مفقود کی تحقیق اور طلب کرے گا۔

بوجہ مذکورہ تحریر شدہ وجوہات مع دلائل، اور بوجہ لحاظ وقت اور ضرورت شدیدہ میں نے یعنی خادم الاسلام قاضی محکمہ عالیہ حضور شاہی بڑنگل نے بوجہ عدم وجود فتویٰ اتفاقیہ مذہب حنفی میں نے اس مخصوص

مسئلہ میں حسب ضرورت مذہب امام مالک پر فتویٰ دیا، باسناد قولہ تعالیٰ: وما جعل علیکم فی الدین من حرج، وبدلیل قولہ علیہ السلام: الدین یسر۔

اور انہی وجوہات کی وجہ سے جمع عظیم علماء عظام ریاست سوات نے ضرورت کا احساس کیا اور دفع فساد جرم زنا کا لحاظ کیا اور اہل اسلام کی حتی الوسع اصلاح اپنا فرض منصبی سمجھی تو اس فتویٰ کو لازمی اور واجبی بنایا اور کہا کہ ہم خادمین اسلام (جو علماء ذیل ہیں) کا اس فتویٰ پر عمل ہے۔

دستخط علماء ریاست سوات

(۱) العاقل قاضی عبد الجلیل خادم باباجی سید و شریف (۲) مولوی عبد المتین الپوری (۳) قاضی محمود برکاتنجو
(۴) قاضی عبدالکریم شیر پلم (۵) مولوی عبد الحکیم صاحب چارباغ (۶) مولوی خونہ گل کیمپور چارباغ
(۷) قاضی امیر حاجیان علی گرامہ (۸) مولوی شیرزادہ مینگورہ (۹) مولوی محمد علم گل سید و شریف (۱۰) مولوی
عبدالرحیم منگورہ (۱۱) مولوی فضل الرحمن (لالاجی) منگلور (۱۲) مولوی رحیم اللہ دردیال (۱۳) شفیع الرحمن
قاسم خیل (۱۴) مولوی عبدالغنی تندو ڈاگ (۱۵) مولوی امیرزادہ مینگورہ (۱۶) احقر العباد محمد مفتاح الدین
جورہ (۱۷) مولوی گل نبی تندو ڈاگ (۱۸) مولوی حبیب اللہ چارباغ (۱۹) قاضی سید باچا کوزہ بانڈی (۲۰)
مولوی عبد المستعان کاٹیلی (۲۱) کا کامیاں صاحب نلکوٹ (۲۲) قاضی محمد حق صاحب الحق دو بیر (۲۳)
مولوی محمد یعقوب دو بیر (۲۴) قاضی پائندہ خان دو بیر (۲۵) قاضی خلیل الرحمن قاسم خیل (۲۶) مولوی فضل
سبحان منگلور (۲۷) قاضی ٹینگ بقللم خود۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین مفقود کے مسئلہ میں ضرورت شدیدہ کے وقت کہ حنفی علماء فتویٰ اور عمل امام مالک کے مذہب پر مالکی شرائط کے ساتھ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جو فتویٰ حنفی علماء نے اس خاص

مسئلہ مثلاً مفقود کی منکوحہ کی تفریق اور نکاح ثانی کی اجازت چار سال میعاد گزرنے کے بعد جاری کی ہے اور امام مالک کے مذہب کی تقلید کی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل کتب فقہ حنفیہ میں درج ہے درست ہے یا نہیں؟

(۱) جامع الرموز (۲) فتاویٰ جوہری (۳) فتاویٰ بزازیہ (۴) شامیہ (۵) مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبدالحی صاحب (۶) مولانا اشرف علی صاحب (۷) علماء دارالعلوم دیوبند (۸) علماء مظاہر العلوم سہارنپور۔ بینوا

توجروا وفقکم اللہ تعالیٰ للبیان وایانا للعمل بالبیان فقط

الجواب الاول من دارالافتاء مدرسه امینیہ دہلی

علماء حنفیہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق زوجہ مفقود کے بارے میں مالکی مذہب کی شرائط کی رعایت کے ساتھ چار سال کے انتظار کے بعد جواز تفریق کا فتویٰ اور حنفی قاضی حکم تفریق دے سکتا ہے، بلاشبہ ضرورت شدیدہ کے وقت ایسا فتویٰ اور حکم جائز ہے، واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

الجواب الثانی من دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

زوجہ مفقود کے بارے میں علماء احناف نے ضرورت شدیدہ کی وقت حسب تحریر فقہائے حنفیہ امام مالک کے مسلک پر فتویٰ دیا ہے اور حاکم و مفتی کیلئے اجازت ہے کہ ضرورت شدیدہ کے وقت ان کے مسلک پر عمل کرے، لیکن عمل کی وقت مالکیہ کی تمام شرائط کا لحاظ بھی از بس ضروری ہے اگر کسی وقت میں شرائط مذہب کا لحاظ کئے بغیر فیصلہ کیا جائے گا تو وہ فیصلہ شرعاً غیر صحیح اور ناقابل اعتبار ہوگا۔

علماء دیوبند نے بعض مستورات کی تکلیف اور مظلومیت کے خیال سے مسئلہ مذکورہ اور نیز بعض مسائل میں بہت زیادہ غور و فکر اور محنت شاقہ کے بعد امام مالک کے مسلک پر فتویٰ دیا ہے اور احتیاط یہاں تک کی ہے کہ مالکی علماء سے بھی ان مسائل میں خط و کتابت کر کے اطمینان قلب حاصل کیا ہے بعد ازاں

ایک رسالہ کی شکل میں ان سب مسائل کو شائع کیا ہے اس رسالہ کا نام ”الحیلة الناجزة“ ہے جو اردو میں ہے جس میں زوجہ مجنون، مفقود، عنین، محنت وغیرہ کے مسائل بالتفصیل مع شرائط درج ہیں، فی زمانہ ہر حاکم کیلئے ضروری ہے کہ اس کتاب کو مطالعہ میں رکھے اور یہ واضح رہے کہ امام مالک کے مسلک کے اعتبار سے صرف چار سال گزرنے پر نکاح ثانی کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ عورت کے دعویٰ اور اس کی تحقیق کے بعد جب حاکم تلاش سے عاجز ہو جائے تو چار سال کی میعاد مقرر کرے پس اگر چار سال ختم ہونے پر بھی وہ نہ آئے تو اس کو مردہ تصور کیا جائے گا، اور بعد ازاں عدت و فوات چار ماہ دس دن گزارنی ہوگی، پھر اس کی زوجہ کو نکاح ثانی کرنے کی اجازت ہوگی بلکہ ضرورت اور وقت کے لحاظ سے مالکیہ کے یہاں ان چار سال میں بھی تخفیف کی گئی ہے اور صرف ایک سال کے انتظار کی اجازت دی ہے لیکن وہ اس وقت ہے جبکہ عورت چار سال کی مدت تک صبر و تحمل اور عفت کے ساتھ نہ گزار سکے، اور ابتلاء کا قوی اندیشہ حاکم کے سامنے بیان کرے، لیکن اس صورت اور صورت اول میں فرق یہ ہوگا کہ ایک سال انتظار کے حکم کی صورت میں سال تمام ہو جانے کے بعد حاکم کے یہاں اطلاع دینی ہوگی کہ مفقود نہیں آیا، اور اس کا کچھ پتہ نہ چلا، اس درخواست پر حاکم تحقیق واقعہ کر کے ان دونوں میں تفریق کا حکم کرے گا، اور وہ تفریق طلاق رجعی ہوگی اور عدت تین حیض ہوگی اور صورت اول میں چار سال تمام ہونے کے بعد حاکم سے حکم بالموت حاصل کرنے کی عند الممالکیہ چنداں ضرورت نہیں لیکن احتیاط اس میں ہے کہ حاکم سے ہی حکم بالموت حاصل کیا جائے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ مذکورہ سطور میں جہاں حاکم کا لفظ آیا ہے اس سے حاکم مسلمان مراد ہے کیونکہ حاکم غیر مسلم کا فیصلہ شرعاً غیر معتبر ہے اور اس کے حکم سے فسخ وغیرہ ہرگز نہیں ہو سکتا، لان الکافر لیس باهل للقضاء علی المسلم كما هو مصرح فی جميع الكتب الفقه. فقط واللہ اعلم
کتبہ:..... سید احمد علی سعید نگیںوی المفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب الثالث من دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

یہ جواب صحیح ہے مسئلہ مفقود میں حسب تحریر فقہاء حنفیہ مالکیہ کا مذہب بلحاظ شرائط ضرورت شدیدہ کے وقت اختیار کیا گیا ہے لیکن ہر ضرورت میں ہر شخص ایسا کرنے کا مختار نہیں کہ جس مسئلہ میں چاہے اپنے نزدیک ضرورت سمجھ کر دوسرے امام کا مذہب اختیار کرے بلکہ ضرورت وہ معتبر ہوگی جس کو فقہاء نے تسلیم کیا ہے۔ واللہ اعلم

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ المفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب الرابع

در مقام ضرورت چنانچہ خوف زنا باشد فتویٰ بمذہب امام مالک جائز است، کما قال فی الدر المختار قبیل باب الاذان لا بأس بالتقلید عند الضرورة انتهى ملخصاً، در شرح صراط المستقیم: ۲۱ گفتہ علماء بر آنند کہ انتقال از مذہب بشہوت نفس و اتباع ہوا و تتبع رخص درست نبود، مگر در واقعہ صعب و حرج عظیم بتلاء گردد و بجز رجوع بمذہب دیگر مخلصی نیابد، بحکم ضرورت در ایں صورت جائز بود انتهى ملخصاً، قال فی حسب المفتیین: وقول مالک فی هذه المسئلة معمول به وهو احد قولی الشافعی رحمہ اللہ، ولو افتی الحنفی بذلك يجوز فتواه لان عمر رضی اللہ عنہ حکم هکذا فی من استهواه الجن بالمدينة و کفی به امام انتهى.

وفی جامع الرموز: وقال مالک والاوزاعی الی اربع سنین فلینکح عرسه بعد کما فی النظم فلو افتی به فی موضع الضرورة ینبغی ان لا بأس به کما اظن انتهى و ایضاً فی الدر المنتقى شرح الملتقى و کذا فی تعالیق الانوار علی الدر المختار . انتهى وقال صاحب ردالمحتار فی باب المفقود نقلاً عن جامع الرموز: لو افتی به فی

موضع الضرورة لا بأس به على ما اظن انتهى، ونظير هذه المسئلة عدة ممتدة الطهر التى بلغت برؤية الدم ثلاثة ايام ثم امتد طهرها فانها تبقى فى العدة الى ان تحيض ثلاث حيض وعند مالك تنقضى عدتها بتسعة اشهر وقد قال فى البزازية الفتوى فى زماننا على قول مالك، وقال الزاهدى كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة واعترضه فى النهر وغيره بانه لا داعى الى الافتاء بمذهب الغير لامكان الرافع الى مالكي يحكم بمذهبه وعلى ذلك مشى ابن وهبان فى منظومته هناك لكن قدمنا ان الكلام عند تحقق الضرورة حيث لم يوجد مالكي يحكم به انتهى، وما ذكر فى الهداية وغيره حديثا ما نصه امرأة المفقود امراته حتى ياتيها البيان لا يصح الاحتجاج بسنده، وذكر الزيلعى وابن حجر فى تخريج احاديثها والعينى فى شرح الهداية انه خبر اخرجه الدارقطنى فى سننه عن سوار بن مصعب حدثنا محمد بن شرحبيل عن المغيرة بن شعبة قال ابن ابى حاتم فى العلل سئلت ابى عن حديث رواه سوار عن محمد عن المغيرة فقال ابى هذا حديث منكر ومحمد متروك الحديث يروى عن المغيرة مناكير وابطيل.

وذكر عبد الحق فى احكامه من طريق الدارقطنى وعلله بمحمد بن شرحبيل وقال انه متروك وقال ابن القطان فى كتابه سوار اشهر فى المتروكين انتهى ملخصاً. وهكذا فى عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية، وقال فى شرح الموطأ للزرقانى مالك عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال ايما امرأة فقدت زوجها فلم تدر اين هو فانها تنتظر اربع سنين ثم تعتد اربعة اشهر وعشر ثم تحل للازواج وروى نحوه عن عثمان وعلى، وقيل اجمع الصحابة ولم يعلم

لهم مخالف فى عصرهم وعليه جماعة من التابعين انتهى ما خصا. وفى العيني شرح البخارى وقال ابن بطال اختلف العلماء فى حكم المفقود اذا لم يعلم مكانه وعمى خبره فان امرأته لا تنكح ابدا ولا يفرق بينه وبينها حتى يوقن بوفاته او ينقضى تعميره وسبيل زوجته..... وروى هذا القول عن على وهو قول الثورى وابى حنيفة ومحمد والشافعى واليه ذهب البخارى، وقالت طائفة تتربص امرأته اربع سنين ثم تعتد عدة الوفات وروى ايضا عن على بن ابى طالب وابن عباس وابن عمر وعطا ابن ابى رباح واليه ذهب مالك واهل المدينة واحمد واسحاق انتهى ملخصاً (٥٨٨: ٩).

وتأيد ميد بقول شامى ودر مختار بقول مذكوره راكمه در موضع ضرورت فتوى بر مذهب غير جائز است چنانچه در باب سرقة بدى تصریح نموده است (٢٠٤: ٢) ولا يقطع بسرقة مثل دينه اذا كان من جنسه واطلق الشافعى اخذ خلاف الجنس للمجانسة فى المالية قال فى المجتبى وهو اوسع فيعمل به عند الضرورة انتهى ملخصاً.

در مختار وفى ردالمحتار قوله اطلق الشافعى رحمه الله الخ وهذا اوسع فيجوز الاخذ به وان لم يكن مذهبنا فان الانسان يعذر فى العمل به عند الضرورة وايضا صرح الشامى فى باب الرجعة ٢: ٥٥٢ ان امام مالك كالتلميذ لابي حنيفة ولذا مال اصحابنا الى بعض اقواله ضرورة كما فى ديباجة المصطفى القهستاني، انتهى ملخصاً. وقال الطحطاوى: وجاز للحنفى ان يفتى بمذهب مالك انتهى، وايضا قال الشامى فى كتاب القضاء ذيل قول المصنف: لا يقضى على الغائب عن الفتح القدير من باب المفقود ولا يجوز القضاء على الغائب الا اذا را القاضى مصلحته فى الحكم له وعليه فحكم بانه مجتهد فيه الخ قلت وظاهره ولو كان القاضى حنفياً ولو فى زماننا ولا منافى

مامر لان تجويز هذا للمصلحة والضرورة.

وايضاً قال الشامي في جلد الخامس ١١٠ وموضع الضرورة مستثناة من قواعد الشرع انتهى، ايضاً قال الشامي في الجلد الخامس ٣٦ في عدم جواز الاستيجار على الطاعة بعد نقل اقوال العلماء فهذا المجموع ما افتى به المتأخرون من مشايخنا وهم البلخيون على خلاف في بعضه مخالفين ما ذهب اليه الامام وصاحبه وقد اتفقت كلمتهم جميعاً في الشروح والفتاوى على التعليل بالضرورة انتهى.

وشاه عبد العزيز دهلوي در فتاوى عزيزي گفته: اگر حنفي المذهب در ضيق مبتلا شود که گزاره بدون مذهب شافعي نما ندم عمل بر مذهب شافعي نمايد مثل احكام مياہ در ايس ديار يا احكام مفقود انتهى (١: ١٨٣).

از مولوی نیازالدین صاحب انکی دوآبہ ہشنگر

کتبہ: مرزا عبدالغفار کوکاروی سوات سٹیٹ..... ١٩٣١ء/٨/١٦

المستفتی: مولانا اقبال علی حقانی منگلور سوات..... ٢٠٠٢ء/٣/٢١

الجواب: وبالله التوفيق: نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد! فقد رأيت رسالة "الحكم المحمود في مسألة المفقود" تفصيلاً فوجدتها موافقة لما في الحيلة الناجزة لشاه اشرف على التهانوي، حيث افتى علماء الاعلام في هذه المسئلة بمذهب مالك، وقال شيخنا الزروبوي في البشري لارباب الفتوى: لما كان الافتاء عليه عند الضرورة من اصول الحنفية كان الحكم المبني عليه ايضاً مذهب الحنفية لا بتناءه على قواعدهم كما صرح به العلامة الشامي في شرح عقود رسم المفتي فيما اذا خالف فيه الاصحاب امامهم الاعظم. (انظر البشري لارباب الفتوى ٣٧) وقال شيخنا الزروبوي دامت بركاتهم بعد مطالعة هذه الرسالة: انه لا بد في هذه المسئلة من قضاء القاضي

المسلم او حكم جماعة العلماء وعامة المسلمين ولا يصح الاكتفاء بالافتاء فقط فنقول
هذه الرسالة صحيحة وموافقة لمذهب الحنفية واصول الفقهاء. وهو الموفق

كتبه

محمد هاب منكلورى عفى عنه

الجواب صحيح

دارالافتاء دارالعلوم صديقيه زروبي (صوابي)

محمد فريد عفى عنه

٢/٥/٢٠٠٢

فصل فی العین

عین کیلئے شادی جائز اور بیوی کیلئے حق تنسیخ نکاح حاصل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کا رشتہ ایک شریف نوجوان سے کیا گیا، بعد میں یہ راز افشا ہوا کہ اس نوجوان کو پہلے سے ڈاکٹروں نے ناقابل شادی قرار دیا تھا کہ وہ unfit ہے اور اگر شادی کر لی تو اولاد ہرگز نہ ہوگی، لیکن لڑکی والوں کو دھوکہ میں ڈال کر اور بات کو چھپا کر رشتہ لے لیا اب اس دھوکہ اور شادی کا کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: محمد زکریا آصف مسلم بازار ڈی آئی خان ... ۱۹۸۶ء/۷/۳۰

الجواب: عین کیلئے شادی کرنا ناجائز نہیں ہے البتہ اس کی بیوی کیلئے حق تنسیخ نکاح حاصل ہوتا ہے ﴿۱﴾ بسا اوقات ڈاکٹروں کی تشخیص غلط ثابت ہوتی ہے پس اس معاملہ کو دھوکہ اور فریب قرار نہیں دیا جائے گا ﴿۲﴾۔ وہوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحداد الیمنی: قوله: فان كان عیننا اجله الحاکم حولا كاملا فان وصل اليها والا فرق الحاکم بينهما ان طلبت المرأة ذلك هذا اذا لم تكن رتقا اما اذا كانت رتقا فلا خيار لها الخ.

(الجوهرة النيرة ۲: ۹۰ قبيل كتاب الرضاع)

﴿۲﴾ يدل عليه ما قال العلامة ابن نجيم: لكن قالوا في العین لو ادعى الوطاء وانكرت وقلن بكر خیرت وان قلن: ثيب فالقول له لكونه منكر استحقاق الفرقة عليه والاصل السلامة من العنة.

(الاشباه والنظائر ۲۵ قاعدة الاصل العدم)

نامرد یعنی عنین کے تنسیخ نکاح کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آدمی نے اپنی لڑکی کی ایک لڑکے سے شادی کی، ایک سال بعد پتہ چلا کہ لڑکا نامرد ہے، لڑکے کو لڑکی کے والدین نے کہا کہ لڑکی کو رہا کرے، جبکہ یہ لڑکا لڑکی کیلئے نان و نفقہ کا انتظام بھی نہیں کرتا اور طلاق بھی نہیں دیتا ہے، اب اس لڑکی کو شوہر طلاق دے گا یا حاکم؟ بینواتوجروا

المستفتی: حفیظ اللہ تجوڑی لکی مروت..... ۱۷/۶/۱۹۶۹

الجواب: اگر یہ شخص واقعی نامرد ہو اور عورت کو قبل النکاح اس کی نامردی کا علم نہ ہو اور عورت نے نامردی کے معلوم ہونے کے بعد رضا کی تصریح نہ کی ہو مثلاً یہ نہ کہا ہو کہ جیسا بھی ہو اب تو میں اسی کے ساتھ زندگی بسر کروں گی، اور نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی جماع نہ کیا ہو تو حاکم اس کو ایک سال علاج کیلئے مہلت دیگا اگر باوجود مہلت کے جماع نہ کر سکا اور عورت اس کے ساتھ رہنے پر راضی نہ ہو تو اگر یہ خاوند طلاق نہ دیوے تو مسلمان حاکم فسخ نکاح (طلاق) کر سکتا ہے اور شریعت میں یہ طلاق اور فسخ منظور ہے ﴿۱﴾ فلیراجع الی الہندیۃ ۲: ۱۵۶ ﴿۲﴾.....

﴿۱﴾ قال الشاہ اشرف علی التہانوی: زوجہ عنین کو اپنے شوہر سے علیحدگی کا اختیار چند شرائط کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے، (۱) کہ نکاح سے پیشتر عورت کو اس کے عنین ہونے کا علم نہ ہو..... (۲) کہ نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی اس عورت سے جماع نہ کیا ہو..... (۳) جب سے عورت کو شوہر کے عنین ہونے کی خبر ہوئی ہے اس وقت سے عورت نے اس کے ساتھ رہنے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو..... (۴) جس وقت سال بھر کی مدت گزرنے کے بعد قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اسی مجلس میں تفریق اختیار کر لے..... (۵) یہ سب امور قضائے قاضی کے محتاج ہیں بدون حکم قاضی کے از خود عورت کو تفریق کا اختیار نہیں الخ۔

(الحیلة الناجزة ۴۷ حکم زوجہ عنین)

﴿۲﴾ وفي الہندیۃ: اذا رفعت المرأة زوجها الی القاضی..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

.....وردالمختار ٢: ٩٤٤ ﴿١﴾ والدرالمختار ٢: ٩٨١ ﴿٢﴾ والهداية باب

العنين ﴿٣﴾. وهوالموفق

(بقيه حاشيه) وادعت انه عنين وطلبت الفرقة فان القاضى يسأله هل وصل اليها اولم يصل فان اقر انه لم يصل اجله سنة سواء كانت المرأة بكرا ام ثيبا وان انكر وادعى الوصول اليها فان كانت المرأة ثيبا فالقول قوله مع يمينه انه وصل اليها.....وبعد صفحة..... ان اختارت الفرقة امر القاضى ان يطلقها بائة فان ابى فرق بينهما هكذا ذكر محمد رحمه الله فى الاصل والفرقة تطليقة بائة كذا فى الكافى.

(فتاوى عالمگیری ١: ٥٢٣ الباب الثانى عشر فى العنين)

﴿١﴾ قال العلامة الشامى: (قوله على جماع فرج زوجته) اى مع وجود الآلة سواء كانت تقوم اولا اخرج الدبر فلا يخرج عن العنة بالادخال فيه خلافا لابن عقيل من الحنابلة معراج لان الادخال فيه وان كان اشد لكنه قد يكون ممنوعا عن الادخال فى الفرج لسحر..... لكن قولهم لو رضيت به فلا خيار لها ينافيه وله نظير ان احدهما لو خرب المستأجر الدار الثانى لو اتلف البائع المبيع قبل القبض اى فانه ليس له فسخ الاجارة ولا الرجوع بالثمن.
(ردالمختار ٢: ٦٣٣ باب العنين وغيره)

﴿٢﴾ قال العلامة الحصكفى: ولو وجدته عنينا هو من لا يصل الى النساء لمرض او كبرا او سحر..... او خصيا..... اجل سنة لاشتما لها على الفصول الاربعة ولا عبرة بتأجيل غير قاضى البلدة الخ.

(الدرالمختار على هامش ردالمختار ٢: ٦٣٥ مطلب لفك المسحور والمربوط)

﴿٣﴾ قال العلامة المرغينانى: واذا كان الزوج عنينا اجله الحاكم سنة فان وصل اليها فيها والا فرق بينهما اذا طلبت المرأة ذلك هكذا روى عن عمر وعلى وابن مسعود ولان الحق ثابت لها فى الوطى ويحتمل ان يكون الامتناع لعلة معترضة ويحتمل لآفة اصلية فلا بد من مدة معرفة لذلك وقدرناها بالسنة لاشتمالها.....(بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

عنه (نامردی) کی صورت میں ایک سال مہلت کے بغیر تنسیخ نکاح منظور نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف تنسیخ نکاح کا دعویٰ اسی طرح دائر کیا کہ میرا شوہر عین ہے اور حق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے، عدالت نے مدعی علیہ کو طلب کیا مگر وہ دانستہ طور پر حاضر نہ ہوا، عدالت نے یکطرفہ کارروائی کر کے تنسیخ نکاح کا فیصلہ کیا، کیا موجودہ عدالتوں کو تفریق بین الزوجین کا حق حاصل ہے جس طرح کہ شرعی عدالت میں قاضی کو حاصل ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: حافظ غلام رسول ناظم جمعیت علماء السلام ٹھنڈ کوئی صوابی..... ۲۲/۲/۱۹۷۳

الجواب: مسلمان بجز وغیرہ باقاعدہ تنسیخ نکاح کر سکتے ہیں اور ضرورت کے وقت یکطرفہ کارروائی بھی کر سکتے ہیں (والتفصیل فی الحیلة الناجزہ) ﴿۱﴾ لیکن چونکہ صورت مسئلہ میں یہ تنسیخ (بقیہ حاشیہ) علی الفصول الاربعہ فاذا مضت المدة ولم یصل الیہا تبین ان العجز بأفة اصلية ففات الامساک بالمعروف ووجب علیہ التسریح بالاحسان فاذا امتنع ناب القاضی منا به ففرق بینہما ولا بد من طلبہا لان التفریق حقہا وتلك الفرقة تطليقة بائنة الخ. (هدایة ۲: ۳۹۹ باب العین وغیرہ)

﴿۱﴾ وفی الحیلة الناجزة: ارسال الی الغائب کیلئے شہادت شرط ہونا کتاب القاضی الی القاضی پر قیاس کر کے لکھا گیا ہے حالانکہ یہاں کوئی فیصلہ قضاء ایک طرف سے دوسری طرف منتقل نہیں ہو رہا بلکہ صرف اتنی بات کی تحقیق اور ثبوت مطلوب ہے کہ قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر ہونے کی اطلاع اس کو ایسی صورت سے ہو جائے جس پر یقین یا ظن غالب ہو سکے اسی لئے جس صورت میں ارسال الی الغائب معذور و دشوار ہو وہاں خبر ارسال کے بھی فیصلہ تفریق کا صادر کر دینا مذہب مالکی میں مصرح ہے..... اگر ارسال الی الغائب اور پھر غائب کی طرف سے تعاذر کا ثبوت شہادت شرعیہ پر موقوف ہوتا اور اس کے بغیر قضاء قاضی نافذ نہ ہوتی تو اس صورت تعذر میں بھی نفاذ قضاء کی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفاذ قضاء کا اس پر مدار نہیں ہے الخ۔

(الحیلة الناجزة ۷۵ تحت مبحث حکم زوجہ متعنت)

ایک سال مہلت دینے سے قبل ہے لہذا یہ تنسیخ شرعاً منظور نہیں ہوگی ﴿۱﴾۔ وہوالموفق
عنین اگر طلاق یا خلع پر راضی نہیں ہوتا تو عورت باقاعدہ تنسیخ نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے تین سال قبل ایک
لڑکی سے نکاح کیا تھا، اس کے بعد اس شخص نے کافی علاج کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ نامرد ہے اور مذکورہ تین
سال میں وہ حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر نہیں ہوا ہے کیا ایسے مرد کی بیوی اس شخص سے جدا ہو سکتی ہے؟

(سی ایم ایچ مری کے ڈاکٹر صاحب کی سند نامردی ساتھ ملفوف ہے)۔ بینواتوجروا

المستفتی: نور افضل خان مری..... ۴/۱۰/۱۹۸۵

الجواب: صورت مسئلہ میں اگر یہ خاوند طلاق دینے یا خلع کرنے کو تیار نہیں ہے تو یہ لڑکی

مسلمان حج کے ذریعہ باقاعدہ تنسیخ نکاح کر سکتی ہے ﴿۲﴾۔ وہوالموفق

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: ولو وجدته عينا هو من لا يصل الى النساء لمرض او كبر او
سحر..... اجل سنة لاشتمالها على الفصول الاربعة..... فان وطئ مرة فيها والا بانت بالتفريق
من القاضي ان ابى طلاقها بطلبها الخ.

(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ۲: ۶۳۵، ۶۳۷ باب العین وغیرہ)

﴿۲﴾ قال الشيخ الغينمي الميداني: وان كان الزوج عينا وهو من لا يصل الى النساء يصل
الى الثيب دون الابكار..... فهو عنين في حق من لا يصل اليها فاذا رفعته الى الحاكم اجله
الحاكم المولى حولا تاما لاشتماله على الفصول الاربعة فان وصل اليها مرة في ذلك
الحول فيها والا فرق القاضي بينهما ان طلبت المرأة ذلك وابتى الزوج الطلاق.

(اللباب في شرح الكتاب ۳: ۵۸ كتاب النكاح)

مقطوع الذکر (محبوب) شوہر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا آلہ تناسل کٹ گیا ہے بالکل آخری حصے تک نہیں ہے کیا اس شخص کی بیوی اس سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: سید نواب زریاب ہنگو..... ۱۳/۲/۱۹۸۲

الجواب: مقطوع الذکر کہ جماع پر قادر نہ ہو بغیر کسی تاویل کے قاضی ان کے درمیان تفریق کر سکتا ہے، بشرطیکہ عورت مطالبہ کرتی ہو، وفي الدر المختار اذا وجدت المرأة زوجها محبوبا او مقطوع الذکر الخ فرق الحاكم بطلبها بينهما في الحال ﴿۱﴾. وهو الموفق
رسم ”سورہ“ میں معمر شخص کو دی گئی لڑکی کی صورت میں عنین کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قاتل باپ نے مصالحت کو پیش نظر رکھ کر اپنی نابالغ لڑکی پچپن سالہ بوڑھے کو دے دیا، نکاح بھی پڑھا گیا اب وہ شخص عمر رسیدگی کی وجہ سے مجامعت پر بھی قادر نہیں، تو کیا اس لڑکی کو بعد البلوغ خیار فسخ حاصل ہوگا؟ اور یہ والد معروف بسوء الاختیار ہوگا؟ بینواتوجروا

المستفتی: عبدالغفور نوشہرہ..... ۳۱/۷/۱۹۸۶

الجواب: یہ اقدام سوء الاختیار نہیں ہے کیونکہ اس کا منشا مصلحت ہے لہذا لہج نہیں ﴿۲﴾ البتہ اگر یہ

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ۲: ۶۲۴ باب العین وغیرہ)
﴿۲﴾ قال العلامة ابن عابدین: والحاصل ان المانع هو كون الاب مشهورا بسوء الاختيار قبل العقد فاذا لم يكن مشهورا بذلك ثم زوج بنته من فاسق صح وان تحقق بذلك انه سيئ الاختيار واشتهر به عند الناس فلو زوج بنتا اخرى من فاسق لم يصح الثاني لانه كان مشهورا بسوء الاختيار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع..... (بقيه حاشيه اگلے صفحہ پر)

معمراً اس نوع عمر لڑکی کی صحبت پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر عنین کے احکام جاری ہوں گے ﴿۱﴾۔ وہوالموفق

ہجڑے کے ساتھ نکاح کی صورت میں تنسیخ کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عرصہ دو یا تین سال سے ایک لڑکی کی شادی ہجڑے (خنثی) مرد سے ہوئی، مرد نے اپنے رشتہ داروں سے قبل از شادی کہہ دیا تھا کہ میں شادی کے لائق نہیں ہوں بلکہ پیدائشی (خنثی، ہجڑا) ہوں لیکن اس کے باوجود اس کی شادی کرادی گئی اب شریعت کے مطابق ان کیلئے کیا حکم ہے کیونکہ لڑکی بھی اس کے ہجڑا ہونے کا ثبوت دیتی ہے یعنی دونوں ثبوت دیتے ہیں اب ان کی جدائی کیلئے شرعاً کیا طریقہ ہے؟ بینواتوجروا

المستفتی: مولانا عبدالحلیم صاحب خطیب دروازہ ہزارہ..... ۱۹۶۹ء/۳/۲۶

الجواب: اس نامرد کیلئے ضروری ہے کہ طلاق یا خلع پر راضی ہو ورنہ بذریعہ مسلمان حاکم

باقاعدہ طلاق حاصل کی جائے ﴿۲﴾۔ وہوالموفق

(بقیہ حاشیہ) قبلہ ولو كان المانع مجرد تحقق سوء الاختيار بدون الاشتهار لزم احالة المسئلة اعنى قولهم ولزم النكاح ولو بغبن فاحش او بغير كفاء ان كان الولي ابا او جداً.
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ۲: ۳۳۰ باب الولی)

﴿۱﴾ قال العلامة الحصكفي: العنین هو..... من لا يقدر على جماع فرج زوجته یعنی لمانع منه ككبر سن او سحر اذالرتقاء لاخيار لها للمانع منها الخ.
(الدرالمختار على هامش ردالمختار ۲: ۶۳۳ باب العنین وغيره)

﴿۲﴾ قال العلامة الموصلي الحنفي: والعین الذی لا یصل الی النساء او یصل الی الشیب دون الابکار او یصل الی غیر زوجته ولا یصل الیها وتكون العنة لمرض او ضعف او کبر سن او من اخذ بسحر فاذا كان الزوج عینا وخاصمته المرأة فی ذلك اجله القاضی سنة فان وصل الیها والا فرق بینهما ان طلبت المرأة ذلك.....(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عقیم مرد سے تنسیخ نکاح کا مطالبہ درست نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جماع پر قادر ہے لیکن ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق اس کا مادہ منویہ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، جبکہ بیوی بچے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے کیا یہ عورت تنسیخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے؟ بینواتوجروا
المستفتی: گل نواز ڈی آئی خان..... ۱۹۷۵ء/۳/۲۵

الجواب: اولاد دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے ﴿۱﴾ اور شوہر جب جماع پر قادر ہو تو یہ عدم صلاحیت اولاد ایسا عیب نہیں ہے جس کی وجہ سے عورت تنسیخ نکاح کرادے اور نہ حاکم کا یہ تنسیخ کرانا منظور ہے۔ وہوالموفق

(بقیہ حاشیہ) لان لها حقاً فی الوطاء فلها المطالبة به ويجوز ان يكون ذلك لمرض ويحتمل ان يكون لآفة اصلية فجعلت السنة معرفة لذلك لاشتمالها على الفصول الاربعة..... فاذا مضت السنة ولم يصل اليها علم انه لآفة فتخير فان اختارت نفسها قال ابو يوسف ومحمد بانت وهو ظاهر الرواية وروى الحسن عن ابي حنيفة لا تبين الا بتفريق القاضى وهو المشهور من مذهبه..... وله ان النكاح عقد لازم وملك الزوج فيه معصوم فلا يزول الا بازالته دفعا للضرر عنه لكن لما وجب عليه الامساك بالمعروف او التسريح بالاحسان وقد عجز عن الاول بالعنة ولا يمكن القاضى النيابة فيه فوجب عليه التسريح بالاحسان فاذا امتنع عنه ناب القاضى منا به لانه نصب لدفع الظلم فلا تبين بدون تفريق القاضى فاذا فرق يصير كانه طلقها بنفسه فتكون تطليقة بائنة ليحصل مقصودها وهو دفع الظلم عنها بملكها نفسها ويشترط طلبها لان الفرقة حقها. (الاختيار لتعليل المختار ۲: ۱۵۰ فصل فى العيوب التى يثبت بها الخيار)

﴿۱﴾ قال الله تعالى: يهب لمن يشاء انثاً ويهب لمن يشاء الذكور، او يزوجهم ذكرانا وانثاً ويجعل من يشاء عقيماً، انه عليم قدير. (سورة الشورى آيت: ۳۹، ۵۰، پارہ: ۱۵)

